بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلۡمُتَوَحِّدِ
بِجَلَالِهِ الۡمُتَفَرِّدِ
وَصَلَاةُ مَوۡلٰنَا عَلٰی
خَیۡرِ الۡأَنَامِ مُحَمَّدِ
وَالۡاٰلِ وَ الۡأَصۡحَابِ هُمۡ
مَأۡوَایَ عِنۡدَ شَدَائِدِ
وَ أَدِمۡ صَلَاتِکَ وَ السَّلَامُ
عَلَی الۡحَبِیۡبِ الۡأَجۡوَدِ

شیخ الإسلام و المسلمین الإمام أحمد رضا خان القادری الهندی

نور اللّٰہ تعالی مرقده

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَھُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا (مریم ۱۹/۹۶)

بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمٰن محبّت کردے گا۔ (کنزالایمان)

امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش

جلد اول

مع سفرنامہ بنگلہ دیش

مفتی محمد راحت خاں قادری

بانی وناظم اعلیٰ دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ، بریلی شریف

اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن بنگلہ دیش

۱۸۲/الفاتح مارکیٹ (تیسری منزل) اندرقلعہ، چاٹگام

نام کتاب	:	امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش (اول)
مصنف	:	مفتی محمد راحت خاں قادری
پروف ریڈنگ	:	مولانا غلام مصطفیٰ رضوی، مالیگاؤں، ایڈیٹر یادگار رضا
صفحات	:	496
اشاعت	:	بموقع صدسالہ عرس اعلیٰ حضرت ۱۴۴۰ھ/۲۰۱۸ء
قیمت	:	500/=
تعداد	:	1000
ناشر	:	اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن بنگلہ دیش
تقسیم کار	:	**سنجری پبلیکیشن**، شاہی جامع مسجد مارکیٹ اندرقلعہ، چاٹگام، بنگلہ دیش 8801613160111+.
حقوق	:	بحق ناشر محفوظ
رابطہ نمبر	:	+919457919474/+8801817734178

ملنے کے پتے

(۱) **سنجری پبلیکیشن**، شاہی جامع مسجد مارکیٹ، اندرقلعہ، چاٹگام، بنگلہ دیش

(۲) **الامین الباریہ ماڈل مدرسہ**، چاٹگام، بنگلہ دیش

(۳) **محمدی کتب خانہ**، شاہی جامع مسجد مارکیٹ، اندرقلعہ، چاٹگام، بنگلہ دیش

(۴) **دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ**، بریلی شریف، انڈیا

(۵) **ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا**، کراچی، پاکستان

انتساب

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ [م ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء]

حضرت علامہ سید محمد عزیز الحق قادری شیر بنگلہ قدس سرہ [م ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء]

حضرت علامہ مفتی ابو النصر محمد عابد شاہ مجددی قدس سرہ [م ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء]

حضرت شاہ صوفی حافظ سید عبد الباری شاہ جی قدس سرہ [م ۲۰۰۵ء]

تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری قدس سرہ [۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۸ء]

ہے رضا کے نام کا بنگال میں کھلتا گلاب

منظوم تبصرہ بر کتاب لاجواب ''امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش'' تصنیف لطیف محبی وعزیزی علامہ مولانا مفتی محمد راحت علی رضوی اختر القادری بریلوی سلمہ اللہ الباری۔

ہے رضا کے نام کا بنگال میں کھلتا گلاب	نادر و نایاب ہے یہ اعلی حضرت کا گلاب
اک اضافہ خوش نما رضوی اَدب کا لاجواب	حبذا! راحت کہ کردی کار ہائے لا جواب
کیا ہی ذوق افزا ہے یہ تاریخ کا اعلیٰ نصاب	ذکر اعلی حضرت و بنگال ہے عمدہ کتاب
عشق میں ڈوبا ہوا ہر لفظ ونکتہ با صواب	اور محقق نے کیا ہے ناقدوں کا سد باب
قادری قلزم کا راحت تو ہے گویا سرخ آب	پر کشش تحریر ہے مثل رواں شفاف آب
صوری ومعنوی رخ سے بھی دیکھیں گر اسے	ظاہر و باطن سے گویا جھلملاتا آفتاب
تو نے راحت کر دیا روشن جمال یار کو	چودھویں شب میں ہو جیسے اک چمکتا ماہتاب
لو صلہ راحت کو آخر مل گیا چٹاگانگ میں	صفہٗ احباب نے واں شائع کردی آں کتاب
اے نظامِ دین آؤ! مل کے ہم مانگیں دعا	یا خدا راحت علی ہوں عالم زلف مآب
عالم برزخ سے آئی اک صدائے مستجاب	جملہ ارواح مشائخ داد دادند ''لاجواب!''
عالم بالا میں تاباںؔ دھوم اس کی ہے مچی	پڑھ رہے ہیں واں رضا بھی یہ کتاب مستطاب
من کہ تاباںؔ أعجمی وبے بضاعت، بے ہنر	وصف ہو کیوں کر بیاں ہے ارفع واعلیٰ کتاب

از: احقر العباد ہیچمدان سید وجاہت رسول قادری رضوی غفرلہ ولوالدیہ

سرپرست اعلیٰ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، انٹرنیشنل، کراچی، اسلامی جمہوریہ پاکستان

اجمالی فہرست

چند باتیں

گذشتہ سال جب بنگلہ دیش میں تھا ایک دن حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی چاٹگامی حفظہ اللہ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے متعلق ہم آپس میں باتیں کررہے تھے، اچانک بات یہ آئی کہ "امام احمد رضا اور بنگلہ دیش" کے موضوع پر کام ہونا چاہیے۔ میں نے باتوں ہی باتوں میں حامی بھرلی اور کام بھی شروع کردیا۔ بنگلہ دیش میں تقریباً ۲۲/دن قیام رہا، اس دوران اس کا خاکہ تیار کر کے کچھ صفحات لکھے جس کی اشاعت ۹۹/ویں عرس رضوی کی مناسبت سے ماہ نامہ "سنی دنیا" بریلی شریف انڈیا "معارفِ رضا" کراچی پاکستان اور "جہان رضا" لاہور میں ہوئی جس کو پڑھ کر اصحابِ تحقیق وقلم نے میری خوب حوصلہ افزائی فرمائی، جس کی وجہ سے کام میں مزید دلچسپی بڑھ گئی۔

چونکہ اس موضوع پر خاطر خواہ کام نہیں ہوا تھا، اس وجہ سے مواد کی فراہمی ایک اہم مسئلہ تھا، جس کے متعلق حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب نے میرا بھرپور ساتھ دیا اور اول دن سے لے کر کتاب کی اشاعت تک ساتھ ہیں، دیگر تعاون کے علاوہ جس مقام پر بنگلہ زبان کی کتابوں کا ترجمہ مرقوم ہے اس میں انہیں کی محنت شامل ہے۔ صاحبزادہ حضرت علامہ سید وجاہت رسول قادری دامت برکاتہم العالیہ نے بھی اس متعلق بیش بہا مشورے عنایت فرمائے اور خوب حوصلہ افزائی فرمائی، حضرت کی کثیر عنایات رہیں جن کی تفصیل کا یہ مقام حامل نہیں۔

صاحبزادہ حضرت علامہ سید وجاہت رسول قادری کے ساتھ تمام معاونین کا میں دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں، خاص کر "اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن بنگلہ دیش" کے جملہ اراکین اور صدر محترم حضرت مولانا الحاج محمد بدیع العالم رضوی دامت برکاتہم العالیہ، سکریٹری حضرت مولانا ابوناصر محمد طیب علی صاحب اور فاؤنڈیشن کے دیگر عہدے داران اور ذمہ داران کا کہ جنہوں نے برصغیر میں سب سے پہلے اس کتاب کی اشاعت کا منصوبہ

بنایا۔ برادرِ طریقت گرامی قدر حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رضوی بھی بجا طور پر شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے بے پناہ مصروفیات اور ہجومِ کار کے باوجود میری گزارش پر نہایت ہی جاں فشانی وعرق ریزی کے ساتھ کتاب کو لفظ بہ لفظ دقتِ نظر سے پڑھا اور اس کی پروف ریڈنگ فرمائی اور اپنے مفید مشورے بھی عطا فرمائے۔

کمپوزنگ کی غلطیاں دور کرنے کے لیے حتی الامکان کوشش کی گئی، اس کی وجہ سے کئی مرتبہ پروف ریڈنگ بھی کی، پھر بھی انسان سے غلطی اور بھول چوک کا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں "الإنسان مرکب من الخطأ و النسیان" لہٰذا قارئینِ کرام اور اصحابِ فکر ونظر سے گزارش ہے کہ اگر کوئی خامی نظر آئے تو براہ راست ادارہ کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کے ازالہ کی کوشش کی جائے۔

محمد راحت خاں قادری غفرلہ القوی

بانی وناظم دار العلوم فیضان تاج الشریعہ، بریلی شریف، انڈیا

مقیم حال الامین باریہ کامل ماڈل مدرسہ، چاٹگام، بنگلہ دیش

۲۲ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ/ ۳/اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز بدھ

تقاریظ و تاثرات

- حضرت علامہ محمد عسجد رضا خاں قادری، انڈیا
- صاحبزادہ حضرت علامہ سید وجاہت رسول قادری، پاکستان
- میر سید محمد حسین میاں واحدی بلگرامی، انڈیا
- حضرت علامہ محمد عبد المنان، بنگلہ دیش
- حضرت علامہ محمد بدیع العالم رضوی، بنگلہ دیش
- حضرت علامہ مفتی خوشنود عالم رضوی، انڈیا
- حضرت مولانا غلام مصطفی رضوی، انڈیا
- مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی، ہاسپیٹ، انڈیا

دعائیہ کلمات

شہزادہ و جانشینِ حضور تاج الشریعہ **حضرت علامہ محمد عسجد رضا خاں قادری** دامت برکاتہم العالیہ

سربراہ اعلی مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف

بِسْمِ اللہ الرحمن الرحیم

مولانا محمد راحت خان قادری صاحب کی تالیف کردہ کتاب مسمّٰی بہ "**امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش**" کو مولی تعالی شرف قبول بخشے اور اس کے مؤلف کو دین کی بیش از بیش خدمت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبي الكريم عليه و على آله أفضل الصلاة وأكرم التسليم

فقیر محمد عسجد رضا قادری رضوی غفرلہ

درگاہ اعلی حضرت بریلی شریف

تقدیم

صاحبزادہ علامہ سید وجاہت رسول قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

سرپرست اعلیٰ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، انٹرنیشنل، کراچی، اسلامی جمہوریہ پاکستان

حضرت سید صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ [اس وقت بسترِ علالت پر ہیں تمام سنیوں سے گزارش ہے کہ وہ حضرت کی صحت وسلامتی اور شفایابی کے لیے خصوصی دعا فرمائیں] نے علالت کے باوجود کتاب کو پڑھا اور راقم کی بہت حوصلہ افزائی فرمائی، دعائیں دیں اور کتاب پر منظوم تبصرہ ۲۹ رستمبر ۲۰۱۸ء کو اور مندرجہ ذیل کلماتِ تحسین ودعا ۲۱ رمحرم الحرام ۱۴۴۰ھ/ ۲ /اکتوبر ۲۰۱۸ء بروز منگل کو بوقتِ تہجد پاکستانی وقت کے مطابق تقریباً ۳ ربجے رات کو واٹس ایپ کے ذریعہ فی البدیہ لکھ کر ارسال فرمائے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے سایۂ عاطفت کو شفا وصحت کے ساتھ ہم اہل سنت کے سروں پر تادیر سلامت فرمائے۔ (تشنۂ دعا: محمد راحت خاں قادری غفرلہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک مشہور مقولہ ہے: ''سفر وسیلۂ ظفر ہے'' یہ ایک حقیقت ہے، سیر وسفر سے انسان کا تعلق بہت پرانا ہے۔ قرآن حکیم میں متعدد انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اسفار کا ذکر ملتا ہے۔ مثلا: انسان کا اولین سفر وہ تھا جب حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے جنت سے علاحدگی کے بعد دنیا کی طرف کیا۔ آدم ثانی حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کا بذریعہ کشتی سفر، پھر حضرت لوط علیہ الصلاۃ والسلام، حضرت ابراہیم، حضرت موسی، حضرت خضر،

حضرت یوسف، حضرت ایوب، حضرت یونس، حضرت صالح اور حضرت عیسی علی نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام کے اسفار کا ذکر جمیل موجود ہے۔

ہمارے حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حالتِ شیرخوارگی سے لے کر ہجرتِ مدینہ منورہ تک اور قیامِ مدینہ مشرفہ کے اسفار مشہور ہیں۔ لیکن سب سے بڑا اور مبارک سفر تو سفر معراج شریف تھا۔ گویا انسان اول سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا سفر آسمان سے زمین کی جانب تھا اور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سفر زمین سے عرش معلیٰ کی رفعتوں بلکہ سدرۃ المنتہی کی بلندیوں سے بھی پرے تھا۔ بقول رضا بریلوی علیہ الرحمہ: ؎

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے، سرِ عرش تخت نشیں ہوئے

یہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکاں، وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالی عنہم کے دور میں سفر کا سلسلہ مزید بڑھا، اس میں تجارتی وتبلیغی اسفار، اس کے علاوہ اسلامی فتوحات اور پھر دار الخلافہ مدینہ شریف سے کوفہ پھر شام (دمشق) منتقل ہونے پر بڑے پیمانے پر لوگ مصر، ایران، عراق، ترکی اور اردگرد کے دیگر ممالک کو ہجرت کر گئے۔ عراق، مصر، شام اور ماوراء النہر کے بلاد میں بڑے بڑے علما واولیا نے علمی وروحانی مراکز قائم کر لئے جس کی وجہ سے بڑے پیمانے پر تشنگانِ علم سفر پر نکلنے لگے۔

تجارتی وسیاسی بنیاد پر ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقلی کا سلسلہ جاری رہا۔ جدید دور آتے آتے مزید بڑھ گیا کہ ذرائع آمد ورفت اور نقل وحمل کی سہولیات نے فاصلے کم کر دیے اور سفر کو آرام دہ بنا دیا۔ آج کا سفر زیادہ موثر طریقے سے ''وسیلۂ ظفر'' بن گیا ہے۔

ہمارے اولیا اللہ اور علما ومشائخ نے بھی ''سیروا فی الارض'' کا پورا پورا حق ادا کیا اور اپنے سفر کو صحیح معنوں میں وسیلۂ ظفر بنایا۔ حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش، حضرت خواجہ عثمان ہارونی، حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمہم اللہ تعالیٰ کے مبارک اسفار کا حال ان کے تذکروں اور سوانح حیات میں قدرے تفصیل کے ساتھ ملتا ہے۔

جناب محبی وعزیزی مولانا مفتی محمد راحت علی خان اختر القادری سلمہ الباری نے بھی اس سے بھرپور طریقے پر استفادہ کرنے کی ٹھانی اور فقیر کے فرزند معنوی وروحانی مولانا محمد نظام الدین رضوی سلمہ الباری کی دعوت پر بنگلہ دیش کا سفر کر ڈالا، ماشاء اللہ اب تک بریلی شریف سے ''چاٹگام بنگلہ دیش'' ۲؍بار سفر کر چکے ہیں، پہلی مرتبہ ۲۰۱۷ء میں تقریباً ۲۲؍دن قیام رہا اور دوسری مرتبہ اگست ۲۰۱۸ء سے اب تک دو ماہ کا عرصہ گزار چکے ہیں اور ۱۶؍اکتوبر ۲۰۱۸ء کو بریلی شریف واپسی کا ارادہ ہے۔ اسی دوران مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب نے فقیر کے سفرنامۂ بنگلہ دیش ''معارف رضا'' میں شائع شدہ اقساط کی اسکین شدہ کاپیاں ان کو دیں۔ اس کے مطالعہ کے بعد مفتی صاحب کے ذہن میں روشنی کی ایک نئی کرن پیدا ہوئی اور انہوں نے محسوس کیا کہ ''علمائے بنگال اور امام احمد رضا قدس سرہ'' کے حوالے سے ابھی کوئی تحقیقی کام سامنے نہیں آیا۔ انہوں نے مولانا نظام الدین کے کہنے پر فقیر سے فون پر مشورہ کیا، احقر نے کہا یہ تو بہت اچھی خبر ہے ''بسم اللہ'' کہہ کر شروع کریں۔

مفتی صاحب کا وطن ولادت شاہجہان پور، یوپی، انڈیا ہے۔ لیکن عشق رضا کشاں کشاں ان کو شہرِ عشق ومحبت بریلی شریف لے آیا، یہاں مشہور ادارہ ''الجامعۃ القادریہ'' رچھا (ناظم اعلیٰ حضرت علامہ مولانا صغیر احمد جوکھنپوری زید مجدہ) سے جماعت خامسہ تک تعلیم حاصل کی (2007ء)، بعدہ برصغیر پاک وہند وبنگلہ دیش کی سب سے عظیم عربی یونیورسٹی ''مصباح العلوم الجامعۃ الاشرفیہ'' مبارکپور (ضلع اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا) سے دستارِ فضیلت و اسناد حاصل کی (2010ء)، یہاں سے فراغت کے بعد بھی علم کی تشنگی کی سیرابی کے لئے یادگار اعلیٰ حضرت ''جامعہ رضویہ منظر اسلام'' بریلی شریف کا رخ کیا، 2012ء میں امتیازی نمبروں سے ''تخصص فی الفقہ'' کی سند حاصل کی اور دستارِ ''فقہ وافتا'' فرقِ ناز پہ سجائی۔

مفتی صاحب کی خوش نصیبی ہے کہ انہوں نے اپنے وقت کے فاضل اور ماہرینِ فن اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا اور کسب فیض وعلم کا کوئی موقع ضائع کئے بغیر اپنے علمی سفر کو کامیابی سے جاری رکھا اور ہر موجود اور قابلِ رسائی چشمۂ علمی سے سیراب ہونے

کی سعی وکاوش کی۔ آپ کے اساتذہ اور روحانی شیوخ میں وقت کی جید ذواتِ مقدسہ شامل ہیں، مثلاً:

شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ، حضرت علامہ، مفتی محمد اختر رضا خاں قادری الازہری، حضرت علامہ مولانا اعجاز احمد مصباحی، مفتی اعظم راجستھان، حضرت علامہ مفتی محمد اشفاق نعیمی، حضرت علامہ مفتی فاروق رضوی، مفتی منظر اسلام بریلی شریف (رحمہم اللہ تعالی علیہم أجمعین)

تلمیذ حضور صدر الشریعہ وخلیفہ حضور مفتی اعظم ہند، حضرت مفتی محمد لطف اللہ قادری صاحب، پیر طریقت حضرت مولانا محمد نصیر الدین عزیزی صاحب، حضرت مولانا محمد اسرار احمد مصباحی صاحب، حضرت مفتی محمد معین الدین خاں برکاتی صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد ناظم علی مصباحی صاحب ودیگر مقتدر اساتذہ کرام، ادام فیوضاتھم۔

مولانا مفتی راحت علی خاں (ولادت: 1990) ایک نہایت فاضل نوجوان عالم ہیں۔ ان کے کوائف سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں اپنے وقت کے فاضل علما سے علمی و روحانی استفادہ کیا ہے۔ ہمارے فاضل ممدوح کو حضرت تاج الشریعہ سے شرف بیعت و خلافت بھی حاصل ہے، اس طرح نبیرۂ میر عبدالواحد بلگرامی، حضرت شاہ میر سید حسین میاں، صاحب سجادہ بلگرام شریف سے خلافت کا اعزاز ملا ہے جو ایک بہت عظیم شرف ہے۔ اس طرح حضرت مفتی راحت علی خاں صاحب کی شخصیت مجمع البرکتین ہوگئی ہے۔ سبحان اللہ!

ایں سعادت بزور بازو نیست!

آپ نے مختلف زاویوں سے میدان تحریر میں طبع آزمائی کی ہے جن میں سے کچھ کتابیں مطبوع ہیں اور کچھ غیر مطبوع ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) فقہ وافتا کا مختصر تعارف، المعروف بہ ''ریحان الفقہ'' [مطبوع]

(۲) مروجہ قوالی کا شرعی حکم، ہندی [مطبوع]

(۳) الکلمات القاطعۃ للأفکار الزائفۃ [مطبوع]

(۴) پرانا جال نئے شکاری [مطبوع]

(۵) حجابِ تصوف میں بھیانک چہرہ [مطبوع]

(۶) یونیفارم سول کوڈ کی آڑ میں ملک کو ہندوراشٹر بنانے کی سازش [اردو، ہندی مطبوع]

(۷) میلادرسول اوراساطین امت [مطبوع]

(۸) اصلاح الفکر لمن قال بأن نسبة الخطأِ من الوزر المعروف بہ ''سِنَانِ قادری'' [مطبوع]

(۹) مائیکروفونک نماز قدیم وجدید فقہا کی نظر میں [مطبوع]

(۱۰) خانوادۂ امام احمد رضا کی اشاعتی خدمات [غیر مطبوع]

(۱۱) ترجمہ وتشریح: مثنوی ردِّ امثالیہ۔از: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ [غیر مطبوع]

(۱۲) ترتیب وتخریج: مبحث الاذان وشافی جواب پر کافی ایرادات۔تصنیف تاج العلما حضرت علامہ سید محمد میاں قادری برکاتی مارہروی قدس سرہ [مطبوع]

(۱۳) تحقیق وتخریج، حاشیہ: تحقیقات محمدیہ لحل اوہامِ نجدیہ۔تصنیف حضرت علامہ فضل المجید فاروقی فریدی قدس سرہ [غیر مطبوع]

(۱۴) تحقیق وتخریج، حاشیہ: اقول الصحیح الفصیح فی ھذا افساد الوسواس القبیح۔تصنیف حضرت علامہ فصیح الدین بدایونی علیہ الرحمہ [غیر مطبوع]

(۱۵) تحقیق وتخریج، حاشیہ: کشکولِ فقیر قادری۔مرتب حضرت مولانا حسنین رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ [غیر مطبوع]

(۱۶) تخریج وتحشیہ: تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال۔تصنیف تلمیذ رشید والد ماجد اعلیٰ حضرت علامہ مفتی حافظ بخش آنولوی [غیر مطبوع]

اس کے علاوہ ملک اور بیرونِ ملک کے اہل سنت وجماعت کے مشہور رسائل وجرائد میں وقتاً فوقتاً مختلف عنوانات پر مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں جس سے مصنف ممدوح کی جولان قلم اورزودنگاری کا اندازہ ہوتا ہے۔

زیرنظر کتاب ''امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش'' ان کی جودتِ طبع، اور میدانِ تحقیق وتدقیق میں ان کی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ مصنف ایک فقیہ

ہے اور فقیہ کے متعلق یہ قرآنی فیصلہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ خیر کثیر عطا فرماتا ہے اسے فقیہ بنا دیتا ہے، یعنی فقیہ صاحبِ عقل وفراست ہوتا ہے، اس کی قوتِ استنباط اور قوتِ استدلال عام عالم کے مقابلہ میں بہت قوی ہوتی ہے، ماحول وگردوپیش پر اس کی گہری نظر ہوتی ہے، کسی قضیہ کے عواقب وعوامل کے ادراک کی اعلیٰ صلاحیت کا مالک ہوتا ہے، علومِ قرآن وتفسیر، اسماء الرجال وشروحِ احادیث، صنائع وبدائع، عربی، فارسی، اردو اور اپنی مادری زبان کی لسان ولغت پر کامل دسترس کے علاوہ لغتِ قرآن اور اصولِ صرف ونحو سے بدرجۂ اتم واقفیت ہوتی ہے۔اس لئے ایک ایسا شخص ہی تحقیق وتدقیق کے میدان میں کامیاب وکامران ہوتا ہے۔راقم زیرتبصرہ کتاب کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ ان کی ذات ان تمام مذکورہ خوبیوں کا ایک عطر مجموعہ ہے۔اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کی فقہی خدمات اور رضویات کے دیگر عناوین کے حوالے سے مستقبل میں ان کی نت نئی تحقیقی نگارشات کے منصۂ شہود پر آنے کی بڑی توقعات وابستہ ہیں، ہماری دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔

جناب مفتی راحت صاحب نے اپنی تصنیف ''امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش'' تین حصوں میں تقسیم کی ہے۔زیرنظر مسودہ پہلی جلد ہے۔جس نظم وضبط اور حسن ترتیب کے ساتھ موصوف نے اسے ترتیب دیا ہے وہ ان کی زیرک نگاہی، موضوع سے خصوصی لگاؤ، اور معروضاتی فکر کی آئینہ دار ہے۔قاری سبحان اللہ کہے بغیر ان مقامات سے نہیں گزرتا۔

ابتدا میں امام ہمام، مجدد دین وملت، اعلی حضرت امام احمد رضا، محمدی، حنفی، قادری قدس اللہ سرہ العزیز کا نہایت جامع اور مستند تعارف ہے۔جس کے مطالعہ کے بعد قاری اس بات کا قائل ہوجاتا ہے کہ احمد رضا کو امام وقت، عبقری زمانہ، فردِ یگانہ اور مجددِ وقت علمائے عرب وعجم نے کیوں کہا۔مفتی صاحب نے اس کتاب میں دلائل قاہرہ کے ساتھ ثابت کیا کہ صرف ''بنگلہ دیش'' ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے ''گلوبل ویلیج'' کو یہ پیغام دیا کہ امام کی اقتدا میں آجاؤ۔کیونکہ بقول ع

یہی ہے صاحب آموز، زمانے کا امام

مصنف محترم نے اعلیٰ حضرت کے بنگلہ دیش میں مستفتیان، تلامذہ، مریدین، خلفا،

متوسلین اور محبین علما و مشائخ کی طویل فہرست بڑی جانفشانی سے تیار کی ہے، جو کہ تمام موجود اور غیر موجود وسائل استعمال کر کے بنائی گئی ہے۔ تحقیق و تدقیق علمی مزاج کے علاوہ مستقل مزاجی اور ذوق لطیف کا متقاضی ہے، ترتیب و پیش کش کے لئے ایک جامع منصوبہ بندی اور نظم و ضبط کی ضرورت ہوتی ہے۔ مفتی صاحب کے زیر نظر مقالہ میں یہ تمام خوبیاں قاری کو نظر آتی ہیں۔ اس سلسلے میں انہیں مولانا محمد نظام الدین صاحب کا بھر پور تعاون حاصل رہا، نو دریافت بزرگوں کے حالات اور ان کی دستیاب سندات کے حصول کے لئے مصنف محترم، مولانا نظام الدین صاحب اور ان کے مخلص ساتھیوں کو بنگلہ دیش کے مختلف علاقوں کا سفر بھی کرنا پڑا۔

وہی ہے صاحبِ امروز جس نے اپنی ہمت سے

زمانے کے سمندر سے نکالا گوہر فردا

مفتی صاحب ایک فکر صحیح کے حامل، مخلص عالم دین ہیں اور اتفاق سے بنگلہ دیش میں جوان کے رفیق اور معاون حضرات ہیں، یعنی مولانا محمد نظام الدین رضوی اور مولانا محمد اسمٰعیل رضوی صاحبان بھی نہایت مخلص اور دین و مسلک کا سچا درد رکھنے والے احباب ہیں، اس لئے راقم کو قوی امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کی تینوں جلدوں کو مصنف ممدوح مختصر مدت میں منصۂ مشہود پر لے آئیں گے۔

زبان و بیان کے اعتبار سے بھی آپ کا مقالہ قابل ستائش ہے، اسلوب تحریر شستہ اور شگفتہ ہے، روانی اور سلاست قاری کو کہیں رکنے نہیں دیتی، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قلم کار نے اردو کی ''وادی ذی ذرع''، میں پرورش و پرداخت پائی ہے۔ مفتی راحت قادری صاحب کی زیر نظر علمی کاوش اس قدر محاسن کی حامل ہے کہاں سب کا احاطہ کرنا اس ناچیز جیسے ہیچمدان اور وہ بھی بستر علالت پہ صاحب فراش کے لئے ان سب کا احاطہ کرنا ممکن نہیں، لیکن آخری سطور میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ''امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش'' کے حوالے سے یہ ایک پہلا بڑا اور منفرد کام ہے اور یہ علمی مقالہ اس قابل ہے کہ محقق مفتی صاحب کو ''چٹا گانگ'' یا ''ڈھاکہ'' یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی سند سے نواز جائے، ورنہ موصوف اپنے وطن جا کر

''روہیل کھنڈ یونیورسٹی'' بریلی شریف سے یہ سند حاصل کریں۔

اس سے قبل ''ادارۂ تحقیقات امام احمد انٹرنیشنل کراچی'' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید مجدہ نے اس سمت میں پاکستان کے تین شہروں کے حوالے سے چند مقالے لکھے تھے:

(1)۔ امام احمد رضا اور علمائے لاہور (2)۔ امام احمد رضا اور علمائے بھاولپور (3)۔ امام احمد رضا اور علمائے کراچی (4)۔ امام احمد رضا اور علما ڈیرہ غازی خاں (5)۔ امام احمد رضا اور علمائے سندھ

ایک اہم کام پاکستان چکوال کے ایک معروف محقق سید عابد حسین شاہ صاحب نے (چند حکمتوں کی بنا پر مصنف کے مختلف ناموں کے ساتھ) امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور علمائے عرب کے حوالے سے درج ذیل کتب لکھی تھیں۔:-

(1)۔ امام احمد رضا اور علمائے مکہ (2)۔ مکہ مکرمہ کے عجیمی علماء (3)۔ امام احمد رضا اور الدولۃ المکیہ کے مقرضین علما (4)۔ مکہ مکرمہ کے کتبی علما (5)۔ دمشق کے غلابینی علما

یہ آج سے تقریباً 15 سال قبل کی بات ہے۔ سید صاحب کا یہ تاریخی تحقیقی کام اصل مسودات اور ماخذ پر مبنی تھا اور اس وقت کے جید علما و صاحب علم و تحقیق مثلاً، ماہر رضویات، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے اعلیٰ درجہ کا تحقیقی کام قرار دیا تھا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ ایک وقت آئے گا کہ اس (امام احمد رضا) عظیم عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی محبت اور نسبت غلامی کے صدقے آپ کا یہ تحقیقی مقالہ بھی اہل علم و تحقیق سے خراجِ تحسین وصول کرے گا۔ آخر میں یہ شعر آپ کے بامذاق مزاج کی نذر کر کے رخصت چاہوں گا:

بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من

کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند

احقر العباد ہیچمدان: سید وجاہت رسول قادری رضوی غفرلہ ولوالدیہ

سر پرست اعلیٰ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، انٹرنیشنل، کراچی، اسلامی جمہوریہ پاکستان

جہاں رہے گا وہیں روشنی لٹائے گا

نبیرۂ میر عبدالواحد بلگرامی حضرت میر **سید حسین احمد حسین میاں** واحدی بلگرامی
سربراہِ اعلیٰ جامعہ میر عبدالواحد و سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ واحدیہ زاہدیہ، بلگرام شریف، انڈیا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ امام عشق و محبت تھے...... انھوں نے عشقِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چراغ مسلمانوں کے ذہن و فکر اور قلب و جگر میں ایسا روشن کیا کہ زمانہ ان کو امامِ عشق و محبت سے یاد کرنے لگا...... وہ امام الفقہا تھے...... کیوں کہ فقہِ حنفی کی تحقیق و تدقیق پر جو خدمات آپ نے انجام دیں اُس کی نظیر آپ کے زمانہ میں کہیں نظر نہیں آتی...... شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت کے سمندروں سے اُن کو وافر حصہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلِ خاص سے عطا فرمایا تھا...... جی آپ تفصیل کرتے چلے جایئے جس علم اور جس زاویہ سے آپ ہمارے امام کو دیکھیں گے وہ اس حیثیت سے آپ کو امام و منفرد ہی نظر آئیں گے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ ایک عالمی شخصیت تھے...... اُن کو دینی و مذہبی علوم کے علاوہ عصریات پر بھی زبردست مہارت تھی...... حقیقت یہ کہ وہ اُن علوم و فنون میں بھی امام ہی کی حیثیت رکھتے تھے...... حیرت ہے کہ آج زمانہ نے بہت ترقیاں کر لی ہیں...... روشن خیالی بھی عام ہو چکی ہے...... لیکن اس کے باوجود دنیا کی مشہور ''کیمبرج یونی ورسٹی'' (Cambridge University) وغیرہ میں بھی آج تک وہ تمام علوم و فنون نہیں پڑھائے جاتے جن میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مہارت رکھتے تھے...... بلکہ ہمارے امام تو بہت سے ایسے علوم بھی جانتے تھے کہ جن کو دنیا میں جاننے والا اس وقت کوئی بھی شخص نظر نہیں آتا...... ہمارا یہ دعویٰ صرف عقیدت و محبت میں محض زبانی زباں خرچ نہیں ہے...... بلکہ ہمارے اس دعویٰ پر ہمارے امام کی لکھی ہوئی کتابیں منہ بولتی روشن دلیل ہیں۔

افسوس ہے کہ عالم اسلام کی اتنی بڑی شخصیت کو ایک صدی گزرنے کے بعد بھی ہم دنیا کے سامنے کما حقہ متعارف نہیں کروا سکے...... متعارف کروانا تو بہت دور کی بات بعض مقامات تو ایسے ہیں کہ جہاں ہمارے امام کے گہرے اثرات قائم تھے...... وہاں بھی ہم قابل قدر کام نہ کر سکے اور امام سے وابستہ یادیں دھندلی ہونے لگیں...... مریدین، خلفا، تلامذہ اور دینی و تبلیغی خدمات کی وجہ سے جن مقامات پر ہمارے امام کے اثرات کافی گہرے تھے انہیں میں سے ایک جگہ ''بنگلہ دیش'' کی سرزمین بھی ہے...... وہاں سے متعلق رضویات پر کثیر علمی و تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔

آج ایک فون آیا...... فون تو روز آتے ہیں...... روزانہ آنے والے درجنوں فون نہ تو اس لائق ہوتے ہیں کہ اُن کو بیان کیا جائے...... نہ ان کے آنے سے وہ مسرت و شادمانی حاصل ہوتی ہے جو آج کے فون سے حاصل ہوئی...... ہمارے بہت قریبی و عزیز خلیفۂ حضور تاج الشریعہ محترم مفتی محمد راحت خاں قادری زید مجدہ، بانی و ناظم اعلیٰ دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف آج کل ''بنگلہ دیش'' کے سفر پر ہیں...... آج انھیں کا فون راحت و فرحت لے کر آیا تھا...... انھوں نے خبر دی کہ ''**امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش**'' نام سے انھوں ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی ہے...... جو بنگلہ دیش سے شائع ہو رہی ہے...... اس عنوان پر لکھی گئی یہ سب سے پہلی کتاب ہے...... رضویات پر علما و محققین کی جانب سے ہمہ جہت کام کی کوشش کی گئی لیکن یہ موضوع ابھی تک مکمل تشنہ تھا...... جس کی بھرپائی کی سعی مشکور مذکورہ کتاب کے ذریعہ کی گئی ہے۔

موصوف نوجوان عالم و مفتی ہیں...... لکھنے پڑھنے کا ذوق رکھتے ہیں...... جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں حقِ تحقیق ادا کر دیتے ہیں...... تقریباً ایک درجن سے زائد کتابوں پر کام کر چکے ہیں...... سال گذشتہ ۲۰۱۷ء میں تقریباً ۲۰ر دنوں کے لیے بنگلہ دیش تشریف لے گیے تھے...... وہاں کے کسی مشہور و معروف ادارہ میں دورۂ حدیث کے طلبہ کو روزانہ ۲ر گھنٹہ درسِ حدیث دیتے اس کے بعد دیگر مصروفیات میں مشغول ہو جاتے...... اس سال بھی تقریباً ۲ر ماہ کا مکمل عرصہ گزر چکا ہے ابھی تک وہیں مقیم

ہیں......روزانہ دو یا تین گھنٹے دورۂ حدیث کے طلبہ کو درسِ حدیث دیتے ہیں پھر اپنے دیگر کاموں میں مصروف ہوجاتے ہیں......عموماً انسان جب اپنے وطن سے دور جاتا ہے تو اس کے کام کی رفتار تھم جاتی ہے......خاص کر تحریر و تحقیقی کام ہمیشہ یک سوئی و یک جوئی چاہتے ہیں......لیکن موصوف کے کام کو دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وطن سے دور جا کر بھی اپنے تحریری و تحقیقی کام کو متاثر نہیں ہونے دیا......بلکہ اس کام کو بھی ایک نیا رنگ دیا اور ''بنگلہ دیش'' و ''رضویات'' کے متعلق ایک نئے زاویہ سے کام کو شروع کر دیا......اس کام کو ایک نئی منزل تک پہنچا بھی دیا......اتنے کام عرصہ میں اتنا عظیم کام سچ ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ہر ایک کی اپنی قسمت ہے......خدائے تعالیٰ جس سے جو کام چاہتا ہے لے لیتا ہے......موصوف کے لیے دل کی گہرائیوں سے یہ صدا نکلی......تم تو یقیناً جواں سال، بلند ہمت، اعلیٰ فکر محقق ہو......محققین کرۂ ارض کے کسی بھی خطہ میں رہیں جہاں بھی ہوں گے وہاں کی فضا ان کی علمی و تحقیقی کرنوں سے منور ہوتی رہے گی۔

جہاں رہے گا وہیں روشنی لٹائے گا

کسی چراغ کا اپنا مکاں نہیں ہوتا

اللھم زد فزد! مالک و مولیٰ مفتی صاحب زید علمہ و شرفہ کی اس عظیم تحقیقی و علمی کاوش کو قبول فرما کر مقبولِ عوام و خواص بنائے، قلم میں مزید پختگی و روانی عطا فرمائے۔

بندۂ پر تقصیر فقیر واحدی

میر سید محمد حسین احمد واحدی بلگرامی

سجادہ نشین خانقاہِ عالیہ قادریہ واحدیہ چشتیہ

و سربراہِ اعلیٰ جامعہ میر عبد الواحد، بلگرام شریف ضلع ہردوئی (یوپی)

۱۷ر محرم الحرام ۱۴۴۰ھ/ ۲۹ر ستمبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ مبارکہ

تقریظ جلیل

مترجم کنز الایمان، مصنف کتب کثیرہ، ادیب شہیر حضرت علامہ **محمد عبد المنان** صاحب
ڈائرکٹر جنرل، انجمن ریسرچ سینٹر، خانقاہ قادریہ سیدیہ سریکوٹیہ، چاٹگام، بنگلہ دیش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

حضور اکرم نورِ مجسّم سیدِ عالم جانِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِأَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔

ترجمہ: ہر صدی کے اختتام پر اس امت کے لیے اللہ تعالیٰ ایک مجدد ضرور بھیجے گا جو امت کے لیے اس کا دین تازہ کر دے۔ (ابوداؤد شریف)

اس بات میں شک و شبہ کا شائبہ تک نہیں کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت آقائے نعمت امام اہل سنّت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالے عنہ چودھویں صدی ہجری کے عظیم مجدد ہیں۔ کیوں کہ ہجری تیرہویں صدی کے آخر میں جب انگریز گورنمنٹ کی سرپرستی میں سارے ہندوستان میں نیچریت، دہریت اور وہابیت و دیوبندیت کی بادِ سموم چل رہی تھی، فضا ان کی بدعقیدگیوں و بداعمالیوں سے آلودہ ہو چکی تھی، چہار جانب الحاد و بے دینی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے چھا چکے تھے، اس دورِ ظلمت میں ایک عاشق رسول اور امام کی حیثیت سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری ہوئی، جنھوں نے باطل کے اندھیروں میں حق کا چراغ روشن کیا اور اُن کا قلم گستاخانِ رسول پر قہر الٰہی کی بجلیاں بن کر گرا اور ان کے باطل عقیدوں کو جلا کر راکھ کر دیا، جنھوں نے اس برصغیر کے مسلمانوں کو انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی سے آزاد ہونے کا سبق دیا، جن کے سامنے عرب و عجم اور حل و حرم کے بڑے بڑے علما نے سرِ نیاز خم کیا، اور جن کی تجدید کے روحانی اثر نے نوری جھلک بن کر اس برصغیر بلکہ عالم کے بہت سے ممالک کو بھی روشن کر دیا، الحمدللہ، بنگلہ دیش کی

زمین اوراس کے باشندوں کو بھی اس روشنی کا کافی حصہ ملا۔

چنانچہ بنگلہ دیش کے مختلف حصوں میں مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کثیر التعداد علما موجود تھے اور ابھی بھی موجود ہیں، ان میں سے بہت سے علمانے اعلیٰ حضرت اور ان کے مدرسے سے تعلیم وتربیت حاصل کی اور بہت سے علما ایسے ہیں جو دوسرے کسی طریقے سے دربار اعلیٰ حضرت سے وابستہ ہوکر آرہے ہیں، الحمدللہ! تتبع وتلاش سے ثابت ہوا کہ ثانی الذکر نوعیت کے علما کی تعداد بھی یہاں بہت بڑی ہے، جن کی رہائش اور مواقع عمل بنگلہ دیش کے دور دراز انحا واطراف میں ہے، علاوہ ازیں بنگلہ دیش میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی شہرت اور ان کی کتابوں کے وصول کا سلسلہ مدت دراز سے جاری تھا، بیرونی ممالک سے مسلک اعلیٰ حضرت کے متبحر علما اور اس مسلک سے متاثر ومزین مشائخ اہل سنت کے ورودِ مسعود نے بھی مدت طویلہ سے برصغیر کے اس خطہ کو محظوظ فرمایا ہے، چنانچہ ان وسائل کی بنا پر ایک طرف اس ملک کے شعرا ومصنفین حضرات نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی منقبت پر کتابیں تصنیف کیں اور مختلف زبانوں میں قصائد تحریر فرمائے، دوسری طرف یہاں ایسے با برکات بزرگ حضرات بھی گزرے، جنھوں نے بڑے بڑے دینی ادارے مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم کیے، ان میں ولی کامل حضرت سید احمد شاہ سریکوٹی علیہ الرحمہ کا بنا کردہ ''جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ مدرسہ، چاٹگام'' اور انھیں کے فرزند بابرکت رہنمائے شریعت و طریقت حضرت حافظ قاری سید محمد طیب شاہ علیہ الرحمہ کا بنا کردہ ''جامعہ قادریہ طیبیہ عالیہ، ڈھاکہ'' اور پیر طریقت حضرت حافظ قاری سید عبدالباری شاہ صاحب علیہ الرحمہ کا بنا کردہ ''الامین باریہ عالیہ مدرسہ، باہرسگنل، چاٹگام'' وغیرہ قابل ذکر ہیں، نیز زمانے اور ماحول کی چاہت کی بنا پر اس خطۂ ارض میں ایسے علما اور نوجوانان اہل سنت بھی پیدا ہوئے جنھوں نے بڑی تعداد میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف کردہ مایہ ناز کتابوں کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کرکے شائع کیا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ ان میں ''کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، مع تفسیر خزائن العرفان اور تفسیر نورالعرفان'' ''الدولۃ المکیۃ'' ''حسام الحرمین'' اور ''نقاء السلافۃ'' وغیرہا قابل ذکر ہیں۔

علاوہ ازیں مسلک اعلیٰ حضرت کے مشہور پیر طریقت پیشوائے اہل سنت حضرۃ العلامہ حافظ قاری سید محمد طیب شاہ علیہ الرحمہ نے ڈھاکہ اور چاٹگام میں ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کی بابرکات تقریب پر ''عظیم الشان جشنِ جلوس عید میلاد النبی ﷺ'' نکالنے کا اہتمام فرمایا، جس کا شمار برصغیر کے سب سے بڑے جلوسوں میں ہوتا ہے اور اس جلوس میں تو ہر سال کم وبیش تیس لاکھ سنّی مسلمانوں کی شرکت ہوا کرتی ہے، نیز اس میں خوشی کی بات یہ ہے کہ ڈھاکہ کے قریب ایک منحوس خطہ ''ٹنگی'' میں ہرسال وہابی تبلیغیوں کا جو اجتماع ہوا کرتا ہے، اس سے بھی یہ ''جشن جلوس عید میلاد النّبی ﷺ'' بہت زیادہ بڑا ہوا کرتا ہے۔ اس بارے میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ہمارے ''جلوس'' میں مذکورہ تعداد کا اجتماع صرف عشاقانِ رسول سنّی مسلمانوں کا ہوتا ہے، جب کہ وہابی تبلیغی اجتماع میں ''آخری مناجات'' کے بہانے فریب خوردہ سنیوں کی تعداد بہت بھاری ہوجاتی ہے۔ العیاذ باللہ

بنگلہ دیش کے مختلف خطوں میں ہرسال ماہ صفر المظفر میں بڑے جوش وخروش سے یوم رضا منایا جاتا ہے۔ نیز بنگلہ دیش میں مسلک اعلیٰ حضرت کی فروغ دہی کے لیے مختلف ناموں کی جمعیتیں اور ادارے قائم ہوئے، وہ بڑے اخلاص کے ساتھ اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں۔ انجمنِ رحمانیہ احمدیہ سنیہ ٹرسٹ سے مسلسل شائع ہونے والا ''ماہنامہ ترجمانِ اہل سنت وجماعت'' باضابطہ مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں مقالے شائع کرتا ہے، مایۂ ناز ''فتاوی رضویہ شریف'' کی روشنی میں فتوے اور مسائل دینیہ حل کیے جاتے ہیں۔ ''انجمنِ رحمۃ للعلمین'' ''امام احمد رضا ریسرچ اکیڈمی'' ''اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن'' ''رضا اسلامک ریسرچ سینٹر'' چاٹگام اور امام اعظم اور امام اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن (رضی اللہ عنہما)، ڈھاکہ وغیرہا بھی مسلک اعلیٰ حضرت کی فروغ دہی کے سلسلے میں خدمات جاری رکھے ہیں۔

الحمدللہ! حضرت مولانا مفتی محمد راحت خان قادری، بانی وناظم دارالعلوم فیضانِ تاج الشریعہ، بریلی شریف، انڈیا، دامت برکاتہم العالیہ نے بنگلہ دیش میں مسلک اعلحضرت کے اِن بکھرے ہوئے نہایت قابل احترام نفوس (علماومشائخ)، اداروں، جمعیتوں اور اس

سلسلے میں ان کے کارناموں اور کاوشوں کو اپنی مایہ ناز تصنیف ''امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش'' میں بحسن وخوبی جمع کرنے میں کافی مشقتیں اٹھائیں۔ مجھے اس کتاب کے مطالعے کا شرف حاصل ہوا، قابل قدر مصنف نے اس موضوع پر تمام مقتبسات کو نہایت مناسب اور ادبی الفاظ کی لڑیوں میں پرویا ہے۔ اس کتابِ مفید کے ذریعہ برصغیر ہندو پاک کے بے شمار قارئین حضرات بنگلہ دیش میں مسلک اعلیٰ حضرت کے حالات وکوائف کے بارے میں کافی معلومات حاصل کرسکیں گے، لہٰذا یہاں کے علمائے اہل سنت بالخصوص اور سنی مسلمان بالعموم ہمیشہ کے لیے حضرت مصنف دامت برکاتہم العالیہ کے مرہون منت رہیں گے۔ اللہ پاک قابل قدر مصنف کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ

راقم الحروف: بندہ عاصی
محمد عبدالمنان عفی عنہ
ڈائرکٹر جنرل، انجمن ریسرچ سنٹر
خانقاہ قادریہ سیدیہ سریکوٹیہ، چٹاگانگ، بنگلہ دیش

اپنے موضوع پر ایک انمول کتاب

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا الحاج **محمد بدیع العالم** رضوی دام ظلہ
پرنسپل مدرسہ طیبیہ اسلامیہ سنیہ فاضل چاٹگام، صدر اعلیٰ حضرت فاونڈیشن بنگلہ دیش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ أجمعین، وبعد!

مجدد اسلام شیخ الاسلام والمسلمین سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زندگی کے ہر شعبہ میں ہم کو پیغام دیا ہے، آپ کے فتاوی کا عظیم مجموعہ ''العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ'' ان کی فقاہت پر بین دلیل ہے، علمائے ملت اسلامیہ پر اعلیٰ حضرت کا عظیم احسان ہے کہ انہوں نے فتاوی رضویہ کی صورت میں ایک علمی فکری خزانہ، عظیم مذہبی ذخیرہ فراہم فرمایا، اعلی حضرت کی علمی وفقہی خدمات ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، یورپ، افریقہ، امریکہ، ایشاوممالک عربیہ وغیرہ بلکہ پورے عالم کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ''بنگلہ دیش'' کے مختلف علاقوں سے کثیر تعداد علماومشائخ دینی وشرعی اور روحانی مسائل میں اعلیٰ حضرت سے استفتا کر کے اپنی دینی ومذہبی اور روحانی ضرورتوں میں رہنمائی حاصل کی ہے۔

زیر نظر کتاب مستطاب ''**امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش**'' اس کی ایک تفصیلی داستان ہے۔ فاضل مصنف محقق عالم دین نامور مفتی علامہ محمد راحت خاں قادری بریلوی زید مجدہ (بانی دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف) اپنی گوناگوں مصروفیات ومساعی کے باوجود نہایت سنجیدگی سے عالمانہ انداز میں اپنے موضوع پر ایک انمول کتاب مرتب فرما کر خصوصا علمائے اہل سنت بنگلہ دیش پر احسان عظیم فرمایا، علامہ موصوف نے سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے حوالے سے سرزمین بنگلہ دیش میں مذہب حقہ اہل سنت وجماعت خصوصا مسلک اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کے فروغ دہی میں ہمارے مشائخ حضرات واکابرین علمائے کرام رحمہم اللہ کی دینی خدمات کے تذکرہ شامل فرما کر ایک

تاریخی کردار ادا کیا اور وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔

ترجمان مسلک امام احمد رضا علامہ مفتی راحت خان قادری بریلوی کے مرتب کردہ زیر نظر کتاب ''باب اول سے باب یازدہم تک'' امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش کے حوالے سے تقریباً 500 رصفحات پر مشتمل ہے۔ مولائے کائنات بطفیل سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ''محترم مولانا موصوف'' کی اس عظیم کاوش اور دینی خدمت قبول فرمائے۔ احقاق حق اور رد باطل کے حوالے سے ان سے وہ کام لے کہ دنیا ان کا نام لے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ فی الحال بنگلہ دیش کے ڈھاکہ، کشٹیا اور چاٹگام کے علاوہ مختلف دینی مدارس اور اداروں میں بھی امام احمد رضا پر کام ہورہا ہے، مثلاً قدوۃ الاصفیا علامہ حافظ قاری سید احمد شاہ سریکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے بنا کردہ مسلک اعلیٰ حضرت کی تعلیمات پر مرکزی دینی ادارہ ''جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ'' سولہ شہر چاٹگام ڈھاکہ میں ''جامعہ قادریہ طیبیہ عالیہ'' حوالی شہر بندر میں ''مدرسہ طیبیہ اسلامیہ سنیہ فاضل''، شیخ طریقت روحانی شخصیت حافظ مولنا عبدالباری شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بنا کردہ ''الامین باریہ کامل ماڈل مدرسہ'' چاٹگام ''سبحانیہ عالیہ کامل مدرسہ'' وغیرہ۔

یہ امر بھی باعث مسرت ہے کہ ہمارے وطن عزیز ملک بنگلہ دیش میں چند ادارے رضویات پر بہت دل جمعی اور خلوص سے کام کررہے ہیں مثلاً اعلیٰ حضرت فاونڈیشن بنگلہ دیش، امام احمد رضا ریسرچ اکیڈمی چاٹگام، غوث الاعظم و اعلیٰ حضرت ریسرچ اکیڈمی ڈھاکہ، رضا اسلامک اکیڈمی چاٹگام وغیرہ، موصوف نے اپنے مقالہ میں ان تمام اداروں کے تذکرے کتاب میں شامل فرما کر ہمیں شکریہ کا موقع مرحمت فرمایا۔

بالآخر دل کی گہرائی سے محترم مولانا مفتی محمد راحت خاں قادری صاحب زید مجدہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور رب ذوالجلال کے دربار عالیشان میں دعا گو ہوں کہ ان کی تمام دینی خدمات قبول فرما کر اس کاوش کو مقبول خاص وعام بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین

والسلام مع الخیر
محمد بدیع العالم رضوی عفی عنہ
پرنسپل مدرسہ طیبیہ اسلامیہ سنیہ فاضل، چاٹگام
مورخہ ۱۹ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ/ ۳۰ رستمبر ۲۰۱۸ء

تقریظ جلیل

نمونۂ اسلاف، مفکر اسلام حضرت علامہ **محمد اسماعیل نعمانی** صاحب
پرنسپل الامین باریہ کامل ماڈل مدرسہ، ریسرچ اسکالر چاٹگام یونیورسٹی

الحمدللہ وکفی والصلاۃ والسلام علی حبیبہ المصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

اما بعد! محب محترم حضرت العلام مفتی محمد راحت خاں قادری زید مجدہ ناظم اعلیٰ دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف واستاذ الحدیث ''الامین باریہ کامل ماڈل مدرسہ'' چاٹگام بنگلہ دیش دوسری مرتبہ ہمارے مدرسہ میں تشریف لائے، آپ کی کئی کتابوں کا مطالعہ کیا جس سے یہ سمجھ میں آگیا کہ آپ مختلف علوم وفنون میں بہت مہارت رکھتے ہیں۔

ماشاء اللہ! آپ اگست ۲۰۱۷ء میں ہمارے ادارے کی دعوت پر بنگلہ دیش تشریف لائے اور کچھ دن ہمارے مدرسہ میں قیام فرمایا۔ اس دوران دورۂ حدیث کے طلبہ کو درسِ حدیث دیا، انہوں نے اپنے طریقۂ تدریس اور علمی لیاقت کی وجہ سے چند ہی دنوں میں طلبہ و اساتذہ میں ایک خاص مقام حاصل کرلیا۔ طلبہ، اساتذۂ مدرسہ اور انجمن رحمۃ اللعالمین سب بھائیوں نے ان کو نہایت محبت کی نظر سے دیکھا۔ تقریباً ۲۰ ردنوں کی قلیل مدت گزارنے کے بعد سب کو تشنہ چھوڑ کر اپنے وطن واپس چلے گیے۔

اس سال پھر اساتذہ وانتظامیہ کے مشورہ اور طلبہ کے مسلسل اصرار کی وجہ سے آپ کو درسِ حدیث کے لیے مدعو کیا گیا۔ تقریباً ڈھائی مہینہ کے مختصر وقت کے لیے تشریف لائے اور درسِ حدیث میں مصروف ہوگیے، ساتھ ہی ساتھ اِن دو سفروں کی قلیل مدت میں ''امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش'' نامی ایک ضخیم کتاب بھی تصنیف فرمائی۔ اس میں امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سنی علمائے بنگلہ دیش کی جو نسبت ہے اس کو روشن طریقہ پر بیان کیا۔ چند دنوں میں ان علما کے بارے میں بہت مواد جمع کر کے پیش کردیا، اب کتاب اشاعت کے لیے پریس جانے کی تیاری میں ہے۔ اللہ رب العزت اس کتاب کو عوام وخواص کے لیے مفید بنائے، مؤلف علام کے لیے اجرِ جزیل اور نجات آخرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اپنی نوعیت کی پہلی کتاب

حضرت مفتی محمد خوشنود عالم احسانی رضوی

مدرس ومفتی دارالعلوم غریب نواز، الہ آباد وقاضی شرع کوشامبی، انڈیا

جب بھی دین میں کوئی فساد پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے کسی نہ کسی بندۂ مومن کو بھیجتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مدد سے دینِ متین کی تجدید اور احیا کرتا ہے اور رسول اکرم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مردہ سنتوں کو زندہ کرتا ہے، اسلام کی مسخ صورت کو صحیح حالت میں لاکر حق وباطل کے درمیان خط امتیاز کھینچ دیتا ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان نور اللہ مرقدہ انہیں بندگانِ خدا سے ایک ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات پر اگر چہ بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں مگر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد راحت خان صاحب بریلی شریف کی کتاب ''**امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش**'' اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ میں نے اس کتاب کو جستہ جستہ دیکھا خوب سے خوب تر پایا اور جو مضامین نہیں دیکھے وہ بھی بہتر ہوں گے کیوں کہ مصنف مخلص باعمل اور صاحبِ علم وفضل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وأصحابہ أجمعین۔

محمد خوشنود عالم احسانی رضوی

خادم دارالعلوم غریب نواز، الہ آباد

۱۹ ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ/ ۱ ر ستمبر ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ

ماضی کے گلشن کی بازیافت

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رضوی

نوری مشن مالیگاؤں، ایڈیٹر سالنامہ یادگارِ رضا ممبئی

رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک دین کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے علما، مجددین، مصلحین کی مبارک جماعت پیدا کی۔ جن کی کدوکاوش سے فتنوں کی بیخ کنی ہوئی۔ دین کا ستھرا نکھرا چہرے دنیا کے سامنے آیا۔ عقائد حقہ کی حفاظت ہوئی۔ ہر عہد ہر زمانے میں ایسے بندگانِ الٰہی نے اپنی تابندہ خدمات کے نقوش اجاگر کیے۔ امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات انھیں علما واسلاف کے مبارک سلسلے کی ایک عظیم کڑی ہے۔ آپ کی ذات ایک انجمن ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک جہان سمو دیا۔ علم وفن کا وہ گلشن آپ نے سجایا، جس کی خوشبو آپ کے عہد میں ہی سارے جہان میں پھیل گئی۔

امام احمد رضا اپنے عہد میں مرجع علما وخواص تھے۔ آپ کی تصانیف عظیم معیار رکھتی ہیں۔ جن میں تحقیق کی بزم آراستہ ہے۔ تطبیق کا گلشن آباد ہے۔ مختلف فیہ مسائل کا حل ہے۔ اشکالات کا تصفیہ ہے۔ شبہات کا ازالہ ہے۔ اسلاف کا نکھرا مسلک پیش کیا ہے۔ آپ نے مسلک سلفِ صالحین کی نمائندگی وترجمانی کی۔ یہی وجہ ہے کہ باطل سے امتیاز کے لیے اہلسنّت وجماعت کا انتساب آپ کی ذات سے ہونے لگا۔ آپ معیار سنیت ہیں۔ عرب وعجم کے اکابر علما، سادات، مشائخ اور خواص نے آپ کی فکر وبصیرت اور علم ودانش کا لوہا مانا۔ آپ کی تصانیف وفتاویٰ پر اعتماد کیا۔ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لیے آپ کے محتاط فتاویٰ کو تسلیم کیا۔ اس پر تصدیق کی۔ مصدقین میں تمام سلاسل طریقت کے مشائخ بھی ہیں، اہلِ خانقاہ بھی ہیں، سادات واصحابِ طریقت بھی ہیں، پورا برصغیر شامل ہے، بلکہ عرب وعجم کے کثیر علما ہیں۔ جس کے جلوے ''حسام الحرمین'' اور ''الصوارم الہندیہ'' میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔ تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام اہلسنّت متفق

ہیں۔اسی اتحاد کی کڑی کا محور امام اہلسنّت کی ذات ہے۔مصدقین میں سارے جہان کے علما ہیں۔جن میں بنگلہ دیش کے علما کی ایک بڑی تعداد شامل ہے۔

ضرورت ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے مراسم وتعلقات کی کڑیاں تلاش کی جائیں۔اکابر کے مابین رشتوں کو کھنگالا جائے۔کڑیاں ملائی جائیں۔اور ماضی کی عظیم یادیں تازہ کی جائیں تاکہ نسلیں ان سے فیضیاب ہوں۔اسی جانب ہمارے برادر طریقت مفتی محمد راحت خان قادری (بریلی شریف) نے توجہ کی اور ''امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش'' جیسے تحقیقی عنوان پر پیش نظر کتاب لکھ دی۔جو دستاویزی شان رکھتی ہے۔جو لکھا بہت سلیقے اور تحقیق کے ساتھ لکھا۔یہ کتاب جہاں علمی ذوق کو مہمیز دے گی وہیں رضویات کے کئی ان ابواب کو اجاگر کرنے کا موجب ہے؛ جو بنگلہ دیش کی سرزمیں کو ہند سے ملاتے ہیں۔ سرحدوں کو ماضی کے عظیم رشتوں کی یاد سے محبتوں کی ڈور میں باندھتے ہیں۔اور علمی وروحانی اوراعتقادی رشتوں کا پورا گلشن آراستہ کر دیا ہے۔بلاشبہ امام احمد رضا کی وہ ذات ہے کہ جن کے گرد جمیع اہلسنّت مثل ہالہ موجود ہیں۔ایسے مرجع ومحور ہیں امام اہلسنّت کہ ان کے فتاویٰ و تعلیمات وشرعی فیصلوں پر عمل کر کے ہم ہزاروں فتنوں سے اپنی، اپنے علاقے واپنے حلقے کے لوگوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کر سکتے ہیں۔باطل فتنوں کے مقابل ناقابل تسخیر قوت بن کر ابھر سکتے ہیں۔

مفتی محمد راحت خان قادری نے اس کتاب کی تدوین کے دوران اپنے مشاہدات و سفرِ بنگلہ دیش کے لمحات سے کافی استفادہ کیا ہے، جس میں تحقیق کے عرق کے ساتھ مشاہدات کا رنگ بھی شامل ہے، اور گلشن میں تازگی کا فرحت بخش احساس ہوتا ہے۔لطف کی بات یہ کہ یہ کتاب پہلی جلد ہے۔ہمیں یقین ہے کہ حضرت موصوف جلد ہی دوسری جلد مرتب کر کے بنگلہ دیش سے رضویات کے مزید ابواب وا کریں گے اور اس رخ سے مستقبل کے قلم کاروں کو نئے عناوین دیں گے، تاکہ اہلسنّت کا قافلہ تیز گام ہو۔اور رشتوں کی تجدید کام کی رفتار میں اضافے کا سبب بنے۔

ضرورت ہے کہ اس طرح کے علمی کاموں کو سراہا جائے۔ان سے تحریک پا کر مزید

علاقوں کے تناظر میں رضویات کی منتشر کڑیاں ملائی جائیں۔اس لیے کہ ابھی بہت کام باقی ہے۔بہت سی جہتیں تشنہ ہیں۔امام اہلسنّت کے نام وکام کی کئی جہتیں منتظر تحقیق ہیں۔اللہ تعالیٰ! صد سالہ عرس اعلیٰ حضرت کی ان بہاروں میں ہمیں مزید ذوق علم وعمل دے اور فیضان امام اہلسنّت سے مالا مال کرے۔مسلک حق مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت دے اور باطل فرقوں کے شر ومکر وفریب سے خوش عقیدگی کی حفاظت کرے۔آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

غلام مصطفیٰ رضوی
نوری مشن مالیگاؤں
gmrazvi92@gmail.com

قوم کو ایک قیمتی تحفہ

الماسِ ملت حضرت مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی صاحب
فخراز ہر دارالافتاوالقضا، سرپرست اعلی جماعت رضائے مصطفی، کرناٹک، انڈیا

کتاب مستطیل و مستنیر، مستند و معتبر، تاریخ ساز و مواد خیز، تحقیق و تدقیق سے مزین، ادب و فنون سے مملو، اسلوبیات و جمالیات سے عبارت مسمّٰی بہا ''امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش'' کے مسودہ کی زیارت سے آنکھیں نور بار ہوئیں۔ گونا گوں کمالات و محاسن کی جامع، ہشت پہلو شخصیت، محقق علی الاطلاق امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے متعلق بیش بہا معلومات عرس صد سالہ کے حسین و جمیل، پرنور، پر بہار موقع پر اپنے امام کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے قوم کو ایک قیمتی تحفہ، عظیم کارہائے نمایاں کے طور پر بنگلہ دیش کی جانب سے دیا جانے والا ہے۔

قابل رشک، لائق مبارکباد ہیں محب باوقار حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد راحت خان قادری دام ظلہ النورانی جنہوں نے اپنے سفر بنگلہ دیش کو عروس بہار، راحت دارین، محقق رضویات، آفتاب کمال، مہتاب جمال اور تاریخ ساز بنالیا ہے۔ یوں تو موصوف عنفوان شباب پر گامزن ہیں، علم و ادب فکر و فن اور لوح و قلم کو بھی آفاقی شہرت و رفعت کا اوج ثریا بنا رکھا ہے، بے شمار ادبی، علمی، تحقیقی، فنی اور فقہی مہ پارے آسمان شہود پر طلوع پذیر ہوکر اپنی تابانیوں کی خیرات بانٹ چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی قلمی عبقریت و علمی وقعت و حیثیت، استدلالی رفعت و عظمت، تحقیقی ندرت و افادیت اور فقہی بصیرت و اہمیت کے اجالوں سے تاریکیوں کا وجود مفقود کردیا ہے، جس سے ان کی حاکمیت دنیائے علم و فن میں مسلم ہے اور ان کارہائے نادرہ نے اس میں مزید تقویت عطا کردی ہے۔ اللہ عزوجل مزید توانائیاں عطا فرماکر قبولیت سے ہمکنار فرمادے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

بابِ اوّل

● اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ
ایک مختصر تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھو مٰلک الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَن تَشَآءُ وَتَنزِعُ الْمُلْکَ مِمَّن تَشَآءُ، و جعل لنا السفر سبیلا للتعرف و التذکر و الصلاۃ و السلام علی خیر بشر و علیٰ آلہ اصحابہ أجمعین۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ

نام و نسب

پیدائشی نام ''محمد'' اور تاریخی نام ''المختار'' (۱۲۷۲ھ) ہے۔ جدامجد حضرت مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ آپ کو ''احمد رضا خاں'' کہتے تھے۔ لیکن خود محدث بریلوی قدس سرہٗ بڑے فخریہ انداز میں ''عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں'' لکھا کرتے تھے۔

آپ کا نسب اس طرح ہے ''اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بن حضرت مولانا نقی علی خاں، بن مولانا رضا علی خاں، بن حضرت محمد سعادت یار خاں، بن حضرت محمد سعید اللہ خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم أجمعین

ولادت باسعادت

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کی ولادت ۱۰ رشوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ رجون ۱۸۵۶ء کو ظہر کے وقت محلہ جسولی بریلی شریف میں ہوئی۔ خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ولادت کا سن ہجری اس آیت مبارکہ سے نکالا ہے:

''أُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ'' (پ ۲۸ آیت ۲۲)

۱۲۷۲ھ

یعنی یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور
اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔

بزرگوں کی پیش گوئیاں

یہاں پر صرف ان پیش گوئیوں کی نقل پر اقتصار کرتا ہوں کہ جن سے آپ کے علمی فضل وکمال کی جانب واضح اشارات ملتے ہیں:

(۱) اعلیٰ حضرت
(۲) بہت بڑے عالم ہوں گے۔
(۳) علم کے دریا بہائیں گے۔
(۴) ان کا شہرہ مشرق ومغرب میں پھیلے گا۔

اعلیٰ حضرت

''انہیں (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے بھانجے) کا بیان ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں ایک روز کسی نے دروازے پر آواز دی ''اعلیٰ حضرت'' (کہ ان کی عمر اس وقت دس برس کی تھی) باہر تشریف لے گئے، دیکھا کہ ایک بزرگ فقیر منش کھڑے ہیں آپ کو دیکھتے ہی فرمایا ''آؤ''۔ آپ تشریف لے گئے، سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا تم بہت بڑے عالم ہو گے''۔[۱]

بہت بڑے عالم ہوں گے

''اعلیٰ حضرت کے بھانجے فرماتے تھے کہ میری والدہ مرحومہ اعلیٰ حضرت کی بڑی بہن تھیں کہ جب اعلیٰ حضرت پیدا ہوئے تو میرے والدین ان کو دادا صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لے گئے دیکھ کر گود میں لیا اور فرمایا یہ میرا بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا''۔[۲]

---

[۱] حیات اعلیٰ حضرت، ج:۱، ص:۷۸، امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف، ۲۰۱۴ء
[۲] حیات اعلیٰ حضرت، ج:۱، ص:۷۸، امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف، ۲۰۱۴ء

علم کے دریا بہائیں گے، شہرہ مشرق و مغرب میں ہو گا

''جس وقت اعلیٰ حضرت قبلہ بطنِ مادر میں تھے آپ کے
والد ماجد نے ایک بہت ہی عجیب خواب دیکھا، جس کی وجہ سے کچھ
پریشانی سی لاحق ہوئی، رات بھر اس خواب کی فکر میں رہے اور صبح
اٹھے تو بھی اس کی تشویش باقی تھی، صبح حضرت سراپا فیض و برکت
علامہ مولانا رضا علی خاں اپنے والد ماجد علیہا الرحمہ سے خواب بیان
فرمایا۔ حضرت ممدوح نے فرمایا بہت مبارک خواب ہے بشارت ہو
کہ پروردگار عالم تمہیں ایک فرزند عطا فرمائے گا جو علم کے دریا
بہائے گا، جس کا شہرہ مشرق و مغرب میں پھیلے گا''۔[۱]

بچپن کی ایک حکایت

''جناب سید ایوب علی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے
ہیں کہ بچپن میں آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کو گھر پر ایک مولوی صاحب
قرآن مجید پڑھانے آیا کرتے تھے، ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی
صاحب کسی آیۂ کریمہ میں بار بار ایک لفظ آپ کو بتاتے تھے مگر آپ
کی زبان مبارک سے نہیں نکلتا تھا۔ وہ ''زبر'' بتاتے تھے۔ آپ ''زیر
'' پڑھتے تھے یہ کیفیت آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کے دادا مولانا رضا علی
خان صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی دیکھی حضور کو اپنے پاس بلایا
اور کلام پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب نے غلطی سے زیر کی
جگہ زبر لکھ دیا تھا، یعنی جو اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) کی زبان سے
نکلتا تھا وہ صحیح تھا۔ آپ کے دادا نے پوچھا کہ بیٹے جس

[۱] حیات اعلیٰ حضرت، ج:۱، ص:۷۹، امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف، ۲۰۱۴ء

طرح مولوی صاحب پڑھاتے تھے تم اُسی طرح کیوں نہیں پڑھتے
تھے؟ عرض کیا میں ارادہ کرتا تھا مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا۔ اس قسم
کے واقعات مولوی صاحب کو بارہا پیش آئے، تو ایک مرتبہ تنہائی
میں مولوی صاحب نے پوچھا صاحبزادے! سچ سچ بتا دو میں کسی
سے کہوں گا نہیں تم انسان ہو یا جن؟ آپ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے
میں انسان ہی ہوں، ہاں اللہ کا فضل و کرم شامل حال ہے''۔[۱]

قابل رشک روزہ

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت مولانا امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روزہ
کشائی کی تقریب کا حال بیان کرتے ہوئے مولانا سید ایوب علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان
فرماتے ہیں:

''کہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہے اور اعلیٰ حضرت
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پہلے روزہ کشائی کی تقریب ہے، کاشانۂ
اَقدس میں جہاں اِفطار کا اور بہت قسم کا سامان ہے۔ ایک محفوظ
کمرے میں فیرینی (ایک قسم کی کھیر جو دودھ، چینی اور چاولوں
کے آٹے سے بنتی ہے) کے پیالے بھی جمانے کیلئے چُنے ہوئے
تھے۔ آفتاب نصف النہار پر ہے، ٹھیک شدت کی گرمی کا وقت ہے
کہ حضور (یعنی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے والدِ
ماجد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) آپ کو اسی کمرے میں لے جاتے ہیں
اور دروازہ بند کر کے فیرنی (کھیر) کا ایک پیالہ اُٹھا کر دیتے ہیں کہ
اِسے کھا لو۔ آپ عرض کرتے ہیں: میرا تو روزہ ہے کیسے

[۱] حیات اعلیٰ حضرت، ج:۱، ص:۸۰، امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف، ۲۰۱۴ء

کھاؤں؟ ارشاد ہوتا ہے: بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے، لو کھا لو، میں نے دروازہ بند کر دیا ہے، کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے۔ آپ عرض کرتے ہیں:

جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے، وہ تو دیکھ رہا ہے، یہ سنتے ہی حضور (یعنی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے والدِ ماجد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی چشمانِ مبارک سے اَشکوں کا تار بندھ گیا اور کمرہ کھول کر باہر لے آئے''۔[۱]

تعلیم و تربیت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریب کے وقت ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا:

''حضور کے استاذِ محترم نے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے بعد الف، با، تا ثا جس طرح پڑھایا جاتا ہے، پڑھایا۔ حضور ان کے پڑھانے کے مطابق پڑھتے رہے۔ جب لام الف [لا] کی نوبت آئی، استاذ نے فرمایا: کہو، لام الف۔ حضور خاموش ہوگئے، اور نہیں کہا۔ استاذ نے دوبارہ کہا: کہو میاں: لام الف۔ حضور نے فرمایا کہ یہ دونوں تو پڑھ چکے ہیں، لام بھی پڑھ چکے ہیں، الف بھی پڑھ چکے ہیں، یہ دوبارہ کیسا؟ اس وقت حضور کے جدِ امجد حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز نے کہ جامع کمالاتِ ظاہری و باطنی تھے، فرمایا: بیٹا استاذ کا کہا مانو، جو کہتے ہیں پڑھو۔ حضور نے اپنے جد امجد کی تعمیل حکم کی، اور اپنے جدِ امجد کے چہرے کی طرف

[۱] حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج:۱، ص:۸۰، امام احمد رضا، اکیڈمی بریلی شریف، ۲۰۱۴ء

نظر کی۔ حضور نے اپنی فراستِ ایمانی سے سمجھا کہ اس بچے کو شبہ یہ ہو رہا ہے کہ یہ حروفِ مفردہ کا بیان ہے، اب اس میں ایک مرکب لفظ کیسے آیا؟ ورنہ یہ دونوں حرف الگ الگ تو پڑھ ہی چکے ہیں۔ اگرچہ بچے کی عمر کے اعتبار سے اس راز کو ظاہر کرنا مناسب نہ تھا، اور سمجھ سے بالا خیال کیا جاتا، مگر ''ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات'' حضرت جدِ امجد نے نورِ باطنی سے سمجھا کہ یہ لڑکا کچھ ہونے والا ہے، اس لئے ابھی سے اسرار و نکات کا ذکر ان کے سامنے مناسب جانا اور فرمایا: بیٹا تمہارا خیال درست اور سمجھنا بجا ہے، مگر بات یہ ہے کہ شروع میں تم نے جس کو الگ پڑھا حقیقۃً وہ ہمزہ ہے، اور یہ در حقیقت الف ہے۔ لیکن الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے، اور ساکن کے ساتھ ابتدا ناممکن۔ اس لئے ایک حرف لام، اول میں لا کر اس کا تلفظ بتانا مقصود ہے۔ حضور نے فرمایا: تو کوئی ایک حرف ملا دینا کافی تھا، اتنے دور کے بعد لا کی کیا خصوصیت ہے؟ با، تا، دال، سین، بھی اول لا سکتے تھے۔ حضرت جدِ امجد نے غایت محبت و جوش میں گلے لگا لیا، اور دل سے بہت دعائیں دیں، اور پھر فرمایا کہ لام اور الف میں صورۃً و سیرۃً مناسبت خاص ہے۔ ظاہراً لکھنے میں بھی دونوں کی صورت ایک سی ہوتی ہے۔ ''لا'' اور سیرۃً اس وجہ سے کہ لام کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام ہے، یعنی یہ اس کے بیچ میں ہے اور وہ اس کے بیچ میں گویا۔

من تو شدم تو من شدی

من تن شدم تو جاں شدی

تا کس نگوید بعد ازیں
من دیگرم تو دیگری "۔[۱]

بسم اللہ خوانی کے بعد آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن کریم کا ناظرہ مکمل کرلیا۔ چھ سال کی عمر میں ماہ مبارک ربیع الاول شریف کی تقریب میں منبر پر رونق افروز ہوکر بہت بڑے مجمع کی موجودگی میں ذکر میلاد شریف پڑھا۔ اردو فارسی کی کتابیں پڑھنے کے بعد حضرت مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ سے میزان ومنشعب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ پھر آپ نے اپنے والد ماجد تاج العلما سند المحققین حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مندرجۂ ذیل اکیس علوم پڑھے:

(۱) علم قرآن (۲) علم تفسیر (۳) علم حدیث (۴) علم اصول حدیث (۵) کتب فقہ حنفی (۶) کتب فقہ شافعی ومالکی وحنبلی (۷) اصول فقہ (۸) جدل مہذب (۹) علم العقائد والکلام (۱۰) علم نحو (۱۱) علم صرف (۱۲) علم معانی (۱۳) علم بیان (۱۴) علم بدیع (۱۵) علم منطق (۱۶) علم مناظرہ (۱۷) علم فلسفہ مدلسہ (۱۸) ابتدائی علم تکسیر (۱۹) ابتدائی علم ہیئت (۲۰) علم حساب تا جمع، تفریق، ضرب، تقسیم (۲۱) ابتدائی علم ہندسہ۔

"ایک روز کا ذِکر ہے کہ مولوی صاحب کسی آیتِ کریمہ میں بار بار ایک لفظ آپ کو بتاتے تھے۔ مگر آپ کی زبان مبارک سے نہیں نکلتا تھا۔ وہ "زَبَر" بتاتے تھے آپ "زیر" پڑھتے تھے یہ کیفیت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دادا جان حضرت مولانا رضا علی خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھی، حضور کو اپنے پاس بلایا اور کلام پاک منگوا کر دیکھا، تو اس میں کاتب نے غلطی سے زیر کی جگہ زَبَر لکھ دیا تھا، یعنی جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے نکلتا تھا وہ

[۱] حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص: ۹۱، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف، ۲۰۱۴ء

صحیح تھا۔ آپ کے دادا نے پوچھا کہ بیٹے جس طرح مولوی صاحب پڑھاتے تھے تم اُسی طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے۔ عرض کی میں ارادہ کرتا تھا مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا۔ حضرت جد امجد قدس سرہ العزیز نے فرمایا: خوب!! اور تبسم فرما کر سر پر ہاتھ پھیرا اور دل سے دعا دی، پھر ان مولوی صاحب سے فرمایا یہ بچہ صحیح پڑھ رہا تھا، حقیقۃً کاتب نے غلط لکھ دیا ہے۔ پھر قلم فیض رقم سے اس کی تصحیح فرمادی"۔[۱]

امام احمد رضا اور سائنس

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کو سائنس وٹیکنالوجی کے علاوہ اس وقت رائج تقریباً تمام علوم وفنون میں مہارت حاصل تھی، آپ کی شخصیت نے بحیثیت قائد وراہنما تمام شعبہ ہائے حیات کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ جناب سید محمد جیلانی بن سید محامد اشرف ایڈیٹر "المیزان"، ممبئ امام احمد رضا کے تبحر علمی کے متعلق یوں رقم طراز ہوتے ہیں:

"اگر ہم ان کی علمی وتحقیقی خدمات کو ان کی ۶۶ رسالہ زندگی کے حساب سے جوڑیں تو ہر ۵ رگھنٹے میں امام احمد رضا ایک کتاب ہمیں دیتے نظر آتے ہیں، ایک متحرک ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا جو کام تھا امام احمد رضا نے تن تنہا انجام دے کر اپنی جامع شخصیت کے زندہ نقوش چھوڑے۔"[۲]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی اسی انفرادیت کے بارے میں سید ریاست علی قادری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں:

[۱] حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص: ۸۰، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف، ۲۰۱۴ء
[۲] المیزان، امام احمد رضا نمبر مارچ ۱۹۷۶ء

''امام احمد رضا کی شخصیت میں بیک وقت کئی سائنس داں گم
تھے، ایک طرف ان میں ابن الہیثم جیسی فکری بصارت اور علمی روشنی
تھی تو دوسری طرف جابر بن حیان جیسی صلاحیت، الخوارزمی اور
یعقوب الکندی جیسی کہنہ مشقی تھی، تو دوسری طرف الطبری، رازی
اور بوعلی سینا جیسی دانش مندی، فارابی، البیرونی، عمر بن خیام، امام
غزالی اور ابن ارشد جیسی خداداد ذہانت تھی دوسری طرف امام ابو
حنیفہ علیہ الرحمہ کے فیض سے فقیہانہ وسیع النظری اور غوث الاعظم شیخ
عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ سے روحانی وابستگی اور لگاؤ کے تحت عالی
ظرف امام احمد رضا کا ہر رخ ایک مستقل علم وفن کا منبع تھا، ان کی
ذہانت میں کتنے ہی علم وعالم، گُم تھے''۔[۱]

یہی وجہ ہے کہ جب آپ کے زمانے میں بہت سے لوگ سائنس کی رَو میں بہہ
جانے کی کگار پر تھے آپ نے قرآن وحدیث کے اصول وضوابط سے متصادم سائنس اور
سائنس دانوں کا نہ صرف مقابلہ کیا بلکہ ان پر قرآن وحدیث اور اصول سائنس سے ایسے
معارضات اور حجتیں قائم فرمائیں تقریباً ایک صدی سے زائد زمانہ گزرنے کے بعد کوئی بھی
سائنس داں آج تک ان کو رد نہ کرسکا، آپ نے ان لوگوں کے لیے جو قرآن وحدیث کو
سائنس کے تابع کرکے دیکھنا چاہتے تھے یہ برملا اعلان فرمایا:

''سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و
نصوص میں تاویلات دوراز کار کرکے سائنس کے مطابق کرلیا جائے۔
یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام، وہ
مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اُسے خلاف ہے سب
میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے، دلائلِ سائنس کو مردود وپامال کردیا

[۱] معارف رضا جلد ششم صفحہ 124

جائے، جابجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو،
سائنس کا ابطال واسکات ہو، یوں قابو میں آئے گی''۔[۱]

فتویٰ نویسی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے یہاں فتویٰ نویسی کی خدمات کا
سلسلہ جدامجد امام العلما حضرت علامہ مفتی رضا علی خاں بریلوی قدس سرہ کے زمانے سے ہی
جاری تھا:

''۱۸۱۶ء میں روہیلہ حکومت کے خاتمہ، بریلی شریف
پر انگریزوں کے قبضہ اور حضرت مفتی محمد عیوض صاحب کے روہیل
کھنڈ (بریلی) سے ٹونک تشریف لے جانے کے بعد بریلی کی مسند
افتا خالی تھی۔ ایسے نازک اور پر آشوب دور میں امام العلما علامہ مفتی
رضا علی خاں نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بریلی کی مسند افتا
کو رونق بخشی۔ یہیں سے خانوادۂ رضویہ میں فتاویٰ نویسی کی عظیم
الشان روایت کی ابتدا ہوئی''۔[۲]

پونے چودہ سال کی عمر میں پہلا فتویٰ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تیرہ سال دس ماہ چار دن کی عمر میں رضاعت کے
ایک مسئلے کا جواب لکھ کر والدِ ماجد صاحب قبلہ کی خدمتِ عالی میں پیش کیا، جواب بالکل
دُرست تھا آپ کے والد ماجد نے آپ کے جواب سے آپ کی ذہانت وفراست کا اندازہ
کرلیا اور اسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سُپرد کردیا۔ چنانچہ عرصۂ دراز کے بعد ایک
بار ایک سائل نے آپ سے سوال کیا کہ ''اگر بچے کی ناک میں دودھ چڑھ کر حلق میں اتر

[۱] رسالہ ''نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان'' فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۲، ص:۲۲۷ر
مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

[۲] بحوالہ: مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ حیات اور علمی وادبی کارنامے/صفحہ ۷۸

جائے تو رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں''۔؟

''آپ نے جواب دیا''منہ یا ناک سے عورت کا دودھ بچے کے جوف میں پہنچے گا حرمتِ رضاعت لائے گا''۔اور یہ فرمایا یہ وہی فتویٰ ہے جو چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء میں اس فقیر نے لکھا اور اسی چودہ شعبان میں منصبِ افتا عطا ہوا اور اسی تاریخ سے بحمد اللہ تعالیٰ نماز فرض ہوئی اور ولادت ۱۰/شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بروز شنبہ (ہفتہ) وقتِ ظہر مطابق ۱۴/جون ۱۱/جیٹھ سدی ۱۹۱۳ء سمبت بکرمی تو منصبِ افتا ملنے کے وقت فقیر کی عمر ۱۳/برس ۱۰/مہینے ۴/دن کی تھی جب سے اب تک برابر یہی خدمتِ دین جاری ہے والحمدللہ''۔[۱]

مولانا ظفر الدین بہاری صاحب کے نام ایک مکتوب (محررہ ۷/شعبان ۱۳۳۶ھ بمطابق ۱۹۱۸ء) میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

''بحمدللہ تعالیٰ فقیر نے ۱۴/شعبان ۱۲۸۶ھ کو ۱۳/برس ۱۰/مہینے ۴/دن کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا، اگر سات دن اور زندگی بالخیر ہے تو اس شعبان ۱۳۳۶ھ کو اس فقیر کو فتاویٰ لکھتے ہوئے بفضلہٖ تعالیٰ پورے ۵۰/سال ہوں گے، اس نعمت کا شکر فقیر کیا ادا کرسکتا ہے؟''[۲]

مستقل فتویٰ نویسی

پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تیرہ سال دس

(۱) تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ از مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی مطبوعہ لاہور ص:۳۹۵

(۲) حیاتِ مولانا احمد رضا خان بریلوی از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مطبوعہ کراچی ص:۵۰

مہینے اور چار دن کی عمر میں ۱۴/شعبان ۱۲۸۶ھ کو اپنے والد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا، سات برس بعد تقریباً ۱۲۹۳ھ میں فتویٰ نویسی کی مستقل اجازت مل گئی۔ پھر جب ۱۲۹۷ھ میں مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوا تو کلی طور پر مولانا بریلوی فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دینے لگے''۔[۱]

غریب ویتیم بچے کی دل جوئی

سید ایوب علی صاحب فرماتے ہیں کہ:

''ایک کم سِن صاحبزادے نہایت ہی بے تکلفانہ انداز میں سادگی کے ساتھ حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کی: میری بوا (یعنی والدہ) نے آپ کی دعوت کی ہے، کل صبح کو بلایا ہے۔اعلیٰ حضرت نے اُن سے دریافت فرمایا مجھے دعوت میں کیا کھلاؤ گے؟ اس پر اُن صاحبزادے نے اپنے کُرتے کا دامن جو دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھے پھیلا دیا، جس میں ماش کی دال اور دو چار مرچیں پڑی ہوئی تھیں، کہنے لگے دیکھئے ناں! یہ دال لایا ہوں۔ حضور نے اُن کے سر پر دستِ شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا: اچھا! میں اور یہ (حاجی کفایت اللہ صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کل دس بجے دن کے آئیں گے، پھر حاجی صاحب سے فرمایا مکان کا پتہ دریافت کرلیجئے۔غرض صاحبزادے مکان کا پتہ بتا کر خوش خوش چلے گئے۔ دوسرے دن وقتِ معین پر حضور عصائے مبارک ہاتھ

[۱] حیاتِ مولانا احمد رضا خان بریلوی از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مطبوعہ کراچی ص:۵۰

میں لئیے ہوئے باہر تشریف لائے اور حاجی صاحب سے فرمایا
چلئے۔ اُنھوں نے عرض کی کہاں؟ فرمایا اُن صاحبزادے کے ہاں
دعوت کا وعدہ جو کیا تھا، آپ کو مکان کا پتہ معلوم ہوگیا یا نہیں؟ عرض
کیا: جی حضور ''محلہ ملوکپور'' میں ہے اور ساتھ ہولئے۔

جس وقت مکان پر پہنچے تو وہ صاحبزادے دروازہ پر
کھڑے انتظار میں تھے، حضور کو دیکھتے ہی یہ کہتے ہوئے بھاگے
ارے بوا! مولوی صاحب آگئے، آپ مکان کے اندر تشریف لے
گئے، اندر دروازہ کے قریب ہی ایک چھپر پڑا ہوا تھا، وہاں کھڑے
ہوکر انتظار فرمانے لگے کچھ دیر کے بعد ایک بوسیدہ چٹائی (آپ
کے تشریف فرما ہونے کے لیے) آئی اور ڈھلیا میں موٹی موٹی باجرہ
کی روٹیاں اور مٹی کی رکابی میں وہی ماش کی دال جس میں مرچوں
کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے (سامنے) لاکر رکھ دی اور کہنے لگے:
کھائیے!

حضور نے فرمایا بہت اچھا کھاتا ہوں! ہاتھ دھونے کے
لیے پانی لے آئیے۔ ادھر وہ صاحبزادے پانی لانے کو گئے اور
اِدھر حاجی صاحب نے کہا کہ حضور یہ مکان نقارچی (نقارہ بجانے
والے) کا ہے۔ حضور یہ سن کر (غایت تقویٰ کی وجہ سے) کبیدہ
خاطر ہوئے اور فرمایا ''ابھی کیوں کہا، کھانے کے بعد کہا ہوتا''۔

اتنے میں وہ صاحبزادے پانی لے کر حاضر ہوئے، حضور
نے دریافت فرمایا کہ: آپ کے والد کہاں ہیں اور کیا کرتے ہیں؟
دروازے کے پردے میں سے اُن صاحبزادے کی والدہ نے
عرض کی: حضور! میرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے، وہ کسی زمانے میں
نوبت بجاتے تھے اس کے بعد توبہ کرلی تھی، اب صرف یہ لڑکا ہے جو

راج مزدوروں کے ساتھ مزدوری کرتا ہے۔ حضور نے (مسرت
سے) الحمدللہ کہا اور دُعائے خیر و برکت فرمائی۔

حاجی صاحب نے حضور کے ہاتھ دھلوائے اور خود بھی ہاتھ
دھوکر شریکِ طعام ہوگئے، مگر دل ہی دل میں حاجی صاحب کے یہ
خیال گشت کررہا تھا کہ حضور کو کھانے میں بہت احتیاط ہے۔ غذا میں
سوجی کا بسکٹ استعمال ہوتا ہے۔ یہ روٹی اور وہ بھی باجرہ کی اور اس
پر ماش کی دال کس طرح تناول فرمائیں گے۔ مگر قربان اِس اخلاق
اور دل داری کے کہ میزبان کی خوشی کے لیے خوب سیر ہوکر کھایا۔
حاجی صاحب فرماتے تھے کہ میں جب تک کھاتا رہا حضور بھی برابر
تناول فرماتے رہے، وہاں سے واپسی پر حاجی صاحب کے شبہ کو
رفع فرمانے کے لیے ارشاد فرمایا: اگر ایسی خلوص کی دعوت روز ہو تو
میں روز قبول کروں''۔[۱]

''تیرہ برس دس مہینے پانچ دن کی عمر میں ۱۴؍شعبان
۱۲۸۶ھ کو فارغ التحصیل ہوئے اور دستار فضیلت سے نوازے
گئے۔ اسی دن مسئلۂ رضاعت سے متعلق ایک فتویٰ لکھ کر اپنے والد
ماجد کی خدمت میں پیش کیا جواب بالکل صحیح تھا۔ والد ماجد نے
ذہن نقاد، طبع وقار دیکھ کر اسی وقت سے فتویٰ نویسی کی جلیل الشان
خدمت آپ کے سپرد کردی''۔[۲]

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچاس سے زائد علوم وفنون پر مشتمل کثیر کتابیں
تصنیف فرمائیں۔

---

(۱) حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص: ۱۶۷، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف، ۲۰۱۴ء
(۲) ملخصاً ماخوذ از۔ سوانح اعلیٰ حضرت ص: ۹۰،۹۱

امام احمد رضا فاضل ومحدث بریلوی علیہ الرحمہ کے اسم گرامی کے اعزاز واکرام کے بارے میں علامہ ہدایت اللہ بن محمود سندھی حنفی قادری مہاجر مدنی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''وہ (امام احمد رضا علیہ الرحمہ) اس کے اہل ہیں کہ ان کے نام سے قبل اور بعد میں کوئی بھی فضیلت کا خطاب لگا یا جائے''۔[۱]

''حضرت فاضل بریلوی کے خلفا میں بعض تو ایسے بھاری بھرکم ہیں کہ ان کے حالات وخدمات کا جائزہ لیا جائے تو ضخیم کتابیں تیار ہو جائیں۔ افسوس! ابھی تک کما حقہ کام نہیں کیا گیا ورنہ دنیا دیکھتی کہ ہندوستان کے آسمانِ علم ودانش سے طلوع ہونے والا آفتاب اپنے دامن میں کتنے چاند سمیٹے ہوئے تھا۔ ان خلفا پر سیر حاصل لکھنے کی ضرورت ہے، لیکن راہ میں بہت سے کٹھن مرحلے ہیں ان کو طے کرنا آسان نہیں''۔[۲]

وصالِ پُر ملال

۲۵/صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸/اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعۂ مبارکہ کے دن دو بج کر ۳۸/منٹ پر عین اذان جمعہ میں اُدھر ''حیّ علی الفلاح'' کی پکار سنی ادھر روح مبارکہ نے ''داعیِ الی اللہ'' کو لبیک کہا۔ اور آسمان علم وفن کا سورج غروب ہو گیا۔

آپ کے اساتذہ

(۱) حضرت مولانا نقی علی خان بریلوی [م ۱۲۹۷ھ][۳]

---

[۱] معارف رضا کراچی، ۱۹۸۶ء، ص:۱۰۲

[۲] تقدیم خلفائے اعلیٰ حضرت، از پروفیسر محمد مسعود احمد، محررہ ۱۹۷۶ء مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء

[۳] حضرت مولانا نقی علی خان بریلوی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آبا و اجداد قندھار (افغانستان) کے معزز قبیلہ بڑھیچ کے پٹھان تھے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۲) مولانا حکیم مرزا غلام قادر بیگ بریلوی [م ۱۳۳۶ھ][۱]

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) آپ نے تمام علوم عقلیہ ونقلیہ کی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا رضا علی خان ہی سے حاصل کی، تحصیل علوم کے بعد اپنے والد ماجد کی مسند افتا کی ذمہ داری بھی سنبھالی۔

آپ حضرت مولانا عبد القادر بدایونی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۱۹ھ) کی معیت میں ۱۲۹۴ھ میں مارہرہ شریف ضلع ایٹہ یوپی حاضر ہو کر حضرت سید شاہ آل رسول قادری برکاتی قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور تمام سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل کی۔ ۱۲۹۵ھ میں حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ مکہ مکرمہ میں مفتی شافعیہ سید احمد بن زینی دحلان مکی قدس سرہ سے مکرر سند حدیث کی اجازت لی۔

آپ کے اخلاق وعادات بہت عمدہ تھے۔ پوری زندگی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اتباع سنت میں گزاری۔ اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ دوسروں کو بھی یہی تلقین کرتے تھے۔ سلام کرنے میں ہمیشہ سبقت کرتے، قبلہ کی طرف کبھی پاؤں نہ کرتے اور نہ احتراماً کبھی قبلہ کی طرف تھوکتے تھے۔ غربا ومساکین اور طلبہ کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آتے تھے اور اکثر ان کی مالی مدد بھی کرتے تھے۔ علما وطلبا کا بہت احترام کرتے تھے۔ ان کے آنے پر بہت خوش ہوتے تھے، انتہائی خوش مزاج اور با اخلاق تھے۔ غرور وتکبر نام کو نہ تھا۔ خدام اور ملازمین سے بہت خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ خدا کی رضا کے لئے خدمت دین آپ کا مشغلہ تھا۔ کسی غرض یا ذاتی مفاد کا معمولی شائبہ بھی نہ تھا۔

آپ کے مشہور تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات کا نام بطور خاص ذکر کئے جانے کے قابل ہے:

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں (۲) مولانا حسن رضا خاں (۳) مولانا برکات احمد بریلوی (۴) مولانا ہدایت رسول لکھنوی (۵) مفتی حافظ بخش آنولوی (۶) مولانا حشمت اللہ خاں (۷) مولانا سید امیر احمد بریلوی (۸) مولانا حکیم عبد الصمد

۳۰/ذی قعدہ ۱۲۹۷ھ کو اپنے عہد کے یہ جید عالم دین خالق حقیقی سے جا ملے۔

[۱] حضرت مولانا حکیم مرزا غلام قادر بیگ لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یکم محرم الحرام ۱۲۴۳ھ/۱۸۲۷ء کو محلہ جھوائی ٹولہ لکھنؤ (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد نے لکھنؤ سے ترک سکونت کر کے بریلی میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

آپ کا خاندان نسلاً ایرانی یا ترکستانی مغل نہیں ہے بلکہ مرزا اور بیگ کے خطابات اعزازی وشاہان مغلیہ کے عطا کردہ ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمہ سے ملتا ہے۔ حضرت احرار

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۳) مولانا عبدالعلی خان رام پوری رحمۃ اللہ علیہ [م ۱۳۰۳ھ][۱]

(۴) حضرت مخدوم شاہ آل رسول قادری مارہروی [م ۱۲۹۶ھ][۲]

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) رحمۃ اللہ علیہ نسلاً فاروقی تھے۔ اس طرح آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

مولانا مرزا غلام قادر بیگ اور امام احمد رضا بریلوی کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں کے درمیان بڑے دیرینہ تعلقات تھے۔ اس لئے مولانا مرزا غلام قادر بیگ نے امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی تعلیم اپنے ذمہ لے لی تھی۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ابتدائی کتابیں میزان، منشعب وغیرہ انہیں سے پڑھیں۔ آپ کا وصال یکم محرم الحرام ۱۳۳۶ھ/ ۱۸؍اکتوبر ۱۹۱۷ء کو نوے سال کی عمر میں ہوا اور محلہ باقر گنج واقع حسین باغ بریلی میں دفن ہوئے۔

[۱] مولانا عبدالعلی خان رام پور، یوپی، انڈیا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولوی حیدر علی ٹونکی غیر مقلد سے حاصل کی، پھر مفتی شرف الدین رام پوری، ملا عبدالرحیم خاں اور مولوی رفیع اور حکیم صادق علی دہلوی سے طب پڑھی، مولانا فضل حق خیر آبادی سے رام پور میں حاشیہ قدیمہ پڑھا، علوم حکمیہ سے خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ کا وصال ۱۳۰۳ھ میں ہوا۔

[۲] حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہ تیرہویں صدی ہجری کے اکابر اولیا اللہ میں سے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۰۹ھ میں مارہرہ ضلع ایٹہ (یوپی) میں ہوئی۔

آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے والد ماجد سید شاہ آل برکات ستھرے میاں قدس سرہ (م ۱۲۸۱ھ) کی آغوش شفقت میں ہوئی۔ آپ نے علوم دینیہ کی تحصیل حضرت عین الحق شاہ عبدالمجید بدایونی علیہ الرحمہ (م ۱۲۶۳ھ)، مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی (م ۱۲۸۱ھ)، حضرت شاہ نور الحق رزاق فرنگی محلی لکھنوی علیہ الرحمۃ (۱۲۶۳ھ)، ملا عبدالواسع رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔

۱۲۶۶ھ میں مخدوم شیخ العالم عبدالحق رودولوی قدس سرہ (م ۸۰۷ھ) کے عرس مبارک کے موقع پر مشاہیر علما و مشائخ کی موجودگی میں دستار بندی ہوئی۔ اسی سال حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی علیہ الرحمہ (م ۱۲۳۵ھ) کے ارشاد پر سراج الہند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۹ھ) کے درس حدیث میں شریک ہوئے۔ صحاح ستہ کا دورہ کرنے کے بعد حضرت محدث دہلوی قدس

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۵) حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی [۱]

جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ زیارتِ حرمین شریفین کے لیے مکۃ المکرمہ حاضر ہوئے تو مندرجہ ذیل تین شیوخ سے بھی سند حدیث وفقہ حاصل فرمائی۔

(۶) حضرت شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی قدس سرہ [م ۱۳۰۱ھ][۲]

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) سرہ سے علویہ منامیہ کی اجازت اور احادیث و مصافحات کی اجازتیں پائیں۔

امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۵؍جمادی الاول ۱۲۹۴ھ کو اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ ان سے آپ نے قرأت، تصوف، اخلاق، اسماء الرجال، تاریخ، لغت، ادب اور حدیث وغیرہ کی اجازت لی اور مجلس بیعت میں ہی خلافت سے سرفراز کر دیئے گئے۔

۱۸؍ذوالحجۃ الحرام ۱۲۹۶ھ بمطابق دسمبر ۱۸۷۹ء کو وصال شریف ہوا۔ وقتِ رحلت لوگوں نے استدعا کی کہ حضور! کچھ وصیت فرما دیجئے۔ بہت اصرار پر فرمایا، مجبور کرتے ہو تو لکھ لو ہمارا وصیت نامہ۔ اَطِیۡعُو اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُو الرَّسُوۡلَ (یعنی اللہ اور اس کے رسول عَزَّ وَ جَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم کی اطاعت کرو) بس یہی کافی ہے اور اسی میں دین و دنیا کی فلاح ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شریف مارہرہ مقدسہ میں مرجع خلائق ہے۔

[۱] حضرت مولانا سید ابوالحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹؍شوال ۱۲۵۵ھ بروز پنج شنبہ مارہرہ شریف میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم شاہ محمد سعید عثمانی بدایونی (م ۱۲۷۷ھ)، مولانا فضل اللہ جالیسری (م ۱۲۸۳ھ)، مولانا نور احمد عثمانی بدایونی (م ۱۳۰۱ھ)، مولانا ہدایت علی بریلوی (م ۱۳۲۲ھ) سے حاصل کی۔ ۱۲؍ربیع الاول ۱۲۷۲ھ کو دادا بزرگوار حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور اجازت مطلقہ سے مشرف ہوئے۔

آپ بہت بڑے شیخ طریقت تھے اور حلقۂ بیعت بہت وسیع تھا۔ اصلاح عقیدہ آپ کا خاص مشغلہ تھا۔ امام احمد رضا قادری قدس سرہ کو آپ سے اذکار اوراد، کتب حدیث اور فن تفسیر کی اجازت ہے۔ گیارہ رجب ۱۳۶۴ھ کو وصال فرمایا۔

[۲] حضرت علامہ شیخ عبدالرحمٰن مکہ مکرمہ میں مفتی حنفیہ تھے۔ امام احمد رضا قادری رحمۃ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۷) حضرت سیدی شیخ احمد بن زینی دحلان شافعی مکی [م ۱۳۰۴ھ] [۱]
(۸) حضرت شیخ حسین بن صالح جمل اللیل شافعی مکی [م ۱۸۸۴ھ] [۲]

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) اللہ علیہ ۱۲۹۵ھ میں پہلے حج کے لئے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی قدس سرہ نے آپ کو تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ کی سند سے نوازا، اور اپنے سلسلۂ طریقت میں اجازت بھی عطا فرمائی۔ شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی قدس سرہ نے جو سند فقہ حنفی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمائی، اس کی خوبی یہ ہے کہ اس سند کے تمام اساتذہ و مشائخ حنفی ہیں۔ ۳۵/ واسطوں سے یہ سند حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن سراج رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۳۰۱ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوا اور جنت المعلی میں دفن ہوئے۔

[۱] سیدی احمد بن زینی دحلان مکی کی ولادت ۱۲۳۲ھ مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ اپنے وقت کے بہت مشہور و معروف عالم دین تھے۔ آپ حضرت شیخ عثمان دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے تھے۔ امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ نے پہلے حج کے موقع پر آپ سے سند حدیث، فقہ و اصول، تفسیر اور دیگر علوم میں اجازت پائی۔ آپ نے ۱۳۰۴ھ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع مدینہ منورہ میں دفن ہوئے۔

[۲] حضرت شیخ سیدی حسین بن صالح جمل اللیل علوی فاطمی قادری مکی قدس سرہ حرم مکہ میں شافعیہ کے مشہور ترین امام و خطیب تھے۔ آپ عجیب خوش اوقات اور بابرکت بزرگ تھے۔ بلاد عرب میں آپ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ جب پہلی بار حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو ایک دن مقام ابراہیم میں نماز مغرب کے بعد حضرت شیخ حسین بن صالح نے بلا تعارف سابق آپ کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے کر اپنے دولت کدہ لے گئے اور دیر تک آپ کی پیشانی کو پکڑ کر فرمایا۔

''بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں''۔

اور تا قیام مکہ معظّمہ حاضری کا تقاضا و اصرار فرمایا۔ آپ کو صحاح ستہ اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دست مبارک سے لکھ کر عنایت فرمائی اور فرمایا ''تمہارا نام ''ضیاء الدین احمد'' ہے۔ اس سند کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں امام بخاری علیہ الرحمہ تک فقط گیارہ واسطے ہیں۔ پھر آپ کو اپنی کتاب ''الجوہرۃ المضیہ'' سنائی اور فرمایا:

''اکثر اہل ہند اس سے مستفید نہیں ہو سکتے۔ ایک تو عربی زبان میں ہے، دوسرے مذہب شافعی میں ہے اور اہل ہند اکثر حنفی ہیں، میں چاہتا ہوں کہ اس کی تشریح آپ اردو زبان میں کر دیں اور اس میں

مذہب حنفیہ کی توضیح بھی کر دیں''۔

امام احمد رضا نے آپ کی کتاب ''الجواہرۃ المضیہ'' جو کہ مسلک شافعی میں مناسک حج کے بیان پر مشتمل ہے، اس کا اردو ترجمہ کیا اور صرف دو دن میں اس کی اردو تشریح تحریر فرمائی اور اس کا تاریخی نام ''النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوہرۃ المضیہ'' رکھا۔ پھر بعد میں تعلیقات و حواشی کا اضافہ فرمایا اور اس کا تاریخی نام ''الطرۃ الرضیہ علی نیرۃ الوضیہ'' رکھا۔

آپ کا وصال ۱۸۸۴ء میں ہوا۔

☆☆☆

بابِ دوم

● امام احمد رضا عرب علما و مشائخ کی نظر میں

امام احمد رضا عرب علما و مشائخ کی نظر میں

خطیبِ مسجد حرم مکّۃ معظمہ

☆رئیس الخطبا شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ میر داد علیہ الرحمہ، خطیب مسجد حرم مکہ معظّمہ فرماتے ہیں:

''امام احمد رضا خاں جو اسم با مسمیٰ ہے اور اُس کے کلام کا موتی اُس کے معنی کے جواہر سے مطابقت رکھتا ہے، تو وہ باریکیوں کا خزانہ ہے، محفوظ گنجینوں سے چُنا ہوا اور معرفت کا آفتاب ہے، جو ٹھیک دو پہر کو چمکتا، علموں کی مشکلاتِ ظاہر و باطن کا نہایت کھولنے والا، جو اُس کے فضل پر آگاہ ہوا اُسے سزاوار ہے کہ کہے اگلے پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے۔[ترجمہ اشعار]

زمانے میں مَیں گرچہ آخر ہوا
وہ لاؤں جو اگلوں سے ممکن نہ تھا
خدا سے کچھ اس کا اچنبھا نہ جان
کہ اِک شخص میں جمع ہو سب جہان''۔[۱]

محافظ کتب حرم مکہ معظمہ

☆قدوۃ العلما سید محمد اسمٰعیل بن خلیل علیہ الرحمہ محافظ کتب حرم مکہ معظّمہ فرماتے ہیں:

''میں اللہ عزوجل کی حمد بجالاتا ہوں کہ اُس نے اس عالم باعمل کو مقرر فرمایا جو فاضل کامل ہے۔ منقبتوں اور فخروں والا، اس مثل کا مظہر کہ ''اگلے پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے'' یکتائے

[۱]حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مع ترجمہ مبین احکام و تصدیقات اعلام، صفحہ۹۶، النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

زمانہ، اپنے وقت کا یگانہ ''مولانا احمد رضا خاں'' اللہ بڑے احسان والا پروردگار اُسے سلامت رکھے، اُن کی (باطل کی) بے ثبات حجتوں کو آیاتِ قرآنیہ اور قطعی حدیثوں سے باطل کرنے کے لیے اور وہ کیوں نہ ایسا ہو کہ علمائے مکہ اُس کے لئے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں اور اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علمائے مکہ اُس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر اُس کے حق میں کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد تو بے شک حق و صحیح ہو''۔[۱]

شیخ کبیر مولانا محمد کریم اللہ مہاجر مدنی

☆شیخ کبیر مولانا محمد کریم اللہ مہاجر مدنی تلمیذ علامۂ اجل حضرت مولانا شیخ محمد عبدالحق مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے ذاتی تاثرات ملاحظہ فرمائیں:

''میں سالہا سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں۔ ہندوستان سے ہزاروں صاحبِ علم آتے ہیں۔ ان میں علما، صلحا، اتقیا سب ہی ہوتے ہیں میں نے دیکھا کہ وہ اس مبارک شہر کی گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے ہیں اور کوئی بھی ان کو مڑ کر نہیں دیکھتا، لیکن احمد رضا فاضل بریلوی کی شان عجیب دیکھتا ہوں یہاں کے علما اور بزرگ سب ہی ان کی طرف جوق در جوق چلے آرہے ہیں اور ان کی تعظیم میں بصد تعجیل کوشاں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے عطا فرماتا ہے''۔[۲]

[۱]حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مع ترجمہ مبین احکام وتصدیقات اعلام، صفحہ۱۰۸، النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

[۲]الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینۃ، صفحہ۹، المدینۃ العلمیۃ کراچی پاکستان

شیخ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی

☆عالم نبیل، فاضل جلیل، مولانا شیخ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی علیہ الرحمہ بیروت (مصنف: جواہر البحار، حجۃ اللہ علی العالمین، شواہد الحق، سعادت الدارین وغیرہ) امام احمد رضا کی تصنیف ''الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ'' پر تقریظ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں نے اس کو شروع سے آخر تک پڑھا اور تمام دینی کتابوں میں بہت زیادہ نفع بخش اور مفید پایا۔ اس کی دلیلیں بڑی قوی ہیں جو ایک امام کبیر، علامۂ اجل کی طرف سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔ اللہ راضی رہے اس رسالے کے مصنف سے اور اپنی رعنائیوں سے ان کو راضی کرے اور ان کی تمام پاکیزہ اُمیدوں کو بر لائے''۔[۱]

مولانا محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی

☆شیخ طریقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سب سے نامور خلیفہ مولانا محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جن پر قبلہ حاجی صاحب کو سب سے زیادہ اعتماد تھا کیوں کہ وہ علم و فضل میں اپنی نظیر آپ تھے اور ان کے انوار مکہ مکرمہ میں ظاہر تھے) امام احمد رضا کی تصنیف ''المعتمد المستند'' پر تقریظ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حمد و صلوٰۃ کے بعد میں اس شرف والے رسالے پر مطلع ہوا اور وہ خوش نما تحریر اور زیبا تقریر جو اس میں مندرج ہے دیکھی، تو میں نے اُسے ایسا پایا کہ اسی سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں، نہ غیر سے اور وہی ہے جسے کان جی لگا کر سنیں کہ اس کی خوبی اور اس کا فیض ظاہر

[۱] الفیوضات المکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ، مطبوعہ کراچی صفحہ ۴۷

ہے۔ اس کے مولف علامہ، عالم جلیل، دریائے زخار، پُرگو، بسیار فضل، کثیر الاحسان، دلیر، دریائے بلند ہمت، ذہین، دانش مند، بحر ناپیدا کنار، شرف و عزت و سبقت والے، صاحب ذکا، ستھرے، نہایت کرم والے، ہمارے مولیٰ، کثیر الفہم، حاجی احمد رضا خان نے کہ وہ جہاں ہو اللہ اس کا ہو اور ہر جگہ اس کے ساتھ لطف فرمائے۔
اس تفصیل و تحقیق و ربط و ضبط و تدقیق میں راہِ صواب پائی، انصاف کیا اور عدل کیا اور رہنمائی و ہدایت کی تو واجب ہے کہ شبہ کے وقت اسی تحقیق کی طرف رجوع کیا جائے اور اسی پر اعتماد ہو''۔[۱]

مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ

سید حسین بن علامہ عبدالقادر طرابلسی علیہ الرحمہ مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ فرماتے ہیں:

''حمد و نعت کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے اپنے اس چھوٹے سے بندے پر یہ احسان فرمایا کہ میں ان کے آستانے سے فیض یاب ہوا جو علامہ، ماہر، کامل اور فہامہ مشہور ہیں۔ حامی ملتِ محمدیہ طاہرہ، مجددِ مأۃ حاضرہ، میرے استاد اور میرے پیشوا حضرت مولانا احمد رضا خاں۔''[۲]

مسجد نبوی کے خطیب و امام علامہ نابلسی

عمدۃ العلما حضرت عبداللہ نابلسی علیہ الرحمہ مسجد نبوی کے خطیب و امام فرماتے ہیں:

[۱] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مع ترجمہ مبین احکام و تصدیقات اعلام، صفحہ ۱۰۴، النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

[۲] الفیوضات الملکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ، صفحہ ۸۲

"وہ نادرِ روزگار اس وقت اور اس زمانے کا نور، عالم باعمل، بلند ہمت فاضل، مسائل اور مشکل احکام کی تنقیح کرنے والا، دلائل و براہین سے ان کو مستحکم تر کرنے والا، معزز مشائخ اور فضلا کا سردار، گوہر یکتا، شیخ احمد رضا خاں۔"[۱]

شیخ موسیٰ علی شامی ازہری دردیری

زبدۃ الفضلا حضرت شیخ موسیٰ علی شامی ازہری دردیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"اماموں کے امام، اس اُمت کے دین کے مجدد اور یقین کے نور اور قلوب کے انوار کی تائید سے آراستہ ہیں۔ "شیخ احمد رضا خان" اللہ تعالیٰ ان کو دونوں جہانوں میں قبول و رحمت عطا فرمائے"۔[۲]

علامہ برزنجی مدرس مدینہ منورہ

مفتی شافعیہ سید احمد بن سید اسمٰعیل حسینی برزنجی علیہ الرحمہ مدینہ منورہ کے مدرس فرماتے ہیں:

"اے علامۂ کامل، شہیر و مشہور، صاحبِ تحقیق و تنقیح، صاحبِ تدقیق و تزئین، عالم اہل سنت و جماعت "شیخ احمد رضا خاں بریلوی" (اللہ تعالیٰ اس کی نیک تمناؤں کو پورا کرے اور اس کی بلندیوں کو باقی اور دائم رکھے) میں نے آپ کی کتاب موسومہ "المعتمد المستند" کے خلاصے کا مطالعہ کیا تو میں نے اس کو قوت و نقد کی انتہائی بلندیوں پر پایا"۔[۳]

[۱] الفیوضات الملکیۃ، صفحہ ۹۶، ۹۵

[۲] الفیوضات الملکیۃ، صفحہ ۲۶۲

[۳] الفیوضات الملکیۃ، صفحہ ۲۳۰

مفتی مالکیہ، شیخ عابد حسین مکہ معظمہ

مفتی مالکیہ، زینت العابدین شیخ عابد حسین علیہ الرحمہ مکہ معظمہ فرماتے ہیں:

"علمائے مشاہیر کا سردار اور معزز فاضلوں کا مایۂ افتخار، دین اسلام کی سعادت، نہایت محمود سیرت، ہر کام میں پسندیدہ، صاحب عدل، عالم باعمل، صاحب احسان "حضرت مولانا احمد رضا خاں" انہوں نے اس باب میں (یعنی گستاخانِ رسول کا رد فرما کر) فرضِ کفایہ ادا کر دیا"۔ (یعنی جو فرض فرداً فرداً سب پر عائد ہوتا تھا آپ نے وہ فرض ادا کر کے سب کو سبک دوش کر دیا۔)[۱]

مرجعِ خلائق

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی بارگاہ میں غیر منقسم ہندوستان کے اطراف و جوانب اور اس کے تقریباً تمام صوبہ جات و اضلاع کے علاوہ دیگر ممالک سے بھی ہمیشہ مستفتیین کے استفسارات آتے رہتے اور آپ ان کے تشفی بخش جوابات رقم فرماتے، جس پر فقہ حنفی کا عظیم انسائیکلوپیڈیا "العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ" شاہد ہے۔ آپ کے بڑے شہزادے حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں قادری قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"بعد وصال حضرت اقدس والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام اقطار ہند و بنگال و برہما حتیٰ کہ چین، امریکہ و افریقہ و عدن وغیرہا سے مرجع افتا ہوئے"۔[۲]

ایک مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ اس سے متعلق خود تحریر

[۱] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مع ترجمہ مبین احکام وتصدیقات اعلام، صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۱، النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

[۲] سلامۃ اللہ لاہل السنۃ، ص: ۵۵، مطبوعہ بریلی شریف

فرماتے ہیں:

’’فقیر کے یہاں علاوہ ردِّ وہابیہ خذلھم اللہ تعالیٰ دیگر مشاغل کثیرہ دینیہ کے کار فتوی اس درجہ وافر ہے کہ دس مفتیوں کے کام سے زائد ہے۔ شہر و دیگر بلاد و امصار، جملہ اقطار ہندوستان و بنگال و پنجاب وملیبار و برہما و ارکان چین و غزنی و امریکہ و افریقہ حتی کہ سرکار حرمین شریفین محترمین سے استفتا آتے ہیں اور ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے ہیں اس میں اگر جواب میں تاخیر ہو یا بعض استفتا تحریر جواب کے رہ جائیں تو کیا شکایت ہے ﴿لاَ یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً إِلاَّ وُسْعَهَا﴾‘‘[۱]

☆☆☆☆

[۱] فتاوی رضویہ، مترجم، ج:۹، ص:۹۹ ۴ ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

باب سوم

● امام احمد رضا کی تعلیمی خدمات بنگلہ طلبہ کے تناظر میں

امام احمد رضا کی تعلیمی خدمات

بے لوث خدمت دین

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی دینی و مذہبی اور علمی و تحقیقی خدمات عرب و عجم، پاک و ہند، چین و سندھ، نیپال و بنگلہ، ایشیا و یورپ، افریقہ و امریکہ وغیرہ بلکہ پورے عالم کے ساتھ وابستہ ہیں۔ آپ نے دین اسلام کی نشر و اشاعت کی خدمات جلیلہ صرف اور صرف رضائے الٰہی کے لیے انجام دیں اور دوسروں کو بھی ایسی ہی تربیت فرمائی، یہی وجہ ہے کہ آپ کی کتب آج بھی جو چاہے جہاں سے چاہے شائع کرے کوئی پابندی نہیں ہے، ورنہ بہت سے لوگ تو حق اشاعت کو بیچتے ہیں۔ ایک موقع پر آپ نے اپنے دستخط خاص سے اشاعت دین متین کے لیے اپنے موقف و مسلک کی وضاحت فرماتے ہوئے درج ذیل بیان جاری فرمایا:

”یہاں بحمد اللہ! نہ کبھی خدمت دینی کو کسب معیشت کا ذریعہ بنایا گیا، نہ احباب علمائے شریعت یا برادران طریقت کو ایسی ہدایت کی گئی، بلکہ تاکید اور سخت تاکید کی جاتی ہے کہ دست سوال دراز کرنا تو درکنار اشاعت دین اور حمایت سنت میں جلب منفعت مالی کا خیال دل میں بھی نہ لائیں کہ ان کی خدمت خالصۃً لوجہ اللہ ہو۔ [۱]

اعلیٰ حضرت کے علمی مقام کا چرچا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کے علمی فضل و کمال کا سورج اُفقِ عالم پر روشن تھا جس کے چرچے اپنے تو اپنے غیروں کی مجالس میں بھی ہوا کرتے تھے جس کا اندازہ اس اقتباس سے بہ خوبی لگایا جا سکتا ہے، ملک العلما حضرت علامہ ظفر الدین قادری رضوی

[۱] ماہ نامہ الرضا، بریلی شریف، شمارہ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ

قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

”الغرض اعلیٰ حضرت کا ایک زمانہ تدریس و تعلیم کا بہت زور، شور گزرا ہے جس میں دور دور سے طلبہ دوسرے مدرسوں کو چھوڑ کر یہاں حاضر ہوتے اور اس چشمۂ علم و فقہ سے فیض یاب ہوتے۔ چنانچہ اسی زمانے کا ایک واقعہ جناب مولوی محمد شاہ خاں عرف تھن خاں صاحب بیان فرماتے تھے کہ ایک دن ۳؍ طالب علم نئے آئے اور اعلیٰ حضرت سے پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا، میں نے دریافت کیا کہ کہاں سے آپ لوگ آئے ہیں، اس سے پہلے کہاں پڑھتے تھے؟ وہ لوگ بولے ”دیوبند“ میں پڑھتے تھے، وہاں سے ”گنگوہ“ گئے، اس کے بعد یہاں آئے ہیں۔ میں نے کہا یوں تو طلبہ کو ”ثمہ خیرا“ کا مرض ہوتا ہے یعنی وہاں بہتر پڑھائی ہے اسی لیے ایک جگہ جم کر بہت کم لوگ پڑھتے ہیں بلکہ دو چار جگہ جا کر ضرور دیکھا کرتے ہیں مگر یہ عموماً ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں کی تعریف انسان سنتا ہے لیکن میرے خیال میں یہ بات نہیں آتی کہ آپ لوگوں نے ”دیوبند“ یا ”گنگوہ“ میں بریلی کی تعریف سنی ہو اور اس وجہ سے یہاں کے مشتاق ہو کر تشریف لائے ہوں۔ بولے یہ آپ ٹھیک کہتے ہیں اختلاف مذہب، اختلاف خیال کی وجہ سے اکثر تو بریلی کی برائی ہی ہوا کرتی تھی مگر ٹیپ کا بند یہ ضرور ہوتا کہ مولانا احمد رضا خاں قلم کا بادشاہ ہے جس مسئلہ پر قلم اٹھا دیا پھر کسی کی مجال نہیں کہ ان کے خلاف کچھ لکھ سکے۔ یہی ”دیوبند“ میں سنا اور یہی ”گنگوہ“ میں بھی، تو ہم

لوگوں کے دلوں میں شوق و ذوق ہوا کہ وہیں چل کر علم
حاصل کرنا چاہیے جن کے مخالفین فضل و کمال کی گواہی دیتے
ہیں۔"[۱]

اسی میں ہے:

"ہزاروں طلبہ دیوبند و گنگوہ و سہارنپور کو چھوڑ
کر بریلی پہنچے۔ الغرض ۱۲۸۶ھ سے ۱۳۳۹ھ تک چون
سال کے عرصہ میں کتنے سو نہیں کتنے ہزار طلبہ آپ کے علوم
کی روشنی سے فیض یاب ہوئے کوئی نہیں کہہ سکتا اس لیے کہ
ان کا کوئی رجسٹر تو تھا نہیں جس میں سب کا نام داخلہ کے
وقت لکھ لیا جاتا ہو، اور اگر تصنیفات کے ذریعہ آپ کے
علوم و فیوض سے مستفیضین کی تعداد معلوم کرنے کی کوشش
کی جائے تو یہ قریب قریب ناممکن ہے کہ ان کا شمار ہزار ہا
ہزار سے بالا ہو کر کہاں تک پہنچا ہے"۔[۲]

آپ کے قائم کردہ ادارہ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کی بنیاد خلوص کی مضبوط
اینٹوں پر رکھی گئی تھی ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مجددی تحریر فرماتے ہیں:

"وہ دارالعلوم منظر اسلام کے بانی تھے، انہوں نے
یہ دارالعلوم اس وقت قائم کیا جب دشمن اسلام حاکموں نے
مسلمانوں کے لیے عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا، یہ مدرسہ
بعض حیثیات سے نہایت ممتاز تھا:

پہلی بات تو یہ کہ اس میں ایسا فاضل جلیل درس دیتا

[۱] حیات اعلیٰ حضرت، ج:۱ ص:۲۹۸، مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور، ۲۰۰۳ء

[۲] حیات اعلیٰ حضرت، ج:۱ ص:۱۱۹، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف ۲۰۱۴ء

تھا جس کی نظیر عالم اسلام میں نہ تھی۔

دوسری بات یہ کہ یہاں کے طلبہ جو پاک و ہند کے
گوشے گوشے اور بیرون ملک سے آتے تھے، دوسرے
مدارس کے طلبہ کی طرح صرف زکاۃ خیرات پر نہیں پلتے
تھے، امام احمد رضا اپنی جیب خاص سے ان کے لیے انتظام
کرتے تھے۔

ایک مثالی دینی مدرسے کے بانی کے لیے ضروری
ہے کہ:

☆ اس میں اخلاص ہو۔

☆ وہ فکر صحیح کا مالک ہو۔

جب ہم امام احمد رضا کی حیات و تعلیمات کا مطالعہ
کرتے ہیں تو ہم کو ان کے یہاں یہ ساری خوبیاں نظر آتی
ہیں اور دل گواہی دیتا ہے کہ کسی بھی مثالی دینی ادارے کا
بانی ہو تو ایسا ہو"۔[۱]

غیر ملکی طلبہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے مدینہ منورہ میں قیام کے متعلق فرمایا:

"وہاں ابھی ایک صاحب عبد الرحمٰن نام ہی سے
ملے، یہ عبد الرحمٰن وہاں عربی مکی ہیں اور وہ (جن کا ذکر
گزرا) عبد الرحمٰن آفندی ترکی شامی۔ کئی روز متصل تشریف
لاتے اور دیر تک بیٹھ کر جاتے ہجوم حضرات اہل علم و

[۱] امام احمد رضا اور دار العلوم منظر اسلام، ص:۶، ادارہ مظہر اسلام، لاہور، ۲۰۰۲ء

معززین کے سبب انہیں بات کا موقع نہ ملتا، ایک دن میں
نے ان سے غرض پوچھی، کہا تنہائی میں کہوں گا۔ دوسرے
دن ان کے لیے وقت نکالا، کہا میں جفر میں کچھ باتیں کرنا
چاہتا ہوں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے فرمایا یہاں نہ
اب میرا زیادہ قیام ہے نہ تیرا۔ میں خاص اس کی تحصیل
کے لیے تیرے پاس ہندوستان آؤں گا۔
وہ تو نہ آئے مگر مولانا سید حسین مدنی صاحبزادہ
حضرت مولانا سید عبد القادر شامی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
تشریف لائے اور چودہ مہینے فقیر خانہ پر قیام فرمایا اور علم
اوفاق وتکسیر سیکھے، انہیں کے لیے میں اپنا رسالہ "أطائب
الإکسیر فی علم التکسیر" زبان عربی میں املا کیا تھا
یعنی میں عبارت زبانی بولتا جاتا تھا اور وہ لکھتے جاتے اور اسی
لکھنے میں اسے سمجھتے جاتے"۔[۱]

طلبہ کے ساتھ شفقت ومحبت

آپ طلبہ کے ساتھ نہایت ہی شفقت ومحبت کا برتاؤ فرماتے تھے بلکہ مسرت وخوشی کے موقعوں پر اپنے بچوں اور عزیزوں کی طرح ہی طلبہ کا بھی خیال رکھتے تھے، ملک العلما حضرت علامہ ظفر الدین قادری رضوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"اسی سلسلہ میں یہ بات بھی مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے
کہ طالب علمی کے زمانہ میں جب کبھی ماہ مبارک رمضان
شریف میں بریلی شریف رہنا ہوا اور اس تعطیل میں اپنے
گھر نہ آیا تو عید الفطر کے دن جس طرح آپ تمام عزیزوں

[۱] حیات اعلیٰ حضرت، ج:۱ص: ۲۶۴، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف، ۲۰۱۲ء

کو عیدی تقسیم فرماتے مجھے اور دوسرے خاص طلبہ مثلاً
مولوی سید عبد الرشید صاحب گوپاموی عظیم آبادی، مولوی
سید شاہ غلام محمد صاحب درگاہ کلاں بہار شریف، مولوی محمد
ابراہیم صاحب اوگانوی، مولانا مولوی محمد نذیر الحق صاحب
رمضان پوری، مولوی اسمٰعیل صاحب بہاری سب کو علیٰ قدر
مراتب عیدی عطا فرماتے"۔[۱]

جب حضور حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ حامد رضا قادری قدس سرہ کے یہاں حضرت مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا خاں قادری قدس سرہ کی ولادت ہوئی تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے پوتے کی ولادت کی خوشی میں عزیزوں کو تحفہ دینے کے لیے جوڑے بھی تیار کروائے، اس کے متعلق ملک العلما حضرت علامہ ظفر الدین قادری رضوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"اس وقت خاص عزیزوں، مریدوں کے لیے
جوڑا بھی تیار کیا گیا تھا، نہایت ہی مسرت کے ساتھ لکھتا
ہوں کہ میں بھی انہیں خاص لوگوں سے ہوں جن کے لیے
جوڑا بھی تیار کرایا گیا تھا۔ کرتا، پائجامہ، جوتا، ٹوپی تو اسی
زمانے میں پہن لیا تھا، مگر انگرکھا بہت قیمتی کپڑے کا تھا،
گاہے گاہے اس کو پہنا کرتا تھا، وہ بہت دنوں تک رہا یہاں
تک کہ چھوٹا ہو گیا، تو اس کو تبرکاً رکھ دیا۔ جب مدرسہ "خانقاہ
شہسرام" میں مدرس ہوا اور مخلص قدیم مولوی سید غیاث
الدین صاحب چشتی ابو العلائی رجہتی بہاری کو حسب طلب
محترم حامی دین متین جناب حاجی محمد لعل خاں صاحب کلکتہ

[۱] حیات اعلیٰ حضرت، ج:۱ص:۱۱۰، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف، ۲۰۱۲ء

بھیجنے لگا اس وقت میں نے وہ انگرکھا مولوی صاحب موصوف کی نذر کر دیا جوان کے جسم پر ٹھیک آ گیا‘‘۔[۱]

ملک العلما حضرت علامہ ظفر الدین قادری رضوی قدس سرہ نے بریلی شریف رہ کر لمبے عرصہ تک آپ کی بارگاہ سے علوم وفنون حاصل کیے، جب آپ نے پہلا فتویٰ لکھ کر آپ کی بارگاہ میں اصلاح کے لیے پیش کیا؛ فتویٰ صحیح ہونے کی وجہ سے استاذ کی طرف سے کس طرح اظہار مسرت اور حوصلہ افزائی فرمائی گئی کہ اس کو خود ملک العلما حضرت علامہ ظفر الدین قادری رضوی قدس سرہ ہی کے الفاظ میں پڑھ کر اندازہ لگایئے؛ آپ تحریر فرماتے ہیں:

‘‘جامع حالات فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ میں نے سب سے پہلے فتویٰ ۱۳۲۲ھ میں لکھا اور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں اصلاح کے لیے پیش کیا، حسن اتفاق سے بالکل صحیح نکلا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز اس فتویٰ کو لیے ہوئے میرے پاس خود تشریف لائے اور ایک روپیہ دست مبارک سے عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: مولانا سب سے پہلے فتویٰ میں نے لکھا تو میرے والد ماجد قدس سرہ العزیز نے مجھے شیرینی کھانے کے لیے ایک روپیہ عنایت فرمایا تھا، آج آپ نے جو فتویٰ لکھا یہ پہلا فتویٰ ہے اور ماشاء اللہ بالکل صحیح ہے اس لیے اسی اتباع میں ایک روپیہ آپ کو شیرینی کھانے کے لیے دیتا ہوں۔ غایت مسرت کی وجہ سے میری زبان بند ہوگئی اور میں کچھ بول نہ سکا اس لیے کہ فتویٰ پیش کرتے وقت میں خیال کر رہا تھا کہ خدا جانے جواب صحیح لکھا ہے یا غلط،

[۱] حیات اعلیٰ حضرت، ج:۱، ص:۱۱۱، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف، ۲۰۱۲ء

مگر خدا کے فضل سے وہ صحیح اور بالکل صحیح نکلا اور پھر اس پر انعام اور وہ بھی ان الفاظ کریمہ کے ساتھ کہ میرے والد ماجد صاحب نے مجھے اول فتویٰ پر انعام دیا تھا اس لیے میں بھی اول فتویٰ پر انعام دیتا ہوں‘‘۔[۱]

منظر اسلام اور بنگالی طلبہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کا علمی فیضان عموماً عالم اسلام اور خصوصاً برعظیم ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش ان ممالک کا تو شاید ہی کوئی مدرسہ یا جامعہ ہو، جہاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ اور آپ کے قائم کردہ ‘‘دارالعلوم منظر اسلام’’ کا فیضان نہ پہنچا ہو، اب ذیل میں کچھ شواہد اس بات پر پیش کیے جاتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے زمانہ میں تقریباً ۲۰ رفیصد بنگلہ دیش کے طلبہ زیر تعلیم ہوا کرتے تھے۔

اولین فارغین منظر اسلام میں بنگلہ طلبہ کی تعداد

علامہ جلال الدین قادری صاحب نے دارالعلوم منظر اسلام کے اولین چند فضلا کی فہرست مع حوالہ مرتب فرمائی ہے، اس کو دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے زمانہ میں ہی بنگال کے کثیر طلبہ آپ سے اکتساب فیض میں مصروف تھے، یہاں پر وہ فہرست من وعن نقل کی جاتی ہے:

‘‘درج ذیل سطور میں چند فضلا کے اسمائے گرامی لکھے جارہے ہیں یہ طلبہ دارالعلوم منظر اسلام کے ابتدائی چند سالوں میں فارغ ہوئے۔ یاد رہے چند اسمائے گرامی وہ

[۱] حیات اعلیٰ حضرت، ج:۱، ص:۱۰۹، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف، ۲۰۱۲ء

ہیں جن تک یہ فقیر غفرلہ القدیر (راقم السطور) اطلاع پاسکا ہے:

(۱)......مولانا احسان علی مظفر پوری

(۲)......مولانا اختر حسین

(۳)......مولانا اشرف علی بنگالی

(۴)......مولانا آفتاب الدین

(۵)......مولانا اکبر حسین خان رامپوری

(۶)......مولانا امام بخش

(۷)......مولانا امیر حسن بنگالی

(۸)......مولانا اصغر علی نواکھالی[۱]

(۹)......مولانا برکت اللہ، میمن سنگھ، بنگال

(۱۰)......مولانا تجمل حسین بریلی

(۱۱)......مولانا تمیز الدین پترا بنگال[۲]

(۱۲)......مولانا تمیز الدین، میمن سنگھ بنگال

(۱۳)......مولانا ثناء اللہ

(۱۴)......مولانا حامد حسین رامپوری

(۱۵)......مولانا حامد علی الٰہ آبادی

(۱۶)......مولانا حسنین رضا خاں بریلی

[۱] اس نام سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے پاس ایک استفتا عربی زبان میں بنگلہ دیش کے شہر ''چاٹگام'' سے بھیجا گیا جو جواب استفتا کے ساتھ فتاویٰ رضویہ جلد ۱۳/ میں شامل ہے۔

[۲] اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے پاس اس نام سے دوبار استفتا بنگلہ دیش کے شہر ''نصیر آباد'' سے ارسال کیا گیا جو جواب استفتا کے ساتھ فتاویٰ رضویہ کی جلد ۱۷/ میں شامل ہے۔

(۱۷)......مولانا حشمت علی لکھنوی

(۱۸)......مولانا حمید الرحمٰن چاٹگام

(۱۹)......مولانا خلیل الرحمٰن

(۲۰)......دین محمد پنجابی

(۲۱)......مولانا رحیم بخش بنگالی

(۲۲)......مولانا رشید احمد

(۲۳)......مولانا رمضان علی بنگالی

(۲۴)......مولانا سراج الدین، پترا بنگال

(۲۵)......مولانا سعید الرحمٰن، چاٹگام

(۲۶)......مولانا شجاعت علی بنگالی

(۲۷)......مولانا شرافت اللہ

(۲۸)......مولانا شفیع احمد بیسل پوری

(۲۹)......مولانا شفاعت اللہ

(۳۰)......مولانا شمس الدین

(۳۱)......مولانا شمس الہدیٰ

(۳۲)......مولانا ضمیر الحسن، بلند شہر

(۳۳)......مولانا طیب علی، ڈھاکہ

(۳۴)......مولانا ظفر الدین پٹنہ بہار

(۳۵)......مولانا محمد ظہور الحق

(۳۶)......مولانا عبد الجلیل بدایونی

(۳۷)......مولانا عبد الحفیظ

(۳۸)......مولانا محمد عبد الباری، میمن سنگھ

(۳۹)......مولانا عبد الرحیم ولایتی

(۴۰)......مولانا عبدالرشید چاٹگام [۱]

(۴۱)......مولانا سید عبدالرشید، پٹنہ

(۴۲)......مولانا عبدالحکیم

(۴۳)......مولانا عبدالصمد، پترا (بنگال) [۲]

(۴۴)......مولانا عبدالرحیم، رامو

(۴۵)......مولانا عبدالغفور

(۴۶)......مولانا عبدالغنی

(۴۷)......مولانا عبدالقوی، بنگالی

(۴۸)......مولانا عبداللہ بہاری

(۴۹)......مولانا عبدالمجید، بریلی

(۵۰)......مولانا عبدالواحد، میمن سنگھ، بنگال [۳]

---

[۱] اس نام سے دوسوالات پر مشتمل ایک استفتا فتاویٰ رضویہ جدید، جلد پنجم میں شامل ہے جس میں بریلی شہر کی سنہری مسجد کے پتہ کے ساتھ لکھا ہوا ہے: ''یکے از طلبائے منظر اسلام'' غالب گمان یہی ہے کہ یہ مولانا عبدالرشید چاٹگامی قدس سرہ ہی ہوں گے کیوں کہ منظر اسلام کے منتہائی طلبہ آج بھی امامت کے ساتھ درس کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں اور جس مسجد میں امامت کرتے ہیں وہاں سے پڑھنے کے لیے مدرسہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ دوسرا استفتا مع جواب استفتا فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۳/از ملک برہما بنگالہ کے پتہ سے درج ہے، ہوسکتا ہے کہ اس کے بھی مستفتی آپ ہی ہوں۔

[۲] فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۱/میں ایک استفتا مع جواب درج ہے جس کے مستفتی ''عبدالصمد'' ہیں اور پتہ یہ درج ہے: از بنگالہ مدرسہ معین الاسلام ڈاک خانہ جنگل آباد اہل موضع کادکا کسی ضلع جسر، اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے مستفتی آپ ہی ہیں۔ دوسرا استفتا مع جواب جلد ۲۳/میں اسی نام کے ساتھ مندرج ہے اور پتہ یہ درج ہے: از ضلع رنگپور ڈاک خانہ چلیماری مکتب اسلامیہ بنگالہ، محققین اس کے متعلق بھی تحقیق کر سکتے ہیں۔

[۳] ایک استفتا مع جواب فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۰/میں استفتا میں ''مولوی عبدالواحد صاحب متعلم مدرسہ اہلسنت و جماعت بریلی ۲۷/ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ'' درج ہے غالباً یہ مولانا عبدالواحد صاحب قدس سرہ میمن سنگھ بنگلہ دیش کے ہی ہوں۔

(۵۱)......مولانا عبدالودود، ڈھاکہ

(۵۲)......مولانا عطاء اللہ، نواکھالی، بنگال

(۵۳)......مولانا عزیز الحسن

(۵۴)......مولانا عزیز الرحمٰن، کلکتہ

(۵۵)......مولانا عزیز احمد، فرید پوری

(۵۶)......مولانا حکیم سید عزیز غوث، بریلی

(۵۷)......مولانا عطاء الرحمٰن، نواکھالی

(۵۸)......مولانا عظیم اللہ، مچھلی شہر

(۵۹)......مولانا عبید اللہ بنگالی

(۶۰)......مولانا علی احمد

(۶۱)......مولانا علی حسین، اراکان

(۶۲)......مولانا عین الیقین، بنگالی

(۶۳)......مولانا غلام جان

(۶۴)......مولانا سید غلام محمد، بہار

(۶۵)......مولانا فیض الردین، ڈھاکہ

(۶۶)......مولانا فیض طلب خاں، پشاور

(۶۷)......مولانا قاسم علی

(۶۸)......مولانا قمر الدین، پترا بنگال

(۶۹)......مولانا محمد ابراہیم، پٹنہ بہار

(۷۰)......مولانا محمد ابراہیم، سہارن پور

(۷۱)......مولانا محمد احمد

(۷۲)......مولانا محمد اسحٰق، میمن سنگھ بنگال

(۷۳)......مولانا محمد اسمٰعیل

(۷۴)......مولانا محمد امین، راولپنڈی

(۷۵)......مولانا محمد حسین

(۷۶)......مولانا محمد حسن، نواکھالی بنگال[۱]

(۷۷)......مولانا محمد میاں، بہاری

(۷۸)......مولانا محمود حسن

(۷۹)......مولانا (مفتی اعظم) محمد مصطفیٰ رضا، بریلی

(۸۰)......مولانا مقبول احمد، چاٹگام

(۸۱)......مولانا منیر الدین بنگالی

(۸۲)......مولانا نصیر الدین، بریلی

(۸۳)......مولانا نعیم الدین چاٹگام

(۸۴)......مولانا نواب جان، بریلی

(۸۵)......مولانا نواب مرزا، بریلی

(۸۶)......مولانا نسیم الدین پٹنہ

(۸۷)......مولانا نذیر الحق، پٹنہ

(۸۸)......مولانا نصر اللہ خاں، رامپور

(۸۹)......مولانا نظام الدین

(۹۰)......مولانا نور محمد

(۹۱)......مولانا وکیل الدین

[۱] آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ سے ایک استفتا فارسی زبان میں کیا ہے جو جواب کے ساتھ فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۱۹؍ میں شامل ہے۔ ایک دوسرا استفتا آپ کے نام سے فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۲۹؍ میں جواب استفتا کے ساتھ فارسی زبان میں شامل ہے۔

(۹۲)......مولانا وہاب الدین نواکھالی''۔[۱]

مندرجہ بالا فہرست محض ۹۲؍ فارغین کی پیش کی گئی ہے جن میں سے ۲۱؍ طلبہ وہ ہیں جن کا تعلق بنگلہ دیش سے ہے، جس سے ظاہر ہے کہ ۲۰؍ فیصد طلبہ صرف بنگلہ دیش اور باقی دیگر مقامات سے تعلق رکھنے والے۔ بہر حال اس سے خوب اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی بارگاہ میں بنگلہ دیش کے طلبہ کی کثرت ہوتی تھی۔

اسی کے ثبوت کے لیے دار العلوم منظر اسلام ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء کے سالانہ جلسہ کی ایک رپورٹ نقل کی جاتی ہے:

''کیفیت جلسہ سالانہ مدرسہ

منظر اسلام

معروف بہ

مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی

راقم دبدبۂ سکندری کے ایک شفیق نے مدرسہ اہلِ سنت و جماعت بریلی کے سالانہ جلسہ کی کیفیت ارسال کی ہے جو مسلمان حنفی مشرب کے لیے نہایت دل خوش کن ہے لہٰذا نہایت خوشی کے ساتھ ذیل میں درج کی جاتی ہے (وہو ہذا)

''الحمد للہ! بتوجہ سرپرستانِ مدرسہ اہلِ سنت و جماعت خصوصاً امام اہلِ سنت، مجدد مأۃ حاضرہ، ومؤید ملت طاہرہ، بحر ذخار، معقول ومنقول، حاوی فروع و

[۱] ماہ نامہ معارف رضا کراچی کا صد سالہ منظر اسلام نمبر، ص: ۷۴، ۷۵، جولائی تا ستمبر ۲۰۰۱ء، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

اصول، جامع طریقت شریعت، اعلیٰ حضرت مولانا مولوی
مفتی حافظ قاری حاجی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی
لازالت شموس فیوضہ طالعہ وبدور برکاتہ لامعہ کے فیض و
برکت اور معینانِ مدرسہ وعطا کنندگانِ چندہ کی ہمت و
خلوصِ نیت واراکینِ انتظامیہ کی سعی عرق ریزی سے
مدرسہ اہلِ سنت وجماعت اپنے مقاصد میں بہ خوبی ترقی کر
رہاہے آبیاری منتظمین وعرق ریزی طلبہ کی ومدرسین سے
اس نونہال شریعت کی کامیابی طلبہ کے عمدہ ثمرہ نے حسنِ
تعلیم کے خوش نما شگوفے شاخ دارالافتاء کے معرکۃ الآرا
فتوے کامیابی طلبہ کے عمدہ نتیجے گزشتہ رودادوں میں شائع
ہوچکے۔ گزشتہ سال چار طلبہ فارغ التحصیل ہوئے، جن کی
دستار بندی کا جلسہ تشریف آوری اکثر مشائخ عظام وعلمائے
کرام وعمائد ورؤسا ذوی الاحترام بحسن انتظام نہایت دھوم
دھام سے سرانجام ہوا۔ اس سال بھی بمنہٖ وکرمہٖ ۸ رطلبہ
فارغ التحصیل ہوئے جن کے نامِ نامی درج ذیل کروں تو
زائد مناسب ہوگا۔

(۱) جناب مولانا مفتی نواب مرزا صاحب سابق مفتی
دارالافتاء بریلی

(۲) جناب مولانا ظہیر الدین صاحب، اعظم گڑھی

(۳) جناب مولانا حفیظ احمد صاحب، اعظم گڑھی

(۴) جناب مولانا نعمت اللہ
صاحب، نواکھالوی

(۵) جناب مولانا صدیق احمد

صاحب، نواکھالوی

(۶) جناب مولانا عظم اللہ صاحب، مچھلی شہری

(۷) جناب مولانا احمد عالم صاحب، رجھتی

(۸) جناب مولانا ابراہیم صاحب، بہاری

ان صاحبان کی دستار بندی جناب مولانا مولوی شاہ
غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین بانسہ شریف اور جناب مولانا
مفتی نواب مرزا صاحب سابق مفتی دارالافتاء کی دستار
بندی اعلیٰ حضرت موصوف نے اپنے دست حق پرست سے
کی، تاریخ ہائے ۱۰/۱۱/۱۲ رشعبان المعظم ۱۳۲۶ھ مطابق
۷/۸/۹ رستمبر ۱۹۰۸ء یوم ہائے دوشنبہ، سہ شنبہ، چہارشنبہ کو
جلسہ بمقام بریلی مسجد بی بی صاحبہ میں منعقد ہوئے۔

دوشنبہ کو پہلا جلسہ ہوا اور اسی روز مولانا مولوی شاہ
محمد عمر صاحب حیدرآبادی مع سات عالموں کے بریلی
تشریف لائے۔ اسٹیشن پر فاضل نوجوان ابن فاضل ابن
فاضل ابن فاضل قبلہ وکعبہ جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا
خاں صاحب مدظلہ العالی مہتمم مدرسہ اہلِ سنت وجماعت
وجناب مولانا مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب صاحبزادۂ
خرد اعلیٰ حضرت مجدد مأۃ حاضرہ مدظلہم وجناب مولوی محمد ظفر
الدین بہاری مدرس سوم مدرسہ اہلِ سنت وجناب سید
برکت علی صاحب رئیس وجناب مولانا اسماعیل صاحب
واعظ پیلی بھیتی وجناب مولانا محمد شفاعت الرسول صاحب و
دو چپراسی مدرسہ اہلِ سنت برائے استقبال بوقت شب
اسٹیشن پر حاضر تھے کہ ۸ ربج کر ۴۰ رمنٹ پر مولانا

ممدوح تشریف فرما ہوئے جائے قیام پہلے سے مقرر کر لیا
گیا تھا چنانچہ پہلے جناب مولانا مولوی عبد المقتدر نے وعظ
فرمایا اور بعد کو مجدد مأۃ حاضرہ، مؤید ملت طاہرہ، امام اہلِ
سنت حاوی معقول ومنقول جناب مولوی حاجی قاری شاہ
احمد رضا صاحب نے وعظ فرمایا۔

سبحان اللہ! وعظ کیا تھا کہ دریائے ذخار تھا کہ برابر
موجزن اور ایسا پر تاثیر کہ سامعین وجد کی حالت میں تھے
اور سکوت کا عالم چھا گیا اور مطلقاً لوگوں کو اپنی خبر نہ رہی اور
بعض لوگوں کو یہ حالت ہوگئی تھی کہ اگر ان کو روکا نہیں جاتا تو
وہ اپنے کو ہلاک کر دیتے غرض قلم میں وہ طاقت کہاں جو
اس وقت کا حال لکھ سکے خیر وعظ ختم ہوا اور جناب مولانا حکیم
محمد فاخر صاحب نے چندہ کی تحریک شروع کی ان کے بعد
جناب مولانا مولوی شاہ محمد عمر صاحب نے بھی تحریک کی اور
خود دوسو روپے مدرسہ کو عنایت فرمائے۔ بخیر وخوبی یہ
کارروائی ختم ہوئی اور دستار بندی ہوئی اور طلبہ کو انعام تقسیم
ہوا اور جلسہ بخیر وخوبی دوپہر کو تمام ہوا، شب کو پھر وعظ پر
تاثیر شروع ہوئے اور اس کے بعد میلاد شریف ہوا اور
نہایت لطف سے ہوتا رہا اور اعلیٰ حضرت مجدد مأۃ حاضرہ،
مؤید ملت طاہرہ کی چند غزلیں پڑھی گئیں رات کو ایک بجے
جلسہ تمام ہوا۔

چائے اور پان وغیرہ کا انتظام نہایت خوش اسلوبی
سے ہوا اس کی ایک جماعت علاحدہ مقرر تھی اور انتظام
طعام ہر سہ روز نہایت اچھا رہا کھانا نہایت خوش ذائقہ تھا

جملہ امور نہایت مناسب وموزوں تھے۔

اس قدر حضرات علما تشریف لائے کہ وہ امید سے
زیادہ تھے کیوں کہ موسم برسات کا تھا اور ابر غلیظ ہر وقت
گھرا رہتا تھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تین دن تک
بخوبی کھلا رہا اور بہت سے علما کہ جن کے نام روداد سے
معلوم ہوں گے بوجہ کار جلسہ میں شریک نہ ہو سکے۔

سب سے پہلے فاضل نوجوان عالم دوراں جناب
مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب دام فیضہ مہتمم
مدرسہ اہلِ سنت وجماعت کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ آپ
نے ایسی جانفشانی سے اس کار خیر کو انجام دیا ہے کہ تعریف
سے باہر ہے جس نے دیکھا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ
ہمارے مولانا ممدوح کس درجہ مدرسہ سے تعلق رکھتے ہیں
اور سچ تو یہ کہ آپ کی ہی جانفشانی سے یہ مدرسہ چل بھی رہا
ہے حضرت مولانا نہایت بخدا بزرگ ہیں، طالب علموں
سے آپ نہایت درجہ شفقت فرماتے ہیں ہماری دعا ہے کہ
اللہ تعالیٰ جناب مولانا صاحب اور مہتمم صاحب مدرسہ اور
ان کے تمام خاندان کو اپنی کوششوں میں پردۂ غیب سے کام
یاب فرمائے اور ہمیشہ اپنے مقاصد قلبی پر بطفیل حضرت احمد
مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین
فائز ہوں اور آپ کے عدو ہمیشہ پائمال رہیں آمین"۔[۱]

اس رپورٹ میں بھی فارغین منظر اسلام کی فہرست میں ۸ رفضلا و فارغین منظر اسلام

[۱] دبدبۂ سکندری، ۲۶؍اکتوبر ۱۹۰۸ء، اخبار نمبر ۳۸، جلد نمبر ۴۴، ص: ۳؍تا ۵

کے اسما تحریر کیے گیے ہیں جن میں سے دو حضرات کا تعلق بنگلہ دیش کے مشہور شہر ''نوا کھالی'' سے ہے اس سے بھی مذکورہ بات کو تقویت ملتی ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی موجودگی میں دیگر طلبہ کے مقابل بنگلہ دیشی طلبہ کی تعداد تقریباً ۲۰ ر فیصد ہوتی تھی۔

بنگالی طلبہ کے لیے مچھلی بھات

ہندوستان، پاکستان، برما واراکان کے طلبہ کے ساتھ ساتھ بنگلہ دیش کے بھی کثیر تعداد میں طلبہ منظر اسلام میں تعلیم حاصل کرتے تھے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ کو نبیرۂ اکبر امام احمد رضا و صاحبزادۂ اکبر حضرت حجۃ الاسلام مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں (رحمہم اللہ) کی ولادت ہوئی جشن مسرت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ بھی شریک تھے اور منظر اسلام کے تمام طلبہ کے لیے ان کی خواہش وفرمائش کے اعتبار سے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین قادری رضوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

> ''حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب کے برابر لڑکیاں ہی پیدا ہوتیں اس لیے سب لوگوں کی دلی تمنا تھی کہ کوئی لڑکا پیدا ہوتا تاکہ اس کے ذریعہ اعلیٰ حضرت کے حسب ونسب، فضل وکمال کا سلسلہ جاری رہتا، خداوند عالم کی شان ۱۳۲۵ھ میں مولوی ابراہیم رضا خاں صاحب قبلہ کی ولادت ہوئی، نہ صرف والدین اور اعلیٰ حضرت بلکہ جملہ متوسلین کو از حد خوشی ہوئی، اس خوشی میں منجملہ اور باتوں کے اعلیٰ حضرت نے جملہ طلبائے مدرسہ اہل سنت و جماعت منظر اسلام کی ان کی خواہش کے مطابق دعوت فرمائی۔
>
> بنگالی طلبہ سے فرمایا آپ لوگ کیا کھانا چاہتے ہیں؟

> انہوں نے کہا ''مچھلی بھات'' چنانچہ ''روہو'' مچھلی بہت وافر طریقے پر منگائی گئی اور ان لوگوں کی حسب خواہش دعوت ہوئی۔ بہاری طلبہ سے فرمایا آپ لوگوں کی کیا خواہش ہے؟ ہم لوگوں نے کہا ''بریانی، زردہ، فیرنی، کباب، میٹھا ٹکڑا وغیرہ'' بہاریوں کے لیے پر تکلف کھانا تیار کرایا گیا۔ پنجابی اور ولایتی طلبہ کی خواہش ہوئی ''دنبے خوب چربی دار گوشت اور تنور کی پکی گرم گرم روٹیاں''۔ ان لوگوں کے لیے وافر طور پر اسی کا انتظام ہوا''۔[۱]

مذکورہ سطور سے تفصیل سے ظاہر ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے یہاں بہت سے بنگالی طلبہ بھی زیر تعلیم تھے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہاں کے اہل علم اور علما سے آپ کے اچھے تعلقات بھی تھے، مزید اس کا اندازہ آپ کے مجموعۂ فتاوی ''العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ'' معروف بہ ''فتاویٰ رضویہ'' سے لگایا جا سکتا ہے۔ وہ باتیں جو فتاویٰ رضویہ اور دیگر کتب کے مطالعہ کے بعد سمجھ میں آئی یہ ہیں:

☆ بنگلہ دیش کے عوام وخواص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے علم و فضل کے معترف تھے۔

☆ بنگلہ دیش کے عوام وخواص بلکہ اخص الخواص یعنی علما ومشائخ بھی اپنے دینی و شرعی اور علمی وتحقیقی مسائل میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی جانب رجوع فرمایا کرتے تھے۔

☆ بنگلہ دیش کے اندر رائج بہت سی بدعت وخرافات کا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے رد بلیغ فرمایا۔

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے مریدین وخلفا اور تلامذہ نے بنگلہ دیش میں اشاعت دین کے لیے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

[۱] حیات اعلیٰ حضرت، ج:۱، ص:۱۱۰، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف، ۲۰۱۲ء

باب چہارم

● دیوبندیوں اور وہابیوں کی کفریہ عبارات کی تفصیلات

دیوبندیوں سے اختلاف کی وجوہات

علمائے دیوبند کی وہ گستاخانہ عبارات جن کی وجہ سے علمائے حرمین شریفین وعلمائے ہندوستان نے ان کو کافر قرار دیا تھا، اور وہ ان کفریہ عبارات سے رجوع کرنے کے بجائے ان کی بے جا تاویلیں کر کے انہیں پر قائم رہے؛ درج ذیل میں تفصیل کے ساتھ ان کی وہ عبارتیں پیش کی جا رہی ہیں تا کہ دیوبندیوں کی حقیقت سمجھنے میں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔

مولوی قاسم نانوتوی

دیوبندی مذہب کے امام مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کو عوام کا خیال قرار دیتے ہوئے لکھا:

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا
بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے
بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ
تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام
مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس
صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے''۔[۱]

مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کی دوسری عبارت ملاحظہ کریں جس میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانے میں کسی نبی کے وجود کو ختم نبوت کے منافی نہ قرار دیتے ہوئے لکھا:

''اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی

[۱] تحذیر الناس صفحہ ۴، ۵ مطبوعہ دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی، ایضاً صفحہ ۴۱ /ادارہ العزیز، نزد جامع مسجد صدیقیہ، گلہ برف خانہ، سیالکوٹ روڈ، کھوکھر کی، گوجرانوالہ

نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے''۔[۱]

مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی نے یہاں تک لکھ دیا کہ اگر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو آپ کے آخری نبی ہونے میں کوئی فرق نہ آئے گا، عبارت ملاحظہ کیجیے:

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو
تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔[۲]

قاسم نانوتوی صاحب کی یہ تینوں عبارات اپنی جگہ مستقل کفر ہیں۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے ''براہین قاطعہ'' میں لکھا کہ:

شیطان و مَلَکُ الموت کے لیے علم کا وسیع و زائد ہونا تو نص یعنی آیتِ قرآنی اور حدیثِ نبوی سے ثابت ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کے لیے علم کا وسیع و زائد ہونا کسی نص یعنی کسی آیت، کسی حدیث سے ثابت نہیں بلکہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ و سلم کے لیے علم کا وسیع ہونا نصوصِ قطعیہ کے خلاف اور شرک ہے، عبارت ملاحظہ کیجیے:

''شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیطِ زمین
کا فخرِ عالم کو خلاف نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس

[۱] تحذیر الناس صفحہ ۱۸، مطبوعہ دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی، ایضاً صفحہ ۶۵، ادارہ العزیز، نزد جامع مسجد صدیقیہ، گلہ برف خانہ سیالکوٹ روڈ، کھوکھر کی، گوجرانوالہ

[۲] تحذیر الناس صفحہ ۳۴ مطبوعہ دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی۔ ایضاً صفحہ ۸۵ مطبوعہ ادارہ العزیز، نزد جامع مسجد صدیقیہ، گلہ برف خانہ، سیالکوٹ روڈ، کھوکھر کی، گوجرانوالہ

فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے
شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر
عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام
نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے''۔[۱]

مولوی عبدالرؤف جگن پوری دیوبندی نے بھی ''براہینِ قاطعہ'' کی عبارت کی توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ملک الموت اور شیطان مردود کا ہر جگہ حاضر و
ناظر ہونا نص قطعی سے ثابت ہے۔ اور محفل میلاد میں
جناب خاتم الانبیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا تشریف لانا نصِ قطعی سے ثابت نہیں ہے''۔[۲]

یعنی دیوبندی مذہب کے مطابق حضرت مَلَکُ الموت اور شیطان مردود نصِ قطعی سے اللہ کے شریک ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

مولوی رشید احمد گنگوہی

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے پہلے مولوی اسماعیل دہلوی کی اتباع کرتے ہوئے مسئلہ امکانِ کذب اپنایا پھر اس کے بعد مزید پیش قدمی کرتے ہوئے اپنے ایک فتویٰ میں لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''جو اللہ تعالیٰ کو کاذِب بالفعل کہے اسے گمراہ و
فاسق نہ کہا جائے کیونکہ پہلے ائمہ کا بھی یہی مذہب تھا اس

[۱] براہین قاطعہ صفحہ ۵۵ طبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی

[۲] براۃ الابرار صفحہ ۵۷، مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور۔ ایضاً صفحہ ۵۷، مطبوعہ تحفظِ نظریاتِ دیوبند، اکادمی پاکستان۔ اگست ۲۰۱۲ء

شخص سے فقط تاویل میں غلطی ہوئی ہے''۔[۱]

یعنی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کے لیے وقوعِ کذب کا عقیدہ گڑھا اور جھوٹ بولتے ہوئے پچھلے ائمہ پر تھوپ دیا۔ مولوی رشید گنگوہی دیوبندی کی زندگی میں اس فتوے کا رد ہوا لیکن جناب نے اپنے اس فتوے سے انکار نہیں کیا۔

مولوی اشرف علی تھانوی

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اپنی کتاب ''حفظ الایمان'' میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شدید گستاخی کرتے ہوئے آپ کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دیتے ہوئے لکھا:

''آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر
بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے
مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو
اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ
ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل
ہے''۔[۲]

[۱] گنگوہی صاحب کے اس قلمی فتوے کا عکس قدیم علمائے اہل سنت کے پاس موجود تھا، مولانا غلام مہر علی گولڑوی نے ۱۹۵۶ء میں شائع ہونے والی اپنی کتاب ''دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ'' مطبوعہ کتب خانہ مہریہ، مسجد نور، منڈی چشتیاں شریف، پاکستان میں گنگوہی کے اس قلمی فتوی کا عکس صفحہ ۳۲۶ کے ساتھ شائع کیا تھا۔ عالی جناب گرامی قدر محترم میثم عباس قادری رضوی لاہوری کے پاس ''دیوبندی مذہب'' کا یہ قدیم نسخہ موجود ہے جس میں یہ فتوی واضح طور پر پڑھا جاسکتا ہے۔

[۲] حفظ الایمان صفحہ ۸، مطبوعہ مطبع علیمی، دہلی۔ ایضاً صفحہ ۱۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی۔ ایضاً صفحہ ۱۳ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ، ملتان

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سُنّت مجددِ دین وملت مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکابرِ دیوبند کی کتب ''تحذیر الناس''، ''براہینِ قاطعہ''، ''حفظ الایمان'' اور فتوی وقوعِ کذب (کفریہ عبارات کی تعریب کے ساتھ) علمائے حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کیا۔ علمائے حرمین شریفین نے ان گستاخانہ عبارات کو ملاحظہ کرنے کے بعد اپنے فتاویٰ میں دیوبندی اکابر کو کافر قرار دے دیا۔ یہ فتاویٰ ملاحظہ کرنے کے لیے ''حُسَامُ الْحَرَمَیْن عَلٰی مَنْحرِ الْکُفْرِ وَالْمَیْن'' کا مطالعہ کریں۔ بعد ازاں امام المناظرین فاتح مذاہبِ باطلہ شیر بیشۂ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حشمت علی خان لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے متحدہ ہندوستان کے علماء کی بارگاہ میں تکفیرِ دیوبندیہ کے متعلق استفتاء پیش کر کے ''حُسَامُ الْحَرَمَیْن عَلٰی مَنْحرِ الْکُفْرِ وَالْمَیْن'' کے لیے تصدیقات حاصل کیں۔

عرب وعجم کے مصدقین حسام الحرمین

یہاں پر ان علمائے عرب وعجم کی فہرست کو پیش کیا جاتا ہے جنہوں نے دیوبندیوں کے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے فتوی تکفیر کی تصدیق وتصویب فرمائی۔

علمائے حرمین طیبین

۱۔ شیخ علمائے مکّہ مفتی شافیہ مولٰنا شیخ محمد سعید بابُصَیل رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ شیخ خطباء وائمہ مکّہ معظّمہ مولٰنا شیخ احمد ابوالخیر میرداد رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ ناصرِ سُنَن فتنہ شکن سابق مفتی مولٰنا علامہ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ صاحب رفعت وافضال مولٰنا شیخ علی بن صدیق کمال رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ بقیۃ الاکابر عمدۃ الاواخر جلوہ گاہِ نور مطلق مولٰنا شیخ محمد عبدالحق مہاجر الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ محافظ کتب خانہ حرم حضرت علامہ مولٰنا سیّد اسمٰعیل خلیل رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ صاحبِ علم حکم مولٰنا سیّد ابوحسین مرزوقی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ سر شکن اہل مکر وکید مولٰنا شیخ عمر بن ابی بکر باجنید رحمۃ اللہ علیہ
۹۔ سابق مفتی مالکیہ مولٰنا شیخ عابد بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۔ فاضل ماہر کامل مولٰنا شیخ علی بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۔ ذوالجلال والزین مولٰنا شیخ جمال بن محمد بن حسین رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۔ نادر روزگار مولٰنا شیخ اسعد بن احمد دہان مدرس حرم شریف رحمۃ اللہ علیہ
۱۳۔ یکتائے روزگار مولٰنا شیخ عبدالرحمن دہان رحمۃ اللہ علیہ
۱۴۔ مدرس مدرسۂ صولتیہ مولانا محمد یوسف افغانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۵۔ اَجل خلفائے حاجی امداداللہ صاحب مولانا شیخ احمد مکی امدادی (مدرس مدرسہ احمدیہ) رحمۃ اللہ علیہ
۱۶۔ عالم عامل فاضل کامل مولانا محمد یوسف خیاط رحمۃ اللہ علیہ
۱۷۔ والامنزلت بلند رفعت حضرت مولانا محمد صالح بن محمد بافضل رحمۃ اللہ علیہ
۱۸۔ صاحب فیض یزدانی مولانا حضرت عبدالکریم ناجی داغستانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۹۔ فاضل کامل حضرت مولانا شیخ سعید بن محمد یمانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۰۔ فاضل کامل حامد احمد محمد جداوی رحمۃ اللہ علیہ
۲۱۔ مفتی حنفیہ حضرت سیّدنا ومولانا تاج الدین الیاس مفتی مدینہ طیبہ رحمۃ اللہ علیہ
۲۲۔ عمدۃ العلماء افضل الافاضل سابق مفتی مدینہ طیّبہ عثمان بن عبدالسلام داغستانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۳۔ فاضل کامل شیخ مالکیہ سیّد شریف مولانا سید احمد جزائری رحمۃ اللہ علیہ
۲۴۔ صاحب فیض ملکوتی حضرت مولانا خلیل بن ابراہیم خربوتی رحمۃ اللہ علیہ
۲۵۔ صاحب خوبی ونکوئی شیخ الدلائل مولانا سیّد محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ
۲۶۔ عالم جلیل فاضل عقیل مولانا محمد بن احمد عمری رحمۃ اللہ علیہ
۲۷۔ ماہر علامہ صاحب عزوشرف حضرت مولٰنا سیّد عباس جلیل محمد رضوان شیخ دلائل رحمۃ اللہ علیہ
۲۸۔ فاضل کامل العقل مولانا عمر بن حمدان محرسی رحمۃ اللہ علیہ
۲۹۔ فاضل کامل عالم عامل مولٰنا سیّد محمد بن مدنی دیداوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔مدرس حرم مدینہ طیّبہ مولٰنا شیخ محمد بن سوسی خیاری رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔مفتی شافعیہ مولانا سیّد شریف احمد برزنجی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔فاضل مولانا حضرت مولانا محمد عزیز وزیر مالکی مغربی اندلسی مدنی تونسی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔شیخ فاضل مولٰنا عبدالقادر توفیق شلبی رحمۃ اللہ علیہ

علمائے پاک و ھندو بنگالہ

۱۔حضرت علامہ مولانا اولادِ رسول محمد میاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔حضرت علامہ مولانا اسمٰعیل حسن احمدی برکاتی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔حضرت علامہ مولانا مصطفٰی رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

۴۔حضرت علامہ مولانا رحم الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔حضرت علامہ مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

۶۔حضرت علامہ مولانا محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

۷۔حضرت علامہ مولانا محمد حسنین رضا رحمۃ اللہ علیہ

۸۔حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم رضا رحمۃ اللہ علیہ

۹۔حضرت علامہ مولانا سردار علی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔حضرت علامہ مولانا محمد تقدس علی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔حضرت علامہ مولانا احسان علی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔حضرت علامہ مولانا محمد نورالھدیٰ رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔حضرت علامہ مولانا عبدالرؤف رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔حضرت علامہ مولانا سیّد غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔حضرت علامہ مولانا غلام معین الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔حضرت علامہ مولانا صدیق اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔حضرت علامہ مولانا محمد نور رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔حضرت علامہ مولانا مختار احمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔حضرت علامہ مولانا محمد شرف الدین اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔حضرت علامہ مولانا حسین الدین رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔حضرت علامہ مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔حضرت علامہ مولانا شاہد الحق رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔حضرت علامہ مولانا محمد ابرار حسن رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔حضرت علامہ مولانا سلطان احمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔حضرت علامہ مولانا وزیر احمد خان رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔حضرت علامہ مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔حضرت علامہ مولانا محمد محبوب علی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔حضرت علامہ مولانا حشمت علی رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔حضرت علامہ مولانا احمد اشرف القادری رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔حضرت علامہ مولانا السید محمد الاشرفی رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔حضرت علامہ مولانا افضل الدین البہاری رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔حضرت علامہ مولانا معین الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔حضرت علامہ مولانا السید محی الدین الاشرفی رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔حضرت علامہ مولانا سید حبیب اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔حضرت علامہ مولانا فقیر محمد سلیمٰن اگر پوری رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔حضرت علامہ مولانا عبدالباقی محمد برھان الحق القادری الرضوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۔حضرت علامہ مولانا العلامہ المفتی محمد عبدالسلام ضیاء صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

۳۹۔حضرت علامہ مولانا المفتی جماعت علی رحمۃ اللہ علیہ

۴۰۔حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ

۴۱۔حضرت علامہ مولانا محمد کرم الٰہی بی۔اے رحمۃ اللہ علیہ

۴۲۔حضرت علامہ مولانا مفتی خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

۴۳۔حضرت علامہ مولانا مفتی محمد کامران رحمۃ اللہ علیہ

۴۴۔حضرت علامہ مولانا ابوالعلی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

۴۵۔حضرت علامہ مولانا امتیاز احمد انصاری رحمۃ اللہ علیہ

۴۶ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ

۴۷۔حضرت علامہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ

۴۸۔حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حامد علی رحمۃ اللہ علیہ

۴۹۔حضرت علامہ مولانا غلام محی الدین احمد بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ

۵۰۔حضرت علامہ مولانا احمد حسین رامپوری رحمۃ اللہ علیہ

۵۱۔حضرت علامہ مولانا قاضی محمد احسان الحق نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۲۔حضرت علامہ مولانا احمد مختار صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

۵۳۔حضرت علامہ مولانا محمد عظیم اللہ علمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۴۔حضرت علامہ مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد رضوی قادری رحمۃ اللہ علیہ

۵۵۔حضرت علامہ مولانا ظہور حسام رحمۃ اللہ علیہ

۵۶۔حضرت علامہ مولانا محمد عبدالقدیر قادری رحمۃ اللہ علیہ

۵۷۔حضرت علامہ مولانا غلام زین العابدین سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ

۵۸۔حضرت علامہ مولانا محمد فخر الدین بہاری پورنوری رحمۃ اللہ علیہ

۵۹۔حضرت علامہ مولانا اسدالحق مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

۶۰۔حضرت علامہ مولانا محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ

۶۱۔حضرت علامہ مولانا غلام معین الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ

۶۲۔حضرت علامہ مولانا غلام علی رحمۃ اللہ علیہ

۶۳۔حضرت علامہ مولانا الحافظ عبدالعزیز مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

۶۴۔حضرت علامہ مولانا غلام سید الاولیاء محی الدین الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

۶۵۔حضرت علامہ مولانا محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ

۶۶۔حضرت علامہ مولانا عمر النعیمی رحمۃ اللہ علیہ

۶۷۔حضرت علامہ مولانا محمد عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ

۶۸۔حضرت علامہ مولانا ابومحمد دیدار علی رحمۃ اللہ علیہ

۶۹۔حضرت علامہ مولانا ابوالبرکات سید احمد سنی حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ

۷۰۔حضرت علامہ مولانا سید فضل حسین نقشبندی مجددی قادری رحمۃ اللہ علیہ

۷۱۔حضرت علامہ مولانا سید عبدالرزاق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۷۲۔حضرت علامہ مولانا نور محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

۷۳۔حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شاہ پونچھوی رحمۃ اللہ علیہ

۷۴۔حضرت علامہ مولانا عبدالغنی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

۷۵۔حضرت علامہ مولانا محمد مقصود علی رحمۃ اللہ علیہ

۷۶۔حضرت علامہ مولانا حاجی احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۷۷۔حضرت علامہ مولانا عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ

۷۸۔حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم حنفی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۷۹۔حضرت علامہ مولانا محمد عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ

۸۰۔حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

۸۱۔حضرت علامہ مولانا محمد نورالقمر رحمۃ اللہ علیہ

۸۲۔حضرت علامہ مولانا محمد حنیف حنفی رحمۃ اللہ علیہ

۸۳۔حضرت علامہ مولانا سلطان احمد رحمۃ اللہ علیہ

۸۴۔حضرت علامہ مولانا محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ

۸۵۔حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم آروی رحمۃ اللہ علیہ

۸۶۔حضرت علامہ مولانا محمد عبدالمجید رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۸۷۔حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن دربھنگوی رحمۃ اللہ علیہ

۸۸۔حضرت علامہ مولانا محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ

۸۹۔حضرت علامہ مولانا محمد نصیرالدین آروی رحمۃ اللہ علیہ

۹۰۔حضرت علامہ مولانا محمد غریب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۹۱۔حضرت علامہ مولانا محمد ظفرالدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۹۲۔حضرت علامہ مولانا سید ارتضیٰ حسین قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ

۹۳۔حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل محمودآبادی رحمۃ اللہ علیہ

۹۴۔حضرت علامہ مولانا محمد عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

۹۵۔حضرت علامہ مولانا رشید احمد عرف صاحب جاں مکیاوی رحمۃ اللہ علیہ

۹۶۔حضرت علامہ مولانا محمد عطاء الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

۹۷۔حضرت علامہ مولانا محمد ولی الرحمٰن قادری رشیدی رحمۃ اللہ علیہ

۹۸۔حضرت علامہ مولانا محمد شفاء الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

۹۹۔حضرت علامہ مولانا شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۰۔حضرت علامہ مولانا محمد رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۱۔حضرت علامہ مولانا محمد حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۲۔حضرت علامہ مولانا فقیر عبدالکریم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۳۔حضرت علامہ مولانا عبدالحفیظ دربھنگوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۴۔حضرت علامہ مولانا ابوالحسن مظفر پوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۵۔حضرت علامہ مولانا غلام رَسول محمدی سنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۶۔حضرت علامہ مولانا عبدالنبی المختار محمد یار فریدی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۷۔حضرت علامہ مولانا ابوالیاس امام الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۸۔حضرت علامہ مولانا سید میر حسین امام مسجد لونکی لدھاروی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۹۔حضرت علامہ مولانا محمد ابو یوسف محمد شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۰۔حضرت علامہ مولانا السید فتح علی شاہ القادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۱۔حضرت علامہ مولانا عبدالکریم چتوڑی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۲۔حضرت علامہ مولانا قاضی فضل احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۳۔حضرت علامہ مولانا محمد مظہر اللہ (فتح پور دہلی) رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۴۔حضرت علامہ مولانا محمد عبدالعزیز خطیب جامع مسجد لاہور مزنگ رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۵۔حضرت علامہ مولانا گل محمد امام مسجد مرزا احمد دین رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۶۔حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۷۔حضرت علامہ مولانا محمد خلیل الرحمٰن بہاری قادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۸۔حضرت علامہ مولانا ابوالفضل محمد کرم دین رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۹۔حضرت علامہ مولانا واعظ الاسلام احمد دین رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۰۔حضرت علامہ مولانا مولوی فاضل محمد فضل حسین رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۱۔حضرت علامہ مولانا محمد اجمل قادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۲۔حضرت علامہ مولانا القادری محمد المدعو بعماد الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۳۔حضرت علامہ مولانا غلام محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۴۔حضرت علامہ مولانا سلامت اللہ قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۵۔حضرت علامہ مولانا مفتی نکودر سید محمد حنیف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۶۔حضرت علامہ مولانا ابوالحامد احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۷۔حضرت علامہ مولانا السید حیدر شاہ القادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۸۔حضرت علامہ مولانا محمد خلیل رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۹۔حضرت علامہ مولانا سید محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۰۔حضرت علامہ مولانا سید سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۱۔حضرت علامہ مولانا عبدالحمید عفی عنہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۲۔حضرت علامہ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۔حضرت علامہ مولانا محمد نبی بخش رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۴۔حضرت علامہ مولانا سید مختار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۵۔حضرت علامہ مولانا محمد فضل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۶۔حضرت علامہ مولانا محمد نظام الدین ملتانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۷۔حضرت علامہ مولانا محمد ریحان حسین العمری المجد دی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۸۔حضرت علامہ مولانا محمد مشتاق رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۹۔حضرت علامہ مولانا فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۰۔حضرت علامہ مولانا محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۱۔حضرت علامہ مولانا محمد وسیم خان رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۲۔حضرت علامہ مولانا محمد عبداللطیف القادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۳۔حضرت علامہ مولانا عبدالحی علیمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۴۔حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۵۔حضرت علامہ مولانا محمد یحییٰ علیمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۶۔حضرت علامہ مولانا احمد حسین رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۷۔حضرت علامہ مولانا محمد عبدالمجید القادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۸۔حضرت علامہ مولانا محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۹۔حضرت علامہ مولانا سید شاہ لطیف رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۰۔حضرت علامہ مولانا السید وحید القادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۱۔حضرت علامہ مولانا عبدالقادر قادری حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۲۔حضرت علامہ مولانا سید غیاث الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۳۔حضرت علامہ مولانا غلام محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۴۔حضرت علامہ مولانا سید احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۵۔حضرت علامہ مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۶۔حضرت علامہ مولانا محمد نظام الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۷۔حضرت علامہ مولانا محمد عباس میاں رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۸۔حضرت علامہ مولانا مرزا احمد القادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۹۔حضرت علامہ مولانا نذیر احمد خجندی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۰۔حضرت علامہ مولانا محمد سعد اللہ مکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۱۔حضرت علامہ مولانا محمد ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۲۔حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالمجید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۳۔حضرت علامہ مولانا محمد جمیل احمد القادری البدایونی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۴۔حضرت علامہ مولانا محمد معراج الحق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۵۔حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم الحنفی القادری البدایونی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۶۔حضرت علامہ مولانا غلام محمد لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۷۔حضرت علامہ مولانا عبدالعلیم الصدیقی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۸۔حضرت علامہ مولانا امام محمد فضل کریم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۹۔حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم النوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۰۔حضرت علامہ مولانا محمد شمس الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۱۔حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحلیم رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۲۔حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۳۔حضرت علامہ مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۴۔حضرت علامہ مولانا محمد عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۵۔حضرت علامہ مولانا محمد احمد خان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۶۔حضرت علامہ مولانا عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۷۔حضرت علامہ مولانا سید احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۸۔حضرت علامہ مولانا عبدالغفار حنفی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۹۔حضرت علامہ مولانا محمد امین القادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۰۔حضرت علامہ مولانا محمد جسیم رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۱۔حضرت علامہ مولانا محمد یوسف صدیق اللہ شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۲۔حضرت علامہ مولانا محمد یٰسین رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۳۔حضرت علامہ مولانا محمد نورالحق قادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۴۔حضرت علامہ مولانا محمود جان قادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۵۔حضرت علامہ مولانا غلام مصطفٰی قادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۶۔حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۷۔حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۸۔حضرت علامہ مولانا حاجی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۹۔حضرت علامہ مولانا صالح رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۰۔حضرت علامہ مولانا سعیدالدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۱۔حضرت علامہ مولانا عبدالرشید خان بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۲۔حضرت علامہ مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۳۔حضرت علامہ مولانا محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۴۔حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین المکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۵۔حضرت علامہ مولانا عبدالحی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۶۔حضرت علامہ مولانا محمد شمس الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۷۔حضرت علامہ مولانا محمد حفیظ اللہ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۸۔حضرت علامہ مولانا امیر حسن رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۹۔حضرت علامہ مولانا سید سجاد حسین رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۰۔حضرت علامہ مولانا غلام احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۱۔حضرت علامہ مولانا فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۲۔حضرت علامہ مولانا محمد حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۳۔حضرت علامہ مولانا شبیر حسین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۴۔حضرت علامہ مولانا ابوالفضل محمد عبدالاحد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۵۔حضرت علامہ مولانا مفتی نثار احمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۶۔حضرت علامہ مولانا ابوالنصر کمال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۷۔حضرت علامہ مولانا عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۸۔حضرت علامہ مولانا محمد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۹۔حضرت علامہ مولانا محمد کاظم رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۰۔حضرت علامہ مولانا نور محمد اعظمی قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۱۔حضرت علامہ مولانا محمد عبدالعظیم قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۲۔حضرت علامہ مولانا محمد عبدالعزیز خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۳۔حضرت علامہ مولانا محمد یونس قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۴۔حضرت علامہ مولانا احمد یار خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۵۔حضرت علامہ مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۶۔حضرت علامہ مولانا محمد نور الحسین رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۷۔حضرت علامہ مولانا محمد معوان حسین رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۸۔حضرت علامہ مولانا محمد شجاعت علی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۹۔حضرت علامہ مولانا محمد سراج الحسین رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۰۔حضرت علامہ مولانا محمد عبد الغفار رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۱۔حضرت علامہ مولانا عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۲۔حضرت علامہ مولانا سید یار محمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۳۔حضرت علامہ مولانا محمد عمر القادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۴۔حضرت علامہ مولانا عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۵۔حضرت علامہ مولانا محمد حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۶۔حضرت علامہ مولانا محمد عبد الکریم رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۷۔حضرت علامہ مولانا محمد آصف رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۸۔حضرت علامہ مولانا عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۹۔حضرت علامہ مولانا محمد عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۰۔حضرت علامہ مولانا شاکر حسین رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۱۔حضرت علامہ مولانا محمد مصاحب علی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۲۔حضرت علامہ مولانا سید محمود زیدی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۳۔حضرت علامہ مولانا السید محمد میراں رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۴۔حضرت علامہ مولانا فقیر نثار احمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۵۔حضرت علامہ مولانا فقیر شمس الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۶۔حضرت علامہ مولانا محمد حامد علی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۷۔حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۸۔حضرت علامہ مولانا سید رشید الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۹۔حضرت علامہ مولانا محمد عبد اللطیف اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۰۔حضرت علامہ مولانا عبد المجید القادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۱۔حضرت علامہ مولانا محمد زاہد القادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۲۔حضرت علامہ مولانا محمد احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۳۔حضرت علامہ مولانا صوفی ظہور محمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۴۔حضرت علامہ مولانا محمد عارف حسین قریشی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۵۔حضرت علامہ مولانا سید محمد علی حسین رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۶۔حضرت علامہ مولانا ابو الفیض سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۷۔حضرت علامہ مولانا قاسم میاں رضوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۸۔حضرت علامہ مولانا محمد قاسم ھاشمی قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۹۔حضرت علامہ مولانا محمد عبد الشکور قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۰۔حضرت علامہ مولانا حافظ حاجی پیر سید ظہور شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۱۔حضرت علامہ مولانا محمد صدیق بڑودی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۲۔حضرت علامہ مولانا سید خالد شامی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۳۔حضرت علامہ مولانا محمد عبد اللہ بڑودی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۴۔حضرت علامہ مولانا عبید الرضا حشمت علی خان القادری الرضوی الکھنوی (مصنف کتاب الصوارم الہندیہ) رحمۃ اللہ علیہ

وھابیہ کی بعض گستاخانہ عبارات

دوسرے مقامات کے علمائے کرام کی طرح چوں کہ علمائے بنگلہ دیش نے بھی دیو بندیوں اور وہابیوں کا رد کیا ہے۔لہٰذا یہاں پر وہابیوں کے بھی عقائد و نظریات کو نقل کیا جاتا ہے تاکہ معاملہ سمجھنا آسان ہوجائے، دراصل وہابی مذہب کی بنیاد ہی کفر پر ہے وہ بھی

کفر کی سب سے بدترین قسم انبیائے کرام خصوصاً سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی وجہ سے وہابی بلاشبہ کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔

وہابی؛ دیوبندی سے عام ہے۔ان کی مختلف شاخیں ہیں، ایک شاخ دیوبندی بھی ہے، وہابی دراصل محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متبعین کو کہتے ہیں، اس مذہب کو غیر منقسم ہند میں لانے والے مولوی اسمٰعیل دہلوی ہیں، اب یہاں مولوی اسمٰعیل دہلوی کے ماننے والوں کو وہابی کہا جاتا ہے، وہابی مذہب کی مختلف شاخیں ہیں: دیوبندی، غیر مقلد، مودودی وغیرہ، ان شاخوں کے مابین کچھ اختلافات ہیں، مگر عقائد میں سب متفق ہیں، یہ سب کے سب مولوی اسمٰعیل دہلوی کو اپنا امام اور پیشوا مان کر، اس کی لکھی ہوئی کتابوں کو اپنے مذہب کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی کے عقائد و نظریات جو اس کی کتابوں میں لکھے ہیں ان میں سے بعض نقل کیے جاتے ہیں:

تقویت الایمان کی عبارات

"اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے"۔[۱]

"سب انبیا و اولیا اس کے روبرو ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں"۔[۲]

"دوسرے یہ کہ ہمارا جب رب و خالق اللہ ہی ہے اور اسی نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام کہ اس کو منائیں جیسے

[۱] تقویۃ الایمان، ص:۱۲، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

[۲] تقویۃ الایمان، ص:۴۶، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

جب کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ تو اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوڑھے چمار کا کیا ذکر"۔[۱]

"جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے محمد یا علی نہیں اور جن کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا علی ہے وہ کسی کام کے مختار نہیں"۔[۲]

"یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے"۔[۳]

"ہر کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو بلکہ اس میں بھی اختصار کرو"۔[۴]

"یعنی اللہ کے سوا جو اور لوگوں کو پکارتے ہیں سو اپنے خیال میں عورتوں کا تصور باندھتے ہیں پھر کوئی حضرت بی بی نام ٹھہرا لیتا ہے، کوئی بی بی آسیہ، کوئی اُتا وَلی، کوئی لال پری، کوئی سیاہ پری، کوئی ستیلا اور سانے، کوئی کالی"۔[۵]

[۱] تقویۃ الایمان، ص:۱۵، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

[۲] تقویۃ الایمان، ص:۴۳، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

[۳] تقویۃ الایمان، ص:۵۰، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

[۴] تقویۃ الایمان، ص:۵۲، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

[۵] تقویۃ الایمان، ص:۳۸، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

اوراس کے سوا بہت کلمات قبیحہ سے کہ ذکران کا موجب تطویل ہے اور مسلمان کو زبان پر لانا ثقیل اعراض کیا جاتا ہے۔

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست

[تھوڑی سی باتیں آپ کے سامنے کردی ڈرتا ہوں کہ تمہارا دل رنجیدہ ہوجائے گا ورنہ باتیں تو بہت ہیں۔]

صراط مستقیم کی عبارات

"صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ و خر خود ست"۔[ا]

ترجمہ: نماز میں اپنے شیخ یا بزرگوں میں سے کسی دوسرے بزرگ حتیٰ کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف توجہ صرف کرنا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں مستغرق ہوجانے سے کئی درجہ بدتر ہے۔

اپنے شیخ سید احمد رائے بریلوی کی شان میں کیا سے کیا لکھ مارا وہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

"از بسکہ نفس عالی حضرت ایشاں بر کمال مشابہت جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات در بدو فطرت مخلوق شدہ بناء علیہ لوح فطرت ایشاں از نقوش علوم رسمیہ

[ا]صراط مستقیم، فارسی، ص:۸۶، المکتبۃ السلفیۃ، شیش محل روڈ، لاہور

وراہ دانشمنداں کلام و تحریر و تقریر مصفیٰ ماندہ بود۔"[ا]

ترجمہ: چنانچہ ان حضرات کی عالی ذات کو جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ ابتداءً فطرت میں کامل مشابہت دے کر پیدا کیا گیا اسی بنا پر ان حضرات کی لوح فطرت رسمی علوم اور علما کی راہ کلام وتحریر وتقریر سے مصفیٰ رہی تھی۔

"بسبب برکت بیعت ویمن تو جہات آں جناب ہدایت مآب روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین وجناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشاں گردیدہ و تا قریب یک ماہ فی الجملہ تنازعے درما بین روحین مقدسین درحق حضرت ایشاں ماندہ زیراکہ ہر واحد ازیں ہر دو امام تقاضائے جذب حضرت ایشاں بتمامہ بسوے خود می فرمود تا ایں کہ بعد انقراض زمانہ تنازع ووقوع مصالحت بر شرکت روزی ہر دو روح مقدس بر حضرت ایشاں جلوہ گرشدند وتا قریب یک پاس ہر دو امام بر نفس نفیس حضرت ایشاں توجہ قوی و تاثیر زور آور می فرمودند تا ایں کہ درہماں یکپاس حصول نسبت ہر

[ا]صراط مستقیم، خطبۃ الکتاب، ص:۴، المکتبۃ السلفیۃ لاہور

دو طریقہ نصیبۂ حضرت ایشاں گردید۔"[۱]

ترجمہ: بیعت کی برکت سے حضرت غوث الثقلین اور حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی کی روحیں حضرت کے حال پر متوجہ ہوئیں اور قریب ایک ماہ تک دونوں مقدس روحوں کے درمیان حضرت کے حق میں تنازع رہا اس لیے دونوں اماموں میں سے ہر ایک حضرت کو پورے طور سے اپنی طرف کھینچنے کا تقاضا کر رہے تھے یہاں تک کہ زمانہ تنازع کے ختم ہونے اور شرکت پر مصالحت واقع ہو جانے کے بعد ایک دن دونوں مقدس روحیں حضرت پر جلوہ گر ہوئیں ایک پہر کے قریب دونوں امام حضرت کے نفس نفیس پر قوی توجہ اور پر زور تاثیر ڈالتے رہے یہاں تک کہ اسی ایک پہر کے اندر دونوں طریقتوں کی نسبت حضرت کو نصیب ہو گئی۔

" بعد مرور مدتے ازیں واقعہ روزے در مسجد اکبرآبادی واقعہ بلدۂ دہلی حرسہا اللہ تعالیٰ عن آفات الزمان در جماعت از مستفیدان خود نشستہ بودند چنانچہ کاتب الحروف ہم در سلک عتبہ بوسان آں محفل ہدایت منزل منسلک بود وہمہ حضاران محفل سر بجیب مراقبہ فرد بردہ بودند وحضرت ایشاں برہمہ مستفیداں توجہ می فرمودند بعد انقراض آں مجلس ملائک مانس

[۱]صراط مستقیم، ص:۱۶۶، المکتبۃ السلفیۃ لاہور

بکاتب الحروف متوجہ شدہ فرمودند کہ امروز حق جل وعلا بمحض عنایت خود بلا توسط احدی اختتام نسبت چشتیہ بما ارزانی داشت۔"[۱]

ترجمہ: پھر اس واقعہ سے ایک مدت گزرنے کے بعد مسجد اکبر آبادی واقع شہر دہلی اللہ تعالیٰ اس شہر کو زمانے کی آفتوں سے محفوظ فرمائے آپ اپنے مستفیدوں کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے چنانچہ کاتب الحروف بھی اس محفل ہدایت منزل کے آستاں بوسوں کی صف میں شامل تھا اور سب حاضرین مجلس مراقبہ کی وجہ سے گریباں میں سر ڈالے ہوئے تھے اور آپ تمام مستفیدوں پر توجہ فرما رہے تھے، اس مجلس کے اختتام کے بعد راقم الحروف کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا آج حق جل وعلیٰ نے محض اپنی عنایت سے بلا واسطہ کسی کے نسبت چشتیہ کا اختتام ہمیں ارزانی کیا ہے۔

" روزی حضرت جل وعلا دست راست حضرت ایشاں را بدست قدرت خاص خود گرفتہ و چیز مرا از امور قدسیہ کہ بس رفیع وبدیع بود پیش روی حضرت ایشاں کردہ فرمود کہ ترا ایں چنیں دادہ ام وچیزہائے دیگر خواہم داد۔"[۲]

[۱]صراط مستقیم، باب چہارم دربیان طریق سلوک راہ نبوت، ص:۱۶۶، المکتبۃ السلفیۃ لاہور

[۲]صراط مستقیم، باب چہارم دربیان طریق سلوک راہ نبوت، ص:۱۶۴، المکتبۃ السلفیۃ لاہور

ترجمہ: یہاں تک کہ ایک روز ان (دہلوی کے پیر) کا دایاں اللہ نے اپنے خاص دست قدرت میں پکڑا اور امور قدسیہ کی بلند و بالا چیز کو ان کے سامنے پیش کر کے فرمایا کہ تجھے میں نے یہ چیز دے دی اور مزید چیزیں دوں گا۔

"شخصے بجناب حضرت ایشاں استدعائے بیعت نمود حضرت در آں ایام علی العموم اخذ بیعت نمی کردند بناء علیہ ملتمس آں شخص را ہم قبول نفرمودند آں شخص بیش از بیش الحاح کردہ حضرت ایشاں بآں شخص فرمودند کہ یک دو روز توقف باید کرد بعد ازاں ہرچہ مناسب وقت خواہد شد ہماں بعمل خواہد آمد باز حضرت ایشاں بنا بر استفسار و استیذان بجناب حضرت حق متوجہ شدند و عرض نمودند کہ بندہ از بندگان تو استدعا می کند کہ بیعت بمن نماید و تو دست مرا گرفتہ و ہر کہ دریں عالم دست کسے را می گیرد پاس دستگیرے ہمیشہ می کند و اوصاف ترا باخلاق مخلوقات ہیچ نسبتے نیست پس در آں معاملہ چہ منظور ست ازاں طرف حکم شد کہ ہر کہ بر دست تو بیعت خواہد کرد گول کو کہا باشند ہر یک را کفایت خواہم کرد"۔[۱]

[۱]صراط مستقیم، باب چہارم دربیان طریق سلوک راہ نبوت، ص:۱۶۵، المکتبۃ السلفیۃ لاہور

ترجمہ: یہاں تک کہ ایک شخص نے آپ کے پاس حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی اور چوں کہ آپ ان ایام میں علی العموم بیعت نہیں لیا کرتے تھے، اس لیے اس شخص کی درخواست کو قبول نہ فرمایا، جب اس شخص نے نہایت الحاح اور اصرار کیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ ایک دو روز توقف کرنا چاہیے بعد ازاں جو کچھ مناسب وقت ہوگا اس پر عمل کیا جائے گا، پھر آپ اجازت اور استفسار کے لیے جناب حق میں متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ بندگان درگاہ سے ایک بندہ اس امر کی درخواست کرتا ہے کہ مجھ سے بیعت کرے اور تو میرا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے اور اس جہاں میں جو کوئی کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے ہمیشہ دست گیری کی پاس کرتا ہے اور حضرت حق کے اوصاف کو اخلاق مخلوقات کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں، پس اس معاملہ میں کیا منظور ہے؟ اس طرف سے حکم ہوا کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا اگرچہ وہ لکھوکھا ہی کیوں نہ ہوں ہم ہر ایک کو کفایت کریں گے۔

اور ابھی اس قسم کے کلمات اس کتاب میں باقی ہیں مگر نمونہ کے لئے اسی قدر کافی ہیں ۔

در بند آں مباش کہ مضمون نماندہ است
صد سال می تواں سخن از زلف ہار گفت

ترجمہ: اس کو رو کنے کے درپے مت ہو کہ جس کا مطلوب باقی ہے سو سال تک لگے بات کو محبوب کی چوٹی

کہنے کے لیے۔

دیکھو ’’تقویۃ الایمان‘‘ میں جناب احدیت کو انبیا و اولیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے باب میں صرف قہار مطلق قرار دیا کہ نہ کوئی خوف کے مارے اس کے سامنے بات کر سکتا ہے، نہ اسے کسی کی خاطر داری، نہ اس کے دربار میں کسی کو عزت و وجاہت، بلکہ سب اس کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل اور ذرّہ ٔ ناچیز سے بھی کمتر ہیں اور غلامی سے زیادہ کوئی رتبہ نہیں رکھتا۔

وہی خدا کہ سید احمد کے ساتھ کس لطف و کرم سے پیش آتا ہے اور ہاتھ میں ہاتھ پکڑ کے بے تکلفی کی ملاقات اور صلاح و مشورہ اور ان کے مریدوں کے حق میں اپنی کفالت کا وعدہ کرتا ہے اور تحفہ عالم قدس کا نذر و پیش کش کرتا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ مصنف کو اپنی اوپچ کا مزہ مقدم ہے جب خدا کی عظمت اور بڑائی لکھتے ہیں تو انبیا و اولیا کی اہانت میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے اور جب پیر جیو کی عظمت بیان ہوتی ہے تو جناب احدیت کی عظمت اور بڑائی کا اصلاً خیال نہیں رکھتے یا بآں شوراشوری یا بایں بے نمکی۔

گہ بت شکنی گاہ بمسجد زنی آتش
از مذہب تو گبر و مسلمان گلہ دارد

ترجمہ: کہیں بت توڑتا ہے اور کہیں مسجد کو نذر آتش کرتا ہے مسلمان اور پارسی تیرے مذہب سے شکوہ کناں ہیں۔

دیوبندیوں اور وہابیوں کی فکری ہم آہنگی

غیر مقلد وہابی اور مقلد وہابی (یعنی دیوبندی) فرقوں کی ہندوستان میں پیدائش مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کے بطن سے ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ ان دونوں فرقوں کے درمیان بہت زیادہ فکری ہم آہنگی پائی جاتی ہے، اس کے دلائل ملاحظہ کریں:

غیر مقلدین کے متعلق پوچھے گئے سوال کے جواب میں مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

’’عقائد میں سب متحد مقلد غیر مقلد ہیں البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں۔‘‘[۱]

مولوی سمیع الحق دیوبندی مہتمم جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، پاکستان سے اٹلی کی ایک صحافیہ نے انٹرویو کرتے ہوئے پوچھا:

’’س: دیوبندیوں اور وہابیوں میں کیا فرق ہے؟
ج: دیوبندی اور وہابی قریب قریب ہیں یہ جو خرافات ہیں لوگوں نے دین میں شامل کر دی ہیں بت پرستی اور قبر پرستی شرک اور بدعات کے یہ لوگ خلاف ہیں‘‘۔[۲]

مولوی سمیع الحق دیوبندی صاحب نے دیوبندیہ کو وہابیہ کے قریب قرار دیا ہے اور نام

[۱] فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۶۲، محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، اردو بازار، کراچی، ایضاً صفحہ ۹۲، مطبوعہ دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی ایضاً صفحہ ۷۷، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، ایضاً صفحہ ۱۸۵، محمد سعید اینڈ سنز تاجرانِ کتب، قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی، ایضاً صفحہ ۱۰، حصہ دوم، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی، ایضاً صفحہ ۲۰۸ مشمولہ تالیفات رشیدیہ، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰، انارکلی، لاہور

[۲] صلیبی دہشت گردی اور عالمِ اسلام، طالبان افغانستان کے تناظر میں صفحہ ۱۴۳ مطبوعہ مُوتِمُ الْمُصَنِّفِیْن، دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، پاکستان۔ طبع دوم محرم الحرام ۱۴۲۶ھ/فروری ۲۰۰۵ء

لیے بغیر اہلِ سنت کو بت پرست قبر پرست مشرک اور بدعتی قرار دیا ہے۔

علمائے دیو بند کی طرف سے غیر مقلدین سے اظہار یک جہتی قارئین نے ملاحظہ کرلی اب غیر مقلد وہابی حضرات کی دیوبندی حضرات سے یک جہتی ملاحظہ کریں۔

غیر مقلدین کے مزعومہ شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد وہابی اور گلابی وہابی (یعنی دیوبندی) کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان دونوں شاخوں کا مخرج ایک ہی تھا۔''[۱]

امرتسری صاحب مزید لکھتے ہیں:

''سوائے مسئلہ تقلید کے تردیدِ رسومِ شرکیہ میں دونوں شاخیں ایک دوسرے کے موافق اور مؤید ہیں''۔[۲]

اسی فکری ہم آہنگی کی وجہ سے اہلِ سنت و جماعت اور دیوبندی حضرات کے درمیان ہونے والے مناظروں میں مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب دیوبندی فرقہ کے ساتھ رہے حوالہ کے لیے سیرت ثنائی، صفحہ ۴۱۱، ۴۱۲ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ ایضاً، صفحہ ۴۱۱، ۴۱۲ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور کو ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت علامہ مولانا ابو الحسنات قادری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (سابق خطیب مسجد وزیر خان، لاہور) لاہور کے اس مشہور مناظرہ میں مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کے دیوبندیوں کی طرف سے مناظرہ کے لیے آنے کا منظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''دیوبندی اور وہابی درحقیقت ایک ہی ہیں بظاہر جنگ زرگری رکھتے ہیں اندرونی صورت میں ایک اور مِلے

[۱] فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ ۴۱۵، باب اول، عقائد و مہماتِ دین مطبوعہ ادارہ ترجمان السنہ، ۷۔ ایبک روڈ لاہور

[۲] فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ ۴۱۵، باب اول، عقائد و مہماتِ دین مطبوعہ ادارہ ترجمان السنہ، ۷۔ ایبک روڈ لاہور

جلے ہیں چنانچہ لاہور میں فیصلہ کن مناظرہ پر جب مولوی منظور سنبھلی کمزور پڑتے دیکھے اور شرائط طے نہ کر سکے تو مولوی احمد علی شیر انوالی کی جماعت نے فوراً ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری کو بُلا لیا جس سے اہلِ لاہور پر اظہر من الشمس ہو گیا کہ دیوبندی اور غیر مقلد درحقیقت ایک ہیں اُسی وقت چاروں طرف سے لعن طعن شروع ہو گئی تھی''۔[۱]

مولوی اسماعیل سلفی غیر مقلد صاحب کے فرزند مولوی حکیم محمود احمد صاحب بھی علمائے دیوبند کو اپنا ہم عقیدہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہم اور دیوبندی ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں''۔[۲]

اس اقتباس کے بعد حکیم صاحب غیر مقلدین اور دیوبندیہ کے بہتر مستقبل کو ان دونوں مسالک کے اتحاد پر موقوف قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عقائد میں بھی کوئی ایسا بُعد نہیں رہا بلکہ ہمارا اور اس مسلک کا مستقبل بھی دونوں کے اتحاد پر موقوف ہے''۔[۳]

ایک اور مقام پر دیوبندیوں سے اتحاد و یگانگت بیان کرتے ہوئے حکیم صاحب لکھتے ہیں:

''دیوبندی اہلِ حدیث تعلقات بہت اچھے ہیں

[۱] ایمان و کفر انسان صفحہ ۲۶ مطبوعہ بزم تنظیم شعبہ اشاعت مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند، لاہور

[۲] علمائے دیوبند کا ماضی، تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۱۱ مطبوعہ ادارہ نشر التوحید والسنہ، لاہور

[۳] علمائے دیوبند کا ماضی، تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۱۱ مطبوعہ ادارہ نشر التوحید والسنہ، لاہور

اہلِ توحید ہونے کے ناطے سے ہم دیوبندی
حضرات سے خوش دِلانہ رابطہ رکھتے ہیں اور اکثر مسائل میں
ہمارا موقف ایک ہوتا ہے جو باہم افہام و تفہیم سے طے کرلیا
جاتا ہے"۔[۱]

☆☆☆

[۱] علمائے دیوبند کا ماضی، تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۱۴ مطبوعہ ادارہ نشر التوحید والسنہ، لاہور

● ردِّ وہابیہ ودیابنہ اور علمائے بنگلہ دیش

ردِّوھابیہ و دیابنہ اور علمائے بنگلہ دیش

حسام الحرمین کی تصدیق فرمانے والے ہند و پاک اور بنگالہ و نیپال کے سینکڑوں کیا ہزاروں علمائے کرام ایسے بھی تھے، جن کی تحریری تصدیقات کسی کتاب میں شائع نہ ہوسکیں لیکن وہ دیابنہ و وہابیہ کو ان کی کفریہ و گمراہ کُن عبارتوں کی وجہ سے؛ ان کو کافر و مرتد اور گمراہ و گمراہ گر کہتے تھے، یہاں پر اس کی چند مثالیں تحریر کی جاتی ہیں:

حضرت مولانا عبد الرحمٰن فاروقی سلہٹی

”آپ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل پاک سے ہیں آپ نے اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا ابو محمد عبد القادر قدس سرہ سے دینی تعلیم مکمل کی انھوں نے فاضلِ جلیل الشان مولانا رمضان سے، انھوں نے قاضی القضاۃ مولانا فضل الرحمٰن سے انھوں نے اپنے برادرِ اکبر قاضی القضاۃ مولانا غلام سبحان سے انھوں نے فاضلِ ذی شان مولانا معظم الدین سے انھوں نے ملک العلماء حضرت مولانا عبد العلی فرنگی محلی لکھنوی علیہم الرحمہ“۔[۱]

حضرت مولانا شاہ محمود احمد قادری پاکستان تحریر فرماتے ہیں:

”بنگال کے مشاہیر علما میں تھے، اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا عبد القادر سے کسب علوم کیا، آپ کی ساری زندگی تدریس وتصنیف اور وعظ وتذکیر میں گزری اس دیار میں آپ نے مولوی اسماعیل کی تحریک کا انسداد کیا“۔[۲]

---

[۱] مفہوماً از سوانح امام احمد رضا، ص:۱۹۶، مکتبہ نوریہ رضویہ، پاکستان ۱۹۹۸ء

[۲] تذکرہ علمائے اہل سنت، ص:۱۸۰، سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ، فیصل آباد پاکستان، ۱۹۹۲ء

ردِّ وہابیہ پر مشہور تصنیف ”سیف الأبرار المسلول علی الفجار“

آپ نے ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء میں وہابیوں کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی کی کتاب ”ثبوت الحق الحقیق“ کے رد میں ایک کتاب ”سیف الأبرار المسلول علی الفجار“ فارسی زبان میں تحریر فرمائی۔ اس کتاب کو پہلی مرتبہ محمد عبد الرحمٰن بن حاجی روشن خاں نے ۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۳ء میں اپنے مطبع نظامی کان پور سے شائع کیا تھا۔ اس کی دوسری اشاعت ترکی استنبول کے مکتبہ ایشیق سے ہوئی۔ میرے پاس ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء کا ”مکتبۃ الحقیقۃ“ استنبول ترکی کا شائع کردہ نسخہ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اشاعت ترکی سے بارہا ہوتی رہی ہے۔

وہابیوں، دیوبندیوں کے مستند اور بڑے مؤرخ مولوی عبد الحیٔ بن فخر الدین رائے بریلوی ”نزھۃ الخواطر“ میں آپ کی مایہ ناز تصنیف ”سیف الأبرار المسلول علی الفجار“ کا تعارف ان الفاظ میں لکھا ہے:

”سیف الأبرار المسلول علی الفجار - رسالة بالفارسية، وهي في الرد على ثبوت الحق الحقيق، أثبت فيها تقليد الشخص المعين على الناس، وشنع فيها تشنيعا بالغا على السيد المحدث نذير حسين الدهلوي صاحب ”ثبوت الحق الحقيق“ وعلى الشيخ الشهيد المجاهد الغازي في سبيل الله إسماعيل بن عبد الغني بن ولي الله العمري الدهلوي صاحب ”تقوية الإيمان“ وكفر الشيخ الشهيد“۔[۱]

ترجمہ: ”سیف الأبرار المسلول علی

---

[۱] نزھۃ الخواطر، الطبقۃ الرابعۃ عشرۃ فی أعیان القرن الرابع عشر، ج:۸، ص:۱۲۷۴، دار باب حزم

الفجار'' فارسی زبان میں ایک رسالہ ہے جو (نذیر حسین دہلوی محدث وہابیہ کی کتاب) ''ثبوت الحق الحقیق'' کے رد میں ہے (حضرت علامہ عبدالرحمٰن فاروقی قدس سرہ نے) اس رسالہ میں ثابت کیا ہے کہ (ائمۂ مجتہدین میں سے) کسی معین امام کی تقلید مسلمانوں پر واجب ہے، نیز علامہ موصوف نے اس رسالہ میں سید محدث نذیر حسین دہلوی (وہابی) مصنف ثبوت الحق اور (بابائے وہابیہ) شیخ، شہید، مجاہد غازی فی سبیل اللہ اسمٰعیل بن عبدالغنی دہلوی مصنف (رسوائے زمانہ کتاب) ''تقویۃ الإیمان'' کی خوب مذمت کی ہے اور شیخ شہید (اسمٰعیل دہلوی) کو کافر کہا ہے۔

یہی امام ومؤرخ وہابیہ دیابنہ مولوی عبدالحئ بن فخرالدین رائے بریلوی ''نزھۃ الخواطر'' میں آپ کے تعارف میں یوں لکھتے ہیں:

''المولوی عبدالرحمٰن السلہٹی:

الشیخ العالم الفقیہ: عبدالرحمن بن محمد ادریس بن محمد محمود بن محمد کلیم العمری الحنفی السلہٹی، أحد العلماء المشہورین بأرض ''بنگالہ'' ولد ونشأ ببلدۃ سلہٹ''۔[۱]

ترجمہ: یعنی استاذ فاضل فقیہ عبدالرحمٰن بن محمد ادریس بن محمد محمود بن محمد کلیم عمری حنفی سلہٹی بنگال کے مشہور عالم دین سلہٹ میں پیدا ہوئے اور پرورش پائی۔

[۱] نزھۃ الخواطر، الطبقۃ الرابعۃ عشرۃ فی أعیان القرن الرابع عشر، ج:۸، ص:۱۲۷۳

ردِ ''تقویۃ الإیمان''

حضرت علامہ عبدالرحمٰن فاروقی سلہٹی علیہ الرحمہ نے بابائے وہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے متعلق یوں تحریر فرمایا:

''اول کسیکہ بہ خلافِ اہل سنت و جماعت انکارِ اجماع و قیاس کرد در ملکِ ہند و رُخنہ انداز دین اسلام شُد مولوی اسمٰعیل بود''۔[۱]

ترجمہ: ہندوستان میں سب سے پہلے جس شخص نے اہل سنت و جماعت کی مخالفت کرتے ہوئے اجماع و قیاس کا انکار کیا اور اسلامی عقائد میں توڑ پھوڑ کی وہ مولوی اسمٰعیل دہلوی تھا۔

ردِ ''صراط مستقیم''

آپ نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب ''صراط مستقیم'' سے اس کفری عبارت کو نقل فرمایا:

''از بسکہ نفس عالی حضرت ایشاں بر کمال مشابہت جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات در بدو فطرت مخلوق شدہ بناء علیہ لوح فطرت ایشاں از نقوش علوم رسمیہ وراہ دانشمنداں کلام و تحریر وتقریر مصفیٰ ماندہ بود، الخ۔''[۲]

[۱] سیف الأبرار المسلول علی الفجار، ص:۳۳، مکتبۃ الحقیقۃ ۲۰۱۰ء

[۲] صراط مستقیم، خطبۃ الکتاب، ص:۴، المکتبۃ السلفیۃ لاہور

ترجمہ: چنانچہ ان حضرات کی عالی ذات کو جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ ابتداءً فطرت میں کامل مشابہت دے کر پیدا کیا گیا اسی بنا پر ان حضرات کی لوح فطرت رسمی علوم اور علما کی راہ کلام وتحریر وتقریر سے مصفی رہی تھی۔

اس عبارت کو تفصیل سے نقل فرمانے کے بعد اس عبارت کی وجہ سے آپ نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گستاخ ہونے کو ان الفاظ میں ظاہر فرمایا:

"استغفر اللّٰہ استغفر اللّٰہ! ایں چہ جرأت و بے ادبی است خدا در پناہ دارد اُمِّیْ بودن رسولِ مکرم علیہ الصلوۃ و السلام معجزہ بود و در حق دیگراں عیبِ محض است کہ سببِ جہالت و نادانی ست، تشبیہ دادن رسول علیہ التحیۃ و الثناء با کسے در دنیا کہ براں حضرت جائز بود بغایت بد است و تحقیر و اہانت رسول ست صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم"۔[۱]

استغفر اللّٰہ استغفر اللّٰہ! کیسی جرأت و بے ادبی ہے، خدائے تعالیٰ اپنے حفظ وامان میں رکھے! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُمّی ہونا یہ معجزہ ہے اور آپ کے علاوہ کسی دوسرے کا اُمّی ہونا یہ محض عیب ہے کیوں کہ

[۱]سیف الأبرار المسلول علی الفجار ص:۳۵، مکتبۃ الحقیقۃ، ۲۰۱۰ء

دوسرے کے حق میں یہ جہالت ونادانی کا سبب ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا کے کسی انسان کے برابر ٹھہرانا نہایت ہی برا، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص ہے۔

حضرت مولانا عبد القادر سلہٹی

مولوی عبد القادر سلہٹی آپ کا شمار بنگلہ دیش کے متبحر وجید علمائے کرام میں ہوتا ہے۔ آپ نے بھی وہابیہ کا ردِ بلیغ فرمایا اور ردِ وہابیہ پر ایک کتاب 'الرد المعقول علی النہج المقبول" بھی تحریر فرمائی، تذکرہ کی مشہور کتاب "تذکرۂ علمائے ہند" میں آپ کا یوں تذکرہ مذکور ہے:

"مولوی عبد القادر ابن مولوی ابوالنصر محمد ادریس صدر الصدور ابن مولوی ابوسعید محمد محمود (ندیم نواب مرشد آباد) الملقب بہ عاقبت محمود ابن مولوی محمد کلیم (خلیفہ مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ) ابن محمد رفیع ابن محمد صالح ابن عبد الکریم فاروقی مدنی ثم الہروی ثم الہندی البنجالی السلہٹی، ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ علوم متعارفہ مولوی رمضان اللہ سے حاصل کیے۔ مولوی رمضان اللہ مولوی فضل الرحمٰن قاضی القضاۃ کے شاگرد اور وہ مولوی غلام سبحان قاضی القضاۃ بنگال کے شاگرد اور وہ مولوی معظم الدین کے شاگرد اور وہ مولانا عبد العلی بحر العلوم کے شاگرد تھے۔

صاحب ترجمہ (مولوی عبد القادر) صبح وشام درس و تصنیفات میں مشغول رہتے ہیں، ان کی تصنیفات جو راقم الحروف (مولوی رحمان علی) کی نظر سے گزری ہیں ان میں (۱) رسالہ "رد المعقول" (ردِ فرقۂ وہابیہ) (۲)

"الفوائد القادرية فی شرح العقائد النسفية" (۳)
"الجوامع القارية" (عقائد اہل سنت) اور (۴) "الدر
الأزهر فی شرح الفقه الأكبر" مشہور ہیں سلمہ اللہ
تعالٰی"۔[۱]

مؤرخ اہلِ سنت حضرت مولانا محمود احمد قادری تحریر فرماتے ہیں:

"مولانا عبد القادر کے مورث اعلٰی عبد الکریم نامی بزرگ مدینہ منورہ سے ہندوستان تشریف لائے اور سلہٹ میں مقیم ہوئے، ان کی اولاد کی چھٹی پشت میں مولوی محمد کلیم نام ور بزرگ اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں [۲] المتوفی ۱۱۹۵ھ کے مرید وخلیفہ تھے۔

[۱] تذکرۂ علمائے ہند، ص: ۲۷۵، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی، ۲۰۰۳ء)

[۲] قبلۂ ارباب کاملاں حضرت میرزا مظہر جان جاناں حضرت محمد ابن حنیفہ ابن شیر خدا، امام الواصلین الی رب العالمین امیر المومنین علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نسل پاک سے تھے، آپ کے والد ماجد حضرت عالمگیر غازی قدس سرہٗ کے عہد سمنت مہد میں دکن میں منصب دار تھے، وہاں سے ترک وطن کر کے واپس آرہے تھے کہ ریاست مالوہ بہ مقام الاباغ بروز جمعہ ۱۲/رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ میں حضرت مظہر جان جاناں کی ولادت باسعادت ہوئی، درسیات کی تکمیل کے بعد مشہور محدث حاجی محمد افضل سیالکوٹی سے حدیث پڑھی، حضرت سید نور محمد بدایونی المتوفی سہ ھ مرید وخلیفہ حضرت شیخ محمد سیف الدین فرزند خامس حضرت خواجہ محمد معصوم ابن حضرت مجدد الف ثانی قدست اسرارہم سے مرید ہوئے، صاحب تقوٰی ورع تھے، انتہائی نازک طبع نفاست پسند تھے، ایک مدت تک درس بھی دیا، تفسیر مظہری عربی آپ کی شاہکار تصنیف ہے۔ اعلٰی درجہ کے شاعر بھی تھے، حضرت کا دیوان بمبئی سے عبد الرزاق قریشی نے انجمن اسلام انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے مرتب کر کے شائع کر دیا ہے، تفسیر دہلی سے شائع ہو رہی ہے، ایک شیعہ نولاد خاں نے ۷/محرم الحرام ۱۱۹۵ھ میں مارا، دس محرم کو وصال ہوا، "حاش حمیداً، مات شہیداً" "تاریخ وفات ہے"۔

[تذکرۂ علمائے ہند، ص: ۱۴۰، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی، ۲۰۰۳ء، بحوالہ: تذکرہ علمائے ہند، اکمل التاریخ، مرزا مظہر جانِ جاناں اور ان کا کلام]

ان کے پوتے ابو سعید محمد محمود نواب مرشد آباد کے ندیم اور
"عاقبت محمود" کے لقب سے ملقب تھے، یہ مولانا عبد القادر
صاحب ترجمہ کے دادا تھے، مولانا عبد القادر کے والد
مولوی ابو النصر محمد ادریس صاحب صدر الصدور کے منصب
پر فائز تھے، مولانا عبد القادر نے مولانا رمضان اللہ سے
تکمیل علم کی، مولوی رمضان اللہ صاحب حضرت مولانا بحر
العلوم محمد عبد العلی فرنگی محلی کے سلسلۂ تلمذ سے وابستہ تھے،
صاحب ترجمہ اپنے اوقات درس وتدریس اور تصنیف و
تالیف میں مصروفیت رکھتے تھے "الفوایدالقادریہ"
شرح عقائد کی شرح ہے اور "رد المعقول" فرقۂ وہابیہ
کے رد میں ہے۔"[۱]

وہابیوں، دیوبندیوں کے مستند اور بڑے مؤرخ مولوی عبد الحیٔ بن فخر الدین رائے بریلوی نے آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا ہے:

" الشيخ الفاضل عبد القادر بن محمد
إدريس بن محمد محمود بن محمد كليم العمري
الحنفي السلهثي أحد العلماء المشهورين بأرض
بنكاله، ولد ونشأ ببلدة سلهث (بكسر السين
المهملة وسكون اللام، آخرها تاء عجمية) قرأ
العلم على المولوي رمضان الله تلميذ القاضي فضل
الرحمن، ثم تصدر للدرس والإفادة. له مصنفات
كثيرة في الفقه والعقائد، منها "الدر الأزهر في

[۱] تذکرۂ علمائے اہل سنت، ص: ۱۴۰، سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ، فیصل آباد ۱۹۹۲ء

شرح الفقه الأكبر" و"الفوائد القادرية في شرح العقائد النسفية" و"الرد المعقول على النهج المقبول" والجوامع القادرية"۔[۱]

ترجمہ: استاذ فاضل عبدالقادر بن محمد ادریس بن محمد محمود بن محمد کلیم عمری سلہٹی، بنگالہ کے مشہور علمائے کرام میں سے ہیں آپ کی پیدائش سلہٹ میں ہوئی اور وہیں پرورش پائی۔("سِلْہَٹ" سین مہملہ کے کسرہ، لام کے سکون اور آخر میں "ت" مدورہ کے ساتھ) مولوی رمضان اللہ جو قاضی فضل الرحمٰن کے شاگرد ہیں ان کے پاس تعلیم حاصل کی اور تدریس وتبلیغ میں مشغول ہو گئے، فقہ وعقائد میں آپ کی کثیر تصنیفات ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں: الدر الأزهر في شرح الفقه الأكبر"۔ "الفوائد القادرية في شرح العقائد النسفية"۔ "الرد المعقول على النهج المقبول"۔ الجوامع القادرية"۔

حضرت مولانا شاہ مخلص الرحمن چاٹگامی

"حضرت مولانا سید مخلص الرحمٰن چاٹگامی قدس سرہ کی ولادت باسعادت بروز پیر ۱۲۲۹ھ مطابق ۱۸۱۴ء کو موضع "مرزاکھیل شریف"، ضلع چاٹگام بنگلہ دیش میں ہوئی۔ آپ کا لقب جہانگیر شاہ، شیخ العارفین، بانی سلسلۂ جہانگیریہ۔

[۱]نزهة الخواطر، الطبقة الرابعة عشرة في أعيان القرن الرابع عشر، ج:۸، ص:۱۲۸۷، دار باب حزم

"سلسلۂ نسب: مولانا شاہ مخلص الرحمٰن بن مولانا سید غلام علی علیہما الرحمہ۔ مولانا سید غلام علی قدس سرہ سادات وعلاقائی شرفا میں سے تھے۔ سلسلۂ معاش وکالت، اور زمین داری تھا۔ آپ کے جداعلیٰ سرزمین عرب سے وارد ہندوستان ہوئے۔ ملازمت شاہی کے سلسلہ میں کافی عرصے تک دہلی میں رہے۔ جب سلاطین دہلی نے فتوحات کا رخ بنگال کی طرف موڑا اور مسلمانوں کے لشکر کے ہاتھوں یہاں اسلام کا جھنڈا نصب ہوا، تو اس لشکر کے ساتھ ساداتِ بنی فاطمہ کے دو بزرگ بھی تھے۔ وہ چاٹگام میں ہی آباد ہو گئے۔ بے شمار غیر مسلم اقوام ان کے ہاتھوں مشرف بااسلام ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل میں ایسی برکت رکھی کہ بستیاں آباد ہو گئیں، یہ دونوں بزرگ آج بھی بڑے میاں اور چھوٹے میاں کے نام سے معروفِ زمانہ ہیں"۔[۱]

آپ علم وعمل میں بلند رتبہ پر فائز تھے ابتدائی عربی وفارسی کی تعلیم تو اپنے وطن ہی میں حاصل فرمائی تھی معقول ومنقول اور دیگر مروجہ علوم کی تعلیم وتکمیل کے لیے کلکتہ کا سفر کیا اور وہاں چند سال ہی میں مروجہ علوم وفنون پر دسترس حاصل کر لی۔

تقویۃ الایمان کا ردِّ بلیغ

وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان کے ذریعہ جو دریدہ دہنی کی تھی اس کا ردّ وابطال ہر چہار جانب سے مدلل ومفصل ہوا حضرت علامہ مخلص الرحمٰن چاٹگامی

[۱] مفہوماً، سیرت فخر العارفین، جلد اول، ص:۴، تصوف فاؤنڈیشن، لاہور پاکستان ۱۹۹۹ء

قدس سرہ نے اس کے ردّ پر ’’شرح الصدور فی دفع الشرور‘‘ تحریر فرمائی۔

سببِ تالیف

’’شرح الصدور فی دفع الشرور‘‘ کے سببِ تالیف کے متعلق آپ نے خود ہی تحریر فرمایا ہے:

’’ہرچند کاتبِ حروف استعدادِ تالیف و تصنیف و رغبتِ معارضه در خود نمی بیند، لیکن ازاں جا که سُکوت چُنیں مواد موجب شیوع زندقه و الحاد است، و باعثِ غضبِ ربُّ العباد، سطرے چند در ابطالِ مفتریات واہیه اش باثباتِ معجزه و کرامت، که اساسِ اسلام است به نہجے که اہلِ سنت وجماعت بآں رفته اند به کتاب و سنت و اجماعِ امت مستند نموده املا کند‘‘۔[۱]

شرح الصدور فی دفع الشرور

چوں کہ تقویۃ الایمان کے اندر انبیا علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عظمت ورفعت کو گھٹایا گیا اور ان کی شان میں طرح طرح سے توہین کی گئی تو آپ نے یہ کتاب تصنیف فرمائی، اس کتاب کے تعارف کے لیے سیرت فخر العارفین کا اقتباس نقل کیا جاتا ہے:

’’آپ نے اہلِ سنت اور مسلکِ حضراتِ اولیاء اللہ کی تائید میں ایک کتاب بھی بہ تردید تقویت الایمان تحریر فرمائی جو تقریباً پچاس برس کا عرصہ ہوا کہ شائع ہو چکی ہے۔ ’’شرح الصدور‘‘ اس کتابِ مبارک کا نام ہے۔ اس میں

[۱] سیرت فخر العارفین، جلد اول، ص:۶، تصوف فاؤنڈیشن، لاہور پاکستان ۱۹۹۹ء

آپ نے حضرات انبیا علیہم السلام اور اولیائے عظام رضوان اللہ علیہم کی عظمت وجلالت قدر کا اظہار اور مسئلۂ معجزہ وکرامت اور اہل سنت وجماعت کے مسلمہ قدیمی عقیدہ وسیلہ وشفاعت کا نہایت مدلل اور دل نشیں طریقہ سے اثبات فرمایا ہے اور حضرات انبیا واولیا کا مخلوق کے لیے بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ اور واسطہ ہونا اور لوگوں کے امور دینی ودنیاوی میں اُن کی شفاعت ودعا کا مقبولِ بارگاہِ خداوندی ہونا، بادلہ کتاب وسنت واجماعِ امت نہایت تشفی بخش اور دل نشین طرز میں اس جاہ وجلال اور اس دبدبہ وسطوت وشان کے ساتھ ثابت فرمایا ہے کہ اہلِ انصاف میں سے کسی کو مجالِ انکار نہیں ہوسکتی‘‘۔[۱]

ایصالِ ثواب اور فاتحہ کے موضوع پر مناظرہ

بنگال وآسام وغیرہ میں وہابیت وغیر مقلدیت کی وبا پھیلانے میں سید احمد رائے بریلوی کے مرید وخلیفہ ’’مولوی کرامت علی جون پوری‘‘ کا اہم کردار ہے۔ یہی مولوی کرامت علی جون پوری ایک مرتبہ جب چاٹگام پہنچے تو وہاں بھی انہوں نے ایصال ثواب، بزرگان دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فاتحہ ونیاز کے خلاف تقریر بازی شروع کردی جس سے شہر میں اختلاف وانتشار اور فتنہ وفساد کے حالات بنے، تب مناظرہ کی نوبت آئی اس کی مکمل تفصیل سیرت فخر العارفین میں یوں بیان کی گئی ہے:

’’ایک بار مولوی کرامت علی صاحب جون پوری چاٹگام میں آئے، انھوں نے ایصالِ ثواب اور بزرگانِ

[۱] سیرت فخر العارفین، جلد اول، ص:۶، تصوف فاؤنڈیشن، لاہور پاکستان ۱۹۹۹ء

دین کی نیاز و فاتحہ کے مسائل میں خلافِ شریعت
اور خلافِ اقوال و اعمالِ سلفِ صالحین تقریر بازی شروع
کی، ان باتوں کا چرچا پھیلا اور مسلمانوں میں تفرقہ اور
اختلاف اور جھگڑا برپا ہونے لگا، مولوی ابوالحسن صاحب
اس شہر میں ایک مشہور عالم تھے انھوں نے اس حالت کو
دیکھ کر سیدنا حضرت شیخ العارفین کی خدمت میں درخواست
بھیجی کہ شہر میں تشریف لائیں تا کہ ان مسائل کی بالمواجہہ
فریقین، کما حقہ تحقیق ہو کر، جواز و عدمِ جواز میں جو امرِ حق
ہو اس کا اظہار و اعلان عوام میں ہو جائے۔ آپ نے اس
درخواست کو منظور و قبول فرما لیا اور دولت سرائے سے شہر
تشریف لے گئے اور قدم مبارک کی مسجد[۱] میں قیام
فرمایا جہاں سے مولوی ابوالحسن صاحب باصرار آپ کو اپنے
مکان پر لے گئے اور مولوی کرامت علی کے بیان اور ان
کے دلائل کا تذکرہ خدمت مبارک میں کرنے کے بعد عرض
کی کہ اب اس کے جواب میں جو دلائل ہیں فرمائے
جائیں آپ نے فرمایا کہ مولوی کرامت علی کو سامنے
آجانے دیجیے بالمشافہہ سب کچھ بیان کر دیا جائے گا۔

[۱] یہ وہ مسجد ہے کہ جس میں حضور سرورِ عالم نورِ مجسم فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدمِ مبارک کا نشان پتھر نے اپنے سینے کو موم کی طرح پگھلا کر نقش کر لیا تھا اس کو مغلیہ سلاطین کے زمانہ میں غالباً اس جگہ رکھا گیا وہاں ایک عالی شان مسجد بھی بنی ہوئی ہے، اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن بنگلہ دیش کی طرف سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی حیات و خدمات پر مشتمل بنگلہ دیش میں ہر سال ایک سیمینار و کانفرنس کا انعقاد ہوتا ہے، اس حوالے سے جو پہلا پروگرام ہوا وہ اسی جگہ ہوا، ناچیز راقم الحروف (محمد راحت خاں قادری) کو حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی حفظہ اللہ کے ساتھ اس مبارک مقام کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔

اس خبر کی تمام شہر میں شہرت ہو گئی کہ حضرت اس
غرض سے شہر میں تشریف لائے ہیں اور ''لال ڈیگی'' کے
سامنے جو بڑا میدان ہے اس میدان میں مجلسِ مناظرہ قرار
پائی، یہاں مقررہ وقت پر خلقت کا ایک اژدہام ہو گیا، انگریز
حکام نے انتظاماً پولیس تعینات کر دی اور خود کلکٹر اور دوسرے
عہدے دار امن و انتظام کی خاطر جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔
مولوی کرامت علی نے یہ کیا کہ گاڑی بھر کتابیں
پہلے سے جلسہ گاہ میں پہنچا دیں اور کتابوں کا ڈھیر لگا دیا گیا
جسے دیکھ کر کلکٹر نے ہمارے حضور سے پوچھا کہ آپ کی
کتابیں کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا مولوی کرامت علی کا علم
کتابوں کے اندر اور ہمارا علم ہمارے سینے کے اندر ہے! یہ
گفتگو ہو رہی تھی کہ مولوی کرامت علی[۱] بھی گاڑی میں

[۱] مولوی کرامت علی جونپوری کے عقائد و نظریات اہلِ سنت و جماعت کے خلاف تھے ان کے پیر ''سید احمد رائے بریلوی'' مولوی اسمٰعیل دہلوی کے پیر تھے یہ اسمٰعیل دہلوی کے ساتھ اپنے زعم میں مشرکین (سرحدی) پٹھانوں سے انگریزوں کا وظیفہ لے کر جہاد کرنے گئے تھے اس طرح انھوں نے بہت سے مسلمانوں کو اپنی سازش کا شکار بنایا۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے بہت سے عقائد و نظریات گذشتہ صفحات میں قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیے جا چکے ہیں۔
''کرامت علی جونپوری'' کا نظریہ اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کے بارے میں کیا تھا اس کا اندازہ درج ذیل اقتباسات سے لگایا جا سکتا ہے:
''ایک اشتہار اس فقیر (کرامت علی جون پوری) نے ''مولانا محمد اسمٰعیل محدث (کلمات ترحیم کو راقم نے ترک کر دیا۔) کی تکفیر میں لکھا ہوا دیکھا تو اس اشتہار میں محدث مرحوم کی تکفیر کی وجہ لکھی تھی کہ ''تقویت الایمان'' کے الفاظ سے انبیا اور اولیا کی شان میں بے ادبی سمجھی جاتی ہے اور بے ادبی کا وہم پیدا ہوتا ہے حق سبحانہ اس اشتہار کے لکھنے والوں کو دین کی سمجھ دے اور اس کا خاتمہ بخیر کرے یہ فتویٰ (جو کہ اشتہار میں تھا) اس

نے اہل سنت کے مذہب کے خلاف لکھا سواس فقیر نے ''تقویۃ الایمان'' کو جو بغور دیکھا تو اس کا اصل مقصد سب اہل سنت کے مذہب کے موافق پایا اور عبارات اور الفاظ بھی اس کے بہت اچھے پائے گئے۔ بڑا افسوس ہے کہ بدعتیوں کی ساری بے سند اور بے دلیل رسموں اور شک وکفر کی چالوں کو دیکھ کے ان کو بدعتی اور مشرک اور کافر نہیں کہتے باوجودیکہ وہ سب اس پر اڑ گئے اور اسرار اور ہٹ دھرم کرتے ہیں بلکہ اسی ہٹ نے اس کو اس اشتہار تک پہنچایا اور ایسی سندی کتاب کے مصنف ''شہید فی سبیل اللہ'' کو کافر کہتے ہیں نعوذ باللہ منہا۔

(مکاشفات رحمت، از: کرامت علی، بحوالہ: سیرت مولانا کرامت علی جونپوری، ص: ۱۳۲/ ۱۳۳، مرتبہ مولانا عبدالباطن جونپوری، مرکز طالب العلوم، جون پور، ۱۳۶۷ھ)

اسی میں ہے:

''دوسرا مفسدہ یہ ہے کہ اس ملک (ہند) کے کلمہ گو خواص وعوام عورت ومرد اس قدر شرک میں گرفتار تھے کہ جاہلیت کے زمانہ کے مشرکین مکہ اور مشرکین ہندوستان سے بھی اعتقاد اور ضد میں کچھ بڑھ گئے تھے سو مومنوں کی حمایت کرنے اور مشرکوں سے شرک کی اعتقاد اور ان کی ضد کے توڑنے کے واسطے ''حضرت مولانا اسمٰعیل (کلمات ترحیم وغیرہ کو راقم نے ترک کردیا۔) نے اپنے چچا اور استاد اور مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کے عقیدے اور تصنیفات بموجب کتاب ''تقویۃ الایمان'' کو تصنیف کیا اور اس سے بڑی ہدایت ہوئی اور مشرکوں کی ضد بلکہ کمر ٹوٹ گئی تب ان بڑے علما نے اس کتاب کے مصنف کے حق میں کفر کا فتوی لکھا اور فریب اور دھوکے کی راہ سے حاکموں کو اور سارے لوگوں کو وسواس دلایا کہ ''تقویۃ الایمان'' میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا انکار اور انبیا اور اولیا کے حق میں بے ادبی کے الفاظ لکھا ہے یہاں تک کہ اس مضمون کو ہندی اور ترکی زبان میں چھپوا کے اشتہار دیا اور اس مفسدے اور افترا سے مفسد لوگ اور اکثر جاہل لوگ خراب ہوئے۔'' (مکاشفات رحمت، از: کرامت علی، بحوالہ: سیرت مولانا کرامت علی جونپوری، ص: ۱۳۳/ ۱۳۴، مرتبہ مولانا عبدالباطن جونپوری، مرکز طالب العلوم، جون پور، ۱۳۶۷ھ)

ایک جگہ اور مولوی اسمٰعیل کی رسوائے زمانہ کتاب کے دفاع میں یوں لکھا ہے:

''ہاں تقویت الایمان جو اقسام شرک کی تردید میں لکھا ہے بعض دنیادار عالموں نے اس کے مضمون کو اپنی راہ رسم کے خلاف پا کر اس کا انکار کیا ہے اور بیہودہ اعتراضات لگا لگا کر تردید میں اس کے رسالے لکھے ہیں اور اس کے مصنف شہید (لیلائے نجد) پر بیہودہ تہمتیں لگا کر اشتہار کیا ہے لیکن بمضمون ''لکل فرعون موسیٰ''، یعنی ہر فرعون کے واسطے ایک موسیٰ ہے علمائے دین دار نے بھی ان مخالفوں کے جواب میں بہت سے رسالے لکھے۔

(مقامع المبتدعین، از: کرامت علی، بحوالہ: سیرت مولانا کرامت علی جونپوری، ص: ۱۳۵، مرتبہ مولانا عبد الباطن جونپوری، مرکز طالب العلوم ملا ٹولہ جون پور، ۱۳۶۷ھ)

آئے اور گاڑی جلسہ گاہ کے دروازے پر ٹھہری، مگر وہ گاڑی سے اترے نہیں، لوگوں سے پوچھا کہ جن سے مناظرہ ہونے والا ہے وہ کون ہیں اور کہاں ہیں؟ لوگوں نے اشارہ سے حضرت شیخ العارفین کو بتایا کہ آپ ہیں۔ مولوی کرامت علی نے آپ کو دیکھا اور دیکھتے رہے اور گاڑی میں بیٹھے ہی بیٹھے کہا گاڑی واپس کی جائے۔ ہیبتِ حق سے اس قدر خائف اور مرعوب ہوئے کہ جلسہ گاہ میں قدم نہ رکھ سکے اور فوراً ہی واپس چلے گئے۔ اس سے ہر شخص نے سمجھ لیا کہ مجلسِ مناظر میں بالمواجہہ اپنے معتقدات اور دعاوی کی صداقت ثابت نہیں کر سکتے یہی وجہ ہے کہ حضرت کے مقابلہ پر نہ آئے اور صورت مبارک دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے''۔[۱]

علامہ عبدالحی چاٹگامی قدس سرہ

حضرت علامہ عبدالحی چاٹگامی اپنے وقت کے اکابر علمائے کرام میں شمار کیے جاتے تھے آپ کا گھرانہ علمی گھرانہ تھا ابتداءً آپ کو پڑھنے میں زیادہ دلچسپی نہیں تھی، لیکن والد محترم کی صرف ایک بات نے آپ کے تحصیلِ علمِ دین کو ایسی مہمیز دی کہ آپ کا شمار جید علمائے کرام میں ہونے لگا۔

''چاٹگام کے رہنے والے، یک شنبہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان ۱۲۷۶ھ میں ولادت ہوئی، والد ماجد حضرت مولانا سید مخلص الرحمٰن قدس سرہ نے تسمیہ خوانی کی

[۱] سیرت فخر العارفین، جلد اول، ص: ۷، تصوف فاؤنڈیشن، لاہور پاکستان ۱۹۹۹ء

رسم ادا کی، قرآن پاک ختم کرنے کے بعد عدم دل بستگی کے سبب کئی سال میں کافیہ تک پڑھا، ایک معتقد نے بے توجہی کا ذکر آپ کے والد سے کیا، والد نے فرمایا گھر میں چند افراد جب لائق ہوں تو اُن کے لیے کوئی ایسا بھی ہونا چاہیے جو اُن کی خدمت کرے ''چھوٹے میاں اگر نہ پڑھیں گے تو بڑے بھائیوں کی خدمت کریں گے''۔ مولانا عبدالحیٔ صاحب والد کی باتیں آڑ سے سُن رہے تھے بڑی غیرت آئی اور اُسی وقت پڑھنے کے لیے سفر کا عزم کر لیا، والدہ ماجدہ سے ارادہ ظاہر کر کے روپے طلب کیے، انہوں نے چھ روپے دیے ۱۲۹۱ھ میں کلکتہ پہنچے اسی درمیان میں مولانا مخلص الرحمٰن صاحب کے پیر و مرشد حضرت سید امداد علی بھاگل پوری المتوفی ۱۳۰۴ھ کلکتہ آئے، ان کی ہمراہی میں مرزا پور آ گئے، یہاں سے فرنگی محل جا کر حضرت مولانا ابوالحسنات عبدالحیٔ کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے، گیارہ بجے تک مدرسہ فرنگی محل میں عربی پڑھتے اور ایک بجے دن میں مشہور شاعر خواجہ عزیز لکھنوی سے اُن کے گھر جا کر فارسی پڑھتے، ۱۳۰۲ھ میں والد کی وفات کا سانحہ رونما ہوا، پردیس میں خبر وفات سُن کر بڑا صدمہ ہوا، مکان جا کر والد کا فاتحہ کیا، تھوڑے دن کے بعد لکھنؤ واپس آئے، ۱۳۰۴ھ میں حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب نے رحلت کی، تکمیل حدیث میں تین کتابیں باقی رہ گئی تھیں''۔[۱]

[۱] تذکرۂ علمائے اہل سنت، ص: ۱۴۴، سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ، فیصل آباد ۱۹۹۲ء

نذیر حسن غیر مقلد کے پاس شہید کربلا کی گستاخی

حضرت علامہ سید عبدالحی چاٹگامی قدس سرہ کی تکمیل حدیث میں تین کتابیں باقی رہ گئی تھیں، ان کو مکمل کرنے کے لیے وہابیہ وغیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی کے مدرسہ پہنچے، جب آپ اس خود ساختہ شیخ الکل کے پاس ملاقات کے لیے گئے تو آپ نے دیکھا کہ شیخ الکل کے پاس امام عالی مقام شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کی گئی اور وہابیہ غیر مقلدین کے پیشوا و شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی اس کو خاموشی سے سنتے رہے تو آپ نے اُن کی گندی حقیقت کو سمجھ لیا اور واپس آ گئے، حضرت مولانا محمود احمد قادری کانپوری تحریر فرماتے ہیں:

> ''دہلی میں مولوی نذیر حسین غیر مقلد کے مدرسہ میں پہنچے، مولانا سید عبدالحیٔ جب مولوی نذیر حسین سے ملنے گئے تو ایک شخص نے مولوی نذیر حسین کے سامنے ایک دوسرے شخص سے حضرت امام عالی مقام شہید کربلا رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا: ''اگر ایک خلیفہ کے وقت میں دوسرا اپنے لیے بیعت لے تو وہ واجب القتل ہے'' اس کے علاوہ اور بھی دوسرے کلمات گستاخی اور بے ادبی کے کہے، مولوی نذیر حسین خاموش سنتے رہے، کچھ نہ بولے۔ مولانا سمجھ گئے کہ یہ بے ادبوں کی جگہ ہے''۔[۱]

گنگوہ میں ناجنس اور بد عقیدوں کی مجلس

حضرت علامہ سید عبدالحی چاٹگامی قدس سرہ دہلی سے گنگوہ پڑھنے کے لیے تشریف لے گیے اور دیوبندیوں کے مشہور عالم و پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی سے تقریباً ایک سال تک

[۱] تذکرۂ علمائے اہل سنت، ص: ۱۴۵، سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ، فیصل آباد ۱۹۹۲ء

علم حدیث پڑھا، وہاں پڑھنے کے باوجود وہاں کے لیے آپ کا یہ تاثر تھا کہ گنگوہ میں ناجنس اور بدعقیدوں کی مجلس میں میرا دل ہر وقت کڑھتا تھا، حضرت مولانا محمود احمد قادری کانپوری نے لکھا ہے:

”اس (دہلی سے جانے) کے بعد گنگوہ میں مشہور دیوبندی عالم مولوی رشید احمد گنگوہی سے ایک سال حدیث پڑھی مولانا فرماتے تھے: ”گنگوہ میں ناجنس اور بد عقیدوں کی مجلس میں میرا دل ہر وقت کڑھتا تھا“ اس لیے جلد ہی رخصت ہو کر لکھنؤ پہنچا“۔[۱]

وہابیوں، دیوبندیوں کے مستند اور بڑے مؤرخ مولوی عبدالحیٔ بن فخر الدین رائے بریلوی نے آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا ہے:

”الشيخ الفاضل عبد الحي بن مخلص الرحمن الحنفي الصوفي الجانكامي، أحد الأفاضل المشهورين، ولد ونشأ بجانكام، وسافر للعلم فقرأ أياما في مدرسة جشمة رحمت بغازيبور، ثم قدم لكهنؤ ولازم العلامة عبد الحي بن عبد الحليم اللكهنوي، وقرأ عليه أكثر الكتب الدرسية، ولما مات شيخه عبد الحي لازم شيخنا محمد نعيم بن عبد الحكيم اللكهنوي، وقرأ عليه هداية الفقه، وتفسير البيضاوي، ومسلم الثبوت، والفرائض الشريفية، والعقائد العضدية وغيرها، وكنت مشاركا له في الأخيرين، ثم تصدر للتدريس

[۱] تذکرۂ علمائے اہل سنت، ص: ۱۴۵، سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ، فیصل آباد ۱۹۹۲ء

فدرس وأفاد مدة طويلة ببلدة لكهنؤ ثم سافر إلى بلاده وتولى الشياخة مكان والده، وكان والده أخذ الطريقة عن الشيخ إمداد علي عن الشيخ مهدي حسن عن الشيخ مظهر حسين عن الشيخ فرحة الله عن الشيخ حسن علي عن الشيخ محمد منعم القادري المتوفي سنة ١١٨٥هـ“۔[۱]

ترجمہ: استاذ فاضل عبدالحیٔ بن مخلص الرحمٰن حنفی صوفی چاٹگامی، مشہور علمائے کرام میں سے ہیں۔ آپ چاٹگام میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ حصولِ علم کے لیے سفر فرمایا کچھ دن غازی پور کے مدرسہ ”چشمۂ رحمت“ میں پڑھا اس کے بعد لکھنؤ آکر علامہ عبدالحیٔ بن عبدالحلیم لکھنوی کی شاگردی اختیار کر لی اور ان کے پاس اکثر درسی کتابیں پڑھیں، جب آپ کے استاذ عبدالحیٔ کا انتقال ہو گیا تو ہمارے استاذ نعیم بن عبدالحکیم لکھنوی کی شاگردی اختیار کر لی اور ان کے پاس فقہ میں ہدایہ اور تفسیر بیضاوی، مسلم الثبوت، فرائض شریفیہ اور عقائد عضدیہ وغیرہ پڑھیں اور میں اخیر کی دونوں کتابوں میں ان کا ہم سبق تھا اس کے بعد عہدہ تدریس پر فائز ہوئے اور لمبے زمانے تک لکھنؤ میں پڑھاتے رہے، اس کے بعد اپنے وطن واپس گئے اور اپنے والد کی سجادہ نشینی اختیار کر لی ان کے والد نے طریقت میں خلافت حاصل کی شیخ امداد علی سے

[۱] نزہۃ الخواطر، الطبقة الرابعة عشرة في أعيان القرن الرابع عشر، ج:۸، ص:۱۲۷۰، دار ابن حزم

انھوں نے شیخ مہدی حسن سے، انھوں نے شیخ مظہر حسین سے، انھوں نے شیخ فرحۃ اللہ سے، انھوں نے شیخ حسن علی سے اور انھوں نے شیخ محمد منعم القادری متوفی ۱۱۸۵ھ سے خلافت حاصل فرمائی۔

دینی خدمات

فرنگی محل میں صاحبزادگان کی معلمی پر مامور ہوئے ۱۳۰۷ھ میں مولانا عبد الاحد شمشاد فرنگی محلی نے اپنے خُسر کے قائم کردہ مدرسہ ''چشمۂ رحمت'' غازی پور بلالیا، وہاں کے طلبہ آپ کے طریقۂ تدریس سے بہت مانوس ہوئے، تھوڑے ہی دنوں میں عوام وخواص میں مقبولیت حاصل کرلی، ایک دن آپ تدریس میں مصروف تھے کہ کلکٹر معائنہ کے لیے آیا آپ سے مولانا عبدالاحد شمشاد فرنگی محلی نے کنایۃً استقبال کا اشارہ کیا آپ اس وقت کھڑے تو ہوگئے، لیکن دوسرے ہی دن استعفیٰ دے دیا، مولانا عبدالاحد شمشاد فرنگی محلی اور دیگر علما نے بہت اصرار کیا جس کی وجہ سے رُک تو گئے لیکن چھ ماہ بعد تقریباً ۶ رسال ۲ رماہ کا زمانۂ تدریس مکمل کرکے پھر مستعفی ہوگئے۔

وفات

حضرت مولانا محمود احمد قادری کانپوری تحریر فرماتے ہیں:

''۱۸۹۵ء مطابق ۱۳۱۲ھ میں استعفیٰ دے کر وطن تشریف لے گئے اور والد ماجد کے وسادۂ ارشاد پر رونق افروز ہوکر سلسلہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوئے، ہزارہا مخلوق نے ان کے نفس ذکی کی برکات سے راہِ ہدایت پائی، تاریخ وصال دوشنبہ ۱۷ رذی الحجہ ۱۳۳۹ھ اور مزار مرزا کھل چاٹگام میں ہے''۔[۱]

[۱] تذکرۂ علمائے اہل سنت، ص: ۱۴۵، سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ، فیصل آباد ۱۹۹۲ء

حسام الحرمین اور علمائے بنگلہ دیش

یہاں پر بنگلہ دیش کے مشہور عالم ومفتی ابوناظم حضرت علامہ محمد کاظم رحمتی چشتی سراج گنج قدس سرہ کی تصدیق کو نقل کیا جاتا ہے جو شیر بیشۂ اہل سنت کی مایۂ ناز کتاب ''الصوارم الھندیۃ'' کی زینت بنی ہوئی ہے:

''فتاویٰ علمائے کرام ومفتیانِ عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً جو مدت سے بنام حسام الحرمین مطبوع ہوکر ملک میں شائع ہورہے ہیں وہ بیشک حق ہیں۔ اور تمام مسلمانوں پر ان کے حکموں کو حق جاننا اور ان فتووں کے مطابق عمل درآمد کرنا نہایت ضروری بلکہ واجب ہے۔ مذکورۂ بالا فتاویٰ میں جن لوگوں پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا گیا ہے۔ فی الواقع وہ لوگ ان اقوالِ کفریہ اور عقائدِ باطلہ وفاسدہ کی وجہ سے ضرور بالضرور کافر ہوگئے۔ اور جو لوگ ان کے ان اقوال پر مطلع ہونے کے بعد ان کے کافر ہونے میں شک کریں وہ بھی کافر ہیں۔ کیوں کہ ان لوگوں نے اللہ ورسول سے بے ادبی اور گستاخی کی ہے اور ان کی شان گھٹائی ہے اور اللہ ورسول سے بے ادبی وگستاخی کرنے والا البتہ کافر ہوجاتا ہے اور اس کی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب اعمالِ نیک ضائع اور بیکار ہوجاتے ہیں۔ اس کی تفصیل قرآن پاک کی سورۂ حجرات کی ابتدائی آیات میں مذکور ہے۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں:

"اَیُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ کَذَّبَہٗ اَوْ عَابَہٗ اَوْ تَنَقَّصَہٗ فَقَدْ کفَرَ بِاللّٰہِ تَعالٰی وَبَانَتْ مِنْہ امْرَأتُہ"۔

ترجمہ: یعنی جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ بیشک کافر ہوگیا اور اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔

درّ مختار میں ہے:

"اَلْکَافِرُ بِسَبِّ نَبِیٍّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ لَاتُقْبَلُ تَوبَتُہٗ مُطْلَقاً وَ منْ شکَ فِی عَذَابِہٖ وَ کُفْرِہٖ فَقَدْ کَفَر"۔

یعنی جو شخص کسی نبی کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرنے کے سبب کافر ہو اس کی توبہ بھی کسی طرح قبول نہیں اور جو شخص اس کے مستحقِ عذاب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ پس تمام مسلمانوں پر لازم بلکہ الزم ہے کہ ایسے بدعقیدے والوں سے اپنے کو کوسوں دور رکھیں اور ان گندم نما جوفروش لوگوں کے دھوکے اور فریب سے اپنے عقائد اور دین وایمان کی حفاظت ونگہبانی کریں ۔واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم والسلام علی من اتبع الھدی۔

راقم بندۂ آثم ابوناظم محمد کاظم رحمتی چشتی سراج گنج بنگال"۔[۱]

[۱] الصوارم الہندیہ مع التحقیقات لدفع التلبیسات،ص:۱۵۱، ۱۵۲، مرکزی جماعت اہل سنت، پاکستان

محمد سلطان الدین حنفی قادری

حضرت علامہ مفتی غلام محی الدین عرف محمد سلطان الدین حنفی قادری برکاتی سلہٹی، قدس سرہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے متعلقین میں سے ہیں، آپ نے ردِّ وہابیہ ودیابنہ میں اہم کردار ادا کیا، جب مولوی رشید احمد گنگوہی نے وقوع کذب باری سبحانہ وتعالیٰ کا قول کیا تو آپ نے اس کا بھی ردّ فرمایا اور جب مولوی رشید احمد گنگوہی نے کوّے کو حلال اور طیب وطاہر کہا تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی مولوی رشید احمد گنگوہی سے اس مسئلہ میں خط وکتابت ہوئی، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مولوی رشید احمد گنگوہی سے چالیس سوالات کیے جس کے وہ جوابات نہیں دے سکے اور دیگر خط کا بھی جواب دینے کے بجائے ٹال مٹول سے کام لیا، ایسے حالات میں حضرت علامہ مفتی غلام محی الدین عرف محمد سلطان الدین حنفی قادری برکاتی سلہٹی، قدس سرہ نے جانبین کے خطوط کو ابتدا میں یہ عبارت تحریر فرما کر شائع فرمایا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی احلّ لنا الطیبات وحرّم علینا الخبیثات وجعل الفواسق لایمیل لاکلھا الاکل فاسق فان الجنس للجنس شواق والشبہ الی الشبہ باشواق والصلوۃ والسلام علی من بین الحلال والحرام واحل قتل الفواسق فی الحل والحرم للحلال ولحرام فلا یستطیبھا من بعد ماجاءہ من العلم الا من زاغ والی الخبث والفسق مثلھا راغ، وعلی الہ وصحبہ وعلماء حزبہ وعلینا معھم وبھم ولھم اجمعین الی یوم الدین أمین یا ارحم الراحمین۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس
نے ہمارے لیے پاکیزہ اشیا حلال اور گندی اشیا حرام فرمائی
ہیں اور خبیث اشیا کی طرف خبیث ہی مائل ہوتا ہے، ہر کوئی
اپنے ہم جنس اور اپنی مثل کا طلبگار ہوتا ہے اور درود وسلام
ہو اس پر جس نے حلال وحرام کو بیان فرمایا اور خبیث
جانوروں کا قتل حل وحرم میں محرم وغیر محرم کے لیے حلال کیا
اس کے بعد انہیں حلال نہ جانے گا مگر وہ جس نے کج روی
اختیار کی اور اپنے جیسے خبیث وفاسق کی طرف راغب ہوا،
اور آپ کے آل واصحاب وعلمائے امت پر اور ان کے
صدقے ان کے ساتھ ہم سب پر تا قیامت، اے بہتر رحم
فرمانے والے۔ آمین۔

فقیر غلام محی الدین عرف محمد سلطان الدین حنفی
قادری برکاتی سلہٹی، عاملہ اللہ بلطفہ الحفی الوفی (
اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اپنی بھرپور مخفی مہربانی کے ساتھ
معاملہ فرمائے۔

خدمتِ برادران دین میں عرض رسا، اس زمانہ فتن
ومحن میں کہ علم ضائع اور جہل ذائع ہے بعض شوخ طبیعتیں
پیرانہ سالی میں بھی نچلی نہیں بیٹھتیں، آئے دن ایک نہ ایک
بات ایسی نکالتی رہتی ہیں جن سے مسلمانوں میں اختلاف
پڑے فتنہ پھیلے اپنا کام بنے نام چلے، جناب گرامی القاب
وسیع المناقب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے پہلے مسئلہ
امکانِ کذب نکالا کہ معاذ اللہ اللہ عزوجل کا سچا ہونا ضروری
نہیں جھوٹا بھی ہوسکتا ہے، پھر ابلیس لعین کے علم کو رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتایا۔ ان کے یہ
دونوں مسئلے ''براہین قاطعہ'' کے صفحہ ۳ وصفحہ ۴۷ پر ہیں پھر
بحکم آنکہ۔ ع

قدم عشق پیشتر بہتر
(عشق کا قدم آگے بہتر ہے)

ایک مُہری فتوے میں تصریح کردی کہ اللہ تعالیٰ کو
بالفعل جھوٹا ماننا فسق بھی نہیں اگلے امام بھی خدا کو ایسا مانتے
ہیں جو خدا کو بالفعل جھوٹا کہے اسے گمراہ فاسق کچھ نہ کہنا
چاہیے ہاں ایک غلطی ہے جس میں وہ تنہا نہیں بلکہ بہت
اماموں کا پیرو ہے۔ حضرت کا یہ ایمان ان کے مہری فتوے
میں ہے جو برسوں سے بمبئی میں وغیرہ میں مع رد بارہا
چھپ گیا اور علما نے صریح حکم کفر دیا اور جناب گرامی
القاب سے جواب نہ ہوا، یونہی دو مسئلہ اولین کے رَد میں
علماء کے متعدد رسائل سالہا سال سے چھپ چکے اور
لاجواب رہے۔ ادھر سے کان ٹھنڈے ہوئے تھے کہ
حضرت کی اختراعی طبیعت نے کوّا پسند کیا اس کی حلت کا
غوغا بلند کیا پھر بھی غنیمت ہے کہ کفر وایمان سے اتر کر حلال
وحرام میں آئے مسلمانوں کے قلوب میں اس پر بھی عام
شورش ونفرت پیدا ہوئی، اگر حق سبحانہ وتعالیٰ توفیق عطا
فرماتا تو بصیر اسی سے اندازہ کرلیتا کہ کوّے کو اسلامی
طبیعتیں کیسا سمجھتی ہیں، عام قلوب میں اس کی حلت سُن کر
ایسی شورش پیدا ہوئی آخر بے چیزے نیست، قمری یا کبوتر کو
حلال بتانے پر بھی کبھی اختلاف پیدا ہوا، علماوعامہ نے

اسے نیا مسئلہ سمجھ کر تعجب کی نگاہ سے دیکھا؟ ہندوستان پر انہیں چند سال میں قحط کے کتنے حملے ہوئے؟ یہ سیاہ پوش صاحب ہر گلی کوچے میں کثرت سے ملتے ہیں عام مسلمین جن کی طبائع میں من جانب اللہ اس فاسق پرند کی خباثت و حرمت مذکور ہے، ان کا خیال تو ادھر کیوں جاتا مگر اس وقت تک جناب کو بھی اس مسئلہ کا الہام نہ ہوا، ورنہ اور نہیں تو آپ کے معتقدین قحط زدوں کو تو مفت کا حلال طیب گوشت ہاتھ آتا اور چار طرف کاؤں کاؤں کا شور بھی کچھ کم پاتا، اب حالِ وسعت وفراخی میں آپ کو سوجھی کہ کوّا حلال، نہ صرف حلال بلکہ حلال طیب ہے، متعدد بلاد میں اہلِ علم نے اس کے رد لکھے، یہاں تک کہ بعض معتقدین جناب گنگوہی صاحب نے بھی ان کے خلاف تحریریں کیں، آنحضرت عظیم البرکۃ مجدد دین وملت حضرت عالمِ اہلسنت مدظلہ العالی کے حضور میرٹھ سہارنپور گلاوٹی کانپور وغیرہا دس بلاد نزدیک و دور سے اس کے بارے میں سوالات آئے اکثر جگہ مختصر جوابات عطا ہوئے کہ یہ کوّا فاسق ہے خبیث ہے، حرام بحکم قرآن وحدیث ہے، اور بایں لحاظ کہ متعدد بلاد میں اہل علم کا اس طرف متوجہ ہونا حلت کے رد لکھنا صحیح خبروں سے معلوم تھا اور یہاں کثرت کار بیرون از شمار تصنیف کتبِ دین ورَدّ طوائف مبتدعین کے علاوہ بنگال سے مدراس اور برہما سے کشمیر تک کے فتاوی کا روزانہ کام ایک ایک وقت میں دو دو سو استفتا کا اجتماع واژدحام، لہٰذا بایں لحاظ کہ لوگ اس مہملہ تازہ کا رد کر رہے ہیں خود زیادہ

توجہ فرمانے کے حاجت نہ جانی، اسی اثناء میں متعدد تحریرات مطبوعہ طرفین نظر سے گزریں، ان کے ملاحظہ سے واضح ہوا کہ یہ مسئلہ بھی اعلیٰ حضرت دام ظلہم کے التفات خاص کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ بعض تحریراتِ معتقدین جناب گنگوہی صاحب میں یہ بھی تھا کہ یہ مسئلہ ان کے علما سے طے کرلیا جاتا یہ امر پسندیدہ خاطر عاطر آیا اور ایک مفاوضہ عالیہ چالیس سوالاتِ شرعیہ پر مشتمل جناب گنگوہی صاحب کے نام امضا فرمایا، یہ سوالات حقیقۃً حرمتِ غراب کے دلائل بازغ اور اوہامِ طائفہ جدیدہ غرابیہ کے رَدِّ بالغ تھے جو ذی علم بدستیاری انصاف وفہم انہیں مطالعہ کرے اس پر حقیقتِ حال اور حلتِ زاغ کے جملہ اوہام کا زیغ وضلال روشن ہو جائے، جناب مولوی گنگوہی صاحب بھی سمجھ لیے کہ واقعی سوالات لاجواب اور خیالات زاغیہ سب نعیق غراب بلکہ نقش برآب ہیں مفاوضہ عالیہ بصیغہ رجسٹری رسید طلب مرسل ہوا تھا ضابطے کی رسید تو دیتے ہی براہ عنایت اس کے ساتھ ایک کارڈ بھی بھیجا کہ آپ کا طویل مسئلہ پہنچا میں نے نہ سنا نہ سننے کا قصد ہے، "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ" (بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے مال ہیں اور ہم کو اس کی طرف پھرنا ہے۔ ت) ہزار افسوس نام علم وحالت علماء پر بے سمجھے بوجھے ایک نیا مسئلہ نکالنا مسلمانوں میں اختلاف ڈالنا اور جب علما مطالبۂ دلیل وافادہ حق فرمائیں یوں چپ سادھ لینا ارشادِ قرآن:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ

لِلنَّاسِ ‘‘۔[۱]

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا۔

کو بھلا دینا ایسے ہی شیوخ الطائفہ کو زیبا ہے جنہیں خود ان کا معتقد فرقہ اپنا پیر مغاں لکھتا ہے۔ افسوس معتقدین کی بھی نہ چلی کہ ہمارے علماء سے طے کرلو۔ طے کس سے کیجئے وہاں تو آواز ندارد۔ سوالات میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ فلاں فلاں پرچے جو حلتِ زاغ میں چھپے آپ کی رائے ورضا سے ہیں یا نہیں ان کے مضامین آپ کے نزدیک مقبول ہیں یا مردود۔ جناب گنگوہی صاحب نے خیال فرمایا کہ مقبول کہتا ہوں تو سب بار مجھی پر آتا ہے مردود بتاؤں تو اپنا ہی ساختہ پرداختہ باطل ہوا جاتا ہے لہٰذا صاف کانوں پر ہاتھ دھر گئے کہ میں نے اس وقت تک اس مسئلہ میں کوئی تحریر موافق نہ مخالف اصلاً نہ سُنی، نہ سننے کا قصد ہے۔ مجھے تو آج تک یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اس بارے میں کسی طرف سے کوئی تحریر چھپی ہے چلیے فراغت شد۔

نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے
پسینہ پونچھئے اپنی جبیں سے

حضرت جناب گنگوہی صاحب اور اُن سے قربت رکھنے والے خوب جانتے ہوں گے کہ یہ کیسا صریح سچ ارشاد

[۱] القرآن الکریم، ۳/۱۸۷

ہوا ہے مگر وہاں اس کی کیا پرواہے جو اپنے معبود کو جھوٹا بالفعل کہنا سہل جانیں، بندوں پر جھوٹ بولنا آپ ہی واجب بالدوام مانیں۔ عالم اہل سنت دام ظلہ العالی نے فوراً اس کارڈ کا رَد رجسٹر رسید طلب کے ساتھ روانہ فرمایا فراست المومن سے گمان تھا کہ گنگوہی صاحب پہلا مفاوضہ انجانی میں لے چکے ہیں اور قوت سوالات دیکھ کر تحقیقِ مسئلہ شرعیہ سے بچتے ہیں عجب نہیں کہ اس بار رجسٹری واپس فرمائیں لہٰذا واضح قلم سے لفافے پر یہ الفاظ تحریر فرمادیئے تھے: دینی مسئلہ ہے صرف تحقیق حق مقصود ہے کوئی مخاصمہ نہیں اگر رجسٹری واپس کردی تو حق پرستی کے خلاف ہوگا اور عجز پر دلیل صاف، مگر بندگانِ خدا صادق کی فراست ایمانی بحمد اللہ تعالیٰ صادق ہی ہوتی ہے وہی گل کھلا کر جناب مولوی گنگوہی صاحب نے انکاری ہوکر مفاوضہ واپس کردیا۔ اہالی ڈاک نے لکھ دیا کہ حضرت کو انکار ہے لہٰذا واپس ’’اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ‘‘ (بے شک ہم اللہ کے مال ہیں اور اسی کی طرف ہم کو پھرنا ہے۔ت)

فقیر محض بنظر تحقیق حق ورفعِ اختلاف مسلمین وہ مفاوضات اور کارڈ بعینہ شائع کرتا اور اب چھاپ کر جناب مولوی گنگوہی صاحب سے سوالات شرعیہ کا جواب مانگتا ہے، جناب گنگوہی صاحب نام مناظرہ سے خائف ہولیے تھے۔ کہ ’’سبحٰن السبوح‘‘ میں حضرت عالم اہلسنت مدظلہ العالی کا حملہ شیرانہ دیکھ چکے تھے یہ فقیر محض بطور استفادہ مسئلہ شرعیہ آپ سے جواب سوالات پوچھتا ہے

جب آپ کے نزدیک کوّا حلال ہے اور لوگ اس حلال خدا
کو حرام سمجھے ہوئے ہیں اور خاص آپ سے اس دینی مسئلہ
کی تحقیق چاہتے ہیں تو جواب نہ دینا کیا معنی رکھتا ہے۔ پہلے
بھی مفاوضہ عالیہ نے آپ کو سنا دیا تھا اور اب فقیر بھی
گزارش کیے دیتا ہے کہ خاص آپ کا جواب درکار ہے اسی
سے رفعِ نزاع ممکن ہے زید وعمرو سے غرض نہیں ایں وآں
پر التفات نہ ہوگا آپ سے مسائل شرعیہ کا سوال ہے آپ
پر جواب واجب ہے آخر ماہ رمضان المبارک تک چالیس
دن کی مہلت نذر ہے اگر عید ہوگئی اور جناب نے ہر سوال کا
مفصل جواب اپنا مہری نہ بھیجا تو واضح ہوگا کہ آپ کو حلال و
حرام کی پروا نہیں آپ مسائل شرعیہ پوچھنے والوں کے
جواب سے عاجز ہیں آپ بے سمجھے مسائل منہ سے نکالتے
اور مسلمانوں میں اختلاف ڈالتے اور جواب کے وقت
خموشی پالتے ہیں، اور اگر آپ نے جواب تفصیلی بھیجے اور اسی
قدر یا استفادہ مکرر سے فقیر کو اطمینان ہوگیا تو میں وہ نہیں کہ
جو چاہوں مان لوں اور عجز کے وقت سکوت کی امان لوں
میں وعدہ دیتا ہوں کہ حلالِ خدا کو کبھی حرام نہ کہوں گا آپ کی
طرف سے ایک تحقیق حاصل ہونے کا ممنون ہوگا آئندہ
اختیار بدست مختار، حسبنا اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ
تعالٰی علٰی سیدنا و مولانا محمد والہ
بالتبجیل"۔[۱]

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج ۲۷، ص ۶۲۱ تا ۶۲۵ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

صوفی سید محمد دائم نقشبندی مجددی قدس سرہ

صوفی سید محمد دائم نقشبندی مجددی قدس سرہ ایک مشہور ومعروف بزرگ تھے آپ
کے بارے میں آئینۂ وَیسی میں یوں لکھا گیا ہے:

"حضرت سید بختیار ماہی سوار رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد
میں اٹھارویں صدی عیسوی میں چاٹگام کے حضرت صوفی
محمد دائم بڑے نامور بزرگ ہوئے ہیں، وہ سلسلہ عالیہ
نقشبندیہ مجددیہ میں چاٹگام کے مشہور صاحب خانقاہ بزرگ
حضرت صوفی شاہ امانت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے
بیعت تھے۔ صوفی سید محمد دائم چاٹگام سے ڈھاکہ آئے اور
شاہ عبد الرحیم صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ (آپ کشمیری
الاصل تھے تین واسطوں سے آپ کا سلسلہ حضرت خواجہ
معصوم قدس سرہ اور چار واسطوں سے حضرت امام ربانی،
مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ تک پہنچتا
ہے) کی ہدایت کے مطابق پٹنہ عظیم آباد آئے، سلسلہ
نقشبندیہ ابوالعلائیہ کے مشہور بزرگ حضرت منعم پاک باز
اور پھلواری شریف کے شاہ نعمت اللہ قادری سے اکتساب
فیض کیا اور ڈھاکہ واپس آکر تبلیغ دین اور ہدایت کے
کاموں میں مصروف ہوگئے، باقی زندگی اپنی خانقاہ دائرہ
عظیم پورہ میں بسر کردی، آپ کو بڑی مقبولیت حاصل
ہوئی، ڈھاکہ، پٹرا، نواکھالی اور چاٹگام کے اضلاع میں
آپ کے مریدین اور متوسلین کی بہت کافی تعداد تھی۔
احکام شرعی کے سختی سے پابند تھے، خانقاہ میں طلبہ کی کثیر
تعداد رہتی تھی جن کی تعلیم وتدریس کے لیے علما مقرر تھے

سب کے قیام وطعام اور لباس کا انتظام خانقاہ کے لنگر سے
ہوتا تھا یکم شعبان ۱۲۱۴ھ/۱۷۹۹ء کو وصال ہوا''۔[۱]

بنگلہ دیش کی بہت سی مشہور خانقاہیں صوفی سید محمد دائم قادری نقشبندی مجددی قدس سرہ کے طریق سے جڑی ہوئی ہیں۔

حضرت مولانا نور محمد نظام پوری چاٹگامی

حضرت مولانا نور محمد نظام پوری چاٹگامی قدس سرہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور بزرگ صوفی سید محمد دائم نقشبندی مجددی قدس سرہ دائرہ عظیم پورہ، ڈھاکہ کے خلیفہ حضرت مولانا شیخ زاہد ولُوئی قدس سرہ[۲] کے دست حق پرست پر مرید ہوئے۔

آئینۂ وَیسی اور دیگر بعض سوانح نگاروں نے آپ کے سلسلہ طریقت کو سید احمد رائے بریلوی بالاکوٹی سے جوڑا ہے، حالاں کہ یہ بالکل غلط ہے۔

سید احمد رائے بریلوی بالاکوٹی نے اپنی نسبت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ سے ظاہر کر کے مسلمانوں کو جہاد پر آمدہ کیا بہت سے لوگ بالاکوٹی کے افکار ونظریات اور تحریک جہاد کے مقاصد سے واقف نہیں تھے جہاد کے نام پر ان کے اردگرد بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور ان کی تحریک کا حصہ بنے لیکن جب ان پر تحریک جہاد کی حقیقت واضح ہوئی تو بہت سے لوگ ان کو چھوڑ کر واپس آ گئے حضرت مولانا نور محمد نظام پوری قدس سرہ بھی انھیں لوگوں میں سے تھے جو حقیقت واضح ہونے سے قبل بالاکوٹی کے ساتھ تھے بعد کو ان سے علاحدگی اختیار کر لی۔ بالاکوٹ کے حقائق کی مکمل جانکاری کے لیے ''حقائق تحریک بالاکوٹ'' نامی کتاب کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

[۱] آئینۂ وَیسی، ص:۸، لیبل لیتھو پریس، پٹنہ،۱۹۷۶ء

[۲] حضرت مولانا شیخ زاہد ولُوئی قدس سرہ ولوئی علاقہ کے بھانی پرگنہ میں رہتے تھے بڑے کامل ولی اور صوفی دائم کے مرید تھے، صوفی نور محمد نے ان سے بیعت کی۔

(انوار النیرین، بحوالہ بنگلہ دیش کے پیر اولیا، ص:۳۹۵)

ان کے سلسلۂ طریقت کو بالاکوٹی کے ساتھ منسوب کرنا یہ حقائق کے ساتھ ناانصافی ہے، دیکھیے کس مضحکہ خیز طریقہ پر ان کے سلسلہ کو بالاکوٹی صاحب کے ساتھ جوڑا گیا ہے، اسی ''آئینۂ وَیسی'' کے حوالہ سے آپ نے اقتباس پڑھا کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ حضرت صوفی دائم قدس سرہ کے سلسلہ کے بزرگ حضرت مولانا شیخ زاہد ولُوئی قدس سرہ کے دست حق پرست پر مرید ہو چکے تھے اور بعض تذکرہ نویسوں نے آپ کو حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ کے خلفا میں بھی شمار کیا ہے۔ اب دوسرا اقتباس اسی کتاب کے حوالہ سے ملاحظہ فرمائیں:

''لیکن اکتوبر ۱۸۲۲ء میں امیر المومنین حضرت
سید احمد شہید کی کلکتہ میں میں تشریف آوری اور بشارت نبوی
کے مطابق کلکتہ جا کر حضرت سے شرف بیعت حاصل
کرنے سے قبل بھی آپ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے
وابستہ ہو چکے تھے''۔[۱]

تصوف وطریقت کا اس سے بڑھ کر اور استہزا کیا ہوگا کہ بندہ جب شیخ کامل سے مرید ہو چکا تو اب اس کو دوسرے سے جوڑا جائے، دراصل بعض تذکرہ نگار جو صرف تذکرہ نگار ہی ہیں انھوں نے آپ کی شان بڑھانے کے لیے بلاوجہ صرف اس وجہ سے آپ کے سلسلۂ طریقت کو بالاکوٹی صاحب سے جوڑ دیا کیوں کہ اس میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا نام آتا ہے، حالاں کہ حقائق یہ بتاتے ہیں کہ آپ سلسلۂ نقشبندیہ کے مرید وخلیفہ تھے لیکن صوفی سید محمد دائم قدس سرہ کے سلسلہ سے تھے اس پر ایک مضبوط شہادت یہ ہے کہ حضرت شیر بنگلہ علیہ الرحمہ نے آپ کو پیشوائے سالکاں، فخر عارفاں، صوفی زماں، صاحب کشف وکرامات اور معدن فیضات وغیرہ القاب سے یاد فرمایا ہے اور آپ کی شان میں ایک طویل منقبت بھی لکھی ہے جو آپ کے دیوان ''دیوان عزیز شریف'' میں درج ہے

[۱] آئینۂ وَیسی، ص:۱۲۰، لیبل لیتھو پریس، پٹنہ،۱۹۷۶

جب کہ سید احمد رائے بریلوی بالاکوٹی کو آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گستاخ بتایا ہے اوراس کے افکارونظریات کی آپ نے تردید فرمائی ہےاوراس کے سلسلہ کو منقطع فرمایا ہے:

سید احمد بریلوی را کنوں بشنوں بیاں
کرد گستاخی بشانِ سرورِ پیغمبراں
در صراط المستقیم ش یک نظر کن اے جواں
دربیان صرف ہمت سوئے شیخ اے نوجواں
نسبت آں سوئے اسمٰعیل بوجه کاتب ست
لیک ملفوظات آں جمله زسید احمدست
در ذخیرۂ کرامت آں چناں مسطور داں
ازبرائے طالبِ حق ایں قدر کافی بداں
سلسله که درآں سید احمدآمده
آں بریده از فیوضات محمد آمده [۱]

شیر بنگلہ علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات کا تفصیلی تذکرہ آئندہ صفحات میں مذکور ہے جس سے آپ کے تصلب کا اندازہ آسانی سے لگایا جاسکتا ہے، ماضی قریب کے علما میں ردِّ وہابیہ کرنے میں آپ نے جو کردار بنگلہ دیش میں ادا کیا وہ مثالی ہے اور تصلب کے اعتبار سے جیسا تذکرہ علمائے کرام بنگلہ دیش ان کا فرماتے ہیں؛ میں نے دوسرے کا نہیں سنا، اگر مولانا نور محمد نظام پوری چاٹگامی کا تعلق رائے بریلوی سے ہوتا تو شیر بنگلہ علیہ الرحمہ ان کا تذکرہ ایسے بلند وبالا القابات سے ہرگز نہ فرماتے۔

لہٰذا جن خانقاہوں کا سلسلۂ طریقت مولانا نور محمد نظام پوری چاٹگامی قدس سرہ سے ملتا ہے تو ان کو اپنے سلسلہ کو سید احمد رائے بریلوی بالاکوٹی سے جوڑنا ہرگز ہرگز درست نہیں ہے، یہ سب ایسے تاریخ نگاروں کے غلط ثمرات ہیں کہ جنھوں نے حقائق کا خون کرکے

[۱] دیوان عزیز شریف، ۱۸۲

طریقت کے سوا کسی دوسرے مقصد کے تحت بہت سے بزرگوں کے سلسلہ میں بلاوجہ بالاکوٹی صاحب کو شامل کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

حضرت مولانا شاہ صوفی سید محمد فتح علی وَیسی

حضرت مولانا شاہ صوفی سید محمد فتح علی وَیسی قدس سرہ ایک قادر الکلام اور جامع شریعت شیخ طریقت تھے، آپ حضرت مولانا صوفی نور محمد نظام پوری قدس سرہ سے مرید ہوئے، ''آئینۂ وَیسی'' کے مصنف نے ان کے ساتھ بھی وہی خیانت کی کہ ایک طرف یہ اقرار بھی کیا کہ آپ حضرت مولانا صوفی نور محمد نظام پوری قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے[۱] اور ساتھ ہی ان کے سلسلۂ طریقت کو زبردستی سید احمد رائے بریلوی بالاکوٹی سے جوڑ کر خیانت بھی کرڈالی۔

آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے ہم عصر ہیں جیسا کہ ''آئینۂ وَیسی'' میں ہے:

''اور صوفی سید فتح علی وَیسی'' کے ایک دوسرے ہم عصر شاعر فاضل بریلوی جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ جو احترام نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر دیار حبیب میں قدم رکھ کر چلنا بھی سوئے ادب سمجھتے تھے:

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

فاضل بریلوی کی ایک نعتیہ غزل کا پہلا مصرع عربی اور فارسی اور دوسرا مصرع ہندی میں ہے اور بہت خوب ہے اِس غزل کے چند اشعار یہ ہیں:

[۱] آئینۂ وَیسی، ص: ۱۲۰، لیبل لیتھو پریس، پٹنہ، ۱۹۷۶

البحر علی والموج طغیٰ من بیکس وطوفاں ہوش رُبا
منجد ہار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا
انا فِی عَطَش وّ سَخَاک اَتَم اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا
اَلروحُ فِداک فَزِد حرقاً یک شعلہ دگر برزن عشقا
موراتن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا"[۱]

حضرت مولانا سید امین الحق فرہادآبادی

آپ کا نام "امین الحق" فرہادہ آباد کے باشندہ ہونے کی وجہ سے آپ کو "فرہادآبادی" کہا جاتا ہے۔ بڑے مولانا، بحر العلوم، مفتی اعظم اور سید المناظرین وغیرہ القابات آپ سے منسوب ہیں۔

آپ کی ولادت ۱۸۶۶ء کو بنگلہ دیش کے مشہور شہر چاٹگام میں ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر والد ماجد سے حاصل کی اور مرکز اہل سنت چاٹگام "محسنیہ مدرسہ" سے تعلیم کی تکمیل فرمائی۔

عملی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد آپ نے اپنی پوری زندگی خدمت دین واسلام اور احقاق حق وابطال باطل میں صرف فرمائی، دیوبندیت ووہابیت کے گمراہ کفریہ عقائد و نظریات سے مسلمانوں کو اپنی مدلل تحریروں اور دل سوز تقریروں سے آگاہ کرتے رہے۔ آپ ایک عمدہ مناظر بھی تھے زندگی میں گمراہ و باطل فرقوں سے آپ کے کئی مناظرے بھی ہوئے جن میں آپ کو فتح مبین حاصل ہوئی۔

نجدی عقائد کا رد

ہاٹ ہزاری میں مولوی محمد فیض اللہ صاحب نے وہابی افکار و نظریات کی ترجمانی

[۱] آئینۂ ویسی، ص:۱۲۰، لیبل لیتھو پریس، پٹنہ، ۱۹۷۶

کرتے ہوئے ایک کتاب "رافع الاشکالات" نام سے تحریر فرمائی، جس کے جواب میں آپ نے "شواھد الابطالات فی تردید مافی رافع الاشکالات" دلائل و براہین سے مزین ایک کتاب تحریر فرمائی، اس کتاب میں آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کی مشہور کتاب "الحُجّة الفائحة لطيب التعين و الفاتحة" (۱۳۰۷ھ) سے استفادہ ہی نہیں بلکہ اس کتاب کے اکثر حصہ کو اپنی اس کتاب میں بعینہٖ نقل بھی فرمایا ہے۔

اس کتاب کے تصنیف کی وجہ آپ نے نظم میں یوں تحریر فرمائی ہے:

شدہ یک فرقہ ظاہر در زمانہ
کہ سنی یا کہ وہبی فی نشانہ
ظہور آمد فساد اندر عقائد
نظام دین ازاں گردید فاسد
خداوند جہاں پاک است از عیب
بپاکیش ندارد ہیچکی ریب
ولی ایشاں بفاسد زعم گویند
صدور کذب ممکن زاں خداوند
بر ایں کردہ بنائے ایں رسالہ
رسالہ نی بمعنی بد مقالہ
ز ایشاں مولوی فیض اللّٰہ نامی
مرتب کرد ایں افسانہ خامی
بدرگاہ خدا توفیق جستم
قلم در دست از عونش گرفتم
نوشتم آں چہ حق معلوم گردید
باندک مدتے مختوم گردید[۱]

[۱]شواھد الابطالات فی تردید مافی رافع الاشکالات، ص:۲

شیر بنگلہ علیہ الرحمہ آپ کے متعلق یوں تحریر فرماتے ہیں:

صاحب تحریر و تصنیف آں فخر زماں
عارف صاحب کمال و پیشوائے سالکاں
نعمت عظمی بلاشک بود بہر سنیاں
زہر قاتل بود لیکن از برائے وہبیاں
بود ہم کبریت احمر از برائے سنیاں
مثل موسی عہد فرعون بود بہر وہبیاں[۱]

اس کے علاوہ آپ کی دیگر تحقیقی و علمی تصنیفات بھی ہیں جن کی تعداد ایک درجن سے کچھ کم ہے۔ ۷۹؍سال کی عمر میں ۱۹۴۴ء میں آپ نے وفات فرمائی، فرہاد آباد، ہاٹ ہزاری بنگلہ دیش میں آپ مدفون ہیں۔[۲]

علامہ سید راحت اللہ نقشبندی چاٹگامی قدس سرہ

"آپ کا شمار بنگلہ دیش کے مشہور سنی علما میں ہوتا ہے آپ صاحب کرامت بزرگ اور ذی صلاحیت عالم و فقیہ تھے خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل حضرت علامہ مفتی سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ[۳] سے آپ کے دوستانہ تعلقات مشہور و معروف ہیں۔

آپ کی پیدائش ۱۳۰۰ھ کو رانگونیہ، چاٹگام، بنگلہ دیش میں ہوئی، ان کے آبا و اجداد نے عرب شریف سے ہجرت کر کے بنگلہ دیش میں اقامت اختیار کی۔

---

[۱] دیوان عزیز شریف، ص: ۸۳

[۲] ملخصاً ابتدائیہ، شواہد الابطالات فی تردید ما فی رافع الاشکالات، فرہاد آباد دربار شریف، بنگلہ دیش

[۳] آپ کا نام سید نعیم الدین بن معین الدین بن امین الدین بن کریم الدین ہے۔ آپ کی ولادت بروز پیر، ۲۱؍صفر المظفر ۱۳۰۰ھ بمطابق جنوری ۱۸۸۳ء مرادآباد (یوپی) میں ہوئی۔ آپ جب چار سال

کے ہوئے تو آپ کے والد گرامی نے "بسم اللہ خوانی" کی پاکیزہ رسم ادا فرمائی۔ ناظرہ قرآنِ پاک ختم کرنے کے بعد آٹھ سال کی عمر میں حفظِ قرآن کی تکمیل کی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل فرمائی، متوسطات تک علوم درسیہ کی تکمیل حضرت مولانا حکیم فضل احمد صاحب سے کی، اس کے بعد بقیہ علوم کی تحصیل و تکمیل حضرت علامہ مولانا سید محمد گل صاحب کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمائی۔

آپ اپنی علمی جاہ و حشمت، شرافتِ نفس، اتباعِ شریعت، زہد و تقویٰ، سخن سَنجی، حق گوئی، جرأت و بے باکی اور دین حق کی حفاظت کے معاملے میں فقید المثال تھے۔ آپ اپنی مختلف دینی، علمی، تبلیغی، تحقیقی و تصنیفی مصروفیات اور مناظرہ و مقابلہ اور فِرَقِ باطلہ کے رد و ابطال جیسی سرگرمیوں کے باوجود تا حیات درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ آپ کا طرزِ تدریس بڑا دلچسپ و منفرد تھا، افہام و تفہیم میں آپ یکتائے روزگار تھے، جس کی بدولت اسباق طلبا کے دل و دماغ پر پوری طرح نقش ہو جاتے۔ طَلَبہ کے خورد و نوش اور مدرسین کی تنخواہ آپ ادا کرتے تھے۔ حضرت صدر الافاضل کو دیگر علوم و فنون کے علاوہ فنِ تقریر و مناظرہ میں بھی مہارت حاصل تھی۔ آپ اپنے وقت کے تقریباً تمام فِرَقِ باطلہ سے نبرد آزما رہے، ایک سے بڑھ کر ایک مناظر آپ کے مقابل آیا، لیکن ہمیشہ میدان آپ کے ہاتھ رہا۔ جو دلائل و حجج قائم فرماتے کسی کو اتنی طاقت نہ ہوتی کہ توڑ سکتا، مخالف ایڑی چوٹی کا زور لگا تا لیکن ناممکن تھا کہ جو گرفت فرمائی تھی اس سے گُلو خلاصی پا سکتا یا وہ گرفت نرم پڑ جاتی، مخالف غضب و عناد میں انگلیاں چباتے مگر کچھ نہ کر سکتے۔ حضور صدر الافاضل اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود دار الافتاء بھی بڑی خوبی اور باقاعدگی کے ساتھ چلاتے، ہند و بیرون ہند نیز مرادآباد کے اطراف و اکناف سے بے شمار اِستِفتا اور استفسارات آتے اور تمام جوابات آپ خود عنایت فرماتے۔ بفضلہٖ تعالیٰ فقہی جزئیات اس قدر مستحضر تھے کہ جوابات لکھنے کے لیے کُتُب ہائے فقہ کی طرف مراجعت کی ضرورت بہت ہی کم پیش آتی۔ قیامِ پاکستان میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔

۱۸؍ذوالحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۳؍اکتوبر ۱۹۴۸ء بروز جمعۃ المبارک صدر الافاضل نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ وقت وصال ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی، کلمہ طیبہ کا ورد جاری تھا، پیشانی اقدس اور چہرہ مبارک پر بے حد پسینہ آنے لگا، از خود قبلہ رخ ہو کر دستہائے پاک اور قدمہائے ناز کو سیدھا کر لیا، ۱۲؍بجکر ۲۰؍منٹ پر اہل سنت کا یہ سالار اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ کی تدفین جامعہ نعیمیہ کی مسجد کے بائیں گوشے میں کی گئی۔

آپ کے والدمحترم کا نام ''سید رجب علی'' ہے۔آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ مفتی سید نورالصفا نعیمی قدس سرہ نے کئی صفحات پر مشتمل عربی زبان میں آپ کی مختصر سوانح حیات تحریر فرمائی ہے، جو آپ کی تصنیف ''نور المغیث فی أصول الحدیث'' کے آخری صفحات میں شامل ہے۔[۱] آپ یوں تحریر فرماتے ہیں:

نام و نسب

''ھو سیدی و سندی و والدی مولانا محمد راحت اللہ بن رجب علی بن أصغر علی بن سید محمد أصلہ من العرب قد نزل جدہ ''محمد'' فی عھد السلطنة ''شاہ عالم بھادر'' فی الھند وکان جدہ ماھرا فی فنون الحرب وعالما بقوانین الأفواج فدخل فی عھدة جلیلة فی الأفواج واستمر فی تلک العھدة حتی سلط نصاری علی الھند''۔[۲]

ترجمہ: وہ میرے استاذ و شیخ اور والد مولانا محمد راحت اللہ بن رجب علی بن بن اصغر علی بن سید محمد۔آپ عربی ہیں آپ کے جد امجد ''محمد'' ہندوستان میں ''شاہ عالم بہادر'' کے دور حکومت میں تشریف لائے آپ فن

[۱] اس کتاب کا تذکرہ حضرت مفتی ذوالفقار خاں نعیمی دام ظلہ نے مجھ سے کیا تھا، حضرت مفتی نورالصفا نعیمی قدس سرہ کے عرس کے موقع پر مریم نگر رنگونیہ چاٹگام جب خانقاہ نعیمیہ میں حاضری ہوئی تقریب عرس کے بعد آپ کے نبیرہ محترم مولانا سید عبید المصطفیٰ نعیمی صاحب سے اس کتاب کے بارے میں معلوم کیا، آپ نے بڑی خاطر و مدارات کی، کتاب اور دیگر نوادرات اسناد وغیرہ کو تلاش کر کے پیش کیا، اصل کتاب تو مل گئی لیکن جن آخری صفحات میں سوانح شامل تھی وہ صفحات اس سے غائب تھے، حضرت مفتی ذوالفقار خاں نعیمی مدظلہ نے کرم فرماتے ہوئے پوری کتاب عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

[۲] نور المغیث فی أصول الحدیث، ص: ۴۳

حرب کے ماہر اور فوجی قوانین کا علم رکھتے تھے آپ کو فوج میں اعلیٰ عہدہ پر شامل کر لیا گیا ہندوستان پر انگریزوں کے تسلط کے زمانے تک آپ اپنے عہدہ پر فائز رہے۔ابتدائی تعلیم اپنے وطن چاٹگام میں حاصل فرمائی، اعلیٰ تعلیم کے لیے مرادآباد کے ایک مدرسہ میں داخل ہوئے اور وہاں سے مشہور و رائج علوم و فنون میں تکمیل فرمائی حضرت علامہ مولانا سید محمد گل صاحب کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

جب بہ قصدِ حج حرمین شریفین تشریف لے گئے مکہ معظّمہ میں حضرت علامہ عبد الحق مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی جن کے دست پاک پر آپ بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے، مرشد برحق نے آپ کو ایک عصائے مبارک اور ایک عدد جبہ بھی عنایت فرمایا اور یہ نصیحت بھی کی کہ اپنے وطن جا کر قرآن و سنت کی خدمات انجام دینا جب آپ سفر حج سے واپس آئے تو مرشد کی نصیحت کے مطابق اپنے وطن رانگونیہ، چاٹگام بنگلہ دیش میں ''نورالعلوم'' کے نام سے ایک مدرسہ قائم فرمایا جس سے اس زمانہ میں بہت سے علمائے کرام نے دینی تعلیم حاصل فرمائی، ابھی بھی یہ مدرسہ سے تعلیم و تربیت کی خدمات کو انجام دیا جاتا ہے اور حکومت بنگلہ دیش سے فاضل تک منظور شدہ ہے۔[۱]

شیر بنگلہ الرحمہ نے آپ کو اپنے زمانے کا مجدد قرار دیا آپ ان کی تعریف و توصیف میں یوں رقم طراز ہیں:

''درمدح مقتدائے عالماں، پیشوائے فاضلاں، ہادی دوراں، پیر مغاں، معدن کشف و کرامات، صاحب

[۱] ملخصاً، تذکرۃ الکرام، (بزبان بنگلہ) ج:۱، ص: ۳۲۴، علامہ ہاشمی اسلامی مشن، بنگلہ دیش، ۱۴۲۵ھ

مقامات، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف حامی اہل سنت ماحی بدعت شیخ الاسلام حضرت الحاج مولانا شاہ راحت اللہ ساکن مریم نگر رنگونیہ چاٹگام شریف:

مرحبا صد مرحباصد مرحبا صد مرحبا
از برائے حضرت شاہ راحت اللّٰہ مرحبا
حضرت شاہ راحت اللّٰہ ساکن مریم نگر
پیشوائے عالماں وہم مجدد فی العصر"۔[۱]

الاحکام الإستحسان

"الاحکام الإستحسان بآیات القرآن" یہ ایک مختصر رسالہ ہے، جو آپ نے دیوبندیوں اور وہابیوں کے رد اور معمولات اہل سنت کے ثبوت پر تحریر فرمایا ہے، جس میں تحقیقِ انیق اور دلائل و براہین کے بے شمار موتیوں کو پرویا ہے۔ کتاب کا تعارف مصنف علام نے خود تحریر فرمایا ہے، یہاں پر اس کی ہی نقل کافی ہے:

"هذه الرسالة المسماة "بأحكام الإستحسان بآيات القرآن" و الله تعالى المستعان و عليه التكلان۔ الحمد لله رب العٰلمين على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين۔

أما بعد! فقد إختلف فيما بين المؤمنين فى مسلة مستحسنة فى ديارنا المروجة من الخيرات والمبرات فكانتا فريقتين فرقة مناع الخيرات و طائفة روج للحسنات و طائفة الأولى تدعون أن هذه المسئلة بدعة سيئة و طائفة الثانية تقول ان هذه

[۱] دیوان عزیز شریف، ص:۶۱

و ان كانت بدعة بهذه الهيئة الكذائية لكن بدعة حسنة ثبت بآيات القرآن كما قال الله تعالى: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوٰنِ"الآية۔[۱] كما قال الله تعالىٰ فى سورة التوبة: خُذْ مِنْ اَمْوٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ" الآية۔[۲] والمراد بالصلاة ههنا الدعاء و الاستغفار كما فى المسلم الشريف و تفسير ابن الكثير فلما كان المراد بصلاة النبى صلى الله عليه وسلم الدعاء و الإستغفار لهم فالدعاء و الإستغفار انواع متعددة غير متناهية فمنها صلاة الجنازة و منها زيارة القبور و منها الدعاء لصحة الأمراض ومنها الدعاء لحصول المقاصد الدنيوية و منها الدعاء لايصال الثواب فدخل فيه الأعراس المشائخ الصوفية رحمهم الله" الخ۔[۳]

ترجمہ: اس رسالہ کا نام "الاحکام الإستحسان بآیات القرآن" رکھا، اللہ تعالیٰ مدد فرمانے والا ہے اور اسی پر بھروسا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو سارے جہان کا رب ہے، سید المرسلین اور آپ کے جملہ آل واصحاب پر درود وسلام نازل ہو۔

[۱] القرآن الكريم، المائدة ۵/۲ [۲] القرآن الكريم، التوبة: ۱۰۳/۹

[۱] الاحکام الاستحسان بآیات القرآن، ص:۲، نفیس برقی پریس، سرائے کشن لال، مرادآباد، ۱۳۰۱ھ

امابعد! ہمارے دیار میں مستحسن ومروج مسائل صدقات وخیرات میں مومن کہلانے والے دوگروہوں میں اختلاف ہوا ایک فرقہ خیرات کو سختی سے منع کرنے والا، دوسرا احسنات کو رائج کرنے والا۔ ایک جماعت کے لوگ ان مسائل کو بدعت سیئہ کہتے اور دوسری جماعت کے لوگ کہتے یہ امور موجودہ طریقہ پر بدعت تو ہیں لیکن بدعت حسنہ ہیں، قرآن کریم سے ثابت ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو''۔ اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں ارشاد فرمایا: ''اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو، بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے''۔

یہاں پر ''صلوٰۃ'' سے مراد دعا واستغفار ہے جیسا کہ مسلم شریف اور تفسیر ابن کثیر میں ہے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ''صلوٰۃ'' سے مراد ان (مومنین) کے لیے دعا واستغفار ہے تو دعا واستغفار کی بے شمار مختلف قسمیں ہوں گی، ان میں سے نماز جنازہ ہے، زیارت قبور ہے، قاری قرآن کو قبر کے پاس بٹھا کر تلاوت کروانا ہے، مرض سے صحت کے لیے دعا کرنا ہے، دنیوی مقاصد کے حصول کے لیے دعا کرنا ہے اور ایصالِ ثواب کے لیے دعا کرنا ہے اسی میں مشائخ صوفیہ کے اعراس بھی شامل ہیں'' الخ۔

وصال پر ملال

حضرت علامہ سید نورالصفا نعیمی قدس سرہ آپ کے وصال وتدفین کے متعلق یوں تحریر فرماتے ہیں:

''توفی قدس سره فی یوم الاربعاء فی وقت الضحی من شهر جمادی الثانی فی تاریخ ۲۴-۱۳۷۲ھ ، و دفن فی یوم الخمیس بعد العصر وحضر فی جنازته خلق کثیر إذ جاء عرب لا أعرفه ولا رأی أحد قبله وهو یقول هو من أولاد الصدیق رضی اللہ تعالی عنه قد أمرنی رویا بحضور جنازته وعممنی علی راسی قبل الصلاة عند حضار الناس ولا رای بعده۔ وقد ظهر منه الخوارق کثیراً''۔[۱]

ترجمہ: آپ نے ۲۴ رجمادی الثانی ۱۳۷۲ھ بروز بدھ چاشت کے وقت وصال فرمایا، جمعرات کو بعدِ عصر تدفین عمل میں آئی۔ آپ کے جنازہ میں کافی تعداد میں لوگ شریک ہوئے، اچانک ایک عربی شخص آئے نہ تو ان کو کوئی پہچانتا تھا اور نہ ہی اس سے پہلے ان کو دیکھا تھا انہوں نے کہا کہ وہ صدیق اکبر کی اولاد سے ہیں اور مجھے ان کے جنازہ میں شرکت کا حکم خواب میں دیا گیا انہوں نے نماز جنازہ سے پہلے مجمع عام میں میرے سر پر عمامہ باندھا اس کے بعد ان کو کبھی نہیں دیکھا۔ آپ سے بہت سی کرامات کا ظہور ہوا۔

[۱] نور المغیث فی أصول الحدیث، ص: ۴۶

علامہ سید نور الصفا نعیمی قدس سرہ

آپ حضرت علامہ سید راحۃ اللہ نقشبندی قدس سرہ کے علمی گھرانے میں ۱۳۲۹ھ کو پیدا ہوئے اپنے والد گرامی کے قائم فرمودہ ادارہ ''نور العلوم مدرسہ'' میں ابتدائی اور متوسطات کی تعلیم حاصل فرمائی، اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ کے والد محترم نے آپ کو صدر الافاضل حضرت علامہ مفتی سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ سے قدیم دوستانہ تعلقات کی وجہ سے؛ آپ کو جامعہ نعیمیہ مرادآباد، اتر پردیش، ہندوستان حضرت صدر الافاضل کی خدمت میں بھیج دیا، وہاں آپ نے مسلسل پانچ سال تک تفسیر وحدیث، فقہ وکلام وغیرہ دیگر علوم کی تکمیل فرمائی، آپ حضور صدر الافاضل قدس سرہ کے منظور نظر تھے، جس کے واقعات آج بھی بنگلہ دیش کے علما اور اصحاب خانقاہ میں مشہور ہیں۔

آپ اپنے والد بزرگ وار کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے، حضور صدر الافاضل، حضرت علامہ سید علی حسین اشرفی میاں اور حضرت علامہ سید امین الحق فرہادآبادی رحمہم اللہ سے بھی آپ کو اجازت وخلافت کا شرف حاصل ہوا۔

آپ کے نبیرۂ حضرت علامہ مفتی سید خیر البشر کے صاحبزادہ محترم عبید المصطفیٰ نعیمی صاحب نے آپ کے نوادرات دکھائے تو اس میں حضور صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ کی اسناد تفصیل سے عمدہ کتابت کے ساتھ درج تھیں اور اخیر میں حضور صدر الافاضل قدس سرہ کے دستخط اور مہر ثبت تھی، اس کے علاوہ آپ نے اپنی اسناد احادیث کے متعلق یوں تحریر فرمایا:

> ''واضح ہو کہ بندہ عبد المصطفیٰ محمد نور الصفا نے
> حدیث شریف مشکوۃ وتفسیر جلالین وکتب الفنونات کی سند
> عالی مولانا والدی راحت اللہ صاحب سے حاصل کی
> ہے، باقی کتب ستہ ودیگر تفاسیر وفنونات کی سند فخر

المحدثین، عمدۃ المفسرین، زبدۃ المتکلمین مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی سے حاصل کی۔ وہ مجاز ہیں اپنے شیخ مولانا محمد گل سے وہ اپنے شیخ خاتم المحققین سید محمد الکتبی الخطیب المدرس فی المسجد الحرام سے وہ اپنے شیخ السید محمد الکتبی سے، وہ اپنے شیخ الخطیب والامام والمدرس بالمسجد الحرام سے وہ اپنے شیخ والد مفتی الاحناف بلدۃ الحرام السید محمد بن حسین الکتبی سے وہ اپنے شیخ خاتم المحققین مولانا السید احمد الطحطاوی المحشی لدر المختار رحمۃ اللہ تعالیٰ سے و سنده مذكور بالتفصيل فى مسانيده المطولة المشهورة المعروفة فى ديار العرب والعجم خصوصاً فى المدرسة الأزهر الواقعة فى بلدة مصر''۔[۱]

مولانا اجابت اللہ چاٹگامی

حضرت مولانا اجابت اللہ چاٹگامی قدس سرہ محقق عالم فتویٰ وفرائض اور حدیث وفقہ میں مہارت رکھتے تھے، آپ نے ہندوستان کے مشہور ادارہ ''دار العلوم دیوبند'' میں تعلیم حاصل فرمائی، لیکن عقائد ونظریات میں اہلِ سنت وجماعت کے کامل طریقہ سے پاس دار وخادم تھے، انھوں نے دیوبندیوں کے رد پر ایک کتاب ''الھادی علی المھدی'' تصنیف فرمائی جو مطبع قیومی کانپور سے منشی محمد کالا میاں سوداگر صاحب کے زیر اہتمام شائع ہوئی اس کتاب پر دو مشہور جید علمائے کرام (حضرت مولانا خلیل الرحمٰن چاٹگامی، حضرت مولانا سفیر الرحمٰن چاٹگامی) کی تصدیقات و تقریظات بھی موجود ہیں۔

[۱] نور المغیث فی أصول الحدیث، ص: ۴۶

الهادی علی المهدی

اس کتاب میں دیگر امور کے ساتھ ساتھ فاتحہ اور عرس وغیرہ کے جواز پر بھی دلیلیں پیش کی گئیں ہیں، مصنف علیہ الرحمہ دیابنہ وہابیہ کے متعلق کتنا واضح موقف رکھتے تھے اس کا اندازہ ان کے اس رسالہ میں پیش کردہ خطبہ سے ہی لگایا جاسکتا ہے:

"الحمد لله لمن جعل ممن يتبعون الأئمة المجتهدين و ماجعلنا من الفرقة النجدية الوهابيين الذين هم يبحثون فى آداب الأولياء و الأنبياء عليهم الصلاة و السلام و لايتبعهم أحد إلا من كان فى قلبه قساوة و ظلام"۔[۱]

ترجمہ: تمام تعریفیں اس ذات کے لیے کہ جس نے ہمیں ان لوگوں سے بنایا جو ائمۂ مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں، ہمیں نجدیوں اور وہابیوں سے نہیں بنایا جو اولیا و انبیا علیہم الصلوٰۃ و السلام کے آداب میں کلام (تنقیص) کرتے ہیں ان کی اتباع صرف وہی لوگ کرتے ہیں جن کے دل سخت اور تاریک ہوتے ہیں۔

شیر بنگلہ حضرت علامہ عزیز الحق شاہ قادری

تاج العلما، بدر الفضلا، عمدۃ المحققین، مبلغ اسلام، مناظر اہل سنت شیر بنگلہ حضرت علامہ سید عزیز الحق قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء چاٹگام کے مضافات ہاٹ ہزاری میں ہوئی۔ آپ بنگلہ دیش کے نہایت ہی جید اور مشہور علمائے کرام (سے) ہیں۔ آپ کو امام اہل سنت، سلطان المناظرین اور شیر بنگلہ جیسے القابات سے یاد کیا جاتا ہے، آج بھی اس ملک میں آپ کا نام دیوبندیوں سے امتیاز کے لیے حدفاصل کی

[۱] الہادی علی المهدی، ص: ۲، قیومی پریس، کانپور

حیثیت رکھتا ہے۔

دار العلوم دیوبند کے محدث کی بے بسی

"(آپ نے) ابتدائی تعلیم مدرسہ معین الاسلام میں حاصل کی بعدہ متعدد مقامات پر تکمیل علوم کی اور علوم عقلیہ، نقلیہ متداولہ میں کمال حاصل کیا آپ دار العلوم دیوبند بھی گئے، وہاں عجیب حادثہ پیش آیا دیوبند کے محدث "مولوی اشفاق الرحمٰن" محشی نسائی نے انٹرویو (تقریری امتحان) کے لیے چند سوالات کیے جس کے آپ نے اطمینان بخش جواب دیئے۔ آپ نے بھی ممتحن سے سوالات پوچھے جن کے وہ جواب نہ دے سکے، ممتحن کی بے بسی اور لاجوابی کیفیت دیکھ کر آپ نے فرمایا: میں تمہیں پڑھانے آیا ہوں تم سے پڑھنے نہیں آیا"۔[۱]

غازی سید عبد الحمید بغدادی سے بیعت

آپ علامہ غازی سید عبد الحمید بغدادی آفندی ازہری قدس سرہ کے دست حق پرست پر مرید ہوئے۔

علامہ غازی سید عبد الحمید بغدادی آفندی ازہری قدس سرہ جب مصر سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اپنے وطن پہنچے تو آپ کے والد محترم حضرت مولانا شاہ سید محمود علیہ الرحمہ نے بغداد مقدس کے مشہور و معروف علما و مشائخ کی موجودگی میں دربار حضور غوثیت مآب قدس سرہ میں آپ کو دستار فضیلت اور طریقۂ عالیہ قادریہ کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمانے کے بعد فرمایا کہ خدمت دین اور تبلیغ اسلام کے لیے وطن سے باہر نکل جاؤ۔

[۱] سفرنامہ بنگلہ دیش، ص: ۱۶۸، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی، ۲۰۱۷ء

والد محترم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تبلیغ دین کی غرض سے مصر، بغداد، عراق، ایران، افغانستان، فلسطین، روم، شام، بنگلہ دیش اور ہندوستان کا بھی سفر فرمایا آپ فلسطین کے جہاد میں بھی شریک ہوئے، اسی وجہ سے آپ کو مجاہد فلسطین بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کی سب سے آخری منزل بنگلہ دیش تھی، جہاں آپ کے دست حق پرست پر کثیر تعداد میں لوگ مرید ہوئے، شاہی جامع مسجد، اندرقلعہ چاٹگام میں آپ خطیب وامام کے منصب پر فائز رہے بہت سے علما کو آپ سے خلافت بھی حاصل ہوئی، شیر بنگلہ آپ کے مشہور خلفا میں سے تھے، بنگلہ دیش میں تبلیغ وتدریس کا ایک ماحول قائم کرکے یہاں سے بغداد معلیٰ رخصت ہوگئے، وہیں آپ کا وصال ہوا اور غوث اعظم قدس سرہ کے خاندانی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

شیر بنگلہ علیہ الرحمہ نے آپ کی شان میں طویل قصیدہ فارسی زبان میں تحریر فرمایا ہے جس سے آپ کے علم وعمل، فضل وتقویٰ اور حقیقت ومعرفت کی بلند وبالا شان وعظمت کا اندازہ اہل علم خوب کرسکتے ہیں، قصیدہ کے چند اشعار یہ ہیں:

سیدے از شہر بغداد آمدہ
بہر تبلیغ شریعت آمدہ
مولدش در شہر بغداد آمدہ ست
بیشک از خاندان غوث اعظم است
در یکتا آمدہ بحر العلوم
فیضیاب نور آں مردم عموم
شہسوارِ لشکر میدان علم
سبق بردہ ازہمہ در تیہ علم
ہم فرید الدین دہرش آمدہ
ملک بنگالہ از و روشن شدہ
موجزن دریائے علمش آمدہ
بے مثیلے در فنونات آمدہ

شمس علما گر بگوئی ہم روا
ابن سینائے زماں خوانی روا
نہ مثلش در علوم ظاہری
نہ عدیلش در علوم باطنی[۱]

غازی سید عبد الحمید بغدادی کی کرامت

"یہ بزرگ پیر عبد الحمید صاحب بغدادی تشریف لائے اور جامع مسجد میں ایک دن مغرب کی نماز پڑھائی میں نے ایسا اثر کبھی قرآن شریف پڑھتے نہیں دیکھا، بعدہ معلوم ہوا کہ یہ کون صاحب تھے تب ان سے ملنے ان کی قیام گاہ پر گیا، اعجاز قرآنی کے سلسلہ میں فرمایا میں ایک دفعہ ایران گیا وہاں آتش پرستوں کا ایک آتش کدہ بہت پرانا ہے اس کی پرستش کرتے ہیں ان سے مباحثہ کے لیے لوگوں نے میرا نام لے دیا، میں نے کہا یہ لوگ جسے پوجتے ہیں اسی سے پوچھ لو! یعنی آتش کدہ میں جاکر آگ سے پوچھ لو کہ وہ کس کی رعایت کرتی ہے لوگوں نے اسے دھمکانا سمجھا اور لوگوں نے میرا اور وہاں کے ایک پجاری کا نام مقرر کرکے ایک تاریخ ووقت معین کرکے مناظرہ کا اعلان کردیا وقت مقررہ پر تمام شہر کی مخلوق کثرت سے موجود تھی اس وقت میں نے اس پجاری سے کہا کہ چلیے اب گھبرایا اور رکا میں نے خیال کیا کہ اگر میں رکا تو لوگ محض دھمکی سمجھیں گے اس وجہ سے تنہا اس آتش کدہ میں چلا گیا اور پورے

[۱] دیوان عزیز شریف، ص:۳۲

۲۰ ر منٹ آگ میں کھڑا رہا بعدہ نکل آیا یہ دیکھ کر بہت سے آتش پرست مسلمان ہو گئے، میں نے اپنے ضعف ایمانی کی وجہ سے ان سے مکرر پوچھا کہ آپ کیسے آتش کدہ میں چلے گئے؟ فرمایا قرآن مجید لے کر یہ سمجھ کر چلا گیا جب ہم کو قرآن نارِ جہنم سے بچائے گا تو اس معمولی آگ سے کیوں نہیں بچائے گا!!‘‘[۱]

غازی سید عبد الحمید بغدادی اور اعلیٰ حضرت

’’مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت نماز میں اس قدر احتیاط اور جزئیات مسائل کا ایسا خیال فرماتے کہ عام لوگ نہیں بلکہ اکثر علما اس کے سمجھنے سے بھی قاصر ہیں۔

ایک سال میں ۲۰ ر رمضان شریف سے اعلیٰ حضرت کی مسجد میں معتکف ہوا، ۲۶ ر رمضان شریف سے اعلیٰ حضرت نے بھی اعتکاف فرمایا۔ ایک دن قبل اعتکاف عصر کے وقت تشریف لائے اور نماز پڑھ کر تشریف لے گئے میں مسجد کے اپنے کونے میں چلا گیا تھوڑی دیر میں مجھ سے ایک صاحب نے فرمایا آپ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی؟ میں نے کہا کہ میں نے حضرت کے پیچھے نماز پڑھ لی انھوں نے کہا کہ حضرت تو اب پڑھ رہے ہیں مجھے اس وجہ سے یقین نہیں آیا کہ بعدِ عصر نوافل نہیں اور اگر کسی وجہ سے نماز نہیں ہوئی تھی تو حضرت کا ایسا حافظہ نہیں کہ مجھے بھول

[۱] حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص:۲۷۷، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف، ۱۴۳۳ھ

جاتے اور مطلع نہ فرماتے۔ انھوں نے مجھ سے پھر کہا دیکھ لیجیے وہ پڑھ رہے ہیں، میں نے بڑھ کر دیکھا تو واقعی پڑھ رہے تھے، مجھے بے حد حیرت ہوئی اور آگے بڑھ کر کھڑا رہا سلام پھیرنے پر عرض کیا حضور میری سمجھ میں نہیں آیا ارشاد فرمایا کہ قعدۂ اخیرہ میں بعدِ تشہد سانس کی حرکت سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا تھا چوں کہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے میں نے آپ سے نہیں کہا اور گھر جا کر بند درست کرا کر اپنی نماز پھر پڑھ لی۔

یہ ایسا واقعہ ہے کہ اکثر صاحبان کی سمجھ میں نہیں آتا صرف ایک بزرگ (حضرت غازی سید عبد الحمید بغدادی قدس سرہ) نے مجھ سے یہ سن کر اس کی بڑی عظمت کی، ان بزرگ نے مجھ سے اعلیٰ حضرت کا یہ واقعہ عصر کی نماز کا سنا دوسرے دن ان سے پھر ملاقات ہوئی تو فرمایا آج ساری رات روتے گزری یہی کہتا رہا کہ خداوندا تیرے ایسے ایسے بندے بھی ہیں جو اس احتیاط سے نماز پڑھتے ہیں۔[۱]

شیرِ بنگلہ اور ردِّ دیابنہ و وہابیہ

بنگلہ دیش کی سرزمین پر امامِ اہلِ سنت اور شیرِ بنگلہ وغیرہ القابات سے مشہور ’’حضرت علامہ سید عزیز الحق شاہ قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ‘‘ کی پوری زندگی احقاقِ حق اور ابطالِ باطل

[۱] ملخصاً حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص:۲۷۶، ۲۷۷، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف، ۱۴۳۳ھ

میں صرف ہوئی، آپ نے دیوبندیوں وہابیوں کا رد اپنی تحریر وتقریر میں خوب فرمایا اور عوام اہلِ سنت کو ان کی گمراہیوں سے روشناس کروایا، ان سے مناظرے اور مباحثے کیے۔

امکانِ کذب باری پر مناظرہ

ایک مرتبہ مولوی حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی (جو مدینہ شریف میں اپنے چند سالہ قیام کی بنا پر خود کو ''مدنی'' بھی لکھتے تھے) کے ایک شاگرد رشید مولوی عبد السلام حسینی دیوبندی سے ''امکان کذب باری تعالیٰ'' کے مسئلہ پر زبردست اور طویل مناظرہ ہوا جس میں لوگوں کے جمِ غفیر نے دیکھا کہ حسینی صاحب نے شیر بنگلہ علیہ الرحمہ کے پیش کردہ دلائل قاہرہ کے سامنے بے بس ہو کر اپنی شکست تسلیم کی اور دیوبندیت سے تائب ہوگیے۔

ایضاح الدلالات

''ایضاح الدلالات بتردید فتاوی مناجات بعد المکتوبات'' یہ رسالہ مختصر مگر جامع، دلائل وبراہین سے مزین ومرصع آپ کی ٹھوس، علمی وتحقیقی نگارش ہے، جو نجدیہ وہابیہ کے خیالات ونظریات رکھنے والے مولوی فیض اللہ ہاٹ ہزاروی کے رد وابطال پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے تعارف کے لیے مصنف علیہ الرحمہ کا صرف ایک اقتباس کافی ہے، مزید کی ضرورت نہیں آپ ''ایضاح الدلالات بتردید فتاوی مناجات بعد المکتوبات'' کے تعارف میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

> ''دریں ایام رسالہ مسمّیٰ ''بفتوی مناجات بعد المکتوبات'' مصنفہ مفتی فیض اللہ سابق مدرس مدرسہ معین الاسلام ہاٹ ہزاری درمیانِ مردماں شائع گشتہ رسالۂ مذکور بدستِ حقیر رسیدہ از ابتدائش تا انتہا مطالعہ کرد ہمہ مضامین فتوی دربارۂ عدمِ جواز مناجات بعد مکتوبات برفع یدین خلافِ احادیث صحیحہ وسنت نبویہ است۔

> لاجرم خاک سار بمصداق ''الساکت عن الحق شیطان اخرس'' بتردید آں رسالہ پرداخت۔

ترجمہ: دور حاضر میں مدرسہ معین الاسلام ہاٹ ہزاری کے سابق مدرس مفتی فیض اللہ صاحب کا تصنیف کردہ فتویٰ مناجات بعد المکتوبات نامی ایک رسالہ لوگوں میں شائع ہو کر حقیر کو دستیاب ہوا ابتدا سے انتہا تک مطالعہ کر کے معلوم ہوا کہ فتویٰ کے تمام فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر مناجات کرنا ناجائز اور احادیث صحیحہ وسنتِ نبویہ کے خلاف ہونے پر ہے۔

چار و ناچار خاک سار کو بمصداق (حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ''حق بات سے چپ رہنے والا گونگا شیطان ہے''۔ اس کی تردید پر کمر بستہ ہونا پڑا۔[۱]

مولوی فیض اللہ، دیوبندیوں کے مشہور پیشوا رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کا تذکرہ اور ان کے بعض عقائد کو آپ نے اپنے مشہور، معروف دیوان ''دیوان عزیز'' میں بطور نظم بیان فرمایا ہے، یہاں پر ان کے متعلق لکھے گئے اشعار کو نقل کیا جاتا ہے:

''در بیان مولوی فیض اللہ چاٹگامی ہاٹ ہزاری مکھلی ابن ہدایت علی منشی

گفت فیض اللہ خیال مصطفیٰ
در نماز آں شرک باشد بے خطا
از خیال گاؤ خر بد تر بود
بیں بمنظومہ رسیلش رو دہد

[۱] ایضاح الدلالات بتردید فتاوی مناجات بعد المکتوبات، ص: ۲، ۳

گفت گنگوہی بفتواش چناں
سنی و نجدی ہمہ یکساں بداں
کذب ممکن بہرِ حق گفت ست ہم
ہم چوں صدیق و عزیزالحق تمام
فتوی دادند ہم بقتل سنیاں
در کتاب ہاتف شان بے گماں
مصطفےٰ اردو زباں آموختہ
از دیوبند عالمانِ مدرسہ
در براہینِ خلیل احمد بہ بیں
کرد گستاخی بفخر المرسلین
ہاٹ ہزاری و پٹیہ را بداں
عالماں را ایں عقائد بے گماں
عالمان ایں عقائد را بداں
از فریق وہبیانند نجدیاں
دشمنانِ مصطفےٰ را سب دادن بیگماں
سنت یزداں دلیلش سورۂ لہب بداں
شاکیانِ مصطفےٰ بے شک زِ اولادِ زِنا
گفت درحق ولیدبن مغیرہ خود خدا"۔[۱]

مودودی کا راہ فرار

۲؍فروری ۱۹۵۶ء کو چاٹگام کے مشہور"لال دیگی میدان"میں ایک جلسہ رکھا گیا

[۱] دیوان عزیز شریف، ص ۸۳، ۸۴

جس میں شرکت کے لیے مسٹر مودودی آئے ہوئے تھے"حضرت شیر بنگلہ"نہایت ہی جرأت و بہادری کے ساتھ اسٹیج پر پہنچ گئے اور فرمایا آپ پہلے میرے ۳؍سوالات کے جوابات دیں پھر میں آپ کو تقریر کرنے دوں گا۔ مسٹر مودودی نے کہا"میں ڈھاکہ جاکے جواب دوں گا"۔ آپ نے فرمایا کیا تم اپنے علم کی گٹھری ڈھاکہ میں چھوڑ آئے ہو، علم تو انسان کے سینے میں ہوتا ہے۔ مسٹر مودودی کو بالآخر تقریر کے بغیر ہی ڈھاکہ واپس جانا پڑا، وہاں سے واپسی پر بھی انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

حجاز مقدس میں آپ کی گرفتاری

۱۹۵۷ء کو آپ بحری جہاز سے فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے حجاز مقدس تشریف لے گئے، جب آپ جدہ کی بندرگاہ پر اترے تو مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) کے چند شرپسند دیوبندیوں، وہابیوں کی ریشہ دوانیوں کی بنا پر سعودی حکومت کے کارپردازوں نے اترتے ہی آپ کو گرفتار کرلیا۔ لیکن شیر بنگلہ رحمۃ اللہ علیہ کو رب تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے علوم اسلامیہ کے جامع اور عربی زبان ولغت پر عبور حاصل تھا اسی وجہ سے انہوں نے نہایت اطمینان اور پر اعتماد لہجے سے ان کے ہر سوال کا کافی شافی جواب دیا، جس کی وجہ سے سعودی حکام نے آپ کو چھوڑ دیا۔

اسی طرح مدینہ منورہ میں بھی سعودی علما سے مباحثے اور مذاکرے ہوئے لیکن آپ کی جلالت علمی اور قرآن وحدیث پر کامل عبور نے ان کو خاموش کر دیا اور نہ صرف ان کی جلالت علمی کے قائل ہو گئے بلکہ ان کو تحفہ وتحائف بھی پیش کیے۔

مدرس حرم سید عباس علوی مالکی اور شیر بنگلہ

شیر بنگلہ علیہ الرحمہ کے سفر حج کے موقع پر آپ کو حرمِ مکہ مکرمہ کے مدرس حضرت علامہ مفتی سید عباس علوی مالکی مفتی اعظم مکہ مکرمہ (ولادت ۱۳۲۸ھ وفات ۱۳۹۱ھ) نے ایک عربی زبان میں سپاس نامہ مندرجہ ذیل شاہدین کی موجودگی میں پیش فرمایا، ان شاہدین میں

تین افراد بنگلہ دیش سے تھے اور دو افراد مکہ مکرمہ سے ہی تھے:

[۱] الحاج مولانا عبد المنان چاٹگامی [۲] الحاج مولوی شمس الاسلام الکاظمی چاٹگامی [۳] الحاج مولانا نور الہدی القادری بن مولانا نور احمد مرحوم چاٹگامی [۴] معلم عبد الحق سردار کفیل مکہ مکرمہ [۵] ایوب علی بمکۃ مکرمہ

شیر بنگلہ علیہ الرحمہ نے تہنیت نامہ نقل کرنے سے پہلے مفتی اعظم مکہ مکرمہ قدس سرہ کے مندرجہ ذیل آداب والقابات تحریر فرمائے ہیں:

"من جانب الحبر القمقام و الحبر الطمطام العالم الیلمعی و الفاضل اللوزعی، شمس العلماء، تاج الأدباء، بدر الفضلاء ، فخر الکملاء، العالم النبیل و الفاضل الجزیل، جامع الحسنات محرز الکمالات، علامۃ الزمان، فھامۃ الدوران، سلطان المناظرین، فخر المقررین، سراج السالکین، مرجع الخواص و العوام، مقتداء المشائخ العلام، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، حضرۃ الحاج العلامۃ السید علوی بن السید عباس المالکی المکی المدرس بمدرسۃ الفلاح[۱] و المسجد الحرام"۔ [۲]

---

[۱] اس مدرسہ کو ہیروں کے ایک مشہور تاجر "الحاج محمد علي رضا زینل" نے ۷ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو جدہ شہر میں قائم کیا اس کے بعد ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں اس کی ایک شاخ مکہ مکرمہ میں قائم کی گئی اسی کو شہرت حاصل ہوئی کیوں کہ اس سے مختلف ممالک کے جید علمائے کرام فارغ ہوئے جنھوں نے پوری دنیا میں خدمات انجام دیں۔[ویکی پیڈیا]

[۲] دیوان عزیز شریف، ص:۲۰۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الحج سبیلاً للتعارف و التالیف و الصلاۃ و السلام علی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الذی بعثہ اللہ بالعلوم و المعارف و علی آلہ و اصحابہ اولی المکارم و التعاطف۔

اما بعد فقد اجتمعنا فی سنۃ ۱۳۷۶ھ بحضرۃ المولوی السید محمد عزیز الحق عرف شیر بنقال و نذاکرنا فی مسائل عدیدۃ و احکام مفیدۃ فوجدناہ عالما فاضلا نفع اللہ بہ و نصرہ علی حق ارادتہ بلغہ مناہ بمنہ و کرمہ و الحمد للہ رب العٰلمین۔

السید عباس العلوی المالکی[۱] المدرس بالحرم الشریف بمکۃ المکرمۃ و المفتی الاعظم فیھا"۔[۲]

---

[۱] سید علوی بن عباس (۱۳۲۸ھ۔۱۳۹۱ھ) سلسلۂ نسب: سید علوی بن عباس بن عبد العزیز بن عباس بن عبد العزیز بن محمد مالکی مکی حسنی ادریسی، ادریس الازہر بن ادریس الاکبر بن عبد اللہ الکامل بن حسن مثنی بن حسن السبط بن امیر المومنین علی بن ابی طالب اور سیدہ فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحابہ اجمعین۔

"آپ نے "مجموع فتاویٰ ورسائل" میں اختلافی مسائل، نماز کے بعد دعا، تلقین میت، قبر والدہ ماجدہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، محافل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، سماع موتیٰ پر دلائل پیش کیے ہیں۔ آپ (شہزادۂ اعلیٰ حضرت) مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۱۰ھ۔۱۴۰۲ھ/۱۸۹۲ء۔۱۹۸۱ء) کے خلیفہ اور قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین قادری مہاجر مدنی رحمۃ

[بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر]

مجموعہ فتاوی عزیز شریف

حضرت شیر بنگلہ علیہ الرحمہ کے فتاویٰ کا ایک مختصر مجموعہ کے دو ایڈیشن ابھی میرے پیش نظر ہیں، جن میں سے ایک ہاتھ سے کتابت شدہ ہے اور دوسرا کمپوز کر کے شائع کیا گیا ہے، اس مجموعۂ فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ آپ کے فتاویٰ نہایت ہی تحقیقی اور کتب حنفیہ سے ماخوذ کثیر دلائل براہین پر مشتمل ہیں، آپ کے فتاویٰ کا تقریباً مکمل حصہ وہابیہ نجدیہ کے ردوابطال اور معمولاتِ اہل سنت کے اثبات پر مشتمل ہے، اس مجموعہ میں جن مسائل پر شیر بنگلہ نے تفصیلی کلام فرمایا ہے ان میں سے بعض کی فہرست پیش کی جاتی ہے:

[۱] میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منانے کا ثبوت

[۲] میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منانے کے لیے بارہ ربیع النور کی تعیین

[گزشتہ صفحہ کا بقیہ] اللہ علیہ (۱۲۹۴ھ-۱۴۰۱ھ/ ۱۸۷۷ء-۱۹۸۱ء) کے ارادت مندوں میں شامل ہیں''۔ (امام احمد رضا اور علمائے مکہ مکرمہ، ص:۲۲)

آپ کی تصنیفات ''مکوی ڈاٹ کام'' (https://www.makkawi.com) پر مندرجہ ذیل لکھی گئی ہیں:

1- الإبانة في أحكام الكهانة. 2- رسالة في إبطال نسبة القول بوحدة الوجود لأئمة الصوفية. 3- رسالة في الإلهام. 4- من نفحات رمضان. 5- فتح القريب المجيب على تهذيب الترغيب والترهيب. 6- تعليق على رياض الصالحين. 7- حاشية فيض الخبير شرح منظومة أصول التفسير. 8- رسالة في أحكام التصوير. 9- مجموع الفتاوى والرسائل. 10- إبانة الأحكام شرح بلوغ المرام (بالاشتراک مع حسن النوري). 11- نيل المرام شرح عمدة الأحكام. 12- المنهل اللطيف في أحكام الحديث الضعيف. 13- العقد المنظم في أقسام الوحي المعظم. 14- نفحات الإسلام من محاضرات البلد الحرام. 15- العقود اللؤلؤية بالأسانيد العلوية. 16- ديوان شعر (مخطوط).

[۲] دیوان عزیز شریف، ص:۲۰۵

[۳] میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا

[۴] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لفظ ''یا محمد'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ذریعہ ندا کا ممنوع ہونا

[۵] بنگلہ دیش میں مروجہ فاتحہ کے جائز ہونے کا اثبات

[۶] اعراس کے جائز ہونے کا اثبات

[۷] اولیائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے مزارات مقدسہ پر گنبد شریف بنانے کے جائز ہونے کا اثبات

[۸] اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے مزارات پر شمع اور قندیلیں روشن کرنے کے جائز ہونے کا اثبات

[۹] اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے جائز ہونے کا اثبات

[۱۰] اذان میں شہادتین کے وقت نامِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بوسہ لینے کے جائز ہونے کا اثبات

شیر بنگلہ پر دیوبندیوں کا جان لیوا حملہ

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

آپ حقانیت وصداقت کی ایسی آواز تھے کہ جس کی وجہ سے باطل جماعتوں خاص کر دیوبندیوں/ وہابیوں کا جینا دوبھر ہو گیا تھا اسی لیے وہ آپ سے سخت نالاں تھے انہوں نے اپنی شقاوت کو بروئے کار لاتے ہوئے ۷۰ ۱۳ھ/ ۲ر جون ۱۹۵۱ء کو آپ کے خلاف ایک نہایت ہی گھنونی سازش رچی، آپ کے ایک مرید کی وساطت سے جلسہ کرانے کے لیے وقت لیا۔ جلسہ کا نام ''خندقیہ'' تھا۔

اس علاقہ میں اس وقت تک بجلی نہیں پہنچی تھی بلکہ گیس سے اجالا کر کے اس کی روشنی میں رات کے جلسے ہوا کرتے تھے، انہوں نے تو پہلے سے ہی منصوبہ بندی کر رکھی تھی کہ تقریر کے دوران کی گئی روشنی کو ختم کر کے آپ کو شہید کر دیا جائے گا۔لہٰذا انہوں نے اپنی مذموم پلاننگ کے تحت کارروائی کرتے ہوئے دوران خطاب سب سے پہلے گیس سلینڈروں کے مینٹل توڑ دیئے اور جب مکمل اندھیرا چھا گیا تب آپ پر لوہے کی سلاخوں اور راڈوں سے حملہ آور ہو گئے۔عینی شاہدوں کا کہنا ہے کہ ان کے حملہ سے آپ کے سر کے آٹھ ٹکڑے ہو گئے۔احباب آپ کو اٹھا کر چاٹگام کے اسپتال لے گئے تو ڈاکٹروں نے بتایا یہ فوت ہو چکے ہیں۔رات بہت ہو رہی تھی طلوع صبح صادق کے قریب دوست واحباب اسپتال کے اس کمرے سے باہر جنازہ اٹھانے کے انتظار میں کھڑے تھے، جب ان میں کے کچھ حضرات اندر آئے تو دیکھ کر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی ''حضرت شیر بنگلہ'' کھڑے ہو کر نماز ادا فرمانے میں مصروف تھے۔ڈاکٹر اور احباب سب حیران تھے، انہوں نے حیرت واستعجاب سے پوچھا حضرت آپ کا تو وصال ہو چکا تھا؟ آپ نے فرمایا یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ میرا وصال ہو گیا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چہیتی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میری سفارش کی ہے کہ یہ آپ کی شان وعظمت بیان کرتے ہوئے زخمی ہو کر فوت ہوئے ہیں، ان کی جان واپس

کر دیں۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیاری صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کہنے پر مجھے جان واپس دلوادی ہے۔

آپ اس واقعہ کے پیش آنے کے بعد تقریباً ۲۰/سال تک باحیات رہ کر خدمت دین میں مصروف رہے، جس کمرے میں آپ کا جسم اطہر رکھا گیا تھا وہ کمرہ معطر ہو گیا۔[۱]

معمولاتِ اہلِ سنت اور شیر بنگلہ

جس طرح وہابیہ دیابنہ کا رد وابطال اپنی تقاریر کے ذریعہ فرمایا ہے ویسے ہی آپ نے ان کی تردید تحریر کے ذریعہ نظم ونثر میں فرمائی ہے۔آپ کی تحریر فرمودہ نعت ومناقب اور دیگر اشعار پر مشتمل ''دیوان عزیز شریف'' میں دیگر خوبیوں کے علاوہ ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ مسائل جن کا تعلق معمولات اہل سنت سے ہے دیو بندی یا وہابی ان کو شرک یا کم از کم ناجائز وحرام اور ممنوع کہتے ہیں، حضرت شیر بنگلہ قدس سرہ نے ان کو اپنے نرالے اور آسان الفاظ میں اشعار کی لڑی میں دلائل وبراہین کے موتیوں کو بہت ہی خوب صورتی کے ساتھ پرویا ہے، یہاں پر ''دیوان عزیز شریف'' سے ان اشعار کو عناوین کی سرخیوں کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے:

(۱) چراغ وتیل کی نذر

(۲) اولیا وصلحا کے مزارات پر چادر وپھول پیش کرنا

(۳) علما وصلحا کی قدم بوسی کرنا

(۴) اولیا وعلما کی قبر پر عمارت تعمیر کرنا

---

[۱] سفر نامہ بنگلہ دیش، ص:۱۶۹، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، ۲۰۱۷ء

(۵) اولیا کی قبروں کو پختہ بنانا اوران میں روشنی کرنا

(۶) عید میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر بزرگوں کے اعراس منانا

(۷) خدا کے نام کو لے کر ذبح کیے گئے اس جانور کو کھانا جس کو بزرگ کے نام پر صدقہ کیا گیا ہو۔

(۸) انبیا واولیا سے استعانت

(۹) ندا بالغیب

(۱۰) کھانے پر فاتحہ اور دوسری دعائیں پڑھنا

(۱۲) ذکرِ ولادت پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت کھڑے ہونا

(۱۳) اذان میں شہادتین سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا

(۱۴) عاشورہ کے روز کھچڑا بنانا

(۱۵) نئے پھلوں پر دعائیں اور فاتحہ پڑھنا

(۱۶) میت کے ایصال ثواب کے لیے پندرہویں دن روٹی اور حلوے کا صدقہ کرنا

(۱۷) شب برأت میں حلوہ روٹی بنانا اور قبرستان میں فاتحہ پڑھنا

(۱۸) فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا۔

کچھ ایسے مسائل جن کے متعلق اہل سنت و جماعت میں بھی اختلاف ہے ان کو بھی اپنے مخصوص انداز میں بیان کر کے اپنے موقف کو ظاہر کیا ہے:

(۱) سماع کا حکم (۲) تعظیمی سجدہ کرنا (۳) متبرک راتوں میں باجماعت نوافل ادا کرنا (۴) مزارات اولیا کو چومنا۔

حضرت شیر بنگلہ علیہ الرحمہ کی وفات (۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء) کو ہوئی، آپ کا مزار مقدس ہاٹ ہزاری میں زیارت گاہ عوام وخواص ہے، جب آپ کا سالانہ عرس مبارک منعقد ہوتا ہے تو عرس میں عوام سے زیادہ علمائے کرام کی تعداد ہوتی ہے، جو اہل علم وفضل میں آپ کے بے پناہ مقبول ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت علامہ عابد شاہ مجددی

حضرت علامہ مفتی عابد شاہ مجددی ۱۲۸۴ھ میں مدینہ منورہ محلہ جنت البقیع میں پیدا ہوئے آپ کے والد حضرت مولانا محمد شاہ بن مولانا محمود شاہ؛ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آٹھ سال کی عمر تک مدینہ طیبہ میں رہے اور ابتدائی تعلیم بھی وہیں حاصل فرمائی۔ اس کے بعد اپنے والد محترم کے ساتھ ہجرت کر کے سرہند شریف تشریف لائے۔

سرہند شریف میں آپ نے حضرت علامہ فضل حق رامدوری کی درس گاہ کو اختیار فرمایا اور وہاں منطق وفلسفہ، حساب وتاریخ، جغرافیہ اور تصوف وغیرہ کی تعلیم حاصل فرمائی۔ پھر مفتی احناف حضرت علامہ سراج الدین مدنی قدس سرہ سے علم حدیث کی تکمیل فرمائی۔

تدریسی خدمات

مختلف علوم وفنون کی تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں:

[۱] مدرسہ اسلامیہ، تاویل بڑودہ کٹیہار، بہار
[۲] مدرسہ بحر العلوم، اتر پردیش
[۳] مدرسہ انجمن نعمانیہ، لاہور
[۴] مدرسہ نعمانیہ، دہلی
[۵] مدرسہ منبع العلوم، رامپور

ابوالنصر کا خطاب

آپ نے مختلف مناظرے کیے، مناظرہ کے میدان میں آپ کو مہارت تھی، ایک مناظرہ ۱۳۴۶ھ میں مشہور وہابی مناظر ''ابوالوفا شاہجہانپوری'' کے ساتھ اس کے وطن شاہجہانپور، اتر پردیش میں ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں ہوا، جس میں ''ابوالوفا'' لاجواب ہوا اور اسٹیج چھوڑ کر بھاگ گیا۔

اس شکست سے دیوبندیوں کی بہت ذلت ہوئی۔ اس ذلت کے داغ کو مٹانے کے

لیے انھوں نے شاہ صاحب کو دوبارہ مناظرہ کی دعوت دی، جس کو آپ نے قبول فرمایا۔ دیوبندیوں کی طرف سے مولوی حسین احمد ٹانڈوی، مولوی طیب، مولوی عبدالشکور کاکوروی وغیرہ مناظرہ کے لیے مدعو تھے، لیکن آپ کے علمی جاہ وجلال کی وجہ سے کوئی بھی دیوبندی میدان مناظرہ میں نہیں آیا۔ جس سے اہل سنت وجماعت کی حقانیت واضح ہوگئی اور سنیوں نے خوب خوشیوں کا اظہار کیا۔

اہل سنت وجماعت کی جانب سے جشن فتح کا ایک پروگرام منعقد کیا گیا جس میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی حامد رضا خاں قادری قدس سرہ نے آپ کو ''ابوالنصر'' کا خطاب عطا فرمایا۔[۱]

مدرسہ منبع العلوم کے محدث ومہتمم

آپ کا برِّ صغیر کے علمائے کرام میں بہت عظیم مرتبہ ومقام تھا ''اخبار الفقیہ'' امرتسر میں آپ کو تاج شریعت، مجاہدِ ملت اور خاتم المحدثین جیسے القاب سے یاد کیا گیا ہے، اسی اخبار کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ رامپور کے ''مدرسہ منبع العلوم'' کے مہتمم وشیخ الحدیث تھے تو کثیر تعداد میں طلبہ آپ کے پاس تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ۱۳۶۶ھ کے جلسۂ دستار بندی کی رپورٹ ملاحظہ ہو:

> ''جلسۂ دستار بندی: امسال بتاریخ ۳؍جمادی الاول ۱۳۶۶ھ دن جمعرات دارالحدیث رامپور کے سترہ طلبہ فارغ التحصیل کی دستار بندی وتقسیم اسناد کا جلسہ مسجد پیرزادگان محلہ پیلا تالاب میں زیرِ صدارت پرنسپل صاحب مدرسہ عالیہ میں منعقد ہوا جس میں حضرت تاج الشریعت، مجاہد ملت، خاتم المحدثین مفتی ابوالنصر محمد عابد شاہ صاحب مجددی محدث اعظم رامپور نے اپنی تقریر پر تنویر

[۱] مفہوماً صراط مستقیم دکھالین جارا (بزبانِ بنگلہ) ص:۲۱، ۲۲، طیبیہ سوسائٹی، بنگلہ دیش، ۱۴۳۹ھ

> سے سامعین کے قلوب کو منور فرمایا اور اپنے دست مبارک سے فارغین طلبہ کی دستار بندی فرمائی اور جلسہ بخیر وخوبی ختم ہوا۔ اللھم زد فزد''۔[۱]

عرس رضوی میں آپ کی شرکت وخطاب

آپ کے خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف سے گہرے مراسم وتعلقات تھے ''الفقیہ امرتسر'' کی رپورٹ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں کی مخصوص تقریبات میں شرکت کے ساتھ آپ کا خطاب بھی ہوتا تھا، آپ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کی رسمِ خرقہ پوشی کی تقریب میں بھی موجود تھے۔ حضور حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی حامد رضا خاں قادری قدس سرہ کے وصالِ پر ملال کے بعد ''ہفت روزہ الفقیہ'' امرتسر جنوری ۱۹۴۶ء کے شمارہ میں عرسِ رضوی وحامدی اور تقریب خرقہ پوشی کی خبریوں شائع کی گئی تھی:

> ''عرسِ مبارک بریلی شریف اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد ملت، امام اہل سنت، شیخ الاسلام والمسلمین، حجج سنن سید المرسلین (علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ وصحبہ الصلاۃ والتسلیم الیٰ یوم الدین) قدس سرہ العزیز کا عرس شریف ۲۳؍ ۲۴؍ ۲۵؍صفر المظفر ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۸؍ ۲۹؍ ۳۰؍جنوری ۱۹۴۶ء بروز دوشنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ فیض بخشِ عام ہوگا اور ان ہی تاریخوں میں اعلیٰ حضرت کے فرزندِ اکبر حجۃ الاسلام کا عرس بھی حسب وصیت کہ ''میرا عرس علاحدہ نہ کیا جائے'' الخ۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے عرس ہی میں شامل کر دیا گیا ہے جس کا قل ۲۴؍صفر کو شب

[۱] اخبار الفقیہ امرتسر، ۷؍تا ۱۴؍اپریل ۱۹۴۷ء، ص:۶

کے وقت بعد ہر دو خرقہ پوشی ہوگا''۔[۱]

مارچ ۱۹۴۵ء کی ایک رپورٹ ملاحظہ ہو کہ جس میں آپ کے خطاب اور رسمِ خرقہ پوشی کی خبر دی گئی ہے، یہاں پر ۲۴؍صفر کے عرس کی پوری خبر نقل کی جاتی ہے:

''مختصر کاروائی عرس مبارک قادری رضوی حامدی بریلی شریف

۲۴؍صفر ۸؍فروری بعد نمازِ صبح تلاوت قرآن کریم، ۱۰؍بجے اجلاس واعظین نعت پاک سے آغاز ہو کر اول مولوی صدیق اللہ شاہ صاحب بنارسی نے تقریر فرمائی، (۲) مولوی غلام محی الدین صاحب مرادآبادی اور (۳) مولوی محبوب حسین صاحب سنبھلی نے تقریر فرمائی، ایک بجے جلسہ ختم ہوا۔ شہر کے مختلف محلہ جات سے گاگر شریف کے جلوس نعت خواں حضرات کے گروہوں کے ساتھ ۲؍بجے دن سے روانہ ہو کر رات ۲؍بجے مزار پر انوار اعلیٰ حضرت پر برابر آتے رہے۔

بعد نماز مغرب حلقۂ ذکر، جلسہ بعد نماز عشا شروع ہوا، تلاوت قرآن کریم کے بعد نعت شریف، پہلی تقریر مولوی غلام محی الدین صاحب ثانی آروی، مولانا مولوی احمد نورانی میرٹھی، حافظ مولوی عبد العزیز صاحب صدر مدرس مبارک پور، اور مولانا مولوی عابد شاہ صاحب محدث و مہتمم مدرسہ منبع العلوم، رامپور کی تقریریں ہوئیں اور ڈھائی بجے جلسہ ختم ہوا،

[۱] ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، ۷؍تا ۱۴؍جنوری ۱۹۴۶ء، ص:۱۲

۳؍بجے خرقہ پوشی حضرت مفتی اعظم صاحب سجادہ اعلیٰ حضرت اور مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب سجادہ حضرت حجۃ الاسلام بریلوی عمل میں آئی''۔[۱]

سنی کانفرنس صوبہ رامپور کے صدر

جب غیر منقسم ہند (ہندوستان، بنگلہ دیش اور پاکستان) میں حالات بہت دگرگوں ہو گئے تھے کفار ومشرکین نے یہ کوششیں شروع کر دیں کہ اسلامیانِ ہند کو ہندو بنا لیا جائے یا ان کو ملک سے نکال باہر پھینکا جائے۔ اگرچہ سنی علما ومشائخ، خانقاہیں اور مدارس اپنے اپنے اعتبار سے خدمت دین اور دفاعِ شریعت میں مشغول تھے ان تمام کو متحد ومتفق اور منظم کوشش کرنے کے لیے ''الجمیعۃ العالیہ المرکزیۃ'' یعنی ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' کے لیے قائم کی گئی حضرت علامہ مفتی عابد شاہ مجددی نے اس کا مختصر تعارف ان الفاظ میں پیش فرمایا:

''اور سنی کانفرنس صرف سنیان ہند کی واحد مذہبی جماعت ہے اور اس کا نصب العین صرف مذہب اہلِ سنت کی اغیار سے منظم ومتفق ہو کر ہر ممکن حمایت و حفاظت کرنا ہے''۔[۲]

آپ ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' میں اتر پردیش کی مجلس عاملہ کے ممبر اور ضلع رامپور میں اس کانفرنس کے صدارت کے عہدہ پر فائز تھے، آپ اپنے ایک مضمون میں خود تحریر فرماتے ہیں:

''احقر جواب عرض کرتا ہے اور جواب عرض کرنے

[۱] ہفت روزہ الفقیہ، امرتسر، ۷؍تا ۱۴؍مارچ ۱۹۴۵ء، ص:۷

[۲] ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، ۱۴؍تا ۲۱؍ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ مطابق ۲۱؍تا ۲۸؍اکتوبر ۱۹۴۵ء، یومِ یک شنبہ، نمبر ۳۹/ ۴۰، جلد ۲۸، ص:۱۰

کا حق رکھتا ہے، کیوں کہ شرکائے ”سنی کانفرنس“ سے ہے، بلکہ سنی کانفرنس صوبہ یوپی کی مجلس عاملہ کا ممبر اور سنیان رامپور کی جماعت کا صدر ہے“۔[۱]

بے باکی و حق گوئی کی پاداش میں حکم قید

آپ حق گو، جرأت مند مرد مجاہد تھے حق گوئی میں حکومت وقت سے بھی خوف نہیں فرماتے بلکہ جن لوگوں نے آپ کو دیکھا ہے وہ بتاتے ہیں کہ آپ میں وصفِ جلالِ فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمایاں تھا اس سے متعلق ایک رپورٹ ملاحظہ فرمائیں کہ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت رامپور کی طرف سے آپ کو بے باکی و حق گوئی کی پاداش میں ۸؍ ماہ کی قید کا حکم نامہ جاری کیا گیا:

”مولانا عابد شاہ کی سزایابی: ہمیں یہ معلوم ہو کر نہایت رنج ہوا کہ حضرت مولانا ابوالنصر محمد عابد شاہ صاحب محدث مجددی، امیر جماعت حزب اللہ الہند، رامپور کو ریاست رامپور کے مجسٹریٹ نے ان کی ۲۴؍ مئی ۱۹۴۷ء والی تقریر جو انھوں نے بعد نماز مغرب ”جامع مسجد رامپور“ میں کی تھی حسبِ دفعہ ۵۰۵؍ تعزیرات رامپور باعثِ نقضِ اَمن قرار دیتے ہوئے آٹھ ماہ قید محض کی سزا کا حکم دیا ہے حضرت مولانا اہلِ سنت و جماعت اور مسلمانوں کی صفِ اول کے بزرگ ہیں۔ آپ محدث اور حق گو عالم ہیں، ہمیں معلوم ہے کہ آپ کے دل میں ہر وقت اسلامی درد موجزن رہتا ہے، آپ مخلص مسلمان ہیں۔ ہم اربابِ حکومت

[۱] ہفت روزہ الفقیہ امرتسر، ۱۴؍ تا ۲۱؍ ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ مطابق ۲۱؍ تا ۲۸؍ اکتوبر ۱۹۴۵ء، یومِ یک شنبہ، نمبر ۳۹؍۴۰، جلد ۲۸، ص: ۱۰

رامپور کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس فیصلہ پر نظرِ ثانی کریں گے اور مولانا موصوف کو غیر مشروط طور پر رہا فرما کر اپنے اسلامی فرض سے سبک دوشی حاصل کریں گے۔ ایڈیٹر“۔[۱]

دائرۂ شرعیہ جمعیۃ العلما رامپور

آپ امت مسلمہ کے خیر خواہ، حساس قائد تھے امت مسلمہ کی خیر خواہی اور ان کے مال و اوقات کے ضیاع کو بچانے کے لیے آپ نے ایک ادارہ جمادی الاخری ۱۳۶۶ھ میں ”دائرۂ شرعیہ جمعیۃ العلما رامپور“ کے نام سے قائم فرمایا، اس کے قیام کے اغراض و مقاصد درج ذیل تحریر سے آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں:

”دائرۂ شرعیہ جمعیۃ العلماء رامپور قائم ہو گیا:

مجریہ جمادی الاخری ۱۳۶۶ھ

لہٰذا برادرانِ اسلام آپ کا اسلامی فرض ہے کہ آپ اپنے تمام معاملات و تنازعات دائرۂ شرعیہ میں دائر کریں اور قانونِ الٰہی و شرعِ محمدی کے مطابق علمائے کرام و مفتیانِ عظام کے شرعی فیصلوں پر عامل ہوں تاکہ آپ پر سے غضبِ الٰہی کے آثار دور ہو کر رحمتِ الٰہیہ کے آثار نمایاں ہوں اور آپ کی دولتِ دین و دنیا بربادی سے محفوظ رہے، اور ہرگز ظلم و فسق و کفر میں قانونِ الٰہی و شرعِ محمدی کے خلاف اور قانونِ کفّار و فُجّار کے مطابق منافقین و مشرکین سے کافی رقم برباد کر کے اپنے معاملات و تنازعات فیصل کرا کر غضبِ الٰہی کے مستحق اور رحمت الٰہیہ سے محروم نہ بنو

[۱] اخبار الفقیہ امرتسر، ۷؍ تا ۲۸؍ جولائی ۱۹۴۷ء، ص: ۱۲

اور اپنی دولتِ دین و دنیا تباہ نہ کرو۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

نوٹ: اہلِ معاملہ اپنے معاملات دفتر حزب اللہ، رامپور محلہ پیلا تالاب میں پیش کریں، تمام شہروں کے اہلِ اسلام اپنے یہاں ''جمعیۃ العلما'' قائم کر کے مرکز ہذا سے ملحق کریں اور دنیا کی ملعون کچہریوں کے بجائے اپنے کل معاملات ''جمعیۃ العلماء'' سے فیصل کرا کر عامل ہوں۔

المعلن: خادم شرع محمدی ابوالنصر محمد عابد شاہ مجددی

دائرۂ شرعیہ جمعیۃ العلما، رامپور و امیر حزب اللہ، الہند''۔[۱]

تقسیمِ ہند کے بعد آپ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی آپ کو حکم ہوا کہ مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) خدمت دین کے لیے جایئے لہٰذا آپ بنگلہ دیش کے شہر ضلع چاندپور، جبی گنج کے علاقہ میں سکونت پذیر ہوئے اور وہاں سے پورے بنگلہ دیش میں تبلیغ دین وسنیت کی خدمات انجام دیتے رہے۔

آپ کو تلمیذ وخلیفۂ اعلیٰ حضرت، ملک العلما حضرت علامہ ظفرالدین بہاری قدس سرہ سے سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کی اجازت وخلافت حاصل تھی۔ آپ نے ۱۲۶ رسال کی طویل عمر پائی اور ۲۵ رصفر المظفر ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹۸۹ء کو آپ کا وصال ہوا، آپ کا مزار مبارک ضلع چاندپور، جبی گنج، بنگلہ دیش میں زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔

آپ کے تلامذہ، خلفا اور آپ کی اولادیں بنگلہ دیش میں آج بھی سنیت کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔[۲]

---

[۱] اخبار الفقیہ امرتسر، ۷ رتا ۱۴ رمئی ۱۹۴۷ء، ص: ۱۰

[۲] مفہوماً صراط مستقیم دکھالین جارا (بزبانِ بنگلہ) ص: ۲۱، ۲۲، طیبیہ سوسائٹی، بنگلہ دیش، ۱۴۳۹ھ

حضرت شاہ صوفی سید عبد الباری شاہ جی

حضرت شاہ صوفی سید عبد الباری شاہ جی ۱۹۱۸ء کو باگ اولیا، چاٹگام میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد کا نام سید عبد الرحیم شاہ اور والدہ ماجدہ سیدہ محمودہ خاتون تھیں۔

قرآن کریم کو حفظ کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے دار العلوم عالیہ مدرسہ، چندن پورہ میں داخلہ لیا، وہاں پڑھائی کرنے کے بعد آپ نے ریاضت ومجاہدہ کی راہ کو اختیار کر لیا اور سلسلۂ عالیہ قادریہ میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولادوں میں سے حضرت صوفی سید دائم لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پر مرید ہوئے اور خلافت سے بھی نوازے گئے۔ ۱۹۴۶ء میں اپنے پیر ومرشد کے ساتھ زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔ نظام الملۃ والدین، محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی اولاد میں سے پیر کامل حضرت شاہ سید بخاری بدایونی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ کو سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کی اجازت وخلافت ہوئی۔

۱۹۶۴ء سے ۱۹۶۵ء تک آپ نے اپنے عزیز واقارب سے مفقود ہو کر ''سلہٹ'' میں ''حضرت شاہ سندر قدس سرہ'' کے مزار پاک پر مجاہدہ وچلہ کشی فرمائی، اس وقت وہاں کے لوگ آپ کی مجذوبانہ کیفیت دیکھ کر آپ کو ''پگلا بابا'' کہا کرتے تھے۔

تقریباً ۱۹۶۸ء کو آپ نے ''چاندگاؤں، باہر سگنل'' چاٹگام میں بدھشٹ کے اکثریتی آبادی والے علاقہ میں رہائش اختیار کی، آپ کے آنے سے قبل یہاں بہت سی گندی وگھنونی حرکات ہوا کرتی تھیں۔ اس علاقہ میں آکر آپ نے سب سے پہلے ایک مسجد اور حفظ خانہ قائم فرمایا، دھیرے دھیرے آپ نے علاقہ کا ماحول بدل دیا۔ اس کے بعد دینی تعلیم کا سلسلہ آگے بڑھانے کے لیے ''الامین باریہ فاضل مدرسہ'' اور حضرت غوث الاعظم عبد القادر جیلانی جامع مسجد کو قائم فرمایا۔

آپ نے ایک تنظیم ''انجمن رحمۃ للعالمین'' کے نام سے قائم فرمائی، بنگلہ دیش کے مختلف علاقوں میں کثیر مساجد ومدارس اور خانقاہوں کو اسی تنظیم کے زیر انتظام قائم فرمایا،

جہاں سے دین وسنیت کی خدمات انجام دی جاتی ہیں۔

آپ رعب ودبدبہ اور اثر ورسوخ والے دور اندیش، صاحب کرامت بزرگ تھے، ملک کے بڑے بڑے حکمراں وعلما آپ سے اپنے معاملات میں مشورہ کیا کرتے تھے۔ آپ نہایت دریا دل اور سخی تھے، بہت سے علمائے کرام کو اپنے صرفہ سے حج کروایا، غریبوں، یتیموں، طالب علموں، دیگر سنی تنظیموں، مدارس ومساجد میں دل کھول کر مالی تعاون پیش فرمایا کرتے تھے۔

دین ومذہب، مسلک وملت اور شریعت وطریقت کی بے مثال وبے لوث خدمات انجام دے کر آپ ۲؍مارچ ۲۰۰۵ء کو اس فانی دنیا سے رخصت ہوگئے، اور آپ کی قائم کردہ سنجری جامع مسجد کے پہلو میں دفن کیا گیا، آپ کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے۔

آپ نے چار صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں چھوڑیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ صوفی مولانا سید بدر الدجیٰ باری مدظلہ العالی آپ کے جانشین مقرر ہوئے جن کی محنتوں سے خانقاہ ومدرسہ مسلسل ترقیوں کی منزلوں کو طے کررہے ہیں۔

آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے عرس کے لیے الگ سے خرچہ مت کرنا، بلکہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم تقریب میں میرے عرس کو ضم کردینا، صاحب سجادہ آج بھی اسی وصیت پر عامل ہیں۔[۱]

حضرت علامہ حافظ محمد عبد الکریم نعیمی

حضرت علامہ حافظ محمد عبد الکریم نعیمی بن حافظ مولانا عبد الرحمٰن، بیدار پور، ملفت گنج، ضلع شریعت پور میں ۱۹۳۱ء کو پیدا ہوئے جب آپ کی عمر صرف دو سال تھی والد محترم وصال فرماگیے والدہ محترمہ مہر النسا نے نہایت ہی مشقت کے ساتھ آپ کے دینی سلسلہ کو آگے بڑھایا، بارہ سال کی عمر میں آپ حافظ قرآن ہوگیے، شریعت پور کے ''ڈاموڈا اسلامیہ سینئر مدرسہ'' سے ابتدائی درس نظامی سے فاضل تک کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ملک کی راجدھانی

[۱] ملخصاً چٹاگرام ایر صوفی شادک (بزبان بنگلہ)، ج:۲، ص:۱۲۵؍تا۱۳۵

ڈھاکہ میں ''سرکاری عالیہ مدرسہ'' سے کامل حدیث وفقہ وغیرہ کی تعلیم اعلی پوزیشن کے ساتھ حاصل فرمائی۔

''ملفت گنج سینئر مدرسہ'' میں آپ کا انتخاب تدریس کے لیے بطور مدرس عمل میں آیا اور کچھ زمانہ کے بعد عمدہ طریقۂ تدریس اور حسن انتظام سے متاثر ہوکر انتظامیہ نے پرنسپل کے عہدہ کو تفویض کردیا اور تقریباً ۳۵؍سال ۱۹۹۷ء تک آپ پرنسپل کے عہدہ پر فائز رہ کر تدریسی وانتظامی خدمات بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔

درس وتدریس کے ساتھ آپ نے تصنیفی وتحریری میدان میں بھی نمایاں کردار ادا کیا اردو، عربی، فارسی اور بنگلہ زبان میں آپ نے بہت سی خدمات انجام دیں بنگلہ کے علاوہ دیگر زبانوں میں لکھی گئی کتب خصوصاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ اور حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ وغیرہ کی کتب کو بنگلہ زبان میں ترجمہ کرکے شائع کرنا یہ آپ کی زندگی کا ایک اہم حصہ تھا آپ نے کثیر کتب پر کام کیا لیکن ہزار ہا افسوس! دیگر علمائے اہل سنت کی کتب کی طرح ان کی کتابوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک نہیں ہوا آپ کی تصنیفات وتالیفات اور تراجم وغیرہ کی تعداد تقریباً ایک سو سے بھی زیادہ ہے لیکن ان میں معدودے چند کے علاوہ دیگر کتب کی اشاعت اب تک نہ ہوسکی۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی پاکستان سے شائع ہونے والے مجلہ ''معارفِ رضا'' ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء میں آپ کا ایک تفصیلی مضمون جو تقریباً ۱۰؍صفحات پر مشتمل ہے بعنوان ''امام احمد رضا ایشیا کا عظیم محقق'' شائع ہوا یقیناً یہ مضمون محققین وعلما کے لیے پڑھے جانے کے لائق ہے یہاں پر اس مقالہ سے چند اقتباس نقل کرتا ہوں آپ نے انگریزی اقتدار وتسلط کا نقشہ کھینچنے کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے متعلق تحریر فرمایا:

> ''علمائے کرام کا بیان ہے کہ بارہویں وتیرہویں دو صدیوں میں دنیائے اسلام میں اعلیٰ حضرت جیسے جامع و مانع متصف بہ ہمہ صفات کوئی عالم پیدا نہیں ہوا۔ آپ کی ذاتِ گرامی بے شمار اوصاف ومحاسن اپنے اندر لیے ہوئے

ہے، جلالت علمی وکمال عملی میں آپ کی نظیر نہیں ملتی، وسعتِ
علم اور رائے کی پختگی میں پورے دور میں آپ کا کوئی ثانی
نہیں، خدمتِ دینِ متین میں جس خلوص، سعی مسلسل اور بے
باکی کا آپ نے مظاہرہ فرمایا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ ایک
دفعہ افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے میری عمر
سے دس گنا کام میرے ذمے فرمادیا ہے اگر دس آدمی میری
امداد کو ہوتے تو جو کچھ سینے میں ہے کسی قدر باہر آجاتا''۔
اور ایک دفعہ فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میری عمر سے
دس گنا زیادہ کام لے لیا ہے یہ اس کا انتہائی فضل وکرم
ہے''۔[۱]

اسی کے آگے یوں تحریر فرماتے ہیں:

''حقیقت یہ بھی ہے کہ جس نے آپ کی خدمتِ
فیض درجت میں حاضری دی اس نے برملا اس بات کا
اعتراف کیا کہ آپ علم وفضل کے بحرِ ناپیدا کنار ہیں، آپ
کے ایک ہزار کے لگ بھگ تصنیفات آج بھی اس بات کی
صداقت پر شاہد عدل ہیں۔ صرف فتاوی رضویہ ہی کو لیجیے
اس میں آپ نے ہزاروں مسائل پر بے لاگ تحقیق وتدقیق
فرمائی ہے آپ کی تصنیفات کے مطالعہ کرنے والوں کو پہلا
احساس یہ ہوتا ہے کہ آپ قلم کے بادشاہ ہیں اور کتاب و
سنت اور علمائے ملت کے فرمودات پر بہت ہی گہری نظر
رکھتے ہیں جس نے جس نے فتاوی رضویہ کی جلد اول کا

[۱] مجلہ معارفِ رضا، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء ص: ۸۰، کراچی پاکستان

مطالعہ کیا وہ اس بات کو تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتا ہے کہ آپ
اس صدی کے مجدد تھے پچاس علوم وفنون میں آپ کے
تحریری شہ پارے موجود ہیں''۔[۱]

اس مقالہ میں حضرت موصوف نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی شعروشاعری، بے مثال عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کے ثمرات، مضبوط قوتِ حافظہ، آپ کی شاعری، مکتوباتِ رضویہ، امام احمد رضا اور اثباتِ علمِ غیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی خدمات کا جائزہ ہی پیش کیا ہے اور اس کے علاوہ آپ پر حاسدین ومعاندین کی طرف سے لگائے گئے الزامات وغیرہ کا بھی تعاقب فرمایا ہے۔ آپ کے اسی تحقیقی مقالہ پر ادارہ معارفِ رضا کی طرف سے یہ نوٹ لگایا گیا:

''محترم مولانا عبدالکریم صاحب یعنی بنگلہ دیش
کے مشہور ومعروف مذہبی رہنما ہیں سنی کاز کے فروغ اور
خدمت سنیت میں آپ کا نمایاں حصہ رہا ہے دینی تعلیم کی
مشہور درس گاہ مدرسہ عزیزیہ جلالیہ اسلامیہ پوسٹ ملفت
گنج ضلع فرید پور کے مہتمم ہیں آپ کا زیر نظر تحقیقی مقالہ
شکریہ کے ساتھ حاضر ہے''۔[۲]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے بھی کثیر رسائل کو آپ نے بنگلہ زبان میں ترجمہ کیا لیکن ان میں سے صرف ان تین رسائل کی اشاعت اب تک عمل میں آئی: (۱) شمول الاسلام (۲) مقال العرفا (۳) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین۔

امام المتکلمین حضرت علامہ نقی علی علیہ الرحمہ کی تصنیف ''فضائل علم وعلما'' کا بھی آپ نے بنگلہ زبان میں ترجمہ فرمایا جو شائع ہو کر عام بھی ہوا۔ آپ نے امام ابن حجر عسقلانی کی

[۱] مجلہ معارفِ رضا، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء ص: ۸۰، کراچی پاکستان
[۲] مجلہ معارفِ رضا، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء ص: ۷۹ تا ۸۹، کراچی پاکستان

ایک کتاب کا بنگلہ ترجمہ ''پُروکالیر شَنبل'' کے نام سے کیا، علامہ سعید شبلی کی ''فضائل درود سلام''، اور مولانا ماہر علی کی ''دیوبندی مذہب کی حقیقت'' اور ''شرح قصیدۂ نعمان'' کا بھی بنگلہ میں ترجمہ فرمایا جو شائع بھی ہو چکی ہیں۔

مندرجہ ذیل تصنیفات وتالیفات بنگلہ زبان میں آپ کی شائع ہو چکی ہیں:

(۱) اسلامی شماس و بیستھائی ماتا-پتار مرجادہ (اسلامی معاشرہ میں ماں، باپ کے حقوق)

(۲) شُبھو بِباہر شیرا اُپہار (شادی مبارک کا تحفہ)

(۳) امام احمد رضا ایشیا کا ایک عظیم محقق (اردو مقالہ)

رضویات پر آپ کی مختلف جہات سے خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کے وصال سے تقریباً ایک سال پہلے بنگلہ دیش کے مشہور و معروف ادارہ ''اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن بنگلہ دیش'' کی جانب سے آپ کو ''اعلیٰ حضرت ایوارڈ'' پیش کیا گیا۔

آپ نے حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی اور خلافت سے بھی نوازے گیے اور ۲۰۱۳ء کو وصال فرما گیے۔[۱]

علامہ حافظ محمد عبد الجلیل

علامہ حافظ محمد عبد الجلیل قدس سرہ امیا پور، مطلب ضلع چاند پور، میں ۲۶/بھادرو ۱۳۴۰ھ فصلی کو پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام منشی آدم علی ملا، والدہ کا نام مالکہ خاتون، آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ملا احمد جیون قدس سرہ سے ملتا ہے۔

آپ نے ناظرہ و حفظ اور ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مختلف مدارس میں داخل ہو کر عالم، فاضل اور کامل حدیث کی تعلیم مکمل فرمائی اور تمام امتحانات میں امتیازی پوزیشن

[۱] مصنف کے بارے میں دیگر معلومات بنگلہ زبان میں شائع ہونے والے سال نامہ ''المختار'' چاٹگام کے ایک مقالہ سے لی گئی ہیں۔

سے کامیابی حاصل فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے جنرل ہسٹری سے ایم۔اے کیا، اس کے بعد بی سی ایس کے امتحان میں کامیابی حاصل کی اور گورنمنٹ کی طرف سے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوئے۔ اس کے بعد بنگلہ دیش کی مشہور دینی درس گاہ جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ چاٹگام، جامعہ قادریہ طیبیہ عالیہ، ڈھاکہ میں پرنسپل اور اسلامک فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر کے عہدہ پر فائز رہے۔

آپ مصنف و مولف، محقق و مدرس اور سیاست داں و تنظیم ساز شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے تقریباً ۲۰/ علمی و دینی اور تحقیقی کتابیں یادگار چھوڑیں، ایک ماہنامہ ''سنی بارتا'' (بزبان بنگلہ ''سنی آواز'') کے نام سے آپ کی ادارت میں ہر ماہ پابندی کے ساتھ شائع ہوتا تھا اور اپنی زندگی کی آخری دو دہائیوں میں ہر سال بنگلہ دیش کی راجدھانی ڈھاکہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی حیات خدمات سے متعلق ''اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کانفرنس'' کو عظیم الشان پیمانے پر منعقد فرمایا کرتے تھے اور اسی مناسبت سے ایک خصوصی شمارہ بنام ''شورونیکا'' (بزبان بنگلہ: تذکار) کے نام سے ایک سال نامہ بھی شائع کیا کرتے تھے، یہ سلسلہ تقریباً آپ کے وصال تک جاری رہا۔ ۲۳/ستمبر ۲۰۰۹ء میں آپ اس دار فانی سے دارِ بقا کوچ کر گئے۔[۱]

علامہ جلال الدین القادری

خطیب بنگال، حضرت علامہ محمد جلال الدین القادری قدس سرہ بن الحاج ولی احمد چودھری مرحوم ۲۹/جولائی ۱۹۴۴ء کو چاٹگام کے ایک قصبہ پٹیہ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت

آپ نے ابتدائی تعلیم سے لے کر عالم تک جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ کی مرکزی درس گاہ سے حاصل فرمائی، اس کے بعد چاٹگام دار العلوم عالیہ مدرسہ سے فاضل، کامل حدیث اور

[۱] مفہوماً صراط مستقیم دکھالین جارا (بزبانِ بنگلہ) ص: ۵۴، ۵۵/طیبیہ سوسائٹی، بنگلہ دیش، ۱۴۳۹ھ

سرسینہ دارالسنہ عالیہ مدرسہ بریسال سے ''تخصص فی الفقہ'' کیا اور ہر جماعت کے امتحانات امتیازی پوزیشن سے پاس کیے۔

تدریسی خدمات

حصول تعلیم کے بعد جامعہ احمدیہ سنیہ میں آپ کو محدث کے عہدہ پر منتخب کیا گیا، مسلسل ۸؍سال تک آپ وہاں درس حدیث میں مشغول رہے، اس کے بعد جامعہ احمدیہ سنیہ کے پرنسپل کے اعلیٰ عہدہ پر تقریباً ۳۵؍سال تک خدمات انجام دیتے رہے، آپ نے ہزاروں علما بشکل تلامذہ یادگار چھوڑے اور چاٹگام کی مشہور اور مرکزی مسجد ''جمعیۃ الفلاح'' کے آپ طویل زمانے تک خطیب بھی رہے اور وہاں ہر سال عالمی پیمانے پر اہلِ بیت رسول ﷺ اور شہدائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل ومناقب بیان کرنے کے لیے ''شہدائے کربلا'' کے نام سے ایک کانفرنس کی ابتدا فرمائی، جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے، جس میں ملکی وغیر ملکی علما ومشائخ اور محققین کو مدعو کیا جاتا ہے۔

آپ جامعہ احمدیہ سنیہ کے بانی حضرت علامہ حافظ قاری سید احمد شاہ سری کوٹی علیہ الرحمہ کے شہزادہ وخلیفہ حضرت علامہ حافظ قاری طیب شاہ علیہ الرحمہ کے مرید خاص تھے۔ آپ مختلف دینی ومذہبی تنظیم اور اداروں کے سرپرست تھے، آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے بے لوث خادم اور امام احمد رضا قادری قدس سرہ سے بے پناہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے، پوری زندگی خدمت دین اور علم دین کو عام کرنے میں گزری۔

اعلی حضرت کانفرنس کے اسٹیج پر آپ کا انتقال

۲۱؍صفر المظفر ۱۴۳۸ھ/ ۲۴؍نومبر ۲۰۱۶ء کو چاٹگام کے پریس کلب ہال میں اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی ''اعلیٰ حضرت کانفرنس'' میں شرکت فرمانے کے بعد ڈھاکہ میں منعقد ہونے والی امام اعظم واعلیٰ حضرت اکیڈمی کے زیر اہتمام ۲۲؍صفر المظفر ۱۴۳۸ھ/ ۲۵؍نومبر ۲۰۱۶ء کو منعقد ہونے والی ''اعلیٰ حضرت کانفرنس'' کے لیے تشریف لے گئے اور دوران کانفرنس ہی اسٹیج پر علما ومشائخ اور مقررین و

شعرا وسامعین کی موجودگی میں آپ کا وصال ہوا۔ مذکورہ دونوں کانفرنسوں کی صدارت بھی آپ ہی فرمارہے تھے۔

ڈھاکہ اور چاٹگام دنوں جگہ آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں لاکھوں عقیدت مند شریک ہوئے، آپ کو جامعہ احمدیہ سنیہ کے قریب ایک قبرستان میں دفن کیا گیا، آپ کا مزار مقدس زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔[۱]

حضرت علامہ قاضی نور الاسلام ہاشمی دام ظلہ

حضرت علامہ مفتی قاضی محمد نور الاسلام ہاشمی دام ظلہ بن حضرت شاہ صوفی قاضی احسن الزماں ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۲۹؍دسمبر ۱۹۲۸ء یک شنبہ کی شب چاٹگام جلال آباد کے کل گاؤں میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت

آپ بچپن سے ہی نہایت ذہین وفطین تھے۔ چھ سال کی عمر میں ناظرہ مکمل فرمایا، اردو، فارسی عربی کی ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد سے گھر پر ہی پڑھیں، پرائمری کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ واجدیہ عالیہ میں داخلہ لیا ۱۹۴۵ء میں درس نظامی سے فاضل تک سارے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی، اس وقت آپ کے قابل قدر استاذ، جامع معقول ومنقول حضرت علامہ موسیٰ مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے مختلف علوم وفنون کا درس لیا۔

دورۂ حدیث کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے ۱۹۵۱ء کو آپ نے ملک کی راجدھانی ڈھاکہ کا سفر کیا اور ''ڈھاکہ عالیہ مدرسہ'' میں داخلہ لیا، اسی کے ساتھ آپ نے ڈھاکہ یونیورسٹی سے ڈپلومہ کورس مکمل کیا۔

تدریسی خدمات

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ کو مدرسہ واجدیہ عالیہ کے شیخ الحدیث کے منصب پر فائز

[۱] مفہوماً صراط مستقیم دکھالین جارا (بزبانِ بنگلہ) ص: ۷۔۳۰۸،۳؍طیبیہ سوسائٹی، بنگلہ دیش، ۱۴۳۹ھ

کیا گیا، جہاں آپ نے شعبۂ حدیث میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ اس کے علاوہ پٹیہ شاہ چاند اولیا مدرسہ، جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ مدرسہ، ہاٹ ہزاری وودو دیہ سنیہ مدرسہ وغیرہ میں طویل عرصہ تک خدمت علم حدیث میں مشغول رہے۔ ۱۹۶۴ء میں آپ نے اپنے آبائی وطن کل گاؤں میں ایک عالی شان ''احسن العلوم جامعہ غوثیہ مدرسہ'' قائم فرمایا اس کے علاوہ بہت سے مدارس اس دیار میں آپ کی سرپرستی میں دینی و تعلیم خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہاں کے کثیر جید واکابر علمائے کرام آپ کے تلامذہ کی فہرست میں شامل ہیں۔

تصنیفی خدمات

آپ عمدہ خطیب، مصلح قوم، مبلغ، پیر طریقت، مضبوط قلم کار ہیں، اردو، عربی، فارسی اور بنگلہ وغیرہ زبانوں میں مہارت رکھتے ہیں، آپ نے کئی کتابیں بنگلہ زبان میں تحریر فرمائی ہیں اور طالبان علوم نبویہ کو نصیحت پر مبنی ایک رسالہ اردو زبان میں بھی تحریر فرمایا ہے، یہاں ان کی تصنیفات کی فہرست پیش کی جاتی ہے:

[۱] زاد المسلمین (یہ کتاب تصوف کے موضوع پر ہے۔)

[۲] عقائد باطلہ (یہ کتاب بدمذہبوں کے رد و ابطال پر مبنی ہے۔)

[۳] الداعی الی الحق

[۴] الدرر الدلائل

[۵] کراہیۃ الجماعۃ فی النوافل

[۶] الاربعین فی مہمات الدین

[۷] تذکرۃ الکرام (یہ کتاب ۲ر جلدوں میں علما و مشائخ اور اولیائے بنگلہ دیش کی سوانح و خدمات پر مشتمل ہے۔)

سلسلۂ طریقت

آپ اپنے والد محترم کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے، والد محترم نے آپ کو اجازت و خلافت سے بھی سرفراز فرمایا، اس کے علاوہ آپ کو مندرجہ ذیل مشائخ کرام سے

مختلف سلاسل کی اجازت و خلافت حاصل ہے:

[۱] حضرت سید عبد الجلیل رحمۃ اللہ علیہ راؤ جان، چاٹگام

[۲] حضرت علامہ سید سفیر الرحمٰن ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، چاٹگام

[۳] مفتی سید محمد عمیم الاحسان مجددی برکتی، ڈھاکہ

[۴] حضرت مولانا پیر ضامن نظامی سید بخاری دہلی

[۵] حضرت مولانا یحییٰ مجددی سرہند شریف

[۶] حضرت علامہ سید محمد عابد شاہ قادری مجددی نقشبندی

[۷] شیخ سید محمد بن علوی بن عباس مالکی مکی

طریقت میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے آپ کی نسبتیں

آپ کو حضرت علامہ مفتی سید محمد عابد شاہ قادری مجددی نقشبندی قدس سرہ سے اجازت و خلافت حاصل ہے، حضرت علامہ مفتی سید محمد عابد شاہ قادری مجددی نقشبندی قدس سرہ کو خلیفہ و تلمیذ اعلیٰ حضرت، ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ [۱] سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ اس سند سے علامہ ہاشمی دام ظلہ کا سلسلۂ طریقت صرف دو واسطوں سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ تک پہنچتا ہے۔

---

[۱] ملک العلما حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ آپ رسول پور میجرا ضلع پٹنہ (اب ضلع نالندہ) صوبہ بہار میں ۱۰ر محرم الحرام ۱۳۰۳ھ رمطابق ۱۹ر اکتوبر ۱۸۸۰ء کو صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔

چار سال کی عمر میں رسم بسم اللہ حضرت شاہ چاند صاحب کے مبارک ہاتھوں سے انجام پائی۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی، ابتدائی فارسی کتب حافظ مخدوم اشرف، مولانا کبیر الدین اور مولانا عبد اللطیف سے پڑھیں۔ پھر مدرسہ ''حنفیہ'' میں مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی سے مسند امام اعظم، مشکوٰۃ شریف اور ملا جلال پڑھی۔ پھر منڈی کان پور میں مولانا قاضی عبد الرزاق اور مولانا احمد حسن کانپوری اور مولانا شاہ عبید اللہ پنجابی کانپوری سے تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد خوب سے خوب تر کی تلاش انھیں بریلی شریف لے گئی۔ بریلی میں مولانا حکیم محمد امیر اللہ شاہ بریلوی، مولانا حامد حسن رام پوری، مولانا سید بشیر احمد علی گڑھی اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہم الرحمہ سے علومِ نقلیہ و عقلیہ کی تکمیل ہوئی۔

[بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر]

آپ کو سید محمد بن علوی مالکی قدس سرہ[۱] سے بھی اجازت وخلافت حاصل ہے۔ شیخ سید محمد بن علوی بن عباس مالکی مکی قدس سرہ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۴۰ھ/۱۹۸۱ء) کے فرزند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء) سے سلسلۂ قادریہ میں اجازت وخلافت حاصل تھی، اس سند کے اعتبار سے بھی آپ کا سلسلہ صرف دو واسطوں سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ تک پہنچتا ہے۔

[گزشتہ صفحہ کا بقیہ]

محرم الحرام ۱۳۲۱ھ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے دست حق پر مرید ہوئے اور آپ کے مرشد نے آپ کو تمام سلاسل میں اجازتِ عام عطا فرمائی۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت نے خلیفہ تاج الدین احمد، ناظم انجمن نعمانیہ لاہور کو اپنی رحلت سے بارہ سال پہلے ۵ رشعبان المکرّم ۱۳۲۸ھ کو آپ کی ذات کے بارے میں ایک مکتوب تحریر کیا تھا:

اس مکتوب شریف سے بطورِ تبرک کچھ الفاظ نقل کیے جاتے ہیں:

''مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب قادری سلمہٗ فقیر کے یہاں کے اعز طلبہ سے ہیں اور میرے بجان عزیز۔ ابتدائی کتب کے بعد یہیں تحصیل علوم کی اور اب کئی سال سے میرے مدرسہ میں مدرس اور اس کے علاوہ کار افتا میں میرے معین ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جتنی درخواستیں آئی ہوں سب سے یہ زائد ہیں مگر اتنا ضرور کہوں گا: سنی خالص مخلص نہایت صحیح العقیدہ ہادی مہدی ہیں۔ عام درسیات میں بفضلہٖ تعالیٰ عاجز نہیں، مفتی ہیں، مصنف ہیں، واعظ ہیں، مناظرہ بعونہ تعالیٰ کر سکتے ہیں۔ علمائے زمانہ میں علم توقیت سے تنہا آگاہ ہیں۔'' شب دوشنبہ ۱۹ رجمادی الثانی ۱۳۸۲ھ/ ۱۸ رنومبر ۱۹۶۲ء کو ذکرِ جہر کرتے ہوئے واصل بحق ہوئے۔

[۱] پیدائشی نام: سید محمد حسن۔ بعد ازاں فقط ''محمد'' کے نام سے جانے گئے۔ مکمل نام: شیخ سید محمد بن علوی مالکی ہے۔ سلسلۂ نسب اس طرح ہے: محمد حسن بن علوی بن عباس بن عبد العزیز بن عباس بن عبد العزیز بن محمد بن قاسم بن علی بن عربی بن ابراہیم بن عمر بن عبد الرحیم بن عبد العزیز بن ہارون بن علوشی بن مندیل بن علی بن عبد الرحمٰن بن عیسیٰ بن احمد بن محمد بن عیسیٰ بن ادریس بن عبد اللہ الکامل بن الحسن المثنیٰ بن الحسن المجتبیٰ بن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔ رضوان اللہ عنہم اجمعین۔ آپ کا خاندانی تعلق ساداتِ کرام سے ہے۔ ۲۸ رواسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی

اللہ تعالیٰ عنہا تک پہنچتا ہے۔ [مفتیِ اعظم ہند اور ان کے خلفا: ۵۱۰]

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۳ء کو مکۃ المکرمہ میں ہوئی۔

[محدث اعظم حجاز کی وفات اور سعودی صحافت، ص: ۲۴، فقیہ اعظم پبلی کیشنز، پاکستان، ۲۰۱۱ء]

کم سنی ہی میں حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی، ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور مکہ مکرمہ میں مسجد حرام میں مختلف علمائے کرام کے حلقہ ہائے درس میں شریک رہے۔ چنانچہ آپ نے انہی علماء متداولہ سے تکمیل کی۔ علاوہ ازیں اسکول کی تعلیم بھی جاری رکھی۔ مکہ مکرمہ کے معروف مدرسہ الصولتیہ میں باقاعدہ تحصیل علم میں مشغول رہے۔ اس کے علاوہ جدہ کے الفلاح اسکول میں بھی تعلیم حاصل کی، ان کی ذہانت وذکاوت کا عالم یہ تھا کہ صرف پندرہ برس کی عمر میں اپنے والد گرامی کے حکم سے مسجد حرام میں طلبہ کو علوم اسلامیہ کی بعض کتب کی تدریس شروع کر دی تھی۔ بعد ازاں جامعۃ الازہر مصر کے کلیہ اصول الدین سے اصول دین کے مضمون میں ایم اے اور پچیس برس کی عمر میں ڈاکٹریٹ کرنے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ جامعہ ازہر سے پی ایچ ڈی کرنے والے یہ پہلے کم عمر سعودی طالب علم تھے۔ آپ نے مکہ مکرمہ تعلیم پانے کے بعد مراکش، مصر، اور پاکستان وہند کے سفر کر کے تحصیلِ علم کیا۔

اجازت وخلافت: سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے والد گرامی کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے، انہوں نے جمیع علومِ اسلامیہ، اور سلسلہ قادریہ وشاذلیہ میں خلافت عطا فرمائی۔ نیز مکۃ المکرمہ کے پانچ مشائخ نے آپ کو مختلف سلاسل میں خلافتیں عطا فرمائیں، شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ (وفات ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء) نے آخری حج ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۱ء کے موقع پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ سے سلسلہ قادریہ اور مولانا عبد الغفور مہاجر مدنی سے سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت وخلافت پائی۔

[محدث اعظم حجاز کی وفات اور سعودی صحافت، ص: ۲۶، ۲۷ رفقیہ اعظم پبلی کیشنز، پاکستان، ۲۰۱۱ء] تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری علیہ الرحمہ اور دیگر سنی اکابر علمائے کرام کو آپ سے اجازتیں حاصل ہیں۔

آپ کا وصال بروز جمعۃ المبارک، ۱۵ ررمضان المبارک ۱۴۲۵ھ، مطابق ۲۹ / اکتوبر ۲۰۰۴ء کو مکۃ المکرمہ میں ہوا۔ جنت المعلیٰ میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے قریب مدفون ہوئے۔

☆☆☆☆

بعض مشہور و جید علمائے اہل سنت کی فہرست

یہاں پر بنگلہ دیش کے ان بعض علما و مشائخ اور مفتیان کرام و مشائخ طریقت کے نام درج کیے جاتے ہیں؛ جنھوں نے بنگلہ دیش میں سنیت کے فروغ اور دیوبندیوں، وہابیوں کے رد و ابطال میں نمایاں کردار ادا کیا، اس فہرست سازی میں حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی حفظہ اللہ کا مکمل تعاون شامل رہا، انھوں نے اس سے متعلق کتابوں کو جمع کیا، بہت سی بنگلہ کتابوں سے نام تلاش کیے، اس فہرست کو دو حصوں پر منقسم کیا گیا ہے: (۱) الف (۲) ب

الف

''الف'' کے تحت ان حضرات کے اسمائے گرامی ہیں جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے زمانے یا ان کے زمانے کے قریب کے بزرگ ہیں، اس میں شامل تمام وہ علما ہیں جو اب اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔

نمبر	نام/تعارفی اشارات
۱	حضرت مولانا صوفی احسن اللہ قدس سرہ، چاٹگامی/ عالم، عمدہ واعظ و مصلح قوم، مدرس و مفتی
۲	حضرت مولانا محمد اشرف علی چاٹگامی قدس سرہ/ شاعر، عالم، واعظ، مصنف
۳	حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز کھلنوی قدس سرہ، کھلنوی/ عالم، شیخ طریقت، واعظ
۴	حضرت مولانا ضمیر الدین قدس سرہ، ٹیکنافی/ عالم، واعظ، صاحب تصانیف
۵	حضرت مولانا حافظ شاہ بذل الرحمٰن قدس سرہ، بے تا گی، چاٹگامی/ عالم، شیخ طریقت
۶	حضرت مولانا دوست محمد قدس سرہ، ہاٹ ہزاری چاٹگامی/ عالم، مدرس، بانی مدرسہ
۷	حضرت مولانا عبیدالحق قدس سرہ، چاٹگامی/ عالم، مدرس، صاحب تصانیف
۸	حضرت مولانا قاضی شاہ اسد علی قدس سرہ، بوال کھالی چاٹگامی/ عالم، شیخ طریقت، واعظ

نمبر	نام/تعارفی اشارات
۹	حضرت مولانا نورالحق شاہ قدس سرہ، پٹیہ، چاٹگامی/ عالم، واعظ، بانی مدرسہ
۱۰	حضرت علامہ موسیٰ مجددی قدس سرہ، پٹیہ، چاٹگامی/ عالم، مدرس، مفتی، شیخ طریقت
۱۱	حضرت مولانا قاضی احسن الزمان ہاشمی قدس سرہ، چاٹگامی/ عالم، واعظ، شیخ طریقت
۱۲	حضرت مولانا عبدالسلام قدس سرہ، عیسیٰ پوری، چاٹگامی/ عالم، شیخ طریقت
۱۳	حضرت مولانا محدث محمد فرقان قدس سرہ، مہیش کالی، چاٹگام، سابق شیخ الحدیث جامعہ احمدیہ سنیہ چاٹگام، واعظ
۱۴	حضرت علامہ عبدالکریم نعیمی قدس سرہ، ملفت گنج/ عالم، ماہر رضویات، مترجم، صاحب تصانیف، مدرس، بانی مدرسہ
۱۵	حضرت علامہ عبدالحامد فخر بنگلہ قدس سرہ، چاٹگامی/ محدث، خطیب، مدرس
۱۶	حضرت مفتی محمد شفیع الرحمٰن قدس سرہ، چاٹگامی/ واعظ، بانی مدرسہ، مدرس، شیخ طریقت
۱۷	حضرت علامہ سید شمس الہدیٰ قدس سرہ، چاٹگامی/ عالم، شیخ طریقت، مدرس
۱۸	حضرت مولانا منیر الزمان، اسلام آبادی، چاٹگامی/ عالم، سیاسی رہنما، صحافی، تنظیم ساز، صاحب تصانیف، مقرر
۱۹	حضرت علامہ مفتی مظفر احمد چاٹگامی قدس سرہ/ عالم، مفتی، مدرس، مقرر، صاحب تصانیف، بانی مدرسہ
۲۰	حضرت علامہ فضل الکریم نقشبندی قدس سرہ چاند پوری/ شیخ الحدیث، خطیب، صاحب تصانیف، خادم رضویات، مدرس
۲۱	حضرت علامہ جعفر احمد صدیقی قدس سرہ چاٹگامی/ بانی مدرسہ، عالم، خطیب، سیاسی رہنما، تنظیم ساز، مدرس

۲۲	غزالی الزمان حضرت علامہ مصلح الدین قدس سرہ، سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ سنیہ، چاٹگامی/ محدث، عالم، مدرس
۲۳	حضرت علامہ خواجہ ابوطاہر قدس سرہ، ڈھاکہ/ عالم، خطیب، تنظیم ساز، بانی مساجد، شیخ طریقت
۲۴	حضرت علامہ سید محمد حمید اللہ قدس سرہ، چاٹگامی/ عالم، خطیب
۲۵	حضرت علامہ قاضی مفضل احمد نعیمی قدس سرہ، چاٹگامی/ عالم، مدرس، بانی مدرسہ، سیاسی رہنما
۲۶	حضرت مفتی قاضی امین الاسلام ہاشمی، چاٹگامی/ عالم، خطیب، بانی مدرسہ، شیخ طریقت، تنظیم ساز
۲۷	حضرت علامہ محدث عبد الاول فرقانی قدس سرہ/ محدث، عالم، مدرس، صوفی
۲۸	حضرت علامہ جعفر احمد بدری قدس سرہ، سابق صدر المدرسین الامین باریہ کامل مدرسہ، چاٹگامی/ عالم، واعظ، مدرس
۲۹	حضرت علامہ باقی باللہ جلالی قدس سرہ، نارائن گنج/ عالم، واعظ، بانی مدرسہ
۳۰	شہید ملت حضرت علامہ نور الاسلام فاروقی قدس سرہ، ڈھاکہ/ عالم، خطیب، صحافی

ب

''ب'' کے تحت ان علمائے کرام کے اسمائے مبارکہ درج ہیں جو ابھی بقید حیات ہیں اور اہل سنت و جماعت کی خدمات کے لیے کوشاں ہیں، نیز دیوبندیوں اور وہابیوں سے ان کے عقائد فاسدہ کی وجہ سے دور و نفور رہ کر لوگوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت وصیانت کے لیے جد و جہد میں مشغول ہیں۔

نمبر	نام
۱	حضرت علامہ مفتی محمد ادریس رضوی، بوال کھالی، چاٹگام
۲	حضرت علامہ عبد الکریم سراج نگری، سلہٹ

۳	حضرت علامہ مفتی عبید الحق نعیمی، سابق شیخ الحدیث جامعہ احمدیہ سنیہ، چاٹگام
۴	مترجم کنز الایمان (بنگلہ) حضرت علامہ محمد عبد المنان، مدیر اعلیٰ انجمن اسلامک ریسرچ سینٹر، چاٹگام
۵	حضرت علامہ مفتی سید محمد وصی الرحمٰن، پرنسپل جامعہ احمدیہ سنیہ، چاٹگام
۶	حضرت علامہ قاضی محمد معین الدین اشرفی، شیخ الحدیث سبحانیہ عالیہ مدرسہ چاٹگام
۷	حضرت علامہ مفتی قاضی محمد عبد الواجد، شیخ الحدیث جامعہ احمدیہ سنیہ، چاٹگام
۸	حضرت علامہ محدث محمد سلیمان انصاری، جامعہ احمدیہ سنیہ، چاٹگام
۹	حضرت علامہ محمد امین، پرنسپل تستہ مولانا مشتاق احمد فاضل مدرسہ، لال منیر ہاٹ
۱۰	حضرت علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری، بانی اسلامک ریسرچ سینٹر دیناج پور
۱۱	حضرت علامہ عبد العلیم رضوی، پرنسپل جامعہ قادریہ طیبیہ، ڈھاکہ
۱۲	حضرت علامہ محمد بدیع العالم رضوی، پرنسپل مدرسہ طیبیہ اسلامیہ سنیہ، چاٹگام
۱۳	حضرت علامہ اشرف الزمان القادری، جامعہ احمدیہ سنیہ، چاٹگام
۱۴	حضرت علامہ ابو القاسم فضل الحق، وائس پرنسپل جامعہ قادریہ طیبیہ، ڈھاکہ
۱۵	حضرت علامہ حافظ محمد انیس الزمان، جامعہ احمدیہ سنیہ، چاٹگام
۱۶	حضرت علامہ محمد اسمٰعیل نعمانی، پرنسپل الامین باریہ کامل مدرسہ، چاٹگام
۱۷	حضرت علامہ محمد امین الرحمٰن، پرنسپل جوارہ اسلامیہ سینئر مدرسہ، چاٹگام
۱۸	حضرت علامہ ڈاکٹر ناصر الدین نعیمی، جامعہ قادریہ طیبیہ، ڈھاکہ
۱۹	حضرت مولانا محمد اسمٰعیل رضوی، بانی اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر، پٹیہ چاٹگام
۲۰	حضرت علامہ قاضی محمد شاہد الرحمٰن ہاشمی، محدث الامین باریہ کامل مدرسہ، چاٹگام

۲۱	حضرت علامہ سید محمد جلال الدین ازہری، پروفیسر سادرن یونیورسٹی، چاٹگام
۲۲	حضرت مولانا ڈاکٹر محمد یوسف جیلانی، ڈھاکہ
۲۳	حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی، ناظم اعلیٰ الامین باریہ درس نظامی مدرسہ، چاٹگام
۲۴	تلمیذ وخلیفہ حضور محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد ادریس رضوی، بانی وسربراہ اعلیٰ چرن دیب رضویہ اسلامیہ فاضل مدرسہ، چرن دیب، بوال کھالی، چاٹگام
۲۵	حضرت علامہ عزیز الحق القادری سعیدی، جامعہ غوثیہ معینیہ کامل مدرسہ، چاٹگام
۲۶	حضرت علامہ سید محمد نور المنور صاحب سابق پرنسپل گہیرا عالیہ مدرسہ، چاٹگام

اھل سنت کے بعض مشہور مدارس

	مدرسہ کا نام	بانی
۱	جامعہ احمدیہ سنیہ، چاٹگام ۱۹۵۴ء	حضرت علامہ حافظ قاری سید احمد شاہ سریکوٹی قدس سرہ پاکستانی
	الٰہ آباد احمدیہ سنیہ فاضل، چاٹگام	//
	دار الاسلام فاضل مدرسہ، راؤجان چاٹگام	//
۲	جامعہ قادریہ طیبیہ ڈھاکہ ۱۹۶۸ء	حضرت علامہ حافظ قاری سید محمد طیب شاہ رحمۃ اللہ علیہ پاکستانی
۳	مدرسہ طیبیہ اسلامیہ سنیہ فاضل، بندر، چاٹگام ۱۹۷۵ء	//
	مدرسہ طیبیہ وددویہ سنیہ، رنگونیہ چاٹگام	//
	مدرسہ طیبیہ اسلامیہ سنیہ، مہیش کھالی، کاکس بازار	//
۴	سبحانیہ عالیہ کامل مدرسہ، چاٹگام	جناب عبد السبحان سوداگر رحمۃ اللہ علیہ

۵	فیض الباری سینئر مدرسہ چاٹگام ۱۸۷۱ء	عالی جناب فیض علی منشی، مولانا عبد الباری
۶	جامعہ غوثیہ معینیہ کامل، چاٹگام	علامہ محمد عزیز الحق القادری سعیدی دام ظلہ
۷	مدرسہ عزیزیہ وددویہ، چاٹگام	جناب محمد عبد الودود صاحب رحمۃ اللہ علیہ
۸	سراج نگر غوثیہ جلالیہ ممتازیہ سنیہ فاضل مدرسہ ۱۹۷۶ء، مولوی بازار	حضرت علامہ شیخ محمد عبد الکریم سراج نگری دام ظلہ
۹	مدرسہ وحیدیہ فاضل، کالاپل، چاٹگام	حضرت علامہ وحید اللہ علیہ الرحمہ
۱۰	الامین باریہ کامل مدرسہ، چاٹگام	حضرت مولانا حافظ قاری سید عبد الباری شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	الامین باریہ درس نظامی مدرسہ، چاٹگام	حضرت مولانا سید محمد بدر الدجیٰ باری مدظلہ العالی
	الامین باریہ ترتیل القرآن مدرسہ، انوارہ، چاٹگام	//
	ایم اے حق الامین باریہ مدرسہ، ہگرہ چری	//
۱۲	نور العلوم فاضل مدرسہ، چاٹگام	حضرت علامہ سید راحت اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳	مدرسہ منظر الاسلام، پابنہ "اشردی"	حضرت مولانا ابو الخیر رضوی (معروف بہ "اشردی") دام ظلہ
۱۴	دار العلوم منظر الاسلام، کملہ	مولانا محمد نذیر احمد رضوی، دام ظلہ
۱۵	شاہ چاند اولیا کامل مدرسہ، پٹیہ	حضرت مولانا نور الحق شاہ قدس سرہ، پٹیہ، چاٹگام
۱۶	تستہ مولانا مشتاق احمد فاضل مدرسہ، لال منیر ہاٹ	حضرت مولانا بذل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ
۱۷	گہیرہ عالیہ کامل مدرسہ، راؤجان، چاٹگام	حضرت مولانا دوست محمد قدس سرہ، ہاٹ ہزاری چاٹگام
۱۸	حضرت کالوشاہ سینئر مدرسہ، سلیم پور چاٹگام	زیر اہتمام حضرت کالوشاہ وقف اسٹیٹ، چاٹگام
۱۹	سیتا کنڈہ عالیہ مدرسہ، چاٹگام	حضرت مولانا عبید الحق قدس سرہ، چاٹگام
۲۰	مدرسہ واجدیہ عالیہ ۱۹۰۰ء، چاٹگام	حضرت مولانا واجد علی قدس سرہ، چاٹگام
۲۱	کاغتیہ عالیہ مدرسہ، چاٹگام	حضرت مولانا روح الامین قدس سرہ، چاٹگام

۲۲	رضویہ عزیزیہ فاضل مدرسہ، چندنیش، چاٹگام	شیر بنگلہ حضرت علامہ سید عزیز الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	جوارا اسلامیہ فاضل مدرسہ، چندنیش چاٹگام	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
۲۴	چرن دیب رضویہ اسلامیہ فاضل مدرسہ، ۱۹۵۳ چرن دیب، بوال کھالی، چاٹگام	تلمیذ وخلیفہ حضور محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد ادریس رضوی دامت برکاتہم العالیہ
۲۵	مدرسہ طیبیہ طاہریہ سنیہ، کوکس بازار	حضرت علامہ سید محمد طاہر شاہ دام ظلہ العالی
۲۶	مدرسہ طیبیہ طاہریہ میٹاپوکر، رنگ پور	//
۲۷	جامعہ احمدیہ سنیہ مدرسۃ البنات، چاٹگام	//
۲۸	مدرسہ طیبیہ طاہریہ، کھل گاؤں، ڈھاکہ	//
۲۹	مدرسہ طیبیہ طاہریہ حلمیہ، سلہٹ	//
۳۰	مدرسہ طاہریہ صابریہ، کئی گرام، پٹیہ چاٹگام	حضرت پیر سید محمد صابر شاہ پاکستانی دام ظلہ
۳۱	کملہ اسلامیہ عالیہ کامل مدرسہ، کملہ	حضرت علامہ علی حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ
۳۲	مدرسہ رضویہ توصیفیہ سنیہ، حوالی شہر چاٹگام	حضرت مولانا توصیف رضا خاں بریلوی دام ظلہ
۳۳	مدرسہ طیبیہ طاہریہ، نارائن گنج	حضرت مولانا محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۴	مائس پارہ غوثیہ سنیہ مدرسہ، پتنگا، چاٹگام	حضرت مولانا محمد نعیم الدین القادری رحمۃ اللہ علیہ
۳۵	جمہوریہ اسلامیہ سینئر مدرسہ، انوارہ چاٹگام	پرنسپل مولانا عبد الخالق شوقی دام ظلہ
۳۶	بارہ کائن اسلامیہ سینئر مدرسہ، انوارہ چاٹگام	
۳۷	شاہ گدی اسلامی کامپلیکس	حافظ مولانا منظور احمد رفاعی دام ظلہ

۳۸	طیبیہ نوریہ سنیہ مدرسہ، پٹیہ چاٹگام	حضرت مولانا ابو القاسم نوری صاحب دام ظلہ
۳۹	مدرسہ نسیمیہ موسویہ سنیہ فاضل، چندنیش چاٹگام	حضرت مفتی موسیٰ مجددی رحمۃ اللہ علیہ
۴۰	اسلامک سینٹر دیناج پور	حضرت علامہ سید محمد ارشاد احمد بخاری، دام ظلہ
۴۱	جامعہ نعیمیہ طیبیہ فاضل، رنگونیہ چاٹگام	حضرت مولانا مفضل احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
۴۲	مدرسہ اسلامیہ سنیہ سینئر، رنگاماٹی	حضرت مولانا نور العالم حجازی دام ظلہ
۴۳	فریدگنج عالیہ مدرسہ، فریدگنج	حضرت مولانا ایم۔ اے منان رحمۃ اللہ علیہ (سابق ایم، پی) بانی جمعیۃ المدرسین بنگلہ دیش
۴۴	مدرسہ غوث الاعظم مائج بھنڈار، چاٹگام	حضرت شاہ صوفی سید محمد حسن مائج بھنڈاری دام ظلہ
۴۵	مدرسہ فاطمیہ للبنات، چاندپور	حضرت علامہ حافظ عبد الجلیل رحمۃ اللہ علیہ
۴۶	مدرسہ اسلامیہ سنیہ، شاہ جہان پور، ڈھاکہ	حضرت مولانا خواجہ محمد ابو طاہر رحمۃ اللہ علیہ
۴۷	مدرسہ حمیدیہ سنیہ، رام گڑھ، ہگرہ چڑی	شیخ الحدیث علامہ عبد الحمید رحمۃ اللہ علیہ
۴۸	کمالِ عشقِ مصطفی ﷺ کمپلیکس	محترم سید انوار حسین فقیر، چاٹگام
۴۹	نثاریہ عالیہ کامل مدرسہ، چاٹگام	علامہ مفتی مظفر احمد رحمۃ اللہ علیہ، چاٹگام

اہل سنت کی بعض مشہور خانقاہیں

	خانقاہ	بانی
۱	خانقاہ دائمیہ، عظیم پور ڈھاکہ	حضرت علامہ صوفی محمد دائم رحمۃ اللہ علیہ
۲	خانقاہ قادریہ مائج بھنڈار، چاٹگام	حضرت علامہ شاہ صوفی احمد اللہ مائج بھنڈاری علیہ الرحمہ
۳	خانقاہ جہاں گیریہ، مرزا کھیل چاٹگام	حضرت علامہ شاہ سید مخلص الرحمٰن چاٹگامی علیہ الرحمہ
۴	خانقاہ راحتیہ نقشبندیہ، چاٹگام	حضرت علامہ سید راحت اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۵	خانقاہ اسدیہ، بوال کھالی چاٹگام	حضرت مولانا قاضی شاہ اسد علی قدس سرہ، بوال کھالی چاٹگام
۶	خانقاہ نقشبندیہ، دھرم پور چاٹگام	حضرت مولانا محمد نور الاسلام نقشبندی علیہ الرحمہ
۷	خانقاہ الامین باریہ، چاٹگام	حضرت مولانا حافظ قاری سید عبد الباری شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ
۸	خانقاہ قادریہ طیبیہ، چاٹگام	حضرت علامہ حافظ قاری سید محمد طیب شاہ سریکوٹی قدس سرہ
۹	خانقاہ رضویہ سبحانیہ، بھیرپ کشور گنج	حضرت مولانا محمد ہارون رشید رضوی دام ظلہ
۱۰	خانقاہ قادریہ رضویہ، سلہٹ	حضرت مولانا عبد الکریم سراج نگری دام ظلہ
۱۱	خانقاہ قادریہ رضویہ دیناج پور	حضرت مولانا ڈاکٹر سید ارشاد بخاری دام ظلہ
۱۲	خانقاہ رضویہ توصیفیہ، چاٹگام	حضرت مولانا سید محمد الیاس رضوی علیہ الرحمہ
۱۳	خانقاہ رضویہ نوریہ، چاٹگام	حضرت مولانا محمد ابو القاسم نوری مدظلہ
۱۴	خانقاہ الامین ہاشمیہ، چاٹگام	حضرت مولانا قاضی امین الاسلام ہاشمی علیہ الرحمہ
۱۵	خانقاہ دربار ہاشمیہ عالیہ، چاٹگام	حضرت علامہ قاضی محمد نور الاسلام ہاشمی دام ظلہ
۱۶	خانقاہ قادریہ رضویہ، میرپور ڈھاکہ	حضرت مولانا فقیر مسلم الدین احمد، دام ظلہ
۱۷	خانقاہ قادریہ طیبیہ، قائدٹولی، ڈھاکہ	حضرت علامہ حافظ قاری سید محمد طیب شاہ سریکوٹی قدس سرہ
۱۸	خانقاہ زہادیہ، چندنیش، چاٹگام	حضرت مولانا زاہد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	خانقاہ قادریہ حمیدیہ عزیزیہ، ہاٹ ہزاری چاٹگام	حضرت علامہ سید عزیز الحق قادری شیر بنگلہ رحمۃ اللہ علیہ
۲۰	خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ، بوال کھالی، چاٹگام	تلمیذ وخلیفہ حضور محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد ادریس رضوی دامت برکاتہم العالیہ

اہل سنت کی بعض مشہور تنظیمیں

	تنظیم	بانی
۱	انجمن رحمۃ للعالمین، بنگلہ دیش	حضرت مولانا حافظ قاری سید عبد الباری شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ

۲	انجمن رحمانیہ احمدیہ سنیہ، بنگلہ دیش	حضرت سید احمد شاہ سریکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
۳	انجمن متبعین غوث مائج بھنڈاری	حضرت مولانا سید محمد دلاور حسین رحمۃ اللہ علیہ
۴	انجمن محبان رسول غوثیہ جیلانی کمیٹی، چاٹگام	حضرت علامہ قاضی محمد نور الاسلام ہاشمی دام ظلہ، چاٹگام
۵	انجمن عاشقان مصطفیٰ، بنگلہ دیش	حضرت علامہ قاضی محمد امین الاسلام ہاشمی علیہ الرحمہ، چاٹگام
۶	اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن، بنگلہ دیش	مولانا محمد بدیع العالم رضوی، مولانا محمد نظام الدین رضوی، مولانا ابوناصر طیب علی، مولانا محمد بختیار الدین، جناب محمد ارشاد خطیبی، پرفیسر محمد ابو طالب بلال
۷	اعلیٰ حضرت ریسرچ انسٹیٹیوٹ، ڈھاکہ	صاحبزادہ حضرت علامہ سید وجاہت رسول قادری دام ظلہ العالی
۸	غوث الاعظم و اعلیٰ حضرت ریسرچ اکیڈمی، ڈھاکہ	جناب عبد المصطفیٰ محمد نذیر احمد چودھری
۹	رضا اسلامک اکیڈمی، چاٹگام	حضرت مولانا بدیع العالم رضوی، مولانا محمد عبد اللہ صاحب
۱۰	امام احمد رضا ریسرچ اکیڈمی، چاٹگام	حضرت مولانا عبد المنان صاحب
۱۱	اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر، چاٹگام	حضرت مولانا محمد اسمٰعیل رضوی صاحب
۱۲	اسلامک ریسرچ سینٹر، دیناج پور	حضرت مولانا ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری
۱۳	غوثیہ کمیٹی، بنگلہ دیش	حضرت علامہ حافظ قاری سید محمد طیب شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۴	انجمن رضویہ نوریہ، چاٹگام	حضرت مولانا محمد ابو القاسم نوری
۱۵	انجمن رضویہ توصیفیہ، چاٹگام	حضرت مولانا محمد الیاس قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۶	امام اعظم و اعلیٰ حضرت ریسرچ اکیڈمی، ڈھاکہ	حضرت مولانا ابو القاسم محمد فضل الحق صاحب، مولانا ناصر الدین نعیمی، مولانا منیر الزمان صاحب

- خلفائے اعلیٰ حضرت اور بنگلہ دیش
- شیخ المشائخ علامہ سید نور احمد چاٹگامی
- سلطان الفقہا علامہ عبدالجبار قادری، ڈھاکہ

خلفائے اعلیٰ حضرت اور بنگلہ دیش

بنگلہ دیش میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے خلفا کی تعداد کیا تھی یہ تو نہیں بتایا جا سکتا، لیکن آپ کے کئی خلیفہ بنگلہ دیش میں بھی تھے یہ یقینی ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ایک منظوم دعا **"ذکر احباب و دعائے احباب"** میں اپنے ۱۴ ر خلفا کا ذکر فرمایا ہے، دوسرے مقام پر **"ضروری اطلاع"** کے تحت ۵۰ ر خلفا کا نہایت ہی مختصر اور جامع تعارف کے ساتھ تذکرہ فرمایا ہے۔

ذکرِ احباب و دعائے احباب

تیرے رضا پر تری رضا ہو		اس سے غضب تھراتے یہ ہیں
بلکہ رضا کے شاگردوں کا		نام لیے گھبراتے یہ ہیں
حامد منی انا من حامد		حمد سے ہمد کماتے یہ ہیں
عبد السلام سلامت جس سے		سخت آفات میں آتے یہ ہیں
میرے ظفر کو اپنی ظفر دے		اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں
میرا امجد مجد کا پکا		اس سے بہت کچیاتے یہ ہیں
میرے نعیم الدین کو نعمت		اس سے ذلت پاتے یہ ہیں
احمد و اشرف حمد و شرف لے		اس سے ذلت پاتے یہ ہیں
مولانا دیدار علی کو		کب دیدار دکھاتے یہ ہیں
مجبور احمد مختار ان کو		کرتا ہے مرجاتے یہ ہیں
عبد علیم کے علم کو سن کر		جہل کی بہل بھگاتے یہ ہیں
اک اک وعظ عبد الاحد پر		کتنے نتھنے پھلاتے یہ ہیں
بخش رحم پر رحمت جس سے		آرے کے نیچے آتے یہ ہیں
جوہر منشی لعل پر ہیرا		کھا مرنے کو منگاتے یہ ہیں

آل الرحمٰن برہان الحق		شرق پہ برق گراتے یہ ہیں
تازہ ضرب شفیع احمد سے		کہنہ بخار اُٹھاتے یہ ہیں
دے حسنین وہ تقبیح ان کو		جس سے بُرے کھسیاتے یہ ہیں
نجدیہ میں ہلچل رہے ان کی		جیسے ہل ان پہ چلاتے یہ ہیں
کم کو فزوں افزوں کو فزوں تر		کر دے ترا ہی کھاتے یہ ہیں
اپنوں میں ان کے مثل فزوں کر		ترا ذکر بڑھاتے یہ ہیں
دل میں ہراس نہ لانے دینا		دل میں انی چمکاتے یہ ہیں
ان پہ کرم رکھ سر پہ قدم رکھ		تیرے ہی کہلاتے یہ ہیں
تیرے گدا ہیں تجھ پہ فدا ہیں		تیرا ہی کھاتے گاتے یہ ہیں
صلی اللہ علیک وسلم		بارک شرف مجد کرم

یہ دعائیہ اشعار تحریر فرمانے کے بعد آپ نے ایک اعتذار نامہ بھی تحریر فرمایا ہے:

اعتذار

"اسمائے احباب سلمہ اللہ تعالیٰ میں چھوٹے چھوٹے ناموں پر اختصار کیا گیا ہے اس کی ایک وجہ تو نظم کا تنگ دامن ہے، دوسرے تقاضائے محبت میں کچھ یوں ہی زیادہ پیارا معلوم ہوا، تیسرے یہ سرکارِ عرش مدار میں عرض ہے، سرکاروں کے حضور غلاموں کے نام بڑھا کر نہیں لیے جاتے، یہاں تک کہ حضرت سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو مسائل بواسطۂ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ، سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے، جیسے جامع صغیر وغیرہ میں وہاں امام ابو یوسف کا نام لیا محمد عن یعقوب عن أبی حنیفة رضی اللہ عنہ کنیت کی تعظیم تھی نام امام

کے آگے نہ ذکر کی۔ چنانچہ نام احباب میں رعایت ترتیب میں یہ بھی مانع ہوا، کہ اپنی عربی قصائد میں اگرچہ تین سو اشعار تک ہوں التزام ہے کہ قافیہ اصلاً مکرر نہ آئے، اردو میں اتنی وسعت کہاں اس قصیدے میں ۱۳۲ر قافیے تو اصلاً مکرر نہ ہوئے، باقی میں یہ التزام ہے کہ کوئی قافیہ تو شعر سے پہلے مکرر نہ ہو سکے تو اس کے لحاظ سے اشعار میں فصل لازم کیا۔ پھر اصل بات یہ ہے کہ جس سرکار کی یہ مدح اور اس کے دشمنوں پر قدح ہے اس میں یہ جزئیات ملحوظ احباب بھی نہ ہوں گے کہ اصل مقصود بحمدہ تعالیٰ ہمارا ان کا عین ایمان ہے۔ وللہ الحمد و صلی اللہ تعالی علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ و حزبہ اجمعین آمین!"۔[۱]

ضروری اطلاع

بسم الرحمن الرحیم

نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم

برادرانِ اہلِ سنت کو اطلاع

فقیر کے پاس شکایتیں گزریں بعض صاحب باوصف بے علمی، دنیا طلبی کے لیے وعظ گوئی کرتے ہوئے اکنافِ ہند میں دورہ فرماتے ہیں اور یہاں سے اپنا علاقہ انتساب بتاتے ہیں جس کے سبب فقیر سے محبت رکھنے والے حضرات دھوکا کھاتے ہیں اس شکایت کے رفع کو یہ سطور مسطور:

[۱] الاستمداد علی اجیال الارتداد، ص:۶۷ر تا ۷۰، مدرسہ قادریہ، ممبئی ۱۴۳۱ھ

یہاں بحمد اللہ! نہ کبھی خدمت دینی کو کسب معیشت کا ذریعہ بنایا گیا، نہ احباب علمائے شریعت یا برادران طریقت کو ایسی ہدایت کی گئی، بلکہ تاکید اور سخت تاکید کی جاتی ہے کہ دست سوال دراز کرنا تو درکنار اشاعت دین اور حمایت سنت میں جلب منفعت مالی کا خیال دل میں بھی نہ لائیں کہ ان کی خدمت خالصۃً لوجہ اللہ ہو۔ ہاں اگر بلا طلب اہلِ محبت سے کچھ نذر پائیں رد نہ فرمائیں کہ اس کا قبول سنت ہے، یہاں سے نسبت ظاہر فرمانے والے صاحبوں کے پاس فقیر کی دستخطی مہری سند علمی یا اجازت نامہ طریقت ضرور ملاحظہ فرمائیں زبانی دعوے پر عمل پیرا نہ ہوں۔

والسلام

فقیر احمد رضا عفی عنہ[۱]

اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے دست مبارک سے جن ۵۰ر خلفا کی فہرست مع تعارف تحریر فرمائی ہے اس میں بنگالہ کے مندرجہ ذیل ۳ر نام درج ہیں:[۱]

[۱] جناب مولانا مولوی حاجی عبد الجبار صاحب، بنگالی، عالم، مجاز طریقت (آپ کا نام مذکورہ فہرست میں ۲۳ر نمبر پر ہے۔)

[۲] جناب مولانا الحاج المولوی منیر الدین

[۱] ماہ نامہ الرضا، بریلی شریف، شمارہ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ

صاحب، بنگالی، عالم مجاز طریقت (آپ کا نام مذکورہ
فہرست میں ۴۴ رنمبر پر ہے۔)

[۳] جناب مولانا مولوی حاجی سید نور احمد صاحب
چاٹگام، عالم، واعظ، مجاز طریقت، ومجاز حضرت مفتی حنفیہ و
مکہ معظمہ شیخ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ (آپ کا نام مذکورہ
فہرست میں ۴۸ رنمبر پر ہے۔)[۱]

حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب قدس سرہ، میمنی باز ارمیمن سنگھ [اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے زمانہ میں میمن سنگھ بڑا ضلع تھا لیکن اس وقت اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے دوسرے حصہ کا نام کشور گنج ہے اسی میں آپ کا مزار مبارک واقع ہے] بنگلہ دیش نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے متعدد استفتا کر کے جوابات حاصل کیے ہیں، جو فتاویٰ رضویہ کے مختلف مقامات میں درج ہیں۔

بنگلہ دیش کے جس خطہ میں آپ کا مزار شریف ہے وہاں کے لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ آپ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خلفا میں سے ہیں، حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب، قبلہ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری دام ظلہ العالی کے ساتھ میمن سنگھ موجودہ کشور گنج آپ کے مزار مقدس پر حاضری کی غرض سے گئے، کیوں کہ ان حضرات نے پہلے سے سن رکھا تھا کہ آپ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خلفا میں سے ہیں، وہاں ان حضرات نے ان کے پوتے جو کہ عالم دین ہیں ان سے ملاقات کی، دیگر اہل علم بھی ملے تو وہاں کے علما نے یہی بتایا کہ یہ خلفائے اعلیٰ حضرت سے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحکیم قدس سرہ صاحبِ کرامت بزرگ اور مفتی بھی تھے، فتاویٰ بھی دیا کرتے تھے، آپ کی ایک مہر بھی ہے جو ان کے پوتے کے پاس آج بھی موجود ہے۔

یہاں پر آپ کے دو خلفا (شیخ المشائخ علامہ سید نور احمد چاٹگامی قدس سرہ کی حیات و

[۱] ملخصاً ماہ نامہ الرضا، بریلی شریف، شمارہ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ

خدمات، سلطان الفقہا علامہ عبدالجبار قادری، ڈھاکہ) کے تذکرے جن کو گرامی قدر ڈاکٹر محمد زاہد نظر، کلکتہ نے تحریر فرمایا ہے۔ حضرت مولانا محمد شاہد القادری کلکتوی دام ظلہ اور ڈاکٹر صاحب کے بے پناہ شکریہ کے ساتھ یہاں شامل کیے جاتے ہیں، یہ دونوں مضامین حضرت مولانا شاہد القادری دام ظلہ کی کرم فرمائی سے مجھ کو دستیاب ہوئے، اس سے قبل یہ آپ کی مبارک تالیف ''تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں بھی شائع ہو چکے ہیں، ان دونوں مضامین میں بعض جگہ پر ترتیب میں ہم نے کچھ جزوی ترمیمات اس طرح کی ہیں کہ اصل مضمون میں جن حضرات کا تذکرہ ضمناً آیا تھا تو ان کے ذکر کو ہم نے مضمون سے الگ کر کے حاشیہ میں شامل کر دیا ہے تاکہ قاری کے لیے مضمون سمجھنا مزید آسان ہو جائے۔

شیخ المشائخ علامہ سید نور احمد چاٹگامی

''چاٹگام قدیم الایام سے ایک بڑا شہر رہا ہے، اس کے اطراف میں سرسبز درختوں کی بہتات ہے، یہ مشرق وجنوب کے ساحل سمندر پر واقع ہے، از منہ سابق میں بھی بہت بڑی بندرگاہ تھا اور ہر ملک کے تاجر بالخصوص عرب تجار ملک چین جاتے ہوئے اس جگہ آمد ورفت رکھتے تھے۔ جب یورپین اقوام کی آمد ورفت یہاں زیادہ ہوئی تو انہوں نے عربوں کی تجارت پر قبضہ کرنا چاہا، باہم سخت جنگیں ہوئیں، آخر رفتہ رفتہ یورپین اقوام کا اس سمندر پر غلبہ ہو گیا اور عرب تجار کی تجارت ختم ہوگئی، اب چوں کہ کلکتہ بڑا بندرگاہ ہے، اس لئے بنگال کے دوسرے بندرگاہ شکستہ اور ویران ہو گئے، سمندر کے اندر اکثر غرق شدہ جہازات کے آثار باقیہ چاٹگاؤں کے مضافات میں اکثر پائے جاتے ہیں، یہاں کے سمندر میں مدوجزر اکثر ہوتا رہتا ہے''۔[۱]

[۱] عہد اسلامی کا بنگال، ص: ۴۳

شیخ المشائخ سید السادات حضرت علامہ مولانا شاہ الحاج سید نور احمد قادری رضوی چاٹگامی علیہ الرحمہ کی ولادت مبارکہ بنگلہ دیش کے علمی اور ادبی شہر چاٹگام میں ۱۲۷۹ھ میں ایک سادات گھرانے میں ہوئی، آپ کا خانوادہ علم و فضل میں یکتائے روزگار اور بزرگان دین کی بارگاہ عالی سے منتسب تھا۔ ابتدائی تعلیم چاٹگام میں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے مدرسہ فرنگی محل لکھنؤ تشریف لے گئے، جہاں آپ نے بالخصوص ابوالحسنات حضرت علامہ عبد الحی فرنگی محلی لکھنوی [۱] سے علم حدیث پڑھنے کا شرف حاصل کیا اور ۱۲۹۸ھ میں ۱۹ر سال کی عمر میں سند فراغت سے سرفراز کیے گئے۔

تعلیمی فراغت کے بعد ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء حضرت علامہ سید نور احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ کلکتہ تشریف لائے اور حضرت علامہ خیر الدین قادری کلکتوی دہلوی کی خدمت اقدس میں شرف ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور آپ سے علمی استفادہ کیا، یہیں آپ کی ملاقات خلیفہ اعلیٰ حضرت ناصر ملت حضرت مولانا شاہ الحاج محمد لعل خاں قادری رضوی مدراسی کلکتوی

[۱] ابوالحسنات حضرت علامہ عبد الحی فرنگی محلی لکھنوی علیہ الرحمہ کی ولادت مبارکہ ذیقعدہ ۱۲۶۴ھ میں ضلع باندہ (اتر پردیش) میں ہوئی، آپ کی کنیت ''ابوالحسنات'' تھی، ۱۱ر سال کی عمر میں حافظ قرآن اور ۱۷ر سال کی عمر میں علوم متعارفہ کی، والد بزرگوار حضرت علامہ عبد الحلیم فرنگی محلی قدس سرہ سے تحصیل کرکے فارغ ہوئے، دوبار حرمین شریفین کی حاضری سے شادکام ہوئے، پہلی مرتبہ ۱۲۷۹ھ اور دوسری بار ۱۲۹۶ھ میں، آپ کو شیخ الاسلام حضرت علامہ سید احمد دحلان مکی قدس سرہ العزیز (استاذ محترم امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ) سے سند حدیث حاصل تھی، ایک عالم آپ کے فیضان علم سے مستفید ہوا، درجنوں علوم و فنون کی کتابیں تصنیف کیں، مشہور غیر مقلد مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی کی تردید میں رسالے تصنیف کیے، ۳۸ر برس کی مختصر عمر میں کارہائے نمایاں انجام دئے۔ آپ کے مشہور و معروف تلامذہ میں حضرت مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی، حضرت مولانا سید عین القضاۃ لکھنوی وغیرہ قابل ذکر ہیں، ۱۹ر ربیع الاول ۱۳۰۴ھ بروز دوشنبہ آپ کا وصال ہوا۔ مزار اقدس باغ مولانا انوار لکھنؤ میں مرجع خلائق ہے۔
(تذکرہ علمائے اہلسنت، ص: ۱۴۴)

علیہ الرحمہ سے زکریا اسٹریٹ میں ہوئی، آپ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات سے متعارف ہوئے، سیدی امام احمد رضا کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے بریلی شریف تشریف لے گئے اور بارگاہ اعلیٰ حضرت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کرکے داخل سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ ہوئے۔

> سید السادات شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا شاہ مفتی الحاج سید نور احمد قادری رضوی چاٹگامی علیہ الرحمہ، سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے مرید باصفا میں سے تھے اور سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت بھی حاصل تھی، حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے آپ کی خلافت کا تذکرہ اپنے پچاس خلفا کی فہرست میں ۴۸ رواں نمبر پر اس طرح کیا ہے۔'' جناب مولانا مولوی حاجی سید نور احمد صاحب چاٹگامی، عالم، واعظ، مجاز طریقت و مجاز حضرت مفتی حنفیہ بمکۂ معظّمہ شیخ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ''۔ [۱]

اللہ تعالیٰ نے آپ کی قسمت کا ستارہ بلند فرمایا، ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رخت سفر باندھا، حج بیت اللہ کی سعادت اور زیارت روضہ پاک سے مشرف ہونے کے بعد کچھ ایام مکہ مکرمہ گزارنے کا عزم کیا۔ یہاں کے علما اور مشائخ سے ملاقاتیں کیں، بالخصوص خلیفہ سیدی اعلیٰ حضرت علامہ شیخ صالح کمال مکی قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں شرف تلمذ حاصل کئے، اور خلافت سے سرفراز کیے گئے۔

حضرت شیخ المشائخ علامہ سید نور احمد چاٹگامی علیہ الرحمہ کو حضرت علامہ شیخ صالح بن

[۱] تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص: ۱۳۰

صدیق کمال علیہ الرحمہ (ولادت: ماہ ربیع الاول ۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۷ء۔ وصال: ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء) سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔[۱]

---

[۱] حضرت علامہ شیخ کمال قادری رضوی مکی علیہ الرحمہ سیدی اعلیٰ حضرت کے ہم عصر علما اور خلفا میں سے تھے، مکہ معظمہ میں احناف کے مفتی اعظم تھے، آپ کے اساتذہ میں بالخصوص حضرت علامہ شیخ احمد بن زینی دحلان مکی (استاذ امام احمد رضا محدث بریلوی) شیخ عبدالقادر بن محمد علی خوقیر مکی اور علامہ رحمت اللہ کیرانوی کے اسما معروف ہیں، آپ ۱۳۰۳ھ میں مسجد حرم میں مدرس درجہ چہارم تھے، شیخ محمد سعید بابصیل شافعی کے وصال کے بعد ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء میں منصب ''شیخ العلماء'' پر فائز ہوئے۔ آپ ہی کی تحریک پر سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ''الدولۃ المکیۃ'' ساڑے آٹھ گھنٹے میں حرم محترم میں تصنیف کی اور علامہ شیخ صالح کمال کے توسط سے گورنر مکہ کی خدمت پیش کی گئی اور عقیدہ وہابیت کی ردبلیغ کی گئی۔

شیخ صالح کمال مکہ مکرمہ کے عالم کبیر نیز عمر میں حضرت محدث بریلوی سے تقریباً ۹ ربرس بڑے تھے، لیکن حضرت محدث بریلوی سے استفادہ کرنے میں کسی بات کو آڑے آنے نہیں دیا، شیخ صالح کمال کی شدید خواہش پر حضرت محدث بریلوی نے ۹ رصفر المظفر ۱۳۲۴ھ کے روز شیخ صالح کمال علیہ الرحمہ کو ۵۹ رعلوم، قرآن مجید، حدیث، فقہ، تصوف، صوفیا کے مشہور سلاسل، قصیدہ غوثیہ، صلاۃ غوثیہ، اوراد و وظائف، وغیرہ متداول کتب میں سند روایت واجازت بنام ''الاجازۃ الرضویۃ لمبجل مکۃ البھیۃ'' مرتب کرکے عطا کیا۔

حضرت شیخ صالح کمال قادری رضوی مکی علیہ الرحمہ مسجد حرم مکہ میں امام وخطیب، مدرس، قاضی، مفتی احناف، شیخ العلما کے مناصب رفیعہ پر فائز ہوئے، ان مصروفیات کے ساتھ عقائد ومعمولات اہلسنت وفقہ حنفی وغیرہ موضوعات پر تصنیف وتالیف کا کام بھی کیا، اس عظیم المرتب جید عالم دین کا انتقال ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء میں ہوا اور مسجد حرم میں خانہ کعبہ کے سائے میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور جنت المعلیٰ قبرستان آخری آرام گاہ بنا۔

(علمائے مکہ، ص: ۳۰۵)

حضرت علامہ سید نور احمد قادری رضوی چاٹگامی علیہ الرحمہ نے اسلام وسنیت اور حنفیت کی خدمات اعلیٰ پیمانے پر بنگلہ دیش میں کی، آپ کی ذات سے اس خطۂ اراضی میں مسلک اہلسنت کو بہت فروغ ملا، جماعت اہلسنت کے ایک جید عالم دین اور ممتاز فقیہ تھے، علم حدیث میں منفرد المثال تھے، تقویٰ وپرہیز گاری، تفقہ فی الدین، زہد وورع، علم وفضل، خطابت وسیادت اور عشق رسول آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

حضرت حجۃ الاسلام علامہ شاہ مفتی حامد رضا بریلوی، علامہ عبدالحی چاٹگامی، مولانا عبد القادر سلہٹی، مولانا الحاج محمد لعل خاں قادری رضوی مدراسی کلکتوی، مولانا الحاج عبدالجبار قادری رضوی (ڈھاکہ) علامہ عبدالعلیم میرٹھی، مولانا احمد مختار میرٹھی، مفتی محمد شریف قادری رضوی کوٹلوی، خواجہ احمد حسین قاری رضوی امروہوی اور مفتی سرفراز احمد رضوی کانپوری سے اچھے مراسم اور روابط تھے اور یہ تمام نفوس قدسیہ آپ کے مداح اور علم کے قدرداں تھے۔

آپ نے پوری زندگی احقاق حق اور ابطال باطل میں گزاری، دین کی بے لوث خدمت کی، اپنے مرشد برحق حضرت محدث بریلوی کے مشن کی ترویج واشاعت میں انتھک کوششیں کیں، یہ عظیم المرتب داعی اہلسنت ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء داعی اجل کو لبیک کہا، آپ کا مزار اقدس بنگلہ دیش کے چاٹگام کا علاقہ ملیباری میں مرجع خلائق ہے۔

☆☆☆

سلطان الفقہاء، علامہ عبدالجبار قادری، ڈھاکہ

حضرت علامہ مولانا شاہ الحاج عبدالجبار قادری رضوی علیہ الرحمہ کی ولادت مبارکہ موجودہ بنگلہ دیش کی راجدھانی ''ڈھاکہ'' کے علمی اور متدین گھرانے میں ہوئی۔

اس وقت ڈھاکہ مسلمانوں کی کثیر آبادی والا علاقہ تھا، یہ شہر بوڑھی گنگا کے ساحل پر واقع ہے اور نہر گنگ جو پدما کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں سے تین کوس کے فاصلے پر واقع ہے، یہ شہر زمانہ

سابق میں بھی اسی نام سے مشہور تھا، مگر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کے عہد حکومت سے جہانگیر نگر کے نام سے موسوم ہوا، اس وقت سے اورنگ زیب کے اواخر دور حکومت تک یہی شہر صوبہ کا صدر مقام رہا، نواب جعفر خاں نے اپنے عہد نظامت میں جب مرشد آباد کو دارالحکومت مقرر کیا تو اس وقت سے مرشد آباد صوبہ کا صدر مقام ہوگیا، کمپنی کے حکومت کے زمانے میں بھی ضلع دار (کلکٹر) جہانگیر نگر میں رہتا تھا، یہاں سفید سوتی کپڑے مثلاً ململ، کامدانی بہترین اور نہایت باریک بنے جاتے تھے۔[۱]

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے علمائے کرام اور قابل قدر اساتذہ سے حاصل کی، تعلیمی فراغت کے بعد علم حدیث میں تخصص کرنے کا ارادہ موجزن ہوا، اس وقت متحدہ ہندوستان میں حضرت امام المحدثین علامہ شاہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ کی علمی قابلیت اور فن حدیث میں کامل دسترس کا شہرہ تھا، آپ نے اپنے والدین کریمین کی اجازت سے ڈھاکہ سے سفر شروع کیا اور پیلی بھیت طلب علم کے لئے وارد ہوئے اور مدرسۃ الحدیث میں حضرت محدث سورتی سے شرح معنی الآثار، سنن دارمی، نسائی شریف، دار قطنی اور بخاری شریف و مسلم شریف کا خصوصی طور پر درس لیا اور فن حدیث میں کمال حاصل کیا۔[۲]

حضرت علامہ الحاج شاہ عبدالجبار قادری رضوی علیہ الرحمہ جس وقت حضرت محدث سورتی کی بارگاہ عالی میں درس حدیث لے رہے تھے، تو ایام طالب علمی ہی سے استاذ محترم

[۱] عہد اسلامی کا بنگال، ص:۴۲

[۲] تذکرہ محدث سورتی، ص:۲۶۹

سے بارہا مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے اوصاف حمیدہ سنتے رہتے تھے، ایک مرتبہ آپ نے حضرت محدث سورتی کی بارگاہ میں عرض کیا، حضور جس تقدس مآب عالم دین کی تعریف وتوصیف میں ہر وقت آپ کی زبان اقدس رطب اللسان رہتی ہے، ان کی زیارت سے خادم مشرف ہونا چاہتا ہے، حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ نے فرمایا: جب میں بریلی شریف چلوں گا تو آپ کو بھی ساتھ لے چلوں گا، یہ خوشخبری سن کر آپ مچل جاتے ہیں اور اس وقت مسعود کے انتظار میں لگ جاتے ہیں، ایک جمعرات آپ حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کے ساتھ سیدی اعلیٰ حضرت کے دربار گوہر بار میں حاضر ہوئے، آپ کا علمی اور روحانی تذکرہ اپنے استاذ محترم سے سن چکے تھے، شرف قدمبوسی اور دست بوسی کے بعد حضرت مجدد اعظم سے داخل سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی التماس کرتے ہیں، سیدی اعلیٰ حضرت نے آپ کی اس درخواست کو قبول فرماتے ہوئے اپنے مریدین باصفا میں شامل فرمالیا۔

> سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ آپ کے تبحر علمی کے قدرداں تھے اور آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں شرف خلافت سے بھی سرفراز فرمایا، جیسا کہ اپنے پچاس خلفاء کی فہرست میں ۳۲/ویں نمبر پر یوں تحریر فرماتے ہیں ''جناب مولانا مولوی حاجی عبدالجبار صاحب بنگالی، عالم، مجاز طریقت''۔[۱]

آپ نے محقق لاثانی مناظر اعظم حضرت علامہ مولانا شاہ الحاج خیرالدین قادری چشتی دہلوی کلکتوی علیہ الرحمہ سے بھی علمی استفادہ کیا، حضرت علامہ کلکتوی علیہ الرحمہ جب جامع مسجد ناخدا میں درس تفسیر قرآن دیتے تھے تو آپ ایک نوٹ تیار کرتے تھے، لیکن افسوس کہ یہ علمی ذخیرہ نایاب ہے، علامہ خیرالدین کلکتوی سے آپ نے خصوصی طور پر تفسیر آلوسی اور تفسیر بیضاوی کا درس لیا، ردوہابیت میں کمال تحقیق یہیں سے حاصل ہوئی اور فن تفسیر

[۱] تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص:۱۲

میں درک حاصل کیا۔ حضرت علامہ کلکتوی علیہ الرحمہ آپ سے بے حد محبت فرمایا کرتے تھے اور آپ کی علمی قابلیت کے مداح تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے انتہا علم کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا، حج بیت اللہ کی سعادت اور زیارت روضہ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی مشرف ہوئے، حرمین شریفین میں بھی بالخصوص علما احناف سے علم حدیث کی سند حاصل کی، ان میں علامہ عبدالحق الہ آبادی مکی علیہ الرحمہ (م ۱۳۱۳ھ)[۱] کے درس میں زیادہ تر وقت گزرا اور آپ سے فقہ حنفی کی سند بھی حاصل کرنے کی سعادت ملی، یہاں آپ نے علامہ شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی مکی (م ۱۳۱۴ھ) شیخ اسد دھان مکی حنفی (م ۱۳۳۸ھ) علامہ شیخ سید اسماعیل بن خلیل مکی (م ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء) کی زیارت کی۔

---

[۱] حضرت علامہ عبدالحق الہ آبادی مکی ہندی علیہ الرحمہ (ولادت: ۱۲۵۲ھ/ ۱۸۳۶ء۔ وصال: ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء) حرم مکہ میں جماعت اہلسنت اور فقہ حنفی کے جید عالم دین اور ممتاز محدثین میں سے تھے، امام العصر شیخ محمد یوسف بن اسماعیل نبھانی علیہ الرحمہ نے آپ سے استفادہ کیا، آپ پچاس برس تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے اور وہیں وفات پائی، اس دوران آپ نے عربی زبان میں تصنیف و تالیف کے ساتھ درس و تدریس پر بھرپور توجہ دی، آپ کے لاتعداد تلامذہ حرمین شریفین میں موجود اور اکابر علما میں سے تھے، سیدی امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ (م ۱۴۳۰ھ/ ۱۹۲۱ء) جب دوسری بار حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تو شیخ الدلائل علامہ الہ آبادی علیہ الرحمہ مکہ شریف میں موجود تھے، سیدی اعلیٰ حضرت علامہ الہ آبادی سے اپنی ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"مکہ مکرمہ میں فقیر دعوتوں کے علاوہ چار جگہ ملنے کو جاتا، مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء محمد سعید بابصیل اور مولانا عبدالحق الہ آبادی اور کتب خانے میں مولانا سید اسماعیل کے پاس، رحمہم اللہ تعالیٰ۔۔۔۔۔ حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادی کو چالیس سال سے زائد مکہ مکرمہ میں گزرے تھے، کبھی شریف مکہ (گورنر) کے یہاں تشریف نہیں لے گئے، قیام گاہ فقیر پر دو بار تشریف لائے، مولانا سید اسماعیل وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے تھے کہ یہ محض خرق عادت ہے، مولانا (الہ آبادی) کا دم بسا غنیمت تھا، ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے"۔ (علمائے مکہ، ص: ۳۵، ۳۶)

حضرت علامہ مولانا عبدالجبار قادری رضوی علیہ الرحمہ اپنے معاصرین کے درمیان لائق صد ستائش تھے، علما اور مشائخ آپ کی علمی صلاحیت اور فقہی قابلیت کے معترف تھے اور علما کے مابین قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، شہزادۂ سیدی اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مفتی شاہ حامد رضا خاں قادری نوری رضوی بریلوی، عیدالاسلام علامہ مفتی شاہ عبدالسلام رضوی جبل پوری، صدرالافاضل علامہ سید نعیم الدین رضوی مرادآبادی، صدرالشریعہ علامہ مفتی امجد علی رضوی اعظمی، شیخ المنقولات علامہ سید سلیمان اشرف رضوی بہاری، خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ شاہ محمد لعل خاں قادری رضوی مدراسی کلکتوی، ملک العلماء علامہ مفتی ظفرالدین رضوی بہاری اور منبع علم و حکمت علامہ حسنین رضا خاں قادری رضوی بریلوی علیہم الرحمہ سے اچھے روابط تھے۔

تعلیمی فراغت کے بعد ڈھاکہ تشریف لے گئے اور اسلام و سنیت کو خوب خوب فروغ دیا اور اپنے مرشد برحق کے مشن کی زیادہ سے زیادہ ترویج و اشاعت میں لگ گئے۔ آپ کا وصال ڈھاکہ میں ہوا، تلاش بسیار کے باوجود تاریخ ولادت و وصال نہیں مل سکی۔

☆☆☆

بابِ ہفتم

● باب رضویات میں علمائے بنگلہ دیش کی اشاعتی خدمات

باب رضویات میں علمائے بنگلہ دیش کی اشاعتی خدمات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کی پوری زندگی دین اسلام کی خدمت، تحفظ ختم نبوت، تحفظ عظمت انبیا علیہم الصلاۃ والسلام، تحفظ عظمت صحابہ واہلِ بیت اور اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دشمنانِ دین ودشمنان خدا ورسول کے ردو ابطال میں گزری، آپ نے کثیر کتابیں تصنیف فرمائیں جن سے پوری دنیا کے علما نے استفادہ کیا۔ آپ کے معاصرین میں سے بنگلہ دیش کے علما نے بھی آپ پر اعتماد کرتے ہوئے آپ سے استناد فرمایا ہے، اس کی ایک مثال یہ ہے:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی تحقیقی تصنیف ''الحُجّة الفائحة لطيب التعين و الفاتحة'' (۱۳۰۷ھ) (دن متعین کرنے اور فاتحہ کے عمدہ ہونے پر عطر بیز حجّت) ایک استفتا کا تفصیلی جواب ہے اس میں تیجہ، دسواں، چالیسواں، چھ ماہی، برسی جو دیار ہند میں رائج ہے؛ اس کے جواز پر کثیر دلائل پیش فرمائے ہیں، یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ جدید، جلد نہم میں شامل ہے، جو ۲۳ر صفحات پر مشتمل ہے۔

اس فتویٰ کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ ان الفاظ سے شروع فرماتے ہیں:

''قول فیصل وسخن مجمل درین باب آنست کہ ایصال ثواب وہدیہ اجر باموات مسلمین باجماع کافہ اہلسنت وجماعت امریست مرغوب ودرشرع مندوب۔''

ترجمہ: اس باب میں قول فیصل اور اجماع کلام یہ ہے کہ مسلمان مُردوں کو ثواب پہنچانا اور اجر ہدیہ کرنا ایک پسندیدہ اور شریعت میں مندوب امر ہے جس پر تمام اہل سنت وجماعت کا اجماع ہے''۔[۱]

حضرت علامہ امین الحق فرہادآبادی قدس سرہ اپنی تصنیف لطیف ''شواهد

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۹، ص:۴۰۸ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

الابطالات فی تردیدمافی رافع الاشکالات'' کے ص:۲۹۶ر پر فرماتے ہیں:

''درجحت فاتحہ می گوید''۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کا مذکورہ مکمل رسالہ بعض مقامات کی کچھ سطریں چھوڑ کر نقل فرمایا ہے۔[۱]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی تحریر فرمودہ کتب اب چہار دانگِ عالم میں عام ہوتی جارہی ہیں، آپ کی کتب اردو، عربی اور ہندی، انگلش کے علاوہ دوسری زبانوں میں بھی منتقل ہوچکی ہیں۔ بنگلہ دیش کے اس سفر میں اس بات کا علم ہوا کہ آپ کی بہت سی کتابیں بنگلہ دیش کی قومی زبان ''بنگالی'' میں بھی ترجمہ کر کے ملک بھر میں عام کرنے کی کوشش عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کی ہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کا تعارف بھی مختلف زاویوں سے پیش کیا گیا۔

امام احمد رضا اور بنگالی اسلامی دائرۃ المعارف

دائرۃ المعارف (Encyclopedias): اُس قابلِ فہم خلاصہ کو کہا جاتا ہے جس میں علم کی تمام شاخوں یا کسی ایک مخصوص شاخ پر معلومات دی گئیں ہوں۔ یہ کئی موضوعات میں بٹی ہوتی ہے، جس میں ایک موضوع صرف ایک مضمون پر تفصیلی معلومات فراہم کرتا ہے۔ موضوعات کو دائرۃ المعارف میں حروفِ تہجّی کی ترتیب میں لکھا جاتا ہے۔ یہ ایک یا کئی جلدوں پر مشتمل ہوسکتی ہے، اِس کا اِنحصار اِس میں شامل معلومات پر ہے۔[۲]

بنگالی اسلامی دائرۃ المعارف یا اسلامک انسائیکلوپیڈیا آف بنگلہ دیش (انگریزی: Islamic Encyclopedia Of Bangladesh) بنگالی زبان میں بنگلہ دیشی

[۱] مزید تحقیق کے لیے ''الحُجّة الفائحة لطيب التعين و الفاتحة'' اور ''شواهد الابطالات فی تردیدمافی رافع الاشکالات'' کا مطالعہ کیجیے۔

[۲] ماخوذ از وکی پیڈیا، سوشل سائٹ

مسلمانوں سے متعلق اور اسلامی موضوعات مثلاً تاریخ اسلام پر مبنی ایک دائرۃ المعارف ہے۔اس کے ہر موضوع پر بہترین ماہرین نے تحریر کیا ہے اور یہ ۲۰ رجلدوں سے زائد پر مشتمل ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی قدس سرہ کا تذکرہ بنگالی اسلامی دائرۃ المعارف یا اسلامک انسائیکلوپیڈیا آف بنگلہ دیش (انگریزی: Islamic Encyclopedia Of Bangladesh) کی ۲۵ رویں جلد میں بنگالی زبان میں نہایت ہی تفصیل کے ساتھ شامل ہے، دراصل ماہر رضویات پروفیسر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی کا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شخصیت پر شائع شدہ اردو مقالہ ''رضا'' کا حضرت مولانا حافظ عبدالجلیل صاحب سابق ڈائرکٹر اسلامک فاؤنڈیشن، بنگلہ دیش سے بنگالی زبان میں ترجمہ کروا کر اس کو بنگالی اسلامک انسائیکلو پیڈیا آف بنگلہ دیش میں شامل کیا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن بنگلہ دیش

چند شاہین صفت افراد کی بمقام قدم مبارک شاہی جامع مسجد، مومن روڈ چاٹگام میں ایک مشاورتی نشست ہوئی۔جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی بے پناہ دینی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا اور آپ کی تعلیمات کو بنگلہ دیش کے ہر خطہ میں عام کرنے کے لیے ایک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ''اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن بنگلہ دیش'' کا قیام ۲۸ رمارچ ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ کو عمل میں آیا۔مولانا محمد بدیع العالم رضوی، مولانا محمد نظام الدین رضوی، مولانا محمد بختیار الدین، مولانا محمد ابو ناصر طیب علی، ایڈوکیٹ مصاحب الدین بختیار، پروفیسر ابو طالب بلال اور جناب محمد ارشاد خطیبی صاحبان ابتدا میں اس کے فاؤنڈر ممبرس قرار پائے۔

اس ادارے کی طرف سے رضویات پر نمایاں خدمات انجام دی جاچکی ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ رضویات پر کام کرنے والے تمام اداروں میں اس کا نام سر فہرست ہے، قیام سے لے کر اب تک اس کے زیر اہتمام ہر سال مسلسل رضویات کے تعارف میں ایک سال نامہ ''المختار'' نام سے شائع ہوتا ہے اور ہر سال ''اعلیٰ حضرت کانفرنس'' کا بھی انعقاد

نہایت ہی اعلیٰ پیمانے پر کیا جاتا ہے جس میں ملک اور بیرون ملک سے علما و محققین اور اہلِ قلم حضرات کو مدعو کیا جاتا ہے۔

بنگلہ زبان میں ترجمہ کیے گئے بعض رسائل رضویہ

یہاں پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کی ان بعض کتابوں کی فہرست پیش کی جاتی ہے جن کو بنگالی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کیا گیا ہے:

نمبر	نام کتاب	مترجم	سنِ اشاعت
۱	كنز الإيمان في ترجمة القرآن	مولانا محمد عبدالمنان صاحب	۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء
۲	كنز الإيمان في ترجمة القرآن[پارہ عم] مختصر تفسیر معرف بہ ''اشرف التفاسیر''	مولانا قاضی محمد معین الدین اشرفی	۱۹۹۲ء
۳	عرفان شریعت	حافظ مولانا محمد عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۰۷ء
۴	الدولة المكية بالمادة الغيبية	ڈاکٹر مولانا محمد یوسف جیلانی	۱۹۹۶ء
۵	أنوار الإنتباه في حل نداء يا رسول الله	//	۱۹۹۶ء
٦	جمل النور فی نهی النساء عن زيارة القبور	//	۲۰۱۰ء
۷	صلات الصفاء فی نور المصطفی	//	۲۰۱۰ء
۸	الهداية المباركة فی خلق الملٰئكة	//	۲۰۰۰ء
۹	جزي الله عدوه بابائه ختم النبوه	//	۲۰۰۲ء
۱۰	الزبدة الزكية لتحريم السجود التحية	مولانا اشرف علی القادری	۱۹۹۱ء
۱۱	حسام الحرمين على منحر الكفر و المين	مولانا عبدالکریم نعیمی قادری	۱۹۹۶ء
۱۲	نقاء السلافه فی احكام البيعة و الخلافه	مولانا محمد نظام الدین رضوی	۲۰۱۰ء
۱۳	طرد الافاعی عن حمی هادر فع الرفاعی	//	۲۰۱۰ء
۱۴	أعجب الامداد فی مكفرات حقوق العباد	//	۱۹۹۹ء

۱۵	السوء والعقاب علی المسیح الکذاب	〃	۱۹۹۹ء
۱۶	شجرۂ عالیہ قادریہ رضویہ	〃	۲۰۰۹ء
۱۷	قصیدۂ درود وسلام (سلام رضا)	〃	۲۰۱۳ء
۱۸	حقیقتِ بیعت (بیعت کے متعلق ایک فتویٰ)	〃	۱۹۹۹ء
۱۹	صلات الصفاء فی نور المصطفی	مولانا زین العابدین زبیر	۲۰۰۴ء
۲۰	قمر التمام في نفي الظل عن سيد الأكوان	〃	۲۰۰۴ء
۲۱	هدي الحيران في نفي الفيء عن سيد الأكوان	〃	۲۰۰۴ء
۲۲	تمهيد إيمان بآيات القرآن	پروفیسر لطف الرحمٰن صاحب	۱۹۹۰ء
۲۳	بدر الأنوار فی آداب الآثار	مولانا سیف الدین خالد	۱۹۹۹ء
۲۴	بركات الإمداد لاهل الإستمداد	〃	۱۹۹۹ء
۲۵	لمعة الضحى فی اعفاء اللحى	مولانا عبد المجید صاحب	۲۰۱۸ء
۲۶	تجلي اليقين بان نبينا سيد المرسلين	مولانا محمد جسیم الدین رضوی	۲۰۱۰ء
۲۷	مقال العرفاء باعزاز شرع و علما	مولانا عبد الکریم نعیمی	۱۹۹۶ء
۲۸	فضائل علم و علماء [والد ماجد اعلیٰ حضرت امام المتکلمین علامہ نقی علی خاں]	〃	۱۹۹۶ء
۲۹	شمول الإسلام لأصول الرسول الكرام	مولانا عبد الکریم نعیمی مولانا انیس الزماں	اول: ۱۴۱۰ھ دوم: ۱۴۳۸ھ
۳۰	تدبیر فلاح ونجات واصلاح	مولانا انیس الزماں	۲۰۱۲ء
۳۱	مشعلة الارشاد فی حقوق الاولاد	مولانا امین الرحمٰن	۱۹۸۹ء
۳۲	إقامة القيامة على طاعن القيام لنبي تهامة	〃	۲۰۱۲ء
۳۳	الوظيفة الكريمة	〃	۲۰۱۱ء
۳۴	اسماع الأربعين في شفاعة سيد المحبوبين	مولانا محمد سلیم الدین رضوی	۱۹۹۲ء

۳۵	الميلاد النبوية في الألفاظ الرضوية	مولانا محمد اسمٰعیل نعمانی	۲۰۰۹ء
۳۶	احکام وہابیہ (ایک فتویٰ)	〃	۲۰۰۰ء
۳۷	فتاویٰ افریقہ	〃	۲۰۰۷ء
۳۸	احکام شریعت	〃	۲۰۰۸ء
۳۹	سود ایک بدترین جرم (فتوی)	مولانا سید محمد جلال الدین ازہری	۲۰۱۰ء
۴۰	ملفوظات اعلیٰ حضرت (مرتب حضور مفتی اعظم)	مولانا مجیب الرحمٰن نظامی	۲۰۱۳ء
۴۱	أحسن الوعاء لأحكام الدعاء	محمد وحید العالم صاحب	۲۰۱۰ء
۴۲	ہجرت رسول ﷺ (از: حضور تاج الشریعہ)	مولانا محدث قاضی شاہد الرحمٰن ہاشمی	۲۰۱۸ء

تعارف امام احمد رضا پر مشتمل بنگلہ زبان میں کتابیں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ اور ان کی تحقیقات پر بے شمار کتابیں، مقالات ومضامین تحریر کیے گئے۔ بلکہ حقیقت یہ کہ اس زمانہ میں جتنی کتب امام احمد رضا اور ان کی تحقیقات کے متعلق لکھی گئیں اتنی کسی دوسرے عالم یا ان کی تحقیقات کے متعلق نہیں لکھی گئیں، اس میدان میں بنگلہ دیش کے علمائے کرام نے بھی وافر مقدار میں حصہ لیا۔ امام احمد رضا اور ان کی تحقیقات پر لکھی گئیں بہت سی کتابوں کا ''بنگالی'' زبان میں ترجمہ تحریر فرمایا اور اس سے متعلق مستقل مضامین ومقالات اور کتب تحریر فرمائیں۔ یہاں پر ایسی بعض کتب کی فہرست پیش کی جاتی ہے جو رضویات پر یا تو بنگالی زبان میں لکھی گئیں یا کسی دوسری زبان میں لکھی گئیں اور ان کا بنگالی زبان میں ترجمہ کیا گیا:

نمبر	نام کتاب [مصنف]	مترجم/مصنف	سن اشاعت
۱	امام احمد رضا علمائے دیوبند کی نظر میں [سید صابر حسین شاہ بخاری]	مولانا محمد عبد المنان صاحب	۲۰۰۱ء
۲	اندھیرے سے اجالے کی طرف [علامہ عبد الحکیم شرف قادری]	〃	۲۰۰۱ء

۳	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی فقہی خدمات	مفتی سید محمد وصی الرحمٰن	
۴	علم حدیث میں امام احمد رضا کی خدمات	علامہ محدث حافظ محمد سلیمان انصاری	
۵	الإمام الأكبر الإمام أحمد رضا (عربی مقالہ)	علامہ مفتی قاضی محمد عبد الواجد	
٦	اسلامی تعلیم وثقافت وادب میں امام احمد رضا کا کردار (مقالہ)	پروفیسر ڈاکٹر عبد الودود صاحب جگن ناتھ یونیورسٹی ڈھاکہ	۲۰۰۷ء
۷	امام احمد رضا کے اقتصادی نظریات (مقالہ)	پروفیسر ڈاکٹر عبد المنان چودھری، چاٹگام یونیورسٹی	۲۰۰۷ء
۸	اعلیٰ حضرت ایک عبقری شخصیت (مقالہ)	پروفیسر ڈاکٹر عبد اللہ المعروف ڈھاکہ یونیورسٹی	۲۰۰۱ء
۹	اعلیٰ حضرت کی فقہی خدمات (مقالہ)	پروفیسر ڈاکٹر جعفر اللہ، چاٹگام یونیورسٹی	۲۰۱۶ء
۱۰	امام احمد رضا کے کارنامے (مقالہ)	پروفیسر ڈاکٹر رضاء الکریم، کوسٹیہ اسلامک یونیورسٹی	۲۰۱۷ء
۱۱	قرآن سائنس اور امام احمد رضا [پروفیسر مجید اللہ قادری]	مولانا محمد نظام الدین رضوی	۲۰۰۲ء
۱۲	امام احمد رضا اور فلسفۂ تصوف	//	۲۰۱۲ء
۱۳	امام احمد رضا کے تجدیدی کارنامے	//	۲۰۱۰ء
۱۴	امام احمد رضا بریلوی حیات اور کارنامے	//	۱۹۹۸ء
۱۵	فتاویٰ رضویہ کا موضوعاتی جائزہ [پروفیسر مجید اللہ قادری]	//	۲۰۰۰ء
۱٦	تاج الشریعہ: ایک ہمہ جہت شخصیت	//	۲۰۱۸ء

۱۷	إمام أحمد رضا القادری وجهوده في مجال العقيدة الإسلامية في شبه القارة الهندية [ایم فل مقالہ عربی، قاہرہ یونیورسٹی، مصر]	مولانا سید محمد جلال الدین الازہری چاٹگام	
۱۸	امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری [پی، ایچ، ڈی مقالہ بزبانِ بنگلہ، ڈھاکہ یونیورسٹی، بنگلہ دیش]	مولانا ڈاکٹر محمد ناصر الدین نعیمی	
۱۹	اعلیٰ حضرت کے سیاسی واقتصادی نظریات	ایڈوکیٹ مصاحب الدین بختیار	۲۰۰۱ء
۲۰	منتخب کلام رضا [بنگالی نظم]	حافظ انیس الزماں	۲۰۰۱ء
۲۱	دس نکاتی پروگرام پر تبصرہ	مولانا امداد الحق	۲۰۱۴ء
۲۲	مشائخ قادریہ ایک مختصر تعارف	مولانا محمد امین الرحمٰن	۲۰۱۲ء
۲۳	حضور مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفا	//	۲۰۱۷ء
۲۴	امام احمد رضا کا مختصر تعارف	سید ارشاد احمد بخاری	۱۹۹۷ء
۲۵	امام احمد رضا اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت [سید وجاہت رسول قادری]	مولانا بدیع العالم رضوی	۲۰۰۲ء
۲٦	کنز الایمان کی عرب دنیا میں پذیرائی [سید وجاہت رسول قادری]	//	۲۰۰۲ء
۲۷	امام احمد رضا اور جامعۃ الازہر [سید وجاہت رسول قادری]	//	۲۰۰۲ء
۲۸	اعلیٰ حضرت کا نظریۂ تعلیم	//	۱۹۹۷ء
۲۹	اعلیٰ حضرت کا علمی نظم	//	۱۹۹٦ء
۳۰	اعلیٰ حضرت حیات وخدمات	//	۱۹۹۸ء
۳۱	اعلیٰ حضرت ایک عبقری شخصیت	//	۱۹۹۹ء
۳۲	مقالات رضوی (باب رضویات پر مقالات کا مجموعہ)	//	۲۰۱۸ء
۳۳	گناہ بے گناہی [پروفیسر مسعود احمد مجددی]	مولانا قاضی سیف الدین	۱۹۹۷ء
۳۴	امام احمد رضا ایک ہمہ گیر شخصیت [کوثر نیازی]	مولانا عبد المجید	۲۰۱۴ء

۳۵	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حیات وکرامات	مولانا شمس العالم نعیمی	۲۰۱۲ء
۳۶	بچوں کے اعلیٰ حضرت	مولانا محب اللہ صدیقی	۲۰۱۷ء
۳۷	اعلیٰ حضرت ایک عبقری شخصیت	مولانا محمد اسماعیل رضوی	۱۹۹۳ء
۳۸	المختار [سال نامہ، اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن بنگلہ دیش کی جانب سے ۱۹۹۹ء سے مسلسل اب تک]	مدیران: مولانا بدیع العالم رضوی، مولانا ابو ناصر طیب علی، مولانا محمد نظام الدین رضوی	۱۹۹۹ء سے اب تک جاری
۳۹	شورونیکا [بنگلہ زبان میں ''تذکار، سال نامہ] اعلیٰ حضرت کانفرنس ڈھاکہ ۱۹۹۴ء سے تقریباً ۲۰۰۹ء تک	مدیر اعلیٰ حافظ مولانا محمد عبد الجلیل رحمۃ اللہ علیہ	از ۱۹۹۴ء تا ۲۰۰۹ء جاری رہا

☆☆☆☆

☆☆

بابِ ہشتم

● بنگلہ دیش کے مستفتین علما و مشائخ

بنگلہ دیش کے مستفتیین

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ سے بنگلہ دیش کے مختلف علاقوں سے فتاویٰ حاصل کرنے والے علما و مشائخ اور عوام و طلبہ کی ایک طویل فہرست ہے، تقریب کے لیے اس اجمال کی کچھ تفصیل اس اعتبار سے پیش کی جاتی ہے کہ کس شہر سے کتنے مستفتیین نے سوالات ارسال کیے:

مقام	تعداد
ڈھاکہ	۱۲
چاٹگام	۲۰
سلہٹ	۲۰
میمن سنگھ	۱۶
نواکھالی	۲۰
پابنہ، سراج گنج	۸
کمرلہ	۱۲
جسر، نصیر آباد	۷
فرید پور	۸
رنگ پور	۸
بریسال	۴
مختلف مقامات	۱۰
مختلف جگہوں پر قیام پذیر	۲۹

اس تعداد میں بہت سے ان مستفتیین کو شامل نہیں کیا گیا ہے، جنھوں نے کسی دوسرے شہر سے حصول تعلیم کے دوران استفتا کیا ہے، اگر ان تمام کو شامل کر لیا جائے تو مستفتیین کی یہ تعداد دو سو سے تجاوز کر جائے گی۔

فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں ان لوگوں کی تفصیل پیش کی جاتی ہے کہ جنھوں نے بنگلہ دیش کے مختلف مقامات سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی بارگاہ سے فتاویٰ حاصل کیے:

چاٹگام کے مستفتیین

(۱) سید محمد مفیض الرحمٰن صاحب، مدرسہ عزیزیہ، ڈاک خانہ راموچکما کول، ضلع چاٹگام، بنگلہ دیش نے ۹/جمادی الاخریٰ ۱۳۲۶ھ کو ایک استفتا پانی کی طہارت و عدم طہارت سے متعلق ارسال کیا۔[۱]

(۲) سید محمد مفیض الرحمٰن صاحب، مدرسہ عزیزیہ، ڈاک خانہ راموچکما کول، ضلع چاٹگام، بنگلہ دیش نے ہی ۱۰/جمادی الاخریٰ ۱۳۲۶ھ کو ایک سوال ارسال کیا کہ درود شریف بالجہر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟[۲]

(۳) ۱۴/شوال ۱۳۲۱ھ کو "مولوی اسمٰعیل صاحب" موضع پھمرا، تھانہ راؤ جان، ضلع چاٹگام، بنگلہ دیش نے ارسال فرمایا، یہ استفتا حالت نماز میں چادر اوڑھنے سے متعلق زبان فارسی میں ہے، جس کا جواب بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے فارسی زبان میں ہی تحریر فرمایا ہے۔[۳]

(۴) ۸/جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ کو "محمد حبیب اللہ صاحب" ڈاک خانہ جلدی، ضلع

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۴، ص:۳۲۸/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۶، ص:۲۳۴/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۷، ص:۳۵۵/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

چاٹگام، بنگلہ دیش نے اس متعلق استفسار فرمایا ہے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز تہجد میں اتنا طویل قیام فرماتے کہ ''پاؤں مبارک متورم ہو جاتے اور پھٹ جاتے'' یہ قول قابل اعتبار ہے یا نہیں، یہ استفتا اور جواب استفتا دونوں فارسی زبان میں ہیں، جس سے غالب گمان یہی کہ مستفتی عالم دین تھے۔[۱]

(۵) ۱۴/شوال ۱۳۲۱ھ کو ''مولوی مہدی صاحب'' موضع پھمرا، تھانہ راؤجان، ضلع چاٹگام بنگلہ دیش نے کیا، یہ بھی فارسی زبان میں ہے اور سوال رمضان المبارک میں وتر کی جماعت کے متعلق ہے کہ جماعت میں شرکت نہ کرنے کا کیا حکم ہے؟[۲]

(۶) ۱۳/شوال ۱۳۳۰ھ کو منشی محمد اسمٰعیل موضع چرباکلیہ کان روشن علی مستری، چاٹگام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کے متعلق سوال کیا۔[۳]

(۷) ۲۵/جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ کو مولوی علیم الدین صاحب چاٹگامی نے رامپور افغاناں فرنگی محل بزریہ ملا ظریف سے نکاح سے متعلق سوال کیا ہے۔[۴]

(۸) ۳/رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ کو مولوی عبدالحمید صاحب، کاکس بازار، شہر چاٹگام ملک بنگالہ سے فارسی زبان میں نکاح کے متعلق استفتا فرمایا۔[۵]

(۹) سید محمد مفیض الرحمٰن صاحب، مدرسہ عزیزیہ، ڈاک خانہ راموچکما کول، ضلع چاٹگام، بنگلہ دیش نے ہی ۱۰/جمادی الاخری ۱۳۳۶ھ کو وقوع طلاق کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۶]

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۷، ص:۴۱۹/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۷، ص:۴۸۳/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۹، ص:۱۴۳/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۱، ص:۱۵۴/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۱، ص:۳۵۱/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۲، ص:۳۸۶/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۱۰) مولوی جمال الدین صاحب، جونیر مدرسہ قادریہ، ڈاک خانہ سنواہ، ضلع چاٹگام نے ۷/رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ کو فارسی زبان میں طلاق کے متعلق استفتا فرمایا۔[۱]

(۱۱) شیخ اصغر علی، محلہ قطب دیا، چاٹگام، نے ۲۹/جمادی الاولیٰ ۱۳۱۱ھ نے فارسی زبان میں کنواری لڑکی کے بچہ کے متعلق سوال کیا۔[۲]

(۱۲) وحید اللہ صاحب، مدرسہ عالیہ اسلامیہ، کالاپل، فقیرہاٹ، پوسٹ کانت، چاٹگام نے فارسی زبان میں ایک استفتا ۲۶/ربیع الاول ۱۳۳۶ھ کو ارسال کیا جو ۲/سوالات پر مشتمل ہے، پہلا سوال عالم دین کی توہین اور دوسرا سوال نماز سے متعلق ہے۔[۳]

(۱۳) یہ استفتا ولی محمد صاحب، کٹک محلہ بخشی بازار نے ۹/ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ کو ''مولوی اجابت اللہ'' بنگالی چاٹگامی جس نے سجدۂ تحیت کے جواز پر ایک رسالہ تحریر کیا اس کے متعلق حکم شرع معلوم کرنے کے لیے ارسال کیا۔[۴]

(۱۴) مولوی اسمٰعیل صاحب، موضع پھمرا، تھانہ راؤجان، ضلع چاٹگام، بنگلہ دیش نے ۱۴/شوال ۱۳۲۱ھ کو وراثت وغصب کے متعلق ایک استفتا فارسی زبان میں ارسال کیا۔[۵]

(۱۵) مولوی عبدالجلیل صاحب، موضع ادھونگر، شہر اسلام آباد چاٹگام، بنگلہ دیش نے ۷/ربیع الآخر ۱۳۲۱ھ فارسی میں ایک استفتا قربانی کے متعلق بھیجا۔[۶]

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۲، ص:۴۵۸/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۳، ص:۳۵۲/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۳، ص:۶۵۳/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۴، ص:۳۶۳/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۹، ص:۶۷۴/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۰، ص:۳۶۰/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۱۶) ۲۳؍ربیع الآخر ۱۳۲۳ھ کو ایک استفتا جناب نظام الدین صاحب، موضع قلاد جان، ضلع چاٹگام، بنگلہ دیش نے ایک استفتا فارسی زبان میں کیا۔[۱]

(۱۷) سید محمد مفیض الرحمٰن صاحب، مدرسہ عزیزیہ، ڈاک خانہ راموچکما کول، ضلع چاٹگام، بنگلہ دیش نے ہی ۹؍جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ کو ایک استفتا کیا کہ قرآن کریم کو بعد تلاوت بہ نیت تعظیم ماتھے پر رکھنا کیسا ہے؟[۲]

(۱۸) ایک سوال جناب مولوی قدرت اللہ صاحب، موضع نیا گاؤں، چاٹگام، بنگلہ دیش نے سودی کاروبار کے ذریعہ جمع شدہ مال سے متعلق فارسی میں پوچھا۔[۳]

(۱۹) ۹؍جمادی الآخرہ ۱۳۳۶ھ کو ایک استفتا ڈاک خانہ راموچکما کول، ضلع چاٹگام بنگلہ دیش سے اردو زبان میں بھیجا گیا، جس میں سائل کا نام درج نہیں ہے، یہ استفتا قسم کے متعلق ہے۔[۴]

(۲۰) جناب مولوی قدرت اللہ صاحب، موضع نیا پارہ، چاٹگام، بنگلہ دیش نے ہی آخر ربیع الاول ۱۳۲۱ھ میں ایک سوال فارسی زبان میں ترکہ اور تقسیم وراثت سے متعلق معلوم کیا۔[۵]

ڈھاکہ کے مستفتیین

(۱) بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ سے ۱۶؍ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ کو طالب علم کے لیے نماز باجماعت کی شرکت کے متعلق سوال کیا گیا ہے۔[۶]

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۱، ص:۱۳۵/ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۲، ص:۵۶۲/ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۵۵۰/ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۵۷۹/ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۶، ص:۲۱۷/ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۷، ص:۳۹۹/ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۲) نواب عبدالواحد صاحب، چیتارچر، ضلع ڈھاکہ، بنگلہ دیش نے ۱۰؍جمادی الاخریٰ ۱۳۲۰ھ کو نماز کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۱]

(۳) مولوی خواجہ شمس الدین محمد فریدی، موضع بیرا، ڈاک خانہ سٹراگنج، ضلع ڈھاکہ نے ۱۰؍جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ کو مسجد سے متعلق ایک استفتا ارسال فرمایا۔[۲]

(۴) ۱۲؍محرم الحرام ۱۳۲۳ھ کو محمد نیاز احمد، قصبہ نیلوکھیا، ڈاک خانہ بلابو، ضلع ڈھاکہ نے گاؤں میں اقامت جمعہ سے متعلق سوال کیا۔[۳]

(۵) حافظ مخلص الرحمٰن، مدرسہ حافظ پور، ڈاک خانہ نہروی، ضلع ڈھاکہ نے بھی گاؤں میں اقامت جمعہ سے متعلق استفتا ارسال کیا۔[۴]

(۶) موضع قاضیہ گاؤں، ڈاک خانہ بدیعار بازار، ضلع ڈھاکہ، بنگلہ دیش سے ایک استفتا دو سوالات عیدگاہ اور نماز عید کے بعد مصافحہ و معانقہ کے متعلق بھیجا گیا۔[۵]

(۷) محمد زینت علی صاحب، موضع بیرکاندب، ڈاک خانہ امیرآباد، ضلع ڈھاکہ، بنگلہ دیش نے ایک استفتا ۱۰؍شوال المکرم ۱۳۲۵ھ کو حرمت مصاہرت کے متعلق بھیجا جب کہ یہی استفتا اس سے قبل ۲؍شوال المکرم ۱۳۱۵ھ کو سید محمد عبدالسبحان صاحب حنفی، محلہ محلّی پور، بہار بھی ارسال کر چکے تھے اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ایک رسالہ ''ھبۃ النساء فی تحقق المصاھرۃ بالزنا'' (۱۳۱۵ھ) (زنا سے حرمت مصاہرہ کے ثبوت میں تحقیق جلیل) تحریر فرمایا۔[۶]

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۷، ص:۱۲۷/ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۸۶/ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۳۶۵/ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۴۵۲/ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۵۷۵/ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۱، ص:۳۵۳/ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۸) ۱۳؍شوال المکرم ۱۳۳۷ھ کو عبدالکریم میاں، ڈھاکہ، بنگلہ دیش نے حکم طلاق کے متعلق ایک استفتا بھیجا۔[۱]

(۹) جناب مجیب الدین، ساکن امسچور، پوسٹ تو پیری بازی، ضلع ڈھاکہ نے ۶؍صفر المظفر ۱۳۳۵ھ کو ایک استفتا مذہب اور فقہ کے متعلق ارسال کیا۔[۲]

(۱۰) برکات احمد سوداگر، کوٹھی نمبر ۱۱، محلہ مولوی بازار، ڈھاکہ نے یکم ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ کو پختہ مسجد بنانے اور اس کے چندہ کے حکم کے متعلق استفسار کیا۔[۳]

(۱۱) محمد علی اکبر، کوڑا سال سویم، ڈھاکہ نے ۱۴؍جمادی الاول ۱۳۳۳ھ کو سوکھی مچھلی کھانے کا حکم شرعی دریافت کیا۔[۴]

(۱۲) مولوی سید عبدالرؤف صاحب، ڈھاکہ نے ۱۰؍شوال المعظم ۱۳۱۴ھ کو جب وہ کلکتہ مدرسہ عالیہ میں زیر تعلیم تھے ایک استفتا ترکہ و وراثت سے متعلق ارسال فرمایا۔[۵]

سلہٹ کے مستفتیین

(۱) جناب سورج میاں صاحب، موضع پیام، ضلع سلہٹ، بنگلہ دیش نے ۱۳؍شعبان المعظم ۱۳۱۷ھ کو مولوی سلطان الدین صاحب کی معرفت ایک استفتا امام کے متعلق ارسال کیا۔[۶]

(۲) مولوی سید حبیب الرحمٰن سلہٹی نے مراد آباد کے مدرسہ امدادیہ سے ۱۱؍جمادی الاولیٰ ۱۳۱۳ھ کو ایک استفتا جماعت ثانی کے متعلق ارسال فرمایا، اس کے جواب میں اعلیٰ

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۲، ص: ۳۹۲؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۴، ص: ۶۲۲؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۶، ص: ۴۲۵؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۰، ص: ۳۳۳؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۶، ص: ۱۰۵؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۶، ص: ۴۹۰؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ایک رسالہ ”القطوف الدانیة لمن أحسن الجماعة الثانیة“ (۱۳۱۳ھ) (جماعت ثانیہ کو مستحسن قرار دینے والے کے لیے جھکے ہوئے گوشے) جماعت ثانیہ کے ثبوت میں تحریر فرمایا۔[۱]

(۳) عبدالغنی صاحب، موضع پھول ٹولی، ڈاک خانہ کمال گنج، ضلع سلہٹ، بنگالہ نے ۲۰؍شوال المکرم ۱۳۱۷ھ کو کفّارہ سے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۲]

(۴) مولوی ممتاز الدین صاحب، موضع شاکو چیل، ڈاک خانہ جگیش پور، ضلع سلہٹ، بنگلہ دیش نے ۱۱؍ذی الحجہ ۱۳۲۰ھ کو اذان ثانی کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ایک رسالہ ”أوفی اللمعة فی أذان یوم الجمعة“ (۱۳۲۰ھ) (اذان جمعہ کے بارے میں کامل رہنمائی) تحریر فرمایا۔[۳]

(۵) ۲۸؍شوال المکرم ۱۳۳۷ھ کو سلہٹ، بنگلہ دیش سے ایک استفتا جمعہ و عیدین میں ایجاد کردہ ایک بدعت کے متعلق ارسال کیا گیا، اس میں مستفتی کا نام و تفصیل درج نہیں ہے۔[۴]

(۶) بنگلہ دیش، ضلع سلہٹ، موضع قاسم نگر سے مولوی محمد اکرم صاحب نے یکم ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ کو ایک استفتا بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھنے اور نہ پڑھنے کے حکم کو دریافت کرنے کے لیے ارسال فرمایا۔[۵]

(۷) حافظ عبدالحمید صاحب، گھوڑمرا، ڈاک خانہ آدم پور، ضلع سلہٹ، بنگلہ دیش نے

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۷، ص: ۱۱۳؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۸، ص: ۱۶۴؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۸، ص: ۴۹۶؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۸، ص: ۵۸۴؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۹، ص: ۱۶۱؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

نمازجنازہ کی ولایت کے متعلق فارسی زبان میں ارسال کیا۔[۱]

(۸)مولانا انوارالدین صاحب، موضع شوبید پور، ضلع سلہٹ، بنگلہ دیش نے ۲۴/شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ کوتبدیلی وقف کے متعلق ایک استفتاارسال فرمایا۔[۲]

(۹)مولانا انوارالدین صاحب، موضع شوبید پور، ضلع سلہٹ، بنگلہ دیش نے ہی ۳/ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ کوکفارہ کے متعلق ایک استفتاارسال فرمایا۔[۳]

(۱۰)ناران گولہ، پرگنہ بیجواڑہ، ضلع سلہٹ، بنگلہ دیش سے ۱۳۲۰ھ کوایک استفتا جو زکوۃ سے متعلق ہے، اس کوارسال کیا گیا، اس استفتا میں مستفتی کا نام مذکورنہیں ہے۔[۴]

(۱۱)مولوی عبدالغنی صاحب، موضع پھول ٹولی، ڈاک خانہ کمال گنج، ضلع سلہٹ، بنگلہ دیش نے ۱۹/شوال المکرم ۱۳۱۷ھ کوایک استفتا نکاح کے متعلق جو ۴/سوالات پر مشتمل ہے ارسال فرمایا۔[۵]

(۱۲)مولوی عبدالحکیم صاحب، موضع نارائن پور، ڈاک خانہ ایٹ کھولا، ضلع سلہٹ، بنگلہ دیش نے عرفہ کے روز ۱۳۲۰ھ کوطلاق کے متعلق دوسوالات پر مشتمل ایک استفتاارسال فرمایا۔[۶]

(۱۳)مولوی عبدالغنی صاحب، موضع پھول ٹولی، ڈاک خانہ کمال گنج، ضلع سلہٹ، بنگلہ دیش نے ۶/رجب ۱۳۱۷ھ کوطلاق کے بارے میں ایک استفتاارسال کیا۔[۷]

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۹، ص:۱۷۶/مطبوعہ رضافاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۹، ص:۴۰۸/مطبوعہ رضافاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۹، ص:۶۴۳/مطبوعہ رضافاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۰، ص:۱۵۴/مطبوعہ رضافاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۱، ص:۴۱۳/مطبوعہ رضافاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۲، ص:۱۲۵/مطبوعہ رضافاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۷] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۲، ص:۶۳۷/مطبوعہ رضافاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۱۴)مولوی عبدالغنی صاحب، موضع پھول ٹولی، ڈاک خانہ کمال گنج، ضلع سلہٹ، بنگلہ دیش نے ہی ۲۲/ذی قعدہ ۱۳۱۷ھ کوپھرایک استفتا طلاق کے متعلق ارسال فرمایا۔[۱]

(۱۵)مولوی عبدالحکیم صاحب، موضع نارائن پور، ڈاک خانہ ایٹ کھولا، ضلع سلہٹ، بنگلہ دیش نے ۲۱/شعبان المعظم ۱۳۲۰ھ کوطلاق کے متعلق ایک استفتاارسال فرمایا۔[۲]

(۱۶)مولوی عبدالغنی صاحب، موضع پھول ٹولی، ڈاک خانہ کمال گنج، ضلع سلہٹ، بنگلہ دیش نے ہی ۱۹/شوال ۱۳۱۷ھ کوعدت طلاق کے متعلق استفتا کیا۔[۳]

(۱۷)۱۵/ربیع الاول شریف کوساجد علی شاذلی سلہٹی نے ضلع تیرپورہ سے ایک استفتا نذر کے متعلق ارسال کیا۔[۴]

(۱۸)موضع قاسم نگر، ضلع سلہٹ، بنگلہ دیش سے مولوی اکرم صاحب نے یکم ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ کو ۲/سوالات سوداور بے نمازی کے حکم دریافت کرنے کے لیے استفتا کی شکل میں ارسال کیے۔[۵]

(۱۹)موضع قاسم نگر، ضلع سلہٹ، بنگلہ دیش سے مولوی اکرم صاحب کا یکم ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ میں ہی ارسال کردہ ایک استفتا ہے، جوسودخور کے مال سے بنائی گئی مسجد وغیرہ کے حکم کودریافت کرنے کے لیے ارسال کیا گیا ہے۔[۶]

(۲۰)غلام محی الدین عرف محمد سلطان الدین حنفی قادری برکاتی سلہٹی، علیہ الرحمہ نے ان سوالات ومفاوضات اورکارڈوں کی اشاعت فرمائی تھی جن کواعلیٰ حضرت امام احمد رضا

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۲، ص:۶۳۹/مطبوعہ رضافاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۲، ص:۶۴۶/مطبوعہ رضافاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۳، ص:۳۰۵/مطبوعہ رضافاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۳، ص:۵۸۲/مطبوعہ رضافاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۱، ص:۶۳۴/مطبوعہ رضافاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۵۴۱/مطبوعہ رضافاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

خاں قادری قدس سرہ نے دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کے پاس اس وقت ارسال فرمایا تھا جب انھوں نے کوّے کو حلال وطیب اور اس کا کھانا جائز قرار دیا تھا۔ اسی مجموعہ کا نام دفع زاغ زلیغ (کوے کی کجی کو دور کرنا) ملقب بہ لقب تاریخی "رامی زاغیان" (۱۳۲۰ھ) ہے۔[۱]

میمن سنگھ کے مستفتیین

(۱) جناب عبدالحکیم صاحب، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش، نے ۲۸ر جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ کو ایک استفتا کتاب الصلاۃ سے متعلق ارسال کیا۔[۲]

(۲) جناب میاں عبدالجلیل صاحب، قصبہ گوری پور، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش نے ۱۸ر ذی القعدہ ۱۳۱۱ھ کو مسجد سے متعلق استفسار کے لیے ایک استفتا ارسال کیا۔[۳]

(۳) ربیع الاول ۱۳۲۰ھ کے اوائل میں جناب منشی آدم صاحب، موضع مرز پور، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش نے عربی زبان میں ایک استفتا نماز جمعہ اور ظہر سے متعلق ارسال فرمایا۔[۴]

(۴) منشی طالب حسین خاں، ڈاک خانہ لکھی گنج، قصبہ بنیازان، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش نے ۲۳ر صفر المظفر ۱۳۲۲ھ کو ایک استفتا تکرار نماز جمعہ سے متعلق ارسال فرمایا۔[۵]

(۵) ۱۰ر محرم الحرام ۱۳۲۹ھ کو جناب معظم علی صاحب، عیش آرا، پوسٹ کالوہاختدہ کار، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش نے گاؤں میں نماز جمعہ سے متعلق استفتا ارسال کیا۔[۶]

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۷، ص:۶۲۱ر مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۷، ص:۳۵۶ر مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۷۷ر مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۲۵۴ر مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۳۶۱ر مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۴۵۶ر مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۶) جناب عبدالحکیم صاحب، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش نے ۲۸ر جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ کو نماز عید کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۱]

(۷) محمد عبدالحافظ صاحب، مدرس اول مدرسہ اسلامیہ، تاراکاندی، پوسٹ پاکندیہ، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش نے ایک استفتا فارسی زبان میں نماز عید کے بعد دعا کے حکم کے متعلق ارسال فرمایا۔[۲]

(۸) ربیع الاول ۱۳۲۰ھ کے اوائل میں جناب منشی آدم صاحب، موضع مرز پور، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش نے ایک سوال عربی زبان میں کافر کے مرنے کے بعد اس کے یہاں کی ضیافت کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۳]

(۹) جناب معین الدین احمد، ساکن جِیگاتلہ، پوسٹ نیکلا، میمن سنگھ، بنگلہ دیش نے ۲۷ر ربیع الاول ۱۳۳۴ھ کو توہین علما کے متعلق استفسار کرتے ہوئے ایک استفتا ارسال کیا۔[۴]

(۱۰) محمد زینت اللہ، موضع کروا، ڈاک خانہ پائنکڑا، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش نے قرآن شریف اور مولود مبارک کے بعد علما کو پیسے دینے کا حکم معلوم کرنے کے لیے ایک استفتا ارسال کیا۔[۵]

(۱۱) ۲۶ر جمادی الاول ۱۳۱۹ھ کو جناب میاں جان، سرکار، قصبہ کھولا، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش نے قربانی کے جانور کے گوشت کے متعلق حکم دریافت کرنے کے لیے ایک استفتا ارسال کیا۔[۶]

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۵۷۰ر مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۵۸۴ر مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۹، ص:۶۴۶ر مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۴، ص:۶۰۵ر مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۹، ص:۴۸۶ر مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۰، ص:۴۴۴ر مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۱۲) جناب محمد عبدالحافظ صاحب، مدرس مدرسہ یا کدسر، پوسٹ لکھیا، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش نے ایک استفتا چرم قربانی کے مصرف کے متعلق ارسال کیا۔[۱]

(۱۳) ۴/رجمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ کو ایک استفتا جناب محمد زاہد بخش صاحب، موضع فرید پور، خاک خانہ ڈام اکانڈہ، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش نے سجدہ کروانے والے ایک خرافاتی پیر کے متعلق ارسال کیا۔[۲]

(۱۴) جناب عبداللطیف صاحب، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش نے ۱۹/رجب ۱۳۲۰ھ کو ایک استفتا لڑکی کے استاذ کو دولھا یا اس کے والد سے شادی کے وقت روپیہ دلوانے کے حکم سے متعلق ارسال کیا۔[۳]

(۱۵) جناب معین الدین احمد، ڈاک خانہ بنگلا، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش نے ۲۷/ربیع الاول شریف ۱۳۳۴ھ بروز چہار شنبہ کو بغیر علم فتویٰ دینے کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۴]

(۱۶) جناب مولوی سعید الرحمٰن صاحب، موضع گھاگرہ، ڈاک خانہ پائیکوڑہ، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش نے ۲۹/رمضان ۱۳۳۹ھ کو جاہلوں کے حاکم اور ان کے فیصلے وغیرہ کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۵]

نواکھالی کے مستفتیین

(۱) مولوی عباس علی عرف مولوی عبدالسلام صاحب، مقام ہتیا، ضلع نواکھالی، بنگلہ

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۰، ص:۴۸۰/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۲، ص:۴۰۷/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۵۴۵/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۶۹۱/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۴۱۷/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

دیش نے ۲۰/ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ کو ایک استفتا حالت جنابت میں کھانا کھانے کے متلق حکم دریافت کرنے کے لیے ارسال فرمایا۔[۱]

(۲) محمد ابراہیم صاحب، موضع ودالیا، ڈاک خانہ چندرا گنج، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش نے ۶/شوال ۱۳۲۲ھ کو نماز کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۲]

(۳) جناب مولوی عبدالکریم صاحب، جونیر مدرسہ، موضع شرشدی، ڈاک خانہ رفیسنی، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش نے ۲۶/جمادی الاخریٰ ۱۳۳۸ھ کو ایک استفتا بے نمازی کی نماز جنازہ کا حکم دریافت کرنے کے لیے ارسال کیا۔[۳]

(۴) سید حمید الدین صاحب، موضع شرشدی، ڈاک خانہ رفیسنی، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش نے ۹/شعبان ۱۳۳۸ھ کو کسی بزرگ کی قبر پر چھپر ڈالنے سے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۴]

(۵) پوسٹ فراش گنج، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش سے ۱۰/جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ کو ایک استفتا تلاوت قرآن پر اجرت لینے اور اجرت دینے کے حکم کو دریافت کرنے کے لیے ارسال کیا۔[۵]

(۶) مولوی عبدالحمید صاحب شنوپوری، ڈاک خانہ بیگم گنج، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش نے ۱۶/محرم الحرام ۱۳۲۱ھ کو ایک استفتا طلاق کے متعلق ارسال کیا۔[۶]

(۷) مولوی عبدالحمید صاحب شنوپوری، ڈاک خانہ بیگم گنج، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱، ص:۷۹۰/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۱۵۴/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۹، ص:۱۵۸/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۹، ص:۴۲۰/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۹، ص:۶۴۳/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۳، ص:۱۳۶/مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

نے ہی ۶ رمحرم الحرام ۱۳۲۲ھ کو بھی ایک استفتا ارسال کیا جو تعلیق طلاق سے متعلق تھا اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ایک رسالہ ''اکد التحقیق بباب التعلیق'' (۱۳۲۲ھ) (باب تعلیق کے متعلق تحقیق انیق) تحریر فرمایا۔[۱]

(۸) مولوی عباس علی عرف مولوی عبدالسلام صاحب، ہتھیا، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش نے ۲۱ رذی الحجہ ۱۳۱۵ھ کو ایک استفتا تعلیق طلاق کے متعلق ارسال کیا۔[۲]

(۹) فضل الرحمٰن، محلہ رامپور، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش نے ۶ رشوال ۱۳۲۵ھ کو ایک استفتا تعلیق طلاق کے متعلق ارسال کیا۔[۳]

(۱۰) مولوی عباس علی عرف مولوی عبدالسلام صاحب، ہتھیا، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش نے ۲۱ رذی الحجۃ الحرام ۱۳۱۵ھ کو ایک استفتا مسجد کی چیزیں فروخت کرنے کا حکم دریافت کرنے کے لیے ارسال کیا، اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ایک رسالہ ''التحریر الجید فی حق المسجد'' (۱۳۱۵ھ) (مسجد کے حق میں عمدہ تحریر) تحریر فرمایا۔[۴]

(۱۱) مولوی عبدالعلی صاحب، ڈاک خانہ قاضی ہاٹ متصل بختیار منشی کے بازار، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش نے ۱۳ رجمادی الآخر ۱۳۲۲ھ کو ایک استفتا مسجد کے متعلق ارسال کیا۔[۵]

(۱۲) مولوی عباس علی عرف مولوی عبدالسلام صاحب، ہتھیا، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش نے ۲۰ رذی الحجہ ۱۳۱۵ھ کو ایک استفتا بیع سے متعلق ارسال کیا۔[۶]

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۳، ص: ۱۵۵، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۳، ص: ۲۰۸، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۳، ص: ۲۲۳، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۶، ص: ۲۶۱، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۶، ص: ۲۹۵، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۷، ص: ۶۱۵، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۱۳) جناب محمد حسن صاحب، موضع سندیپ، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش نے تعلیم قرآن، اذان وامامت وغیرہ سے متعلق ایک استفتا فارسی زبان میں ارسال کیا۔[۱]

(۱۴) جناب فضل حق صاحب، ڈاک خانہ رائے پور، نواکھالی، بنگلہ دیش نے ۱۹ رمحرم الحرام ۱۳۳۲ھ کو ایک استفتا، استجار علی الطاعات کے متعلق ارسال فرمایا۔[۲]

(۱۵) ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش سے ایک استفتا گھوڑے کے گوشت کا حکم دریافت کرنے کے لیے بھیجا گیا۔[۳]

(۱۶) سید حیدر علی صاحب، موضع بھولا کوٹ، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش نے ۱۳ رشعبان ۱۳۱۷ھ کو ایک استفتا مردہ شدہ نومولود کے طریقۂ تدفین کو دریافت کرنے کے لیے ارسال کیا۔[۴]

(۱۷) سید عبدالرحمٰن صاحب، موضع شرشدی، ضلع نواکھالی بنگلہ دیش نے یکم ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ کو ایک استفتا تعزیر بالمال کے متعلق ارسال کیا۔[۵]

(۱۸) عبدالودود صاحب، موضع لکھی پورہ، ڈاک خانہ دلال بازار، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش نے ۱۵ رشوال ۱۳۱۷ھ کو ایک استفتا دفع بلیات کی تدبیر کے متعلق ارسال کیا۔[۶]

(۱۹) مولوی عبدالباری صاحب، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش نے ۲۳ رشعبان ۱۳۲۰ھ کو زبردستی مال یتیم کو کسی کا جبراً اپنے صرف میں لانے کا حکم دریافت کرنے کے لیے ایک استفتا ارسال کیا۔[۷]

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۹، ص: ۴۹۴، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۹، ص: ۲۹۸، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۰، ص: ۳۱۰، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۳، ص: ۱۰۹، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۳، ص: ۳۳۰، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۴، ص: ۱۸۱، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۷] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۳، ص: ۳۳۸، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۲۰) جلال الدین، بہ مقام نگرین ڈاک خانہ لکھی پور، کچھار بنگلہ دیش نے نکاح کے وقت بندوقیں چھوڑنے کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۱]

پابنہ، سراج گنج کے مستفتیین

فتاویٰ رضویہ میں بعض مقامات پر سراج گنج کو قصبہ اور اس کا ضلع پابنہ لکھا ہوا ہے اور بعض مقامات پر اسی کو ضلع لکھا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ سراج گنج پہلے صرف قصبہ تھا ضلع نہیں تھا، بلکہ اس کا ضلع پابنہ تھا، بعد کو اسے حکومت بنگلہ دیش کے ذریعہ ضلع کا درجہ دے دیا گیا، یہی وجہ ہے کہ جو سوالات ضلع بننے سے قبل ہوئے ان میں اس کو قصبہ لکھا گیا بعد والے سوالات میں جب اس کو مستقل ضلع کی حیثیت حاصل ہوگئی تب اس کو ضلع لکھا جانے لگا، میں نے یہاں سراج گنج اور پابنہ دونوں جگہ کے مستفتیین کا ذکر ایک ہی جگہ کیا ہے۔

(۱) منشی عنایت اللہ صاحب، موضع بھنگا باڑی، ڈاک خانہ سراج گنج، ضلع پابنہ، بنگلہ دیش نے ۶ر شوال ۱۳۱۶ھ کو ایک استفتا جمعہ کی اذان ثانی کے متعلق ارسال فرمایا۔[۲]

(۲) منشی عنایت اللہ صاحب، موضع بھنگا باڑی، ڈاک خانہ سراج گنج، ضلع پابنہ، بنگلہ دیش نے ہی ۶ر شوال ۱۳۱۶ھ کو جمعہ کی اذان ثانی سے متعلق ۳ر سوالات پر مشتمل ایک دوسرا استفتا ارسال فرمایا۔[۳]

(۳) امید علی صاحب، موضع قاضی پور، ڈاک خانہ سراج گنج، ضلع پابنہ، بنگلہ دیش نے ۱۲ر صفر ۱۳۱۸ھ نے تعلیق طلاق سے متعلق ایک استفتا ارسال فرمایا۔[۴]

(۴) جناب زین العابدین صاحب، سراج گنج، ضلع پابنہ، بنگلہ دیش نے ایک استفتا

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۴، ص: ۱۱۹ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۵، ص: ۳۸۷ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۸، ص: ۳۴۱ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۳، ص: ۲۰۳ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

دوسرے کو اللہ و رسول کی قسم دینے کے متعلق حکم دریافت کرنے کے لیے ارسال فرمایا۔[۱]

(۵) مولوی محمد عبد القادر صاحب، مدرس اول مدرسہ جونپوری، مدرس اول مدرسہ منیر سراج گنج بنگلہ دیش[۲] نے ۱۰ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ کو ایک استفتا سجدۂ تحیت کے متعلق ارسال کیا اور ایک مباحثہ کو بھی ذکر فرمایا۔[۳]

(۶) جناب زین العابدین صاحب، قصبہ سراج گنج، ضلع پابنہ، بنگلہ دیش نے ۴ر رجب المرجب ۱۳۲۰ھ کو ولادت کے وقت رائج ایک قبیح رسم کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۴]

(۷) جناب امید علی صاحب، موضع قاضی پور، سراج گنج، ضلع پابنہ، بنگلہ دیش نے ۱۲ر صفر ۱۳۱۸ھ کو ایک استفتا تعلیق طلاق کے متعلق استفسار کرتے ہوئے ارسال کیا۔[۵]

(۸) مولوی امید علی صاحب، موضع چر قاضی پور، ضلع پابنہ، بنگلہ دیش نے ۲۷ر جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ھ کو ایک استفتا کسب (کمانے) کا حکم معلوم کرنے کے لیے ارسال کیا اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ایک رسالہ ”خیر الآمال فی حکم الکسب و السوال“ (۱۳۱۸ھ) (کمانے اور مانگنے کے حکم میں بہترین امیدیں) تحریر فرمایا۔[۶]

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۳، ص: ۲۰۳ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اول کسی جونپور کے مدرسہ میں مدرس اول کے عہدہ پر فائز رہے ہوں، بعد کو مدرسہ منیر سراج گنج بنگلہ دیش میں اس عہدے پر فائز ہوئے ہوں، کیوں کہ استفتا کے اخیر میں مدرسہ منیر سراج گنج بنگلہ دیش لکھا ہوا ہے۔

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۲، ص: ۵۴۳ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۳، ص: ۲۶۴ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۳، ص: ۲۰۳ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۳، ص: ۶۰۳ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

کمرلہ (کوملا) کے مستفتیین

(۱) مولوی عبدالغفور صاحب، موضع پانسیر، ضلع کمرلہ، بنگلہ دیش غرہ ربیع الاول ۱۳۲۰ھ کو نماز سے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۱]

(۲) مولوی عبدالحمید صاحب، موضع چاند پور، ضلع کمرلہ، بنگلہ دیش نے ۱۳ر صفر المظفر ۱۳۲۰ھ کو ایک استفتا نماز عیدالاضحیٰ کی نیت کے متعلق ارسال فرمایا۔[۲]

(۳) جناب انوار الدین صاحب، موضع سبیب پور، ضلع کمرلہ، بنگلہ دیش نے ۱۹ر شعبان المعظم ۱۳۱۸ھ کو ایک استفتا طلاق کے متعلق بھیجا۔[۳]

(۴) جناب منیر الدین احمد، لال پوری کمرلوی، موضع لال پور، ڈاک خانہ موہن پور نے ۸ر شوال ۱۳۳۳ھ کو ایک استفتا مرتد کے حکم کے متعلق استفسار کرنے کے لیے ارسال کیا۔[۴]

(۵) مولوی کاظم الدین صاحب، شہر کمرلہ، بنگلہ دیش نے ایک استفتا ۲۰ر ذی قعدہ ۱۳۲۴ھ کو بچے کی ناف کاٹنے کے متعلق بھیجا۔[۵]

(۶) وصی علی صاحب، ڈاک خانہ گھٹیا، شہر کمرلہ، بنگلہ دیش نے مولوی قاسم علی صاحب طالب علم مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف کی معرفت ۲۸ر شوال ۱۳۳۲ھ کو ایک استفتا حق موروثی کی بیع کے متعلق ارسال کیا۔[۶]

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۳۵۵ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۵۹۵ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۲، ص:۳۲۴ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۲، ص:۴۶۶ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۲، ص:۶۰۳ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۵۶۲ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۷) مولوی عبدالحمید صاحب، موضع حریمنگل، ضلع کمرلہ، بنگلہ دیش نے ۲ر ربیع الاول شریف کو ایک دوسرا استفتا شادی وغیرہ میں آتش اور بندوقیں چھوڑنے کے متعلق بھیجا۔[۱]

(۸) مولوی محمد الٰہی بخش صاحب، موضع بیشکٹالی، ضلع کمرلہ، بنگلہ یش نے ۲۴ر شوال ۱۳۱۴ھ کو ایک استفتا فارسی زبان میں فاسق کے متعلق ارسال کیا۔[۲]

(۹) منشی عبدالرحمٰن صاحب، ڈاک خانہ چاند پور، ضلع کمرالہ، بنگلہ یش نے ۱۹ر ربیع الآخر ۱۳۱۷ھ کو مجلس میں بلند آواز سے قرآن شریف پڑھنے وغیرہ مسائل کے متعلق ارسال کیا۔[۳]

(۱۰) عبدالحکیم صاحب، کمرلہ، بنگلہ یش نے ایک استفتا ۲۰ر ذی الحجہ ۱۳۲۰ھ کو شب برأت میں حلوہ وغیرہ بنانے اور خوشی کا اظہار کرنے کے متعلق ارسال کیا۔[۴]

(۱۱) مولوی عبدالحمید صاحب، موضع حریمنگل، ضلع کمرلہ، بنگلہ دیش نے ۲ر ربیع الاول شریف کو ایک استفتا تاش وشطرنج کھیلنے کے حکم کے متعلق بھیجا۔[۵]

(۱۲) مولوی عبدالجبار صاحب، موضع ہرمنڈل، ضلع کمرلہ، بنگلہ دیش نے ۲۵ر ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ کو ایک استفتا امام کے متعلق ارسال کیا۔[۶]

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۲۸۹ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۲۹۱ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۳۵۱ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۴۴۷ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۴، ص:۱۱۲ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۴، ص:۴۰۲ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

☆☆☆

نصیر آباد، جسر کے مستفتیین

(۱) جناب محمد علیم صاحب، قصبہ لاما پاڑا، شہر نصیر آباد، بنگلہ دیش ۵ رجمادی الاولیٰ ۱۳۴۱ھ کو ایک استفتا رشوت لینے والے اور مال مختلط رکھنے والے کے متعلق ارسال کیا۔[۱]

(۲) جناب محمد علیم صاحب، قصبہ لاما پاڑا، شہر نصیر آباد، بنگلہ دیش ۵ رجمادی الاولیٰ ۱۳۴۱ھ کو ہی ایک دوسرا استفتا مال حرام کی وراثت کے متعلق ارسال کیا۔[۲]

(۳) جناب محمد علیم صاحب، قصبہ لاما پاڑا، شہر نصیر آباد، بنگلہ دیش ۵ رجمادی الاولیٰ ۱۳۴۱ھ کو ہی ایک تیسرا استفتا وعظ وغیرہ کے لیے ڈھول سے خبر کرنے کے متعلق ارسال کیا۔[۳]

(۴) مولوی تمیز الدین صاحب، ضلع نصیر آباد، بنگلہ دیش نے ۸ رذی قعدہ ۱۳۲۲ھ کو سود کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۴]

(۵) مولوی تمیز الدین صاحب، ضلع نصیر آباد، بنگلہ دیش نے ۸ رذی قعدہ ۱۳۲۲ھ کو ہی ایک دوسرا استفتا سود خور کے متعلق ارسال کیا۔[۵]

(۶) جناب عبد الصمد صاحب، مدرسہ معین الاسلام، موضع کادکاسی، ڈاک خانہ جنگل آباد، بنگلہ دیش نے ۲۸ ررمضان ۱۳۳۹ھ کو ایک استفتا اس متعلق ارسال کیا کہ اگر کوئی اپنے بیٹے کی منکوحہ کے ساتھ زنا کرلے تو کیا حکم ہے؟[۶]

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۱، ص:۷۶۲ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۵۳۵ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۴، ص:۸۵ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۷، ص:۸۷۳ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۷، ص:۸۰۳ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۱، ص:۵۱۲ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۷) جناب عزیز الرحمٰن، موضع دہنوائل، ڈاک خانہ محمود پور، ضلع جسر، بنگلہ دیش ۲۰ رجمادی الآخرہ ۱۳۲۰ھ کو ایک استفتا قربانی کے متعلق ارسال کیا۔[۱]

فرید پور کے مستفتیین

(۱) عبد الغنی صاحب، موضع قتل نگر، ضلع فرید پور، بنگلہ دیش نے ۲۲ رذی قعدہ ۱۳۳۸ھ کو ایک استفتا کنویں کا حکم دریافت کرنے کے لیے ارسال کیا۔[۲]

(۲) حاجی عبد الغنی صاحب، موضع آچورہ، ضلع فرید پور، بنگلہ دیش نے ایک استفتا ۲۱ رمحرم الحرام ۱۳۳۹ھ کو نکاح کے متعلق حکم دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔[۳]

(۳) جناب محمد شمس الدین صاحب، موضع ٹھورا کاندے، ضلع فرید پور، بنگلہ دیش نے ایک استفتا اعراب قرآنی کے متعلق ارسال کیا۔[۴]

(۴) جناب محمد شمس الدین صاحب، موضع ٹھورا کاندے، ضلع فرید پور، بنگلہ دیش نے ہی ایک استفتا ۳ رسوالات پر مشتمل ارسال کیا جن میں سے پہلا سوال حضرت مریم بنت عمران، دوسرا سوال ناسخ ومنسوخ کی آیتوں سے متعلق، تیسرا سوال حضور سرور عالم اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام کے درمیان کوئی رسول تھے یا نہیں کے متعلق ارسال کیا۔[۵]

(۵) جناب محمد شمس الدین صاحب، موضع ٹھورا کاندے، ضلع فرید پور، بنگلہ دیش نے ہی ایک استفتا قرآن کریم کی آیت مبارکہ {لا یموت فیھا ولا یحیٰ} سے متعلق ارسال کیا۔[۶]

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۴، ص:۶۵۸ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۴، ص:۳۴۳ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۱، ص:۴۷۶ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۶، ص:۹۹۳ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۶، ص:۶۰۴ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۶، ص:۸۸۴ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۶) جناب محمد شمس الدین صاحب، موضع ٹھورا کاندے، ضلع فرید پور، بنگلہ دیش نے ہی ایک استفتا محققین کی اصطلاح {عبادلہ ثلاثہ} کے متعلق ارسال کیا۔[۱]

(۷) جناب محمد شمس الدین صاحب، موضع ٹھورا کاندے، ضلع فرید پور، بنگلہ دیش نے ہی ایک استفتا ان الفاظ میں بھیجا ''زنائے خلاف رضامندی و بلا رضامندی میں کیا فرق؟''۔[۲]

(۸) جناب محمد شمس الدین صاحب، موضع ٹھورا کاندے، ضلع فرید پور، بنگلہ دیش نے ہی ایک استفتا ارسال کیا کہ کواکب خود بالطبع آسمان میں گھومتے ہیں یا بحرکت قمری بالتبع چکر کھاتے ہیں۔[۳]

رنگ پور کے مستفتیین

(۱) جناب حاجی سید نعیم الدین صاحب، مقام امام گنج، ڈاک خانہ سندر گنج، ضلع رنگ پور، بنگلہ دیش نے ۲ رصفر ۱۳۳۵ھ کو ایک استفتا نابالغہ کے نکاح کے متعلق ارسال کیا۔[۴]

(۲) جناب محمد یونس صاحب، رنگ پور، بنگلہ دیش نے ۱۱ ررمضان شریف ۱۳۳۹ھ میں طلاق کے متعلق ایک سوال بھیجا۔[۵]

(۳) جناب محمود خاں صاحب، پسنجر سپر نٹنڈنٹ، صید پور، ضلع رنگ پور، بنگلہ دیش نے ۹ رجمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ کو ایک استفتا ریلوے کی ملازمت کے دوران جمع ہونے والے فنڈ کو جو زیادہ کر کے محکمہ کی جانب سے دیا جاتا ہے؛ اس کا حکم دریافت کیا۔[۶]

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۷، ص:۴۳ رمطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۹، ص:۶۵ رمطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۳۰، ص:۱۱۴ رمطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۱، ص:۲۸۷ رمطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۲، ص:۵۲۴ رمطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۲، ص:۵۲۴ رمطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۴) منشی سفیر الدین صاحب، موضع گھگورہ، ڈاک خانہ سندر گنج، ضلع رنگ پور، بنگلہ دیش نے ۲۶ رربیع الاول ۱۳۳۶ھ کو ایک استفتا بیع کے متعلق بھیجا۔[۱]

(۵) جناب عبد الصمد صاحب، مکتب اسلامیہ، ڈاک خانہ چلیماری، ضلع رنگ پور، بنگلہ دیش نے ۲۵ رجمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ کو ایک استفتا فارسی زبان میں مال حرام کا حکم دریافت کرنے کے لیے ارسال کیا۔[۲]

(۶) جناب فضل علی صاحب، مدرسہ موضع کلقند، ڈاک خانہ مہی پور، ضلع رنگ پور، بنگلہ دیش نے ۴ ررمضان ۱۳۳۹ھ کو ایک استفتا قرض سے متعلق ارسال کیا۔[۳]

(۷) محمد رحمت اللہ صاحب، قطب پور، ڈاک خانہ پیر گنج، ضلع رنگ پور، بنگلہ دیش نے ۵ ررمضان المبارک ۱۳۳۹ھ کو ایک استفتا سود کھانے اور دینے والے کی اقتدا میں نماز پڑھنے کے متعلق بھیجا گیا۔[۴]

(۸) محمد رحمت اللہ صاحب، قطب پور، ڈاک خانہ پیر گنج، ضلع رنگ پور، بنگلہ دیش نے ۵ ررمضان المبارک ۱۳۳۹ھ کو ہی دوسرا استفتا مسجد کے حکم کو دریافت کرنے کے لیے ارسال کیا۔[۵]

(۸) جناب مولوی عبد اللطیف ہزاری صاحب، ککینہ، ضلع رنگ پور، بنگلہ دیش نے ۳ ررمضان ۱۳۲۰ھ کو سماع کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا، اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ایک رسالہ ''رسالہ مسائل سماع'' (۱۳۲۰ھ) (قوالی کے مسئلے) تحریر فرمایا۔[۶]

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۷، ص:۵۸۱ رمطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۵۹۲ رمطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۵۹۲ رمطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۷، ص:۵۸۵ رمطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۸۹ رمطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۴، ص:۱۴۵ رمطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

بریسال کے مستفتیین

(۱) جناب رکن الدین احمد صاحب، کاؤ گوریدی، پوسٹ آفس سامر ہاٹھ، ضلع بریسال، بنگلہ دیش نے ۱۵ر صفر المظفر ۱۳۳۴ھ بروز پنج شنبہ کو ایک استفتا نومولود سے متعلق ارسال کیا۔[۱]

(۲) جناب عبدالرحمٰن صاحب، کوچیا موڑا، ڈاک خانہ نمازی پور، ضلع بریسال، بنگلہ دیش نے ایک استفتا ختم و ذکر وغیرہ کی اجرت کے متعلق بھیجا۔[۲]

(۳) محمد حسین صاحب، مکان منشی عبدالکریم، ڈاک خانہ مہر گنج چڑنکی، ضلع بریسال، بنگلہ دیش نے ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ کو جمعہ سے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۳]

(۴) جناب رکن الدین احمد صاحب، پوسٹ آفس سامر ہاٹھ کاؤ گوریدی، ضلع بریسال، بنگلہ دیش نے بروز پنج شنبہ ۱۵ر صفر المظفر ۱۳۲۴ھ کو ایک استفتا نومولود کی ولادت کے بعد کے کچھ افعال کا حکم دریافت کرنے کے لیے ارسال کیا۔[۴]

مختلف مقامات کے مستفتیین

(۱) ۱۹ر محرم الحرام ۱۳۱۱ھ کو ایک استفتا غیر مقلدین کی ایک شاخ کے متعلق ارسال کیا گیا، یہ استفتا بھی فارسی زبان میں ہے۔[۵]

(۲) مولوی عبدالجلیل صاحب، متوطن بنگال نے ۱۵ر صفر ۱۳۳۲ھ کو نماز سے متعلق ایک استفتا بھیجا۔[۶]

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۲۶۹ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۵۳۷ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۴۲۶ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۲۶۹ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۶، ص:۲۲۴ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۶، ص:۳۵۵ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۳) قاضی اشرف الدین صاحب، موضع مرادنگر، ضلع پترا، بنگلہ دیش نے ۲۸ر جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ کو جمعہ کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۱]

(۴) بنگلہ دیش سے ہی جمعہ کی اذان ثانی میں مقتدیوں کو مناجات کرنے اور جمعہ و عیدین کے خطبہ کو بسم اللہ سے شروع کرنے کے متعلق حکم دریافت کرنے کے لیے ایک استفتا ارسال کیا۔[۲]

(۵) جناب مولوی ابوسعید محمد عارف صاحب، لال پور، ضلع پیڑا، بنگلہ دیش نے ۲۶ر جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ کو خطبۂ جمعہ کے متعلق ایک استفتا بھیجا۔[۳]

(۶) عبدالاغفر صاحب، پچھّم گاؤں، ضلع پٹرا، بنگلہ دیش نے ۱۰ر ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ کو ایک استفتا نکاح میں گواہ کے متعلق ارسال کیا۔[۴]

(۷) جناب سید عبداللہ صاحب، ڈاک خانہ پچھّم گاؤں، پٹرہ، بنگلہ دیش نے ۱۵ر شعبان ۱۳۳۵ھ کو نکاح کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۵]

(۸) جناب منیر الدین احمد کرلوی لال پوری، موضع لال پور، ڈاک خانہ موہن پور، بنگلہ دیش نے ۸ر شوال ۱۳۳۷ھ کو نکاح کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۶]

(۸) حاجی عبدالغنی صاحب، موضع آچورہ، ڈاک خانہ بیجاری، ضلع فرید پور، بنگلہ دیش نے ۲۱ر محرم الحرام ۱۳۳۹ھ کو ایک استفتا نکاح کے متعلق ارسال کیا۔[۷]

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۳۵۲ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۴۳۶ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۱۰۸ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۱، ص:۲۴۷ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۱، ص:۲۹۴ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۱، ص:۴۵۴ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۷] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۱، ص:۶۷۴ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

بنگالی مستفتیین جو کسی دوسرے مقام پر مقیم تھے

(۱) مولوی محمد سلطان صاحب، بنگالی، مدرسہ مصباح التہذیب نے ۳/جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ کو حج کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۱]

(۲) مولوی عبداللہ صاحب، بنگالی، مدرسہ منظر اسلام، بریلی نے ۱۴/صفر ۱۳۳۸ھ کو ایک استفتا نماز کے بعد دعا کرنے سے متعلق ارسال کیا۔[۲]

(۳) جناب مولوی رمضان علی صاحب، بنگالی، مدرسہ منظر اسلام بریلی نے جمعہ کے خطبہ کے متعلق ایک استفتا بھیجا۔[۳]

(۴) طالب علم، بنگالی، شہر روہیلی ٹولہ نے ۲۳/شعبان ۱۳۳۸ھ کو جمعہ کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۴]

(۵) مولوی رحیم بخش صاحب، بنگالی، مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف نے ۱۶/صفر المظفر ۱۳۳۸ھ کو ایک استفتا عیدگاہ میں مسجد کے سامان کو لے جانے کے متعلق ارسال کیا۔[۵]

(۶) مولوی بدیع الزماں صاحب، بنگالی، شہر عقب کوتوالی (یہ شہر بریلی کا پتہ ہے) نے ۲۷/شوال ۱۳۳۸ھ کو ایک امام مسجد کے متعلق استفتا بھیجا۔[۶]

(۷) مولوی رحیم بخش صاحب، بنگالی، مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف نے ۱۶/صفر

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۶، ص:۱۷۱/مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۶، ص:۱۹۰/مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۳۴۶/مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۴۵۰/مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۵۸۴/مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۹۵/مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

المظفر ۱۳۳۸ھ کو ایک استفتا مسجد میں مٹی کے تیل کو جلانے کے حکم کو دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔[۱]

(۸) مولوی عبدالودود صاحب قادری برکاتی، بنگالی، طالب علم مدرسہ اہل سنت، دیوان بازار، مراد آباد نے ۲/جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ کو ایک استفتا فاتحہ وغیرہ کے متعلق بھیجا۔[۲]

(۹) محمود علی صاحب، بنگالی، شہر کہنہ محلہ کوٹ نے ۲/صفر المظفر ۱۳۲۱ھ کو ایصال ثواب کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۳]

(۱۰) جناب امیر حسن صاحب، بنگالی، طالب علم مدرسہ اہل سنت وجماعت نے ۲۸/ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ کو ایک استفتا مال دار کو صدقہ لینے کا حکم دریافت کرنے کے لیے ارسال کیا۔[۴]

(۱۱) مولوی اظہر الدین، بنگالی، جامع مسجد دیوبند، ضلع سہارن پور نے ۹/ذی القعدہ ۱۳۲۲ھ کو بنگال جیسے علاقوں میں چاولوں سے صدقۂ فطر ادا کرنے کے حکم کو دریافت کرنے کے لیے ایک استفتا ارسال کیا۔[۵]

(۱۲) مولوی سکندر علی صاحب، موضع کاؤنچی بازار، تھانہ کیوکتو، شہر اکیاب، بنگلہ دیش طالب علم مرسہ نیازیہ، خیرآباد، ضلع سیتا پور نے ۱۴/محرم الحرام ۱۳۳۹ھ کو نکاح کے متعلق ایک استفتا فارسی زبان میں ارسال کیا۔[۶]

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۱۰۳/مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۹، ص:۶۰۹/مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۹، ص:۶۲۰/مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۰، ص:۲۶۱/مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۰، ص:۲۹۲/مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۱، ص:۴۶۹/مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۱۳) محمد الہ، موضع رامپور، ڈاک خانہ کجرہ، ضلع پیرہ حال، بنگلہ دیش مقیم خواجہ کتب، طالب علم بریلی شریف نے ۱۲؍ربیع الاول ۱۳۳۳ھ نے انگریزی پڑھنے کے حکم کو پوچھنے کے لیے ایک استفتا ارسال کیا۔[۱]

(۱۴) مولوی عبدالقادر صاحب، بنگالی مقیم مسجد شاہ درگاہی صاحب، پیلا تالاب رامپور نے ۱۳۲۱ھ کو ایک استفتا مسجد سے متعلق ارسال کیا۔[۲]

(۱۵) مولوی امیر احمد صاحب بنگالی، طالب علم مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف نے ۱۵؍ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ کو مسجد سے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۳]

(۱۶) مولوی رمضان علی، بنگالی، مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف نے ۲۰؍صفر المظفر ۱۳۳۸ھ کو ایک استفتا مسجد سے متعلق ارسال کیا۔[۴]

(۱۷) جناب عبدالودود بنگالی قادری برکاتی رضوی، طالب علم مدرسہ اہل سنت، بازار دیوان، مرادآباد نے ۲؍جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ نے سجدہ کی اقسام کے متعلق ایک استفتا بھیجا۔[۵]

(۱۸) مولوی عبداللہ صاحب، بنگالی، مدرسہ منظر اسلام، بریلی نے ۱۴؍صفر المظفر ۱۳۳۸ھ کو ایک استفتا نماز کے بعد دعا کرنے سے متعلق استفتا کیا۔[۶]

(۱۹) جناب مولوی رمضان علی صاحب، بنگالی، مدرسہ منظر اسلام بریلی نے جمعہ کے خطبہ کے متعلق ایک استفتا بھیجا۔[۷]

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۴، ص:۲۴۴؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۶، ص:۲۵۸؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۶، ص:۴۹۷؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۶، ص:۲۵۸؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۲، ص:۴۲۳؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۶، ص:۱۹۰؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۷] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۴۶۴؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۲۰) مولوی محمد سلطان صاحب، بنگالی، مدرسہ مصباح التہذیب نے ۳؍جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ کو حج کے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۱]

(۲۱) مولوی رحیم بخش صاحب، بنگالی، مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف نے ۱۶؍صفر المظفر ۱۳۳۸ھ کو ایک استفتا عیدگاہ میں مسجد کے سامان کو لے جانے کے متعلق ارسال کیا۔[۲]

(۲۲) مولوی بدیع الزماں صاحب، بنگالی، شہر عقب کوتوالی (یہ شہر بریلی کا پتہ ہے) نے ۲۷؍شوال ۱۳۳۸ھ کو ایک امام مسجد کے متعلق استفتا بھیجا۔[۳]

(۲۳) مولوی رحیم بخش صاحب، بنگالی، مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف نے ۱۶؍صفر المظفر ۱۳۳۸ھ کو ایک استفتا مسجد میں مٹی کے تیل کو جلانے کے حکم کو دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔[۴]

(۲۴) مولوی عبدالودود صاحب قادری برکاتی، بنگالی، طالب علم مدرسہ اہل سنت، دیوان بازار، مرادآباد نے ۲؍جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ کو ایک استفتا فاتحہ وغیرہ کے متعلق بھیجا۔[۵]

(۲۵) مولوی اظہر الدین، بنگالی، جامع مسجد دیوبند، ضلع سہارن پور نے ۹؍ذی القعدہ ۱۳۲۲ھ کو بنگال جیسے علاقوں میں چاولوں سے صدقۂ فطر ادا کرنے کے حکم کو دریافت کرنے کے لیے ایک استفتا ارسال کیا۔[۶]

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۶، ص:۱۷۱؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۵۸۴؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۹۵؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۱۰۳؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۵] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۹، ص:۶۰۹؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
[۶] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۰، ص:۲۹۲؍مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۲۶) مولوی سکندر علی صاحب، موضع کاؤنچی بازار، تھانہ کیوکتو، شہر اکیاب، بنگلہ دیش طالب علم مرسہ نیازیہ، خیر آباد، ضلع سیتا پور نے ۱۴؍محرم الحرام ۱۳۳۹ھ کو نکاح کے متعلق ایک استفتا فارسی زبان میں ارسال کیا۔[۱]

(۲۷) مولوی عبد القادر صاحب، بنگالی مقیم مسجد شاہ درگاہی صاحب، پیلا تالاب رامپور نے ۵؍۱۳۲۱ھ کو ایک استفتا مسجد کے متعلق ارسال کیا۔[۲]

(۲۸) مولوی امیر احمد صاحب بنگالی، طالب علم مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف نے ۱۵؍ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ کو مسجد سے متعلق ایک استفتا ارسال کیا۔[۳]

(۲۹) مولوی رمضان علی، بنگالی، مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف نے ۲۰؍صفر المظفر ۱۳۳۸ھ کو ایک استفتا مسجد کے متعلق ارسال کیا۔[۴]

بعض مستفتیین علماو مشائخ کا مختصر تعارف

فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں ان علماو مشائخ اور اہل علم میں سے کچھ کے نام تحریر کیے جاتے ہیں، جنہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ سے استفتا کر کے فتاویٰ حاصل کیے:

(۱) مولانا سید محمد حبیب الرحمن سلہٹی، آپ نے مدرسہ امدادیہ مراد آباد سے جماعت ثانیہ کے متعلق استفتا ارسال کیا تھا، جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ایک رسالہ ''القطوف الدانیۃ لمن أحسن الجماعۃ الثانیۃ'' (۱۳۱۳ھ) (جماعت ثانیہ کو مستحسن قرار دینے والے کے لیے جھکے ہوئے گوشے) تحریر فرمایا۔

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۱، ص:۴۶۹؍ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۶، ص:۲۵۸؍ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۳] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۶، ص:۴۹۷؍ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۴] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۶، ص:۲۵۸؍ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۲) غلام محی الدین عرف محمد سلطان الدین حنفی قادری برکاتی سلہٹی آپ کے ہی جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ایک رسالہ ''دفع زاغ زیغ (کوے کی کجی کو دور کرنا) ملقب بہ لقب تاریخی ''رامی زاغیان'' (۱۳۲۰ھ) تحریر فرمایا۔

(۳) مولانا وحید اللہ صاحب، مدرسہ عالیہ اسلامیہ، کالاپل، فقیر ہاٹ، پوسٹ کانت، چاٹگام تاج العلماء، بدر الفضلاء، عمدۃ المحققین، مبلغ اسلام، مناظر اہل سنت شیر بنگلہ حضرت علامہ سید عزیز الحق قادری قدس سرہ (ولادت ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۶ء ...... وفات ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء) نے آپ کو ان آداب والقابات کے ساتھ یاد فرمایا ہے:

''در مدحِ یکے از کبارِ علمائے مقتدائے فاضلاں، رہبر سالکاں معدنِ کرامات، صاحب کمالات، مصدر فیوضات، حضرت **مولانا وحید اللہ صاحب** باشندۂ کالا پل پڈیہ چاٹگام شریف

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
بہر مولانا وحید اللہ ولی باصفا
از کبار عالماں و صاحب عرفاں داں
صاحب کشف و کرامت بود مشہور زماں
از برائے اہل سنت مدرسہ کردہ بنا
فیض جاری تاقیامت ماند از ذاتش بقا
درمیان کالا پل ست روضۂ پرنور او
مردماں پر فیض باشند دائما از ذات او
بود صوفی احسن اللہ ہم زا خوانش بداں
تربت شاں باغ جنت ساز اے رب جہاں
بد فقیہ ایں زماں آں احسن اللہ بے گماں
بود او ہم رکن اعظم از برائے سنیاں

نام ناظم گر توخواہی شیربنگلہ بداں

مذکران اولیا راسیف برّاں بے گماں"[۱]

حضرت مولانا وحید اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے جید عالم دین تھے اور مدرسہ عالیہ اسلامیہ، کالاپل، فقیرہاٹ، پوسٹ کانت، چاٹگام میں تدریسی خدمات انجام دیتے تھے، حضرت مولانا محمد اسمٰعیل نعمانی صدر المدرسین الامین الباریہ کامل ماڈل مدرسہ چاٹگام نے بتایا کہ ان کے والد گرامی بھی بہت بڑے عالم دین تھے، ان کا نام حضرت مولانا صوفی سید احسن اللہ صاحب قدس سرہ ہے اب "سیکل بہا" میں ہی ایک مدرسہ قائم کیا گیا ہے، جس کا نام کالارفول وحیدیہ فاضل مدرسہ ہے وہیں پر آپ کا مزار آج بھی زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔

آپ کے والد محترم حضرت مولانا صوفی سید احسن اللہ صاحب کے بارے میں حضرت شیر بنگلہ (رحمہما اللہ) نے آداب والقاب کے ساتھ یہ نظم تحریر فرمائی ہے:

"درمدحِ پیشوائے عالماں، مقتدائے فاضلاں، واعظ شیریں زباں، فخر زماں، شاعر شیریں مقال، صاحب کمال، صاحب تصانیف حضرت **مولانا احسن اللہ** استاذ العلماا کن سیکل بہا چاٹگامی علیہ رحمۃ ربہ الباری

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا

از برائے احسن اللہ فخر علما مرحبا

ہادی دوراں ہم شاعر شیریں زباں

من نہ بینم مثل او صاحب کمال اندر جہاں

واعظ شیریں زباں و صاحب تصنیف داں

مسکنش پڈیہ سگل بہا بدانی بے گماں

[۱] دیوان عزیز شریف، ص:۶۶

بود مولانا رشید احمد رشیدش بے گماں

شاعر شیریں مقال و واعظ شیریں زباں

تربت شاں باغ جنت ساز اے رب جہاں

استجب یارب طفیل روحِ پیغمبراں

نام ناظم گر توخواہی شیربنگلہ بداں

منکران سنیاں راسیف برّاں بے گماں[۱]

(۴) مولوی عبد الحمید صاحب شنوپوری، ڈاک خانہ بیگم گنج، ضلع نواکھالی (آپ ہی کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ایک رسالہ "اکد التحقیق بباب التعلیق" (۱۳۲۲ھ) (باب تعلیق کے متعلق تحقیق انیق) تحریر فرمایا۔

(۵) مولوی ممتاز الدین صاحب، موضع شاکوچیل، ڈاک خانہ جگیش پور، ضلع سلہٹ اذان ثانی کے متعلق آپ کے ارسال کردہ استفتا کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ایک رسالہ "أوفی اللمعة فی أذان یوم الجمعة" (۱۳۲۰ھ) (اذان جمعہ کے بارے میں کامل رہنمائی) تحریر فرمایا۔

(۶) مولوی عباس علی عرف مولوی عبد السلام صاحب، مقام ہتیا، ضلع نواکھالی (آپ کے ہی جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ایک رسالہ "التحریر الجید فی حق المسجد" (۱۳۱۵ھ) (مسجد کے حق میں عمدہ تحریر) تحریر فرمایا۔

(۷) مولوی امید علی صاحب، موضع چرقاضی پور، ضلع پابنہ (آپ کے استفتا کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ایک رسالہ "خیر الآمال فی حکم الکسب والسوال" (۱۳۱۸ھ) (کمانے اور مانگنے کے حکم میں بہترین امیدیں) تحریر فرمایا۔

(۸) جناب مولوی عبد اللطیف ہزاری صاحب، لکینہ، ضلع رنگ پور (آپ ہی کے

[۱] دیوان عزیز شریف، ص:۶۴

جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ایک رسالہ "رسالہ مسائل سماع" (۱۳۲۰ھ) (قوالی کے مسئلے) تحریر فرمایا۔

(۹) "حضرت مولانا سفیر الرحمٰن ہاشمی قدس سرہ محدث "دار العلوم عالیہ مدرسہ چندن پورہ" اپنے وقت کے جید عالم وفقیہ اور علم حدیث میں ماہر تھے بنگلہ دیش کے مشہور شہر ضلع چاٹگام کی سب سے قدیم درس گاہ "دار العلوم عالیہ مدرسہ چندن پورہ" میں محدث کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے تھے۔ آپ علاقے میں محدث وصوفی بزرگ کے نام سے مشہور تھے۔

چاٹگام کی قدیم ترین "اندر قلعہ شاہی جامع مسجد" کے خطیب وامام بھی تھے اور اس مسجد کی تعمیر وترقی میں وہ عظیم کارنامہ انجام دیا ہے کہ آج ان کو اس مسجد کا بانی ثانی بھی کہا جاتا ہے۔

یہ آپ کا طرۂ امتیاز تھا کہ آپ اپنے زمانہ کے ایک ماہر طبیب وحکیم تھے آپ نے "ہاشمی دواخانہ" نام سے ایک مطب قائم کیا، اسی کی آمدنی سے اپنی گزر بسر فرماتے تھے۔ دینی خدمت کو خلوص وللّٰہیت کے ساتھ بلا معاوضہ سرانجام دیا کرتے تھے۔ ان کا قائم کردہ مطب "ہاشمی دواخانہ" آج بھی "اندر قلعہ شاہی مسجد" سے متصل موجود ہے۔

آپ کے خاندان میں آج بھی علم وادب کی چمک باقی ہے۔ ان کا مزار پرانوار "سلیم پور" ضلع چاٹگام میں آج بھی زیارت گاہ عوام وخواص ہے آپ کو صاحب تصرف اولیائے کرام اور خدمت دین کرنے والے مخلص علمائے کرام میں شمار کیا جاتا ہے۔ آپ کے مزار مقدس کے قریب ایک مدرسہ بھی قائم ہے جس کی نظامت وسربراہی آپ کت پوتے سر انجام دیتے ہیں"۔[۱]

[۱] بشکریہ حضرت مولانا نظام الدین رضوی، ناظم اعلیٰ الامین باریہ، درس نظامی مدرسہ، چاٹگام

تاج العلما، بدر الفضلا، عمدۃ المحققین، مبلغ اسلام، مناظر اہل سنت شیر بنگلہ حضرت علامہ سید عزیز الحق قادری قدس سرہ (ولادت ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء۔ وفات ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء) نے آپ کو ان آداب والقابات کے ساتھ یاد فرمایا ہے:

"درمدح صدر العلماء، بدر الفضلاء، فخر الحکماء، پیشوائے سالکاں، مرشد اہل زماں، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، استاذ العلماء، یادگار اہل صفا، شیخ الاسلام، حضرۃ الحاج علامہ صوفی محدث **سید سفیر الرحمٰن نقشبندی والقادری** جامع صفات ظاہری وباطنی مظہر فیوضات ربانی مخزن کمالات صوری الچاٹگامی سلیم پوری علیہ رحمۃ ربہ الباری"۔ [۱]

اس کے بعد آپ کی شان میں یہ اشعار تحریر فرمائے:

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
بہر مولانا سفیر چاٹگامی مرحبا
بُد محدث مدرسۂ عالیہ دار العلوم
صد ہزاراں عالماں شاگرد آں بحر العلوم
پیشوائے سالکاں ومقتدائے فاضلاں
جہت خلق اکسیر اعظم بود ہم پیر مغاں
بود مولانا ز اولاد نبی نس وجاں
تربتش را باغ جنت ساز اے ربّ جہاں
درمیان فوجدار ہاٹ روضہ پرنور او
مردماں پر فیض باشند دائما از ذات او

[۱] دیوان عزیز شریف، ص: ۴۸

یاالٰہی! جنت الفردوس اوراکن عطا
این د عامقبول گرداں از طفیل مصطفیٰ
نام ناظم گر توخواہی شیربنگلہ بداں
مذکران اولیارا سیف بّراں بےگماں[۱]

(۱۰) مولوی عبدالجلیل صاحب، موضع ادھونگر، شہراسلام آباد چاٹگام

(۱۱) جناب مولوی قدرت اللہ صاحب، موضع نیا گاؤں، چاٹگام

(۱۲) مولوی اسمٰعیل صاحب'' موضع پھمرا، تھانہ راؤجان، ضلع چاٹگام

(۱۳) مولوی خواجہ شمس الدین محمد فریدی، موضع بیرا، ڈاک خانہ سٹرا گنج، ضلع ڈھاکہ

(۱۴) حافظ مخلص الرحمٰن، مدرسہ حافظ پور، ڈاک خانہ نہروی، ضلع ڈھاکہ

(۱۵) مولوی سید عبدالرؤف صاحب، ڈھاکہ

(۱۶) مولوی مہدی صاحب موضع پھمرا، تھانہ راؤجان، ضلع چاٹگام

(۱۷) مولوی محمد اکرم صاحب، موضع قاسم نگر، ضلع سلہٹ

(۱۸) حافظ عبدالحمید صاحب، گھوڑمرا، ڈاک خانہ آدم پور، ضلع سلہٹ

(۱۹) مولانا انوارالدین صاحب، موضع شوبید پور، ضلع سلہٹ

(۲۰) مولوی عبدالحکیم صاحب، موضع نارائن پور، ڈاک خانہ ایٹ کہولا، ضلع سلہٹ

(۲۱) مولوی عبدالغنی صاحب، موضع پھول ٹولی، ڈاک خانہ کمال گنج، ضلع سلہٹ

(۲۲) مولوی عبدالحکیم صاحب، موضع نارائن پور، ڈاک خانہ ایٹ کہولا، ضلع سلہٹ

(۲۳) محمد عبدالحافظ صاحب، مدرس اول مدرسہ اسلامیہ، تارا کاندی، پوسٹ پاکندیہ، ضلع میمن سنگھ

(۲۴) جناب مولوی سعیدالرحمٰن صاحب، موضع گھاگرہ، ڈاک خانہ پائیکوڑہ، ضلع میمن سنگھ

(۲۵) مولوی علیم الدین صاحب چاٹگامی

[۱] دیوان عزیز شریف، ص:۴۹

(۲۶) جناب مولوی عبدالکریم صاحب، جونیر مدرسہ، موضع شرشدی، ڈاک خانہ رفیسنی، ضلع نواکھالی

(۲۷) مولوی عبدالعلی صاحب، ڈاک خانہ قاضی ہاٹ متصل بختیار منشی کے بازار، ضلع نواکھالی

(۲۸) مولوی عبدالباری صاحب، ضلع نواکھالی

(۲۹) مولوی محمد عبدالقادر صاحب، مدرس اول مدرسہ جونپوری، مدرس اول مدرسہ منیر سراج گنج

(۳۰) مولوی جمال الدین صاحب، جونیر مدرسہ قادریہ، ڈاک خانہ سنواہ، ضلع چاٹگام

(۳۱) مولوی عبدالغفور صاحب، موضع پانسیر، ضلع کمرلہ

(۳۲) مولوی عبدالحمید صاحب، موضع چاند پور، ضلع کمرلہ

(۳۳) مولوی کاظم الدین صاحب، شہر کمرلہ

(۳۴) مولوی محمد الٰہی بخش صاحب، موضع بیشکٹالی، ضلع کمرلہ

(۳۵) مولوی عبدالجبار صاحب، موضع ہرمنڈل، ضلع کمرلہ

(۳۶) مولوی تمیز الدین صاحب، ضلع نصیر آباد

(۳۷) شیخ اصغر علی، محلہ قطب دیا، چاٹگام

(۳۸) جناب مولوی ابوسعید محمد عارف صاحب، لال پور، ضلع پیڑا

(۳۹) مولانا سید مفیض الرحمٰن صاحب، مدرسہ عزیزیہ، ڈاک خانہ راموچکما کول، ضلع چاٹگام

(۴۰) مولوی اظہرالدین صاحب، بنگالی

(۴۱) مولوی رمضان علی، بنگالی

(۴۲) مولوی امیر احمد صاحب بنگالی

(۴۳) مولوی عبدالقادر صاحب

(۴۴) مولوی سکندر علی صاحب، موضع کاؤنچی بازار، تھانہ کیوکتو

(۴۵) مولوی عبدالودود صاحب قادری برکاتی، بنگالی

(۴۶) مولوی رحیم بخش صاحب، بنگالی

(۴۷)مولوی بدیع الزماں صاحب، بنگالی

(۴۸)مولوی محمد سلطان صاحب، بنگالی

(۴۹)جناب مولوی رمضان علی صاحب

(۵۰)مولوی عبداللہ صاحب، بنگالی

رسائل رضویہ جن کا تعلق بنگلہ سے ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے مندرجہ ذیل ۱۳؍رسائل ایسے تحریر فرمائے ہیں کہ جن کا تعلق بنگلہ دیش سے ہے:

(۱)راد القحط و الوباء بدعوة الجیران و مواساة الفقراء

(۲)هبة النساء فی تحقق المصاهرة بالزنا

(۳)القطوف الدانیة لمن أحسن الجماعة الثانیة

(۴)أوفى اللمعة فی أذان یوم الجمعة

(۵)دفع زاغ زیغ

(۶)آكد التحقیق بباب التعلیق

(۷)التحریر الجید فی حق المسجد

(۸)خیر الآمال فی حكم الكسب و السوال

(۹)رسالہ مسائل سماع

(۱۰)الدلائل القاهرة علی الكفرة النیاشرة

(۱۱)الجام الصاد عن سنن الضاد

(۱۲)حقة المرجان لمهم حكم الدخان

(۱۳)ماحی الضلال فی انكح الهند و بنجاله

راد القحط و الوباء بدعوة الجیران و مواساة الفقراء [۱۳۱۲ھ]

(پڑوسیوں کی دعوت اور فقیروں کی غم خواری کے ذریعہ قحط اور وبا کو لوٹا دینے والا)

ہیضہ، چیچک وقحط سالی وغیرہ آجائے تو دفع بلا کے واسطے جمیع محلہ والے مل کر فی سبیل اللہ اپنی اپنی حسب استطاعت چاول، گیہوں و پیسہ وغیرہ جمع کر کے کھانا بنائیں، علما کی دعوت کر کے ان کو کھلایا جائے اور محلہ والے خود بھی کھائیں تو اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

یہ مبارک رسالہ اس سوال کے جواب میں تحریر کیا گیا، یہ سوال بنگالہ سے مولوی احمد اللہ صاحب نے اپنے استاذ حضرت علامہ مفتی احمد حسن کان پوری قدس سرہ کی بارگاہ میں بھیجا تھا وہاں سے یہ سوال اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے پاس آیا، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کا تفصیلی جواب تحریر فرمایا، اس فعل میں آپ نے ترتیب وار یکے بعد دیگرے آٹھ (۸) خوبیوں کو بیان فرمایا، اپنے موقف کے اثبات میں دیگر دلائل کے ساتھ ہی ساٹھ (۶۰) حدیثیں اور پچیس (۲۵) فوائد کو ذکر فرمایا ہے۔ یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ جدید، ج: ۲۳؍میں شامل ہے اور پچیس (۲۵) صفحات پر مشتمل ہے۔

هبة النساء فی تحقق المصاهرة بالزنا [۱۳۱۵ھ]

(زنا سے حرمت مصاہرہ کے ثبوت میں تحقیق جلیل)

یہ رسالہ مندرجہ ذیل سوال کے جواب میں تحریر فرمایا:

"حضرت اقدس قبلہ وکعبہ دامت برکاتہم، آداب وتسلیم، عرض ہے ایک بات کا جھگڑا بہار شریف میں حضرات حنفیہ سلمہم اللہ و وہابیہ خذلهم اللہ کے درمیان پھیلا ہوا ہے۔ اس کا جواب جلد تر روانہ فرمائیے، زید نے اپنی ساس سے زنا کیا اور اس کی بی بی کو اس کا علم تھا تو اب زید پر وہ بی بی حرام ہوئی یا نہیں؟ اور اگر حرام ہوئی تو ضرورت طلاق دینے کی ہے یا نہیں؟ دوسرے وہ بی بی باوجود علم کے اپنے شوہر زید کے ساتھ رہی اور زید بھی وطی حسب دستور کرتا رہا اور بی بی سے اولاد بھی ہوئی تو وہ اولاد بعد فوت زید یا بی بی

زید کے ترکہ کی مستحق ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا''۔[1]

اس سوال کا تحقیقی و تفصیلی جواب آپ نے تحریر فرمایا، یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ مترجم جلد ۱۱ر میں شامل تقریباً ۱۳ر صفحات پر مشتمل ہے۔

القطوف الدانية لمن أحسن الجماعة الثانية [۱۳۱۳ھ]

(جماعت ثانیہ کو مستحسن قرار دینے والے کے لیے جھکے ہوئے گوشے)

جماعت ثانیہ بلا اذان واقامت جائز ہے یا نہیں اس کے جواب میں آپ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا اور اس کے جواز پر دلائل پیش فرمائے۔ یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ مترجم جلد ۷ر میں شامل ہے اور تقریباً ۱۵ر صفحات پر مشتمل ہے۔

أوفى اللمعة فى أذان يوم الجمعة [۱۳۲۰ھ]

(اذان جمعہ کے بارے میں کامل رہنمائی)

مسجد کے اندر جمعہ کی اذان ثانی کے متعلق اس رسالے میں دلائل و براہین سے موقف حقہ کی ترجمانی فرمائی ہے، مستحکم دلائل سے مزین یہ رسالہ تقریباً ۱۰ر صفحات پر مشتمل ہے اور فتاویٰ رضویہ مترجم جلد ۸ر میں شامل ہے۔

دفع زاغ زیغ

(کوے کی کجی کو دور کرنا) ملقب بہ لقب تاریخی ''رامی زاغیان'' (۱۳۲۰ھ)

یہ ان خطوط کا مجموعہ ہے جو خط و کتابت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی سے اس وقت فرمائی جب اس نے کوّا کھانے کو حلال اور اس کے گوشت کو طیب طاہر قرار دیا تھا۔

اس رسالے میں آپ نے کوّے کی حرمت کے حکم کو واضح فرمایا ہے اور ساتھ ہی میں دیوبندیوں کے پیشوا و امام ''رشید احمد گنگوہی'' پر کوّے کے متعلق ۴۰ر سوالات بھی قائم کیے

[1] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۱، ص: ۵۲۳ر مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

ہیں (۱۳۲۰ھ سے آج ۱۴۳۸ھ تک ۱۱۸ر سال کی طویل مدت گزرنے کے باوجود بھی پوری دنیائے دیوبندیت کے لیے چیلنج و قرض ہیں) اس کے بعد یہ تنبیہ فرمائی ہے:

''تنبیہ: بہت سوالوں میں کئی کئی سوال، بہت میں متعدد شقوق ہیں نمبروار، ہر سوال کی پوری باتوں کا جواب درکار۔ واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد و الہ اجمعین اور ہماری دعا کا اختتام اس پر ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے، اور اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ پر اور آپ کی تمام آل پر۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۷ر شعبان معظم ۱۳۲۰ر ہجریہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیۃ۔''[1]

یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد ۲۷ر میں شامل ہے اور تقریباً ۲۰ر صفحات پر مشتمل ہے۔

آکد التحقیق بباب التعلیق [۱۳۲۲ھ]

(باب تعلیق کے متعلق تحقیق انیق)

یہ رسالہ ۷۴ر صفحات پر مشتمل فتاویٰ رضویہ مترجم جلد ۱۳ر میں شامل ہے۔ نہایت ہی تحقیق و تفصیل کے ساتھ اس رسالے میں ''تعلیق طلاق'' کے مسائل بیان کیے گئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ دیوبندی مفتی ''مولوی وجیہ اللہ دیوبندی'' باشندہ بنگال کے اس متعلق خلاف شرع فتویٰ کا دندان شکن اور جواب لا جواب بھی دیا ہے اور اس کے جاہلانہ فتویٰ کو ۲۱ر طریقوں سے رد کیا ہے۔ ۱۳۲۲ھ سے لے کر اب ۱۴۳۸ھ تک تقریباً ۱۱۶ر سال کی

[1] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۷، ص: ۶۳۲ر مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

مدت مدید گزر جانے کے باوجود کوئی بھی دیو بندی سورما اس بات کی جرأت نہیں کر سکا کہ تحقیق امام کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے، یقیناً یہ حق کی نشانیوں میں سے ایک واضح نشانی ہے۔

التحریر الجید فی حق المسجد [۱۳۱۵ھ]

(مسجدوں کے حق میں عمدہ تحریر)

مسجدوں کی چیزیں فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں اس موضوع پر تقریباً ۱۹ر صفحات پر مشتمل یہ تحقیقی رسالہ فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد ۱۶ر میں شامل ہے۔

خیر الآمال فی حکم الکسب والسوال [۱۳۱۸ھ]

(کمانے اور مانگنے کے حکم میں بہترین امیدیں)

یہ رسالہ نافع قبالہ اس سوال کہ جواب پر مشتمل ہے کہ روپیہ کمانا کس وقت فرض ہے، کس وقت مستحب، کس وقت مکروہ، کس وقت حرام، اور سوال کرنا کب جائز ہے کب ناجائز ہے؟ یہ رسالہ ۱۹ر تحقیقی و تفصیلی صفحات پر مشتمل ہے اور فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد ۲۳ر میں شامل ہے۔

رسالہ مسائل سماع [۱۳۲۰ھ]

(قوالی کے مسئلے)

یہ رسالہ سماع ورقص، راگ وسرود، مزامیر ومعازف وغیرہ کی مجالس کے لیے جھاڑ و فانوس، شامیانہ وفرش وغیرہ کے تکلفات جو کیے جاتے ہیں ان کے مسائل واحکام پر مشتمل ہے، اس میں ۲۰ر صفحات ہیں اور یہ فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد ۲۴ر میں شامل ہے۔

الدلائل القاهرة علی الکفرة النیاشرة [۱۳۳۵ھ]

(نیچری کافروں کے خلاف دلائل قاہرہ)

یہ رسالہ نیچریوں کے رد پر ہے، فتاویٰ رضویہ مترجم جلد ۱۵ر میں شامل تقریباً ۶ ۳ر صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ رسالہ اگر چہ کسی بنگلہ دیشی شخص کے جواب میں نہیں لکھا گیا لیکن اس پر سلہٹ بنگلہ دیش کے عالم ومفتی "ابو نعیم محمد ابراہیم قدس سرہ" جو مدرسہ عثمانیہ کلکتہ

میں بحیثیت مدرس اول (صدر مدرس) خدمات انجام دے رہے تھے ان کی تصدیق اس رسالے میں موجود ہے۔

الجام الضاد عن سنن الضاد [۱۳۱۷ھ]

(ضاد کے طریقوں سے روکنے والے کے منہ میں لگام دینا)

یہ رسالہ بھی اطراف بنگالہ وغیرہ میں کچھ لوگ "ض" معجمہ کو قصداً "ظ" یا "ذ" بلکہ "ز" معجمات پڑھتے ہیں اور اسی کا دوسروں کو امر کرتے ہیں، اور عام عوام ہندوستان میں جس طرح یہ حرف ادا کیا جاتا ہے، جس سے بوئے دال مہملہ پیدا ہوتی ہے اس کے شرعی حکم کے بارے میں تحریر فرمایا یہ ۱۹ر صفحات پر مشتمل ہے اور اور فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد ۶ر میں شامل ہے۔

حقة المرجان لمهم حکم الدخان [۱۳۰۷ھ]

(مرجان کی صندوقچی حقہ کے ضروری حکم کے بیان میں)

یہ رسالہ حقہ پینے اور تمبا کو کھانے کے حکم شرعی کو بیان کرنے کے لیے تحریر فرمایا یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ مترجم کی جلد ۲۵ر میں شامل ہے۔

ماحی الضلال فی انکح الهند وبنجاله [۱۳۱۷ھ]

(بنگال اور ہندوستان میں نکاحوں کے بارے میں کوتاہی کو مٹانے والا)

یہ رسالہ برصغیر میں مجالس ومحافل نکاح کے اندر پائے جانے والے خلاف شرع امور کے رد کے بیان میں ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے نام سے ہی اشارہ فرما دیا ہے کہ بنگالہ اور ہند کے نکاح میں جو کوتاہیاں ہوتی ہیں یہ ان کو مٹانے والا ہے، یہ رسالہ ۱۲ر صفحات پر مشتمل ہے، فتاویٰ رضویہ مترجم کی جلد ۱۱ر میں شامل ہے۔

اعلیٰ حضرت کے ایک فتوے کی تصدیق

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ ۱۳۳۵ھ کے نیچریوں کے رد پر تحریر فرمودہ رسالۂ مبارکہ "الدلائل القاهرة علی الکفرة النیا شرة" (نیچری کافروں کے خلاف دلائل قاہرہ) یہ ایک استفتا کا تحقیقی وتفصیلی جواب ہے، اس مبارک فتویٰ پر پنجاب،

گجرات، بہار، کلکتہ، سورت، ملتان، شاہجہانپور، مرادآباد، پیلی بھیت، رامپور، کاٹھیاواڑ، الور، آگرہ، احمدآباد، حیدرآباد، سیتاپور، محمودآباد، سندھ، کانپور، جبل پور وغیرہ کے ۷۹ ر علما ومفتیان کرم کی تصدیقات وتائیدات درج ہیں، ان ہی تصدیق کنندگان میں سلہٹ بنگلہ دیش کے عالم ومفتی ''ابونعیم محمد ابراہیم قدس سرہ'' کا نام بھی ہے، جو مدرسہ عثمانیہ کلکتہ میں بحیثیت مدرس اول خدمات انجام دے رہے تھے، ان کی تصدیق ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے:

''التائید و الشرکة فی مثل هذه المجالس بل المیلان الیها مالیا کان أو بدنیا بدلیل الکتاب و السنة و فقه امام الأمة ممتنع۔

ترجمہ: ایسی مجلسوں میں تائید وشرکت بلکہ میلانی خواہ مالی ہو یا بدنی بدلیل قرآن وحدیث وفقہ امام اعظم حرام ہے۔

الراقم فقیر ابو نعیم محمد ابراهیم عفی عنه سلہٹی، مدرس اول مدرسہ عثمانیہ، کلکتہ''۔[۱]

☆☆☆

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۵، ص:۱۱۳ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

● امام احمد رضا کا بنگلہ دیش سے ربط: مختلف زاویے

علما و مشائخ کی نظر میں

محمد سلطان الدین حنفی قادری

حضرت علامہ مفتی غلام محی الدین عرف محمد سلطان الدین حنفی قادری برکاتی سلہٹی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کو (۱) عظیم البرکۃ (۲) مجدد دین و ملت [۳] عالمِ اہلِ سنت، جیسے عظیم القابات سے یاد فرمایا ہے:

"آں حضرت عظیم البرکۃ مجدد دین وملت حضرت عالمِ اہلسنت مدظلہ العالی کے حضور میرٹھ سہارنپور گلاوٹی کانپور وغیرہا دس بلاد نزدیک و دور سے اس کے بارے میں سوالات آئے اکثر جگہ مختصر جوابات عطا ہوئے کہ یہ کوّا فاسق ہے خبیث ہے، حرام بحکم قرآن وحدیث ہے"۔[۱]

اس سے معلوم پڑتا ہے کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی بارگاہ میں کوّے کی حلت وحرمت کے استفسار کے لیے بھی کثیر تعداد میں سوالات آئے جن کے آپ نے جوابات تحریر فرمائے۔

دوسرے مقام پر آپ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے قوت استدلال اور دیوبندی مولوی کے عجز و بے بسی کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

"جناب گنگوہی صاحب نام مناظرہ سے خائف ہولیے تھے۔ کہ "سبحٰن السبوح" میں حضرت عالم اہلسنت مدظلہ العالی کا حملہ شیرانہ دیکھ چکے تھے"۔[۲]

شیر بنگلہ علامہ سید عزیز الحق قادری

تاج العلما، بدر الفضلا، عمدۃ المحققین، مبلغ اسلام، مناظر اہل سنت شیر بنگلہ حضرت

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۷، ص:۶۲۳، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۷، ص:۶۲۵، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

علامہ سید عزیز الحق قادری (ولادت ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء......وفات ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء) بنگالہ کے بلند رتبہ عالم وفاضل، مبلغ و مصلح، مناظر وفقیہ، اردو، عربی، فارسی اور بنگلہ زبان کے شعلہ بیان مقرر وادیب اور قادر الکلام شاعر اور صاحب کرامت بزرگ تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ سے آپ کی دینی محبت کیسی تھی اس کا اندازہ اس نظم سے لگایا جاسکتا ہے، جو آپ نے اعلیٰ حضرت کے مناقب بیان کرتے ہوئے تحریر فرمائی ہے، نظم سے پہلے جن آداب والقاب سے امام کا تذکرہ کیا ہے پہلے ان کو ملاحظہ فرمائیں:

"درمدحِ امامِ اہلِ سنت، مجددِ ملت، حامیِ سنت، قاطعِ بدعت، پیشوائے عالماں، مقتدائے فاضلاں، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، صاحبِ تصانیف کثیرہ و مقامات عالیہ، شیخ الاسلام، فخر الهند حضرت علامہ **اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب** [۱] فاضل بریلوی علیہ رحمۃ ربہ الباری۔

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
از برائے فخرِ ہند احمد رضا خاں مرحبا
مقتدائے اہلِ سنت بود آں رشکِ زماں
صاحبِ تالیف و تصنیفات آمد بے گماں
دافعِ کفر و ضلالت رہبرِ راہِ ہدی
عہدِ حاضر را مجدد آں امامِ باصفا
گر نبودے ذاتِ پاکش اندراں ہندوستاں
دشمن احمد وہابیاں شدندے اہل آں

[۱] آپ کا تذکرہ ابتدائی صفحات میں گزر چکا ہے۔

نعمتِ عظمیٰ برائے اہلِ سنت بے گماں
زہرِ قاتِل بود لیکن از برائے وَہْبِیَاں
تربتش را باغِ جنت از اے ربِّ جہاں
استجب یا رب طفیلِ سرورِ پیغمبراں
در بریلی گشت واقع روضۂ پرنور او
مردماں پر فیض باشند دائما از ذات او
نامِ ناظم گر تو خواہی شیر بنگالہ بداں
منکرانِ سنیاں را سیفِ برّاں بے گماں[۱]

حضرت شیر بنگلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جس طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے خاص محبت تھی ویسے ہی آپ کے خلفا و تلامذہ وغیرہ سے بھی قلبی لگاؤ تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ نے صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)، صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)، شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان قادری لکھنوی پیلی بھیتی (م ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء)، محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد قادری (م ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء) رحمہم اللہ کی شان میں آداب و القاب کے ساتھ اشعار میں ان سے اپنی الفت و محبت کے ساتھ ساتھ ان کی رفعت و عظمت کو بیان کیا ہے، جو ان کے دیوان ''دیوان عزیز'' میں موجود ہیں، ان کو بھی یہاں نقل کیا جاتا ہے:

''درمدحِ شیر بیشۂ اہل سنت، عالی مرتبت، سید المناظرین، فخر الواعظین، فصیح اللسان، بلیغ البیان، عدیم الندید، مثالش فقید، پیشوائے عالماں، مقتدائے فاضلاں، صاحب کمالات، مصدر فیوضات،

[۱] دیوان عزیز شریف، ص: ۳۶

مخزن کشف و کرامات، عاشق رسول، رہنمائے فحول، صاحب طریقت حضرت **مولانا حشمت علی خاں قادری**[۱] علیہ الرحمۃ ربہ الباری

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
بہرِ آں حشمت علی خاں قادری صد مرحبا
بود او اعظم مناظر اندر آں ہندوستاں
پیشوائے اہل سنت عرفاں داں
واعظ شیریں زباں و صاحب تحریر داں
مثلِ او در ہند و پاکستاں نیابی بے گماں
رکن اعظم بود بہر اہلِ سنت بے گماں
استجب یاب طفیلِ سرورِ پیغمبراں

[۱] آپ لکھنؤ میں حضرت مولانا صوفی عبد الرحمٰن صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کے قریب آفریدی النسل گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام والد محترم نے محمد حشمت علی اور حضرت علامہ مفتی محمد ہدایت رسول قادری برکاتی لکھنوی قدس سرہ نے محمد صدیق رکھا۔ تقریباً ۱۳۳۵ھ میں حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ کی وکالت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہوئے۔ ۱۳۳۶ھ میں بریلی شریف آکر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بارگاہ فیض میں حصول علم میں مشغول ہوگیے۔

آپ کی پوری زندگی احقاقِ حق اور ابطالِ باطل میں صرف ہوئی دیوبندیوں، وہابیوں، نجدیوں، قادیانیوں اور آریوں کا آپ نے رد کیا اور ان سے مناظرہ بھی کیے۔ آپ کا تفصیلی تذکرہ ''سوانح شیر بیشۂ اہل سنت'' اور ''مجاہدۂ شیر بیشۂ اہل سنت'' میں آپ کے بعض مناظروں کی تفصیلات پڑھی جاسکتی ہیں۔

آپ کا وصال ۱۳۸۰ھ کو ہوا۔ مزار مبارک پیلی بھیت شریف انڈیا کے محلہ بھورے خاں حشمت نگر میں ''دار العلوم حشمت الرضا'' سے متصل واقع ہے۔

در پیلی بھیت روضۂ پر نور او داں بے گماں
مردماں پر فیض باشند دائما از ذات آں
نامِ ناظم گر تو خواہی شیر بنگلہ بداں
منکران سنیاں را سیف برّاں بے گماں"[۱]

"در مدحِ فقیہِ زماں، صدر الافاضل، فخر الاماثل، سید المناظرین، فخر المقررین، شمس العلماء، بدر الفضلاء، تاج ادبا، محی السنۃ، قامع البدعۃ، صاحب تصانیف کثیرہ و مقامات عالیہ، فائق دوراں، محسود اقراں، محبوب سید کون و مکاں، حکیم الامۃ، مرشد طریقت، جامع معقولات ومنقولات، شیخ الاسلام، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، حضرت صدر الافاضل مولانا حافظ قاری **حکیم شاہ نعیم الدین مرادآبادی** علیہ رحمۃ ربہ الباری:

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
بہر آں صدر الافاضل شاہ نعیم الدین ما
پیشوائے عالمان و مقتدائے عارفاں
صاحب تقریر و تصنیفات دانی بے گماں
بُد محدث ہم مفسر ہم مناظر بے گماں
صد ہزاراں فاضلاں شاگرد آں فخر زماں

[۱] دیوان عزیز شریف، ص:۳۷

تربتش را باغ جنت ساز اے رب جہاں
استجب یارب طفیل سرور پیغمبراں
در مرادآباد دانی روضۂ پرنور او
مردماں پر فیض باشند دائما از ذات او
بود او کبریت احمر از برائے سنیاں
مثل او در ہند و پاکستان نیابی بے گماں
نام ناظم گر تو خواہی شیر بنگلہ بداں
منکران سنیاں را سیف برّاں بے گماں"[۱]

"درمدحِ فقیہ زماں، فائق دوراں، محسود اقراں، تاج العلماء، بدر الفضلاء، صدر الشریعہ، پیشوائے سنیاں، قال وہابیاں، نعمت عظمیٰ، غنیمت کبریٰ، فخرِ زماں، رحمت یزداں، محبوب سید کون و مکاں، قدوۂ عارفاں، شیخ الاسلام **حضرت مولانا امجد علی**[۲] علیہ رحمۃ ربہ:

[۱] دیوان عزیز شریف، ص:۳۸

[۲] صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ، لقب: صدر الشریعہ، بدر الطریقہ۔ سلسلہ نسب: مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی بن مولانا حکیم جمال الدین بن حکیم مولانا خدا بخش بن مولانا خیر الدین (علیہم الرحمہ)۔ آپ کے والدِ ماجد حکیم جمال الدین اور دادا حضور خدا بخش فنِ طِب کے ماہر تھے۔
آپ ۱۳۰۰ھ/ نومبر ۱۸۸۲ء کو محلہ کریم الدین قصبہ گھوسی، اعظم گڑھ ریاست اتر پردیش (انڈیا) کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اِبتدائی تعلیم اپنے دادا حضرت مولانا خدا بخش سے گھر پر حاصل کی پھر اپنے قصبہ ہی میں مدرسہ ناصر العلوم میں جا کر مولانا الٰہی بخش صاحب سے کچھ تعلیم حاصل کی

[بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر]

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
از برائے آں فقیه امجد علی صد مرحبا
بود او صدر الشریعه پیشوائے سنیاں
مثل او در ہند و پاکستان نیابی بے گماں
صاحب بحر شریعت صاحب عرفان داں
تربتش را باغ جنت ساز اے ربِّ جہاں
رکن اعظم بود بہر اہل سنت بے گماں
زہر قاتل بود لیکن از برائے وہّٰبیاں
نام ناظم گر تو خواہی شیر بنگلہ بداں
منکران سنیاں را سیف برّاں بے گماں"[۱]

[گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ] پھر جونپور پہنچے اور اپنے چچازاد بھائی اور استاذ مولانا محمد صدیق سے کچھ اسباق پڑھے۔ پھر جامع معقولات والمنقولات حضرت علامہ ہدایت اللہ خان رامپوری سے علم دین کے چھلکتے ہوئے جام نوش کیے اور یہیں سے درسِ نظامی کی تکمیل کی۔ پھر دورۂ حدیث کی تکمیل پیلی بھیت میں استاذ المحدثین حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی سے کی۔ حضرت محدث سورتی نے اپنے ہونہار شاگرد کی عبقری صلاحیتوں کا اعتراف ان الفاظ میں کیا: "مجھ سے اگر کسی نے پڑھا تو امجد علی نے"۔ (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) اسی طرح حاذق الملک حکیم عبدالولی لکھنوی سے علم الطب میں کمال حاصل کیا۔ آپ کا حافظہ بہت مضبوط تھا۔ ایک مرتبہ کتاب دیکھنے یا سننے سے برسوں تک ایسی یاد رہتی جیسے ابھی ابھی دیکھی یا سنی ہے۔ تین مرتبہ کسی عبارت کو پڑھ لیتے تو یاد ہو جاتی۔ ایک مرتبہ ارادہ کیا کہ "کافیہ" کی عبارت زبانی یاد کی جائے تو فائدہ ہوگا تو پوری کتاب ایک ہی دن میں یاد کر لی! (الحمد للہ علیٰ ذالک)

آپ امام اہلِ سنت مجدد دین وملت شیخ الاسلام امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ تھے اور بارگاہ مرشد سے "صدر الشریعہ" اور "قاضی شرع" کے القاب عطا کیے گئے۔

آپ کا وصال ۲/ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ/ ۶/ستمبر ۱۹۴۸ء کو رات ۱۲/بج کر ۲۶/منٹ پر ہوا آپ کا مزار مبارک گھوسی میں جامعہ امجدیہ رضویہ کے قریب زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔

[۱] دیوان عزیز شریف، ص:۳۹

"درمدحِ تاج العلماء، فخر الاولیاء، محبوب سید الانبیاء، محی السنة، قامع البدعة، محدث اعظم، مناظر افخم، محبوب سنیاں، قاتل وہّٰبیاں، بقية السلف، حجة الخلف، شیخ الاسلام، حضرة الحاج **علامه محدث سردار احمد**[۱] لائل پوری علیه رحمة ربه الباری:

[۱] حضرت مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری رضوی۔ کنیت: ابوالفضل لقب: محدثِ اعظم پاکستان۔ والد کا اسمِ گرامی چودھری میراں بخش چشتی علیہ الرحمہ، آپ ۲۹/جمادی الاخری ۱۳۲۱ھ/ ۲۲/ستمبر ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم پرائمری تک موضع دیال گڑھ میں حاصل کی ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء میں اسلامی ہائی اسکول بٹالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ایف اے کی تیاری کے لیے لاہور تشریف لائے۔ ان ہی دنوں مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کے زیر اہتمام مسجد وزیر خاں میں ایک عظیم الشان اجلاس ہوا۔ جس میں پاک و ہند کے کثیر تعداد میں علما و مشائخ کے علاوہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ بھی شریک ہوئے۔ محدث اعظم پاکستان حضرت حجۃ الاسلام کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انگریزی تعلیم، کو خیر آباد کہہ کر مرکز علوم و معارف بریلی شریف چلے گئے۔ حضور مفتی اعظم ہند، حضور حجۃ الاسلام، صدر الشریعہ اور مولانا محمد حسین وغیرہ (علیہم الرحمہ) سے علمی استفادہ کیا۔ فیضِ رضا سے ایک وقت ایسا آیا کہ دنیا میں محدثِ اعظم پاکستان کے نام سے معروف ہو گئے۔

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حضرت شاہ محمد سراج الحق چشتی کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت سے مشرف ہوئے، اور سلسلہ قادریہ رضویہ میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ سے فیض یاب ہوئے۔ اور حضور مفتی اعظم الشاہ مولانا مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ اور حضور صدر الشریعہ نے جمیع سلاسل کی اجازت و خلافت عطا فرمائی۔

یکم شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ/ ۲۹/دسمبر ۱۹۶۲ء ہفتہ کی درمیانی رات ایک بج کر چالیس منٹ پر آپ کا وصال ہوا۔

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
بہر آں سردار احمد آں حبیب مصطفیٰ
پیشوائے عالمان و مقتدائے فاضلاں
عاشق شاہ مدینہ صاحب عرفان داں
بُد محدث ہم مفسر ہم مناظر بے گماں
مثل او در ہند و پاکستان نیابی بے گماں
رکن اعظم بود بہر اہل سنت بے گماں
زہر قاتل بود لیکن از برائے وہّبیاں
از برائے اہل سنت مدرسہ کردہ بنا
فیض جاری تا قیامت ماند از ذاتش بقا
یا الٰہی زندہ دارش تا بقائے ایں جہاں
درمیان لائل پوراست روضہ اش ہم اندراں
تربتش را باغ جنت ساز اے رب جہاں
استجب یارب طفیل سرور پیغمبراں
نام ناظم گر تو خواہی شیر بنگلہ بداں
منکران اولیا را سیف برّاں بے گماں"[۱]

علامہ حافظ و قاری سید احمد شاہ القادری سری کوٹی

حضرت علامہ حافظ قاری سید احمد شاہ القادری سری کوٹی (م ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء) علیہ الرحمہ اگرچہ پاکستان سرحد کے رہنے والے ہیں، لیکن آپ نے دینی و مذہبی اور تبلیغی و اشاعتی خدمات کے لیے بنگلہ دیش و برہما کی سرزمین کا انتخاب فرمایا اور ان دیار میں نمایاں خدمات انجام دیں، بنگلہ دیش میں آپ کے کثیر تعداد میں مریدین و خلفا تھے آج بھی ان کا سلسلۂ

[۱] دیوان عزیز شریف، ص:۴۹

طریقت یہاں کے عوام و خواص میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ آپ نے بنگلہ دیش کے مشہور شہر چاٹگام میں ایک مرکزی جامعہ کی بنیاد رکھی اور ان کلمات کے ساتھ اس مدرسہ کی ابتدا کی گئی:

"یہاں مسلک اعلیٰ حضرت کی بنیاد پر دین کی تعلیم دی جائے گی"۔[۱]

آپ نے اس ادارہ کی بنیاد تو مسلکِ اعلیٰ حضرت پر رکھی ہی تھی، اس ادارے کے لیے سب سے پہلے صدر المدرسین کے عہدہ پر جن کو مقرر کیا گیا ان کو بریلی شریف سے لایا گیا تھا یعنی حضرت علامہ مفتی وقار الدین رضوی قدس سرہ ان کے بعد دوسرے صدر المدرسین حضرت علامہ نصر اللہ خان افغانی قدس سرہ بھی منظر اسلام ہی کے فارغ التحصیل تھے۔

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت علامہ حافظ قاری سید احمد شاہ القادری سریا کوٹی قدس سرہ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ سے نہ یہ کہ صرف محبت تھی، بلکہ وہ آپ کو حق و صداقت اور رشد و ہدایت کی علامت اور خط امتیاز بھی تصور کیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا سید اقام الدین مجددی قدس سرہ

حضرت مولانا سید اقام الدین مجددی چاٹگامی قدس سرہ کا کوئی تفصیلی تذکرہ تو نہیں ملا لیکن شیر بنگلہ علیہ الرحمہ کے دیوان میں ایک جگہ ان کا تذکرہ ملا ہے، جہاں انھوں نے ان کے متعلق ایک کلام تحریر فرمایا ہے اور اسی میں یہ بھی بتایا ہے کہ یہ بریلی شریف کے مدرس میں "مدرس اول" کے منصب پر فائز تھے، راہ خدا میں شہید ہوئے، صاحب کرامت بزرگ ہیں۔ شیر بنگلہ علیہ الرحمہ ان کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں:

"در مدح پیشوائے عالماں، مقتدائے سالکاں، مخزنِ کشف و کرامات، صاحب

[۱] ماہ نامہ معارف رضا، کراچی، مارچ ۲۰۱۱ء

مقامات، منبع فیوضات، مصدر کمالات حضرت **مولانا سید اقام الدین المجددی** چاٹگامی صاحب قریہ نگر ساتکانوی علیہ رحمۃ ربہ الباری۔

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
بہر مولانا اقام الدین را صد مرحبا
بود او مجذوب سالک در میان عالماں
ایں اقامِ دین احمد ﷺ را بدانی بے گما
در بریلی بود او اول مدرس بے گماں
درمیانِ درس گاہِ فاضلِ بریلی بداں
از برائے اہلِ عالم بود اُو پیر مغاں
صد ہزاراں از مریدانش بیانی در جہاں
ہم شہید دین احمد ﷺ بود آں مرد خدا
باربر روحش دواماً رحمت و فضل خدا[۱]

مولوی عبد الحمید صاحب شنوپوری

مولوی عبد الحمید صاحب شنوپوری، ڈاک خانہ بیگم گنج، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کی عظمت و رفعت اور ان کے بلند پایہ رتبہ و مقام کو کن الفاظ میں بیان کیا ہے:

"بگرامی خدمت، فیض درجت، مجمع الفضائل، منبع الفواضل، کاشف دقائق

[۱] دیوان عزیز شریف، ص ۵۱

شرعیہ، واقف حقائق عقلیہ نقلیہ، محی السنۃ النبویہ، مروج الاحادیث المصطفویہ، صاحب التحقیقات الرائقہ، زبد السعادت الفائقہ، اعنی مولانا المولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب دام افضالہم۔ بعد ادائے تسلیمات فراواں و کورنشات بیکراں معرض آں خدمت یہ ہے"۔[۱]

مولوی محمد الٰہی بخش صاحب

مولوی محمد الٰہی بخش صاحب، موضع بیشکٹالی، ضلع کمرلہ، بنگلہ دیش نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کو مندرجہ ذیل آداب و القابات کے ساتھ ذکر کر کے اپنی نیازمندی و عقیدت و احترام کا اظہار فرمایا:

"قبلہ شفقت ومرحمت وکعبہ عاطفت وراحت واسطہ حصول عزت دوجہانی وسیلہ وصول سعادت جاودانی ایداللّٰہ افضالہم وعم نوالہ دامت شموس عنایاتہم بازغ ناصی فدویت وارادت رابغازہ مفاخرت وسعادت مانند گل رنگیں ساختہ بگزارش مدعا پرداختہ کہ ایں احقر رابرائے چند مسائل بغایت ضرورت افتاد، لہذابسیار حیران وسرگرداں ست، ونیز کسے راچنداں غربانوازنمی بیندکہ بخوب ترین جواب ازکتب

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۳، ص: ۱۵۵، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

معتبره ار زانی داشته خاطرایں فدوی را تسکین دہد، وہم تشفی خاطرباشد، لہذا بچاد شان کیوان ایوان معروض داردکه ازروئے بنده نوازی جواب مسائل ذیل را، بطریق فتاوے عطا فرمایند۔

ترجمہ: قبلہ شفقت ورحمت کعبہ عاطفت ورافت دونوں جہان کی عزت کے حصول کا واسطہ، ہمیشگی سعادت کی رسائی کا وسیلہ، اللہ تعالیٰ ان کے جودوکرم کو دوام بخشے، ان کی عنایات کا سورج چمکتا رہے۔ ارادت وغلامی کی پیشانی، فخر وسعادت کے پوڈر سے رنگنی پھول کی طرح ہوجائے وہ اپنے مدعا کی گزارش کرتا ہے کہ اس عاجز کو چند مسائل کی انتہائی ضرورت پیش آ گئی الہٰذا بہت حیران اور پریشان ہے نیز اس قدر کسی کو غربا پرور نہیں سمجھتا کہ بہت عمدہ جواب معتبر کتابوں سے نکال کر مفت پیش فرمادیں، جو اس غلام کے دل کو تسکین دے اور قلبی تشفی کا باعث ہو، الہٰذا غلامانہ حیثیت سے بلند وبالا آسمان ہفتم کی سی بارگاہ میں عرض کناں ہوں کہ بندہ پروری کرتے ہوئے مسائل ذیل کا جواب بصورت فتویٰ عنایت فرمائیں۔“[۱]

محمد غلام فرہاد صاحب

محمد غلام فرہاد صاحب، موضع لاکرتلہ، تھانہ پالنگ، ضلع فرید پور، بنگلہ دیش لکھتے ہیں:

”مکرمی و معظمی جناب مولانا شاہ عبد المصطفیٰ احمد

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۳، ص: ۲۹۱، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

رضا خاں صاحب بعد آداب وتسلیم معروض آنکہ ہم لوگ احاطہ بنگال ضلع فرید پور تھانہ پالنگ موضع لاکرتلہ میں سب لوگ اہلسنت وجماعت کے ہیں مگر ان میں سے بعض لوگ ایسے حنفی کہلاتے ہیں مگر عقیدہ وہابیت کا ہے یعنی دیوبند کا۔ چونکہ وہ لوگ دیوبند کا کیفیت سے اچھی طرح واقف نہیں اور ہمارے بنگال کا ہادی جونپور کے مولانا کرامت علی صاحب کی اولاد ہیں وہ لوگ بھی دیوبند کے عقیدہ پر چلتے ہیں یعنی قیام وفاتحہ وثانی جماعت وغیرہ کو ناجائز کرتے ہیں لہٰذا ہم لوگ نے حضور کی کتاب کوکبۃ الشہابیۃ اور چند پرچہ کلکتہ منشی لعل خان صاحب سے منگا کر دکھلایا کہ تم لوگوں کا عقیدہ اہلسنت وجماعت کے خلاف ہے، بہر حال ہم لوگ سے اختلاف کرتا رہا مگر اس وقت مسئلہ قدم بوسی اور سجدہ تحیہ میں ہم لوگوں کو بہت مجبور کیا، ہم لوگ قادریہ شریف میں سلسلہ بھاگل پور کے مریدان اسلام آباد احاطہ بنگال کے مولانا شاہ محمد عبد الحی صاحب سے دست بیعت کیا ہوں، انھوں نے سجدہ تحیہ کو جائز رکھتے ہیں اور دیوبندی خلاف ہیں اب ہم لوگوں نے کہا کہ یہ مسئلہ ایسے آدمی سے دریافت کرنا چاہئے جو کہ متوسط سنت وجماعت کے ہیں۔ لہٰذا ہم لوگ حضور کو بمقابلہ مقتدا اسلام اور حامی سنت وجماعت کا جانتا ہوں، اب یہاں سے دو فتویٰ دیا جاتا ہے کہ ہم لوگ سجدہ تحیۃ کو جائز رکھتا ہوں اور مقتدا دیوبندی کفر اور حرام ناجائز کہتے ہیں۔ خیر گزارش ضروری یہ ہے کہ حضور اگر جائز کرتے ہیں تو بہت خوب اور اگر ناجائز کریں بسر تسلیم مان لیتا ہوں مگر امید کرتا ہوں کہ

جواب اس طرح ہونا چاہئے کہ فتویٰ دیوبندی ہم پر غالب نہ ہوجائے، والسلام"۔[۱]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اس کا جواب ان الفاظ میں تحریر فرمایا:

"بزرگان دین کی قدم بوسی بلاشبہ جائز بلکہ سنت ہے۔ بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے مبارک چومے اور حضور نے منع نہ فرمایا۔ رہا سجدہ تحیت، اگلی شریعتوں میں جائز تھا۔ ملائکہ نے بحکم الٰہی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی زوجہ مقدسہ اور ان کے گیارہ صاحبزادوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو حضرت سیدنا مریم (علیہا السلام) کے شکم مبارک میں تھے اور سیدنا یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی بہن کے شکم مقدس میں جب حضرت مریم اپنی بہن کے پاس تشریف لائیں ان کی بہن عرض کرتی ہیں:

"انی اریٰ مافی بطنی یسجد لما فی بطنک"۔[۲]

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۲، ص: ۴۱۶، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، تحت آیۃ ان اللہ یبشرک بیحییٰ الخ، المطبعۃ البھیمۃ مصر، الجزء الرابع، ص: ۳۸

روح المعانی، تحت آیۃ ان اللہ یبشرک بیحیی مصدقا بکلمۃ الخ، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ مصر، الجزء الثالث، ص: ۱۳۰

میں دیکھتی ہوں کہ وہ جو میرے پیٹ میں ہے اس کے لئے سجدہ کرتا ہے جو تمھارے پیٹ میں ہے۔

وھابیہ خذلھم اللہ تعالیٰ کہ اس کو شرک کہتے اللہ کے رسولوں اور فرشتوں کو شرک کا مرتکب اور اللہ عزوجل کو معاذ اللہ شرک کا حکم دینے والا ٹھہراتے ہیں قال اللہ تعالیٰ:

"ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجدا"۔[۱]

حضرت یوسف (علیہ السلام) نے اپنے والدین کو تخت کے اوپر بٹھایا اور وہ سب (والدین و برادران) حضرت یوسف کے آگے سجدہ کرتے ہوئے گر گئے (ت)

وقال اللہ تعالیٰ:

"واذقلنا للملئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس"۔[۲]

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہہ دیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو تو سوائے شیطان کے سب نے سجدہ کیا۔ (ت)

دیوبندیہ خود مرتدین ہیں ان کو مسائل اسلامی میں دخل دینے کا کیا حق۔ علمائے حرمین شریفین نے ان کے پیشواؤں کو نام بنام لکھا ہے کہ:

"من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر"۔[۳]

---

[۱] القرآن الکریم، ۱۲/ ۱۰۰

[۲] القرآن الکریم، ۲/ ۳۴

[۳] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین، مطبع اھلسنت وجماعت بریلی، ص: ۹۴

جوان کے عقائد پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک
کرے خود کافر۔
ہاں ہماری شریعت مطہرہ نے غیر خدا کے لئے سجدہ
تحیت حرام کیا ہے اس سے بچنا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سید عبدالرحمٰن صاحب

سید عبدالرحمٰن صاحب، پوسٹ آفس موضع شرشدی ضلع نوا کھالی بنگال فرماتے ہیں:

”حضور تو بحر العلوم ہیں جن کا اسم گرامی تمام جہاں
میں مشہور ہے“۔[ا]

امام احمد رضا کی بنگلہ کلچر پر نظر

ایک مفتی کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ زمانے کے حالات سے واقف ہو، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ زمانے کے حالات سے نہایت ہی عمدہ طریقے سے واقف تھے۔ بنگلہ دیش کے حالات سے واقفیت کا اندازہ ان اقتباسات سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے ایک استفتا کے جواب میں لکھا:

”الجواب ــــــــــ: کلیه در لباس
آنست که درے رعایت سه امرے باید کردیکے
اصل اوحلال باشد ہمچو لباس ریشمیں
یازری یا رنگین معصر وزعفران که مرد را
مطلقا روانیست دوم رعایت ستر آنچه که
متعلق بستر است چنانچه مرد رازیر جامه و
زنان آزاد را از سرتاپا ہمه لباس پیش

[ا] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۳، ص: ۳۳۰، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

اجانب وآنچه پشت وشکم ازناف تا زیر
زانوپوشد پیش محارم واگر تنہا پیش شوہر
خودست حاجت ہیچ ستر ندارد الا حیا۔
وازفروع اینہم ست که لباس بموضع
سترآنچناں چسپیده که ہیئت آن عضو
رانماید کما ذکره فی ردالمحتار حققناه فی ما
علقناه علیه۔ سوم لحاظ وضع که نه زی کفار
باشد نه طرق وفساق وایں بردوگونه است
یکے آنکه شعار مذہب ایشان با شد ہمچوں
زنار ہنود وکلاه مخصوص نصاری که ہیٹ
نامند بس اینہا کفر بودواگر شعار مذہب نیست
از خصوصیات قوم آنہا آنست ممنوع ونارو ا
باشد حدیث صحیح: من تشبه بقوم فهو منهم۔[ا]

ترجمہ: قاعدہ کلیہ لباس پہننے میں یہ ہے کہ اس میں تین امور کی رعایت کرنی چاہئے ایک یہ کہ اصل میں اس کا استعمال کرنا ناجائز ہو مثلاً ریشمی یا سنہری لباس۔ یا سرخ یا زرد، زعفرانی رنگ کا لباس کہ علی الاطلاق مرد کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں۔ (دوسری بات) ستر کی رعایت ہو اس لباس میں کہ جس کا ستر سے تعلق ہے۔ جیسے مرد کے لئے زیر جامہ۔ اور آزاد عورتیں سر سے لے کر پاؤں تک غیر محرم (اجنبی) مردوں کے سامنے مکمل لباس پہنے

[ا] سنن ابی داود، کتاب اللباس باب فی لبس الشهر، ج: ۲، ص: ۲۰۳، آفتاب عالم پریس، لاہور

ہوں۔البتہ محرم مردوں کے روبرو، پشت اور ناف سے لے
کر گھٹنوں کے نیچے تک پردہ پوش ہوں۔ ہاں اگر تنہا شوہر
کے پاس ہو تو پھر اہتمام ستر کی کوئی ضرورت نہیں لیکن اگر
شرم وحیا مانع ہو تو الگ بات ہے۔اور اس کے ذیلی
پہلوؤں میں سے یہ بھی ہے کہ لباس محل ستر پر کچھ اس طرح
چسپاں ہو کہ اس عضو کی ہیئت نہ دکھائی دے۔جیسا کہ فتاویٰ
شامی میں ذکر فرمایا اور میں نے اس کے حواشی میں اس کی
تحقیق کردی۔ (تیسری بات) لباس کی وضع کا لحاظ رکھا
جائے کہ کافروں کی شکل وصورت اور فاسقوں کے طرز و
طریقے پر نہ ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ ان کا
مذہبی شعار ہو جیسے ہندوؤں کا زنار اور عیسائیوں کی خصوصی
ٹوپی کہ "ہیٹ" کہتے ہیں۔ پس ان کا استعمال کفر ہے۔اور
اگر ان کے مذہب کا شعار تو نہیں لیکن ان کی قوم کا خصوصی
لباس ہے تو اس صورت میں بھی اس کا استعمال ممنوع
(ناجائز ہے) چنانچہ حدیث صحیح میں فرمایا: جو کسی قوم سے
مشابہت اختیار کرے وہ اسی میں شمار ہے"۔[۱]

اسی میں ہے:

"در صورت اولی محمول برظاهر خود
ست و در ثانیه بر زجر وتهدید ودر ثانیه امر
باختلاف ممالک ومراسم مختلف شود مثلا
دربنگاله ساڑی عام ست مرزنان مسلمات و

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۲، ص:۱۹۰ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

مشرکات راپس از باب تشبه نباشد۔

پس پہلی دوسری صورت میں یہ اپنے ظاہر پر محمول
ہے۔لیکن دوسری صورت میں ڈانٹ ڈپٹ اور ڈراوے پر
محمول ہے۔اور امر ثانی میں اختلاف ممالک اور مراسم کی بنا
پر مختلف ہوجاتا ہے۔ مثلاً بنگلہ دیش میں ساڑی ایک عام
لباس ہے جس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں قسم کی شامل ہیں
(لہٰذا اس میں کسی ایک کی کوئی خصوصیت نہیں) لہٰذا اس
حالت میں از قبیل تشبہ نہیں"۔[۱]

دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

"اللھم لک الحمد، جو کپڑا فقیر نے دیکھا ہے
اور اس کے متعلق بیان سائل نظر سے گزرا، اس نے صورۃ و
صفۃ حریر سے مشابہت نہ پائی۔ یہ بہت خشن کثیف، ردی،
اکثر معمولی کپڑوں سے بھی گری حالت میں ہے اسے
نعومت، ملاست، نظافت، ایراث، تزین، وتکبر وتفاخر سے
کچھ علاقہ نہیں۔ قیمت میں بھی سنا گیا ہے، کہ بہت ارزاں
ہے۔وہ کرم جس سے یہ پیدا ہوتا ہے مسموع ہوا کہ وہ دود
القز کے علاوہ اور کیڑا ہے۔اس کی غذا ورق فرصاد یعنی
برگ توت ہے۔اور اس کی ورق الخروع یعنی برگ بیدانجیر
جسے ہندی میں انڈی اور دیار بنگلہ میں رینڈی کہتے ہیں۔
اسی مناسبت سے یہ کپڑا وہاں انھیں ناموں سے مسمّٰی ہے،
اصل اشیا میں اباحت ہے۔ جب تک شرع سے تحریم

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۲، ص:۱۹۱ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

ثابت نہ ہو اس پر جرأت ممنوع و معصیت ہے''۔[۱]

ایک مقام پر دھوتی کے متعلق یوں تحریر فرماتے ہیں:

''اور فی نفسہ دھوتی کی حالت کو دیکھا جائے تو اس کی اپنی ذات میں کوئی حرج شرعی بھی نہیں بلکہ ساتر ما مور بہ کے افراد سے ہے اصل سنت ولباس پاک عرب یعنی تہبند سے صرف لٹکتا چھوڑنے اور پیچھے گھرس لینے کا فرق رکھتی ہے اس میں کسی امر شرعی کا خلاف نہیں تو دو وجہ ممانعت تو قطعاً منتفی ہیں۔ رہا خاص شعار کفار ہونا، وہ بھی باطل۔ بنگالہ وغیرہ پورب کے عام شہروں میں تمام کسان ہندو مسلمان سب کا یہی لباس ہے۔ یوہیں سب اضلاع ہند کے دیہات میں ہندو مسلمین یہی وضع رکھتے ہیں۔ رہے وسط ہند کے شہری لوگ، ان میں بھی فنائے شہر اور خود شہر کے اہل حرفہ وغیرہم جنہیں کم قوم کہا جاتا ہے بعض ہر وقت اور بعض اپنے کاموں ضرورتوں کی حالت میں دھوتی باندھتے ہیں''۔[۲]

مطلب کا جواب حاصل کرنے پر تنبیہ

آج کل بہت سے لوگ مطلب کا جواب حاصل کرنے کے لیے مفتیان کرام سے راہ ورسم کا استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے ہندوستان کے ایک مقرر نے ماضی میں ہندوؤں کے پیشوا ''رام'' کی تعریف معاذ اللہ انبیا علیہم السلام و اولیا علیہم الرحمۃ

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۲، ص:۱۰۹، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۴، ص:۵۳۴، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

والرضوان کی طرح کی تھی۔ اس وجہ سے کچھ مفتیان کرام نے اس کی تقریر کو کفریہ کلمات پر مشتمل ہونے کے سبب مقرر پر توبہ اور تجدید ایمان کا فتویٰ جاری فرمایا لیکن مقرر صاحب نے مطلب کا فتویٰ حاصل کرنے کے لیے ہندوستان کے ایک مشہور ادارہ کے دارالافتا کے مفتی صاحب سے رابطہ کیا۔ مقرر صاحب کا اس ادارے میں اچھا خاصا اثر ورسوخ تھا تو مفتی صاحب بھی ان کے اثر ورسوخ سے مغلوب ہو گئے، جس کی پاداش میں مقرر صاحب اپنے مطلب کا فتویٰ حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ اس معاملہ کی مکمل تفصیل فقیر کے رسالہ ''**الکلمات القاطعة للأفکار الزائفة**'' میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ ان لوگوں پر بھی گہری نظر رکھتے تھے جو مطلب کا فتویٰ حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں اس کی ایک مثال بنگلہ دیش کے ضلع سلہٹ سے آئے ہوئے ایک استفتا کے جواب کا یہ اقتباس ہے:

''اما فقیر می ترسم که ایں مسئله ہماں ست که در ۱۳۱۷ھ سه بار از ہمیں سلہٹ نزد فقیر آمده بود و سائل ایں بار نیز گفت که ایں فساد از سه سال آنجا برپاست، بار اوّل ۶/رجب ۱۳۱۷ھ بیانے که آمد ظاہرش آنست که ایں اقرار زید یعنی عبدالکریم پیش از نکاح ہنده اعنی مائتون بود و آنجا نیز تصریح اضافت بملک یا سبب ملک نیست و قطع نظر ازاں ۶/رجب و ۱۹ شوال و ۲۲ ذی قعده ۱۳۱۷ھ در سوالات ہر سه بار ہیچ ذکر ایں زیادت تازه که ہر وقتیکه باید نبود بلکه در سوال اول لفظ ہنده ہمیں قدر نوشته بود که اب میں مطابق اقرار نامه نہیں ره سکتی ہوں، ایں

گفت واز خانه بروں رفت جواب دادم که ایں
الفاظِ طلاق نبود بالفرض اگر طلاق باشد پیش
آنہا باز ضره خود جنگ وجدل سخنے فضول
واجنبی بود مجلس متبدل شد واختیار طلاق
ازدست رفت طلاق ازاں روز شد که خلع کرد
ازیں روز امر درعدت واجب ست ورنه نکاح
حرام، بریں واجب جواب درسوال شوال نیز
ہمیں از تقیید بمجلس سوال کرد جواب رفت،
درسوال ذیقعده فزود که ہنده دعوٰی میکند که
بمجرد آمدن ضره بخانه ہماں وقت نفس
خودم را اختیار کرده بودم وشوہر منکر اصل
ایں معنی ست میگوید که ہنده ہیچ نگفت وبدر
رفت دریں صورت قول کراست جواب نوشتم
زید راست، بعد سه سال چہارم بار ایں سوال
آمد ودرو لفظے زائد است که تقییدِ مجلس از بیخ
برانداخت بایں معنی باخبر باید بود اگرایں
سوال متعلق بہمه واقعه است پس تبدیل
کنندگاں از خدا ترسند اگر به تعبیر واقعه حکمے
از مفتی بدست آرند عالم الغیب والشہادة راچه
جواب دہند ''**فمن بدله بعد ماسمعه فانما اثمه علی
الذین یبدلونه**'' ۔واللہ تعالٰی اعلم۔

ترجمه: مجھ فقیر کو خطرہ ہے کہ یہ وہی مسئلہ ہو جو
میرے پاس ۱۳۱۷ھ میں تین بار سلہٹ سے آیا تھا، اور

سائل نے بھی ذکر کیا ہے کہ یہاں یہ فساد تین سال سے
چلا آرہا ہے۔ پہلی بار ۶/رجب ۱۳۱۷ھ کو یہ سوال آیا تو
اس میں یہ بیان تھا کہ زید یعنی عبدالکریم کا یہ اقرار نامہ نکاح
سے پہلے لکھا گیا ہے اور اس میں مائتون سے نکاح کی
ملکیت یا سبب کا ذکر بھی نہ تھا، اس سے قطع نظر ۶/رجب ۱۹
شوال اور ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۱۷ تین مرتبہ سوالات کئے گئے
جن میں اس تازہ زائد لفظ ''جب چاہے'' کا اضافہ نہ تھا بلکہ
پہلی مرتبہ سوال میں، ہندہ کے عنوان سے لکھا گیا کہ ''اب
میں اقرار نامہ کے مطابق نہیں رہ سکتی ہوں'' یہ کہا اور زید
کے گھر سے چلی گئی، تو میں نے اس کا جواب دیا کہ یہ الفاظ
طلاق نہیں بن سکتے اور اگر بالفرض ہندہ کے یہ الفاظ طلاق
ہوں بھی تو اس کا پہلے اپنی سوکن کے ساتھ جھگڑا کرنا، لاتعلق
اور اجنبی بات ہونے کی وجہ سے اختیار والی مجلس تبدیل
ہوگئی جس سے ہندہ کے ہاتھ طلاق کا اختیار جاتا رہا، لہٰذا
ہندہ یعنی مائتون بی بی کو اس روز طلاق ہوئی جس روز اس
نے خاوند سے خلع کیا، اور اسی دن سے عدّت واجب ہوئی
اور اس کا مکمل ہونا ضروری ہے ورنہ اس کا نکاح حرام ہے،
اس جواب کے بعد شوال والے سوال میں بھی خاوند کی
طرف سے دئے گئے اختیار والی مجلس کی قید سے سوال کیا
گیا اس کو جواب دیا گیا، اور ذیقعدہ والے سوال میں یہ
بات زائد تھی کہ ہندہ دعوٰی کرتی ہے کہ خاوند نے صرف
سوکن کی گھر آمد پر مجھے طلاق کا اختیار دیا تھا جس کو میں نے
اس موقع پر استعمال کر لیا تھا، اور خاوند اس بات سے انکار

کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ ہندہ نے اس موقع پر کچھ نہیں کہا اور گھر سے چلی گئی، اس صورت کے بارے میں سوال کیا گیا خاوند یا بیوی کس کی بات معتبر ہے؟ میں نے جواب میں لکھا زید یعنی خاوند کی بات معتبر ہے۔ مذکور تین بار سوال کے بعد چوتھی مرتبہ تین سال کے بعد اب یہ سوال آیا ہے اور اس میں ایک مزید اضافہ کیا گیا (''اور جب چاہے اپنے آپ کو طلاق دے دے'') لکھا گیا ہے اور مجلس کی قید والی صورت کو سرے سے ہی ختم کر دیا گیا لہٰذا اس معاملہ کی تحقیق ہونی چاہئے اگر یہ آخری سوال بھی ان پہلے تین سوالوں کا واقعہ ہے تو پھر سوال میں تبدیلی کرنے والوں کو خدا سے ڈرنا چاہئے، اگرچہ سوال کی تبدیلی کے ذریعہ مفتی سے مطلب کا حکم حاصل کر لیں گے لیکن عالم الغیب والشہادت اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا جواب دیں گے۔ جس نے اس کو سننے کے بعد تبدیل کیا تو گناہ بدلنے والوں پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم''۔[۱]

بنگلہ زبان میں قرآن کے مطالب لکھنے کا حکم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ سے بنگلہ زبان میں مطالب و شان نزول اور قصص کو قرآن شریف میں عربی زبان کے نیچے لکھنے کے متعلق سوال کیا گیا اس سے متعلق آپ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

''قرآن شریف میں عربی عبارت کے نیچے اردو

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۱، ص:۶۴۶/مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

میں ترجمہ اور انگریزی یا بنگلہ زبان میں مطالب و شان نزول و قصص کا لکھنا درست ہے یا نہیں؟

مذکورہ استفتا جس میں آپ سے بنگلہ زبان میں قرآن کریم کے مطالب لکھنے کا حکم دریافت کیا گیا تو آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

الجواب

''جائز ہے جبکہ فائدے مطابق شرع ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم''۔[۱]

بنگلہ دیش دار الحرب یا دار الاسلام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے بنگلہ دیش کو دار الاسلام فرمایا ہے آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اور بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے اپنے فتاویٰ میں دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے کہ تمام ہندوستان سرحد کابل سے منتہائے بنگالہ تک سب دار الاسلام ہے تو یہاں جتنے شہر وقصبات میں (جن کو شہر کہتے ہیں اور وہ نہ ضرور ایسے ہی ہوتے ہیں جن میں متعدد محلے، متعدد دوائمی بازار ہیں، وہ پرگنہ ہیں، ان کے متعلق دیہات ہیں، ان میں ضرور کوئی حاکم فیصل مقدمات کے لئے مقرر ہوتا ہے جسے ڈگری ڈسمس کا اختیار ہے نہ فقط تھانہ دار کہ وہ کوئی حاکم نہیں صرف حفاظت اور تحقیقات یا چالان کا مختار ہے) وہ ضرور سب اسلامی شہر ہیں اور ان میں جمعہ فرض ہے''۔[۲]

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۳، ص:۷۰۹/مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۳۷۰/مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

''اس تحقیق سے تمام صورِ مستفسرہ کا حکم واضح ہوگیا جو آبادیاں پرگنہ ہے اوران میں کوئی کچہری ہے (نہ فقط تھانہ یا ڈاک خانہ یا شفا خانہ فیصلِ مقدمات کے لئے نہیں ہوتے) اور وہاں سلطنت اسلام ہے یا پہلے تھی اور جب سے غیر مسلم کا قبضہ ہو بعض شعائر اسلام بلا مزاحمت اب تک جاری ہیں جیسے تمام بلاد ہندوستان و بنگالہ ایسے ہی ہیں وہ سب اسلامی شہر ہیں ان میں جمعہ فرض ہے''۔[۱]

اسی میں ہے:

''ہندوستان اور بنگالہ بلاشبہہ شہر دار الاسلام ہیں ان میں جمعہ فرض ہے اس کا ترک سخت گناہ اور اس کا انکار شدید گمراہی ہے''۔[۲]

حسام الحرمین اور علمائے بنگلہ دیش

حسام الحرمین پر ان علمائے کرام کی تصدیقات موجود ہیں جن کا تعلق برصغیر ہندو پاک اور بنگلہ دیش کے مندرجہ ذیل مختلف مقامات سے ہے:

(۱) مارہرہ مطہرہ (۲) بریلی شریف (۳) آستانہ کچھوچھہ مقدسہ (۴) جبل پور (۵) دربار علی پور شریف (۶) سرکار اعظم اجمیر مقدس (۷) دار الافتاء مراد آباد (۸) مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور (۹) مدرسہ فیض الغربا آرہ (۱۰) بانکی پور پٹنہ (۱۱) سیتا پور (۱۲) ریاست جلال آباد (۱۳) پوکھریرا ضلع مظفر پور (۱۴) ریاست بھاولپور (۱۵) گڑھی

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص: ۳۸۲ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص: ۴۲۷ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

اختیار خاں بھاولپور (۱۶) کوٹلی لوہاران، سیالکوٹ (۱۷) کھڑوٹہ سیدان، ضلع سیالکوٹ (۱۸) چٹوڑ، راجپوتانہ (۱۹) لدھیانہ (۲۰) دہلی (۲۱) مزنگ لاہور (۲۲) سہاور ضلع ایٹہ (۲۳) مدراس (۲۴) بھین ضلع جہلم (۲۵) سنبھل ضلع مراد آباد (۲۶) دادوں ضلع علی گڑھ (۲۷) شاہ جہان پور (۲۸) نکودر جالندھر (۲۹) مئو ضلع اعظم گڑھ (۳۰) معسکر، بنگلور (۳۲) مختلف مقامات لاہور (۳۳) وزیر آباد (۳۴) رامپور (۳۵) کان پور (۳۶) آنولہ ضلع بریلی شریف (۳۷) ہلدوانی ضلع نینی تال (۳۸) مان بھوم (۳۹) حیدر آباد دکن (۴۰) سورت (۴۱) بھڑوچ (۴۲) ممبئی (۴۳) بدایوں (۴۴) بھیمڑی ضلع تھانہ (۴۵) جام (۴۶) جودھپور (۴۷) کاٹھیاواڑ (۴۸) پیلی بھیت (۴۹) آگرہ (۵۰) پیشاور (۵۱) مدرسہ شمس العلوم بدایوں (۵۲) فرنگی محل لکھنؤ (۵۳) سراج گنج بنگلہ دیش (۵۴) پارہ ضلع اعظم گڑھ (۵۵) کرمبر ضلع بلیا (۵۶) مدرسہ ارشاد العلوم رامپور (۵۷) جاورہ (۵۸) ننگل ضلع حصار (۵۹) گونڈل کاٹھیاواڑ (۶۰) جونا گڑھ کاٹھیاواڑ (۶۱) جلال پور چٹان، پنجاب (۶۲) بڑودہ (۶۳) سندھ (۶۴) ڈیرہ غازی خاں (۶۵) ماتر ضلع کھیڑا (۶۶) ناگور (۶۷) جونپور (۶۸) رائے پور (۶۹) آنولہ (۷۰) دریا گنج دہلی (۷۱) سہارنپور (۷۲) بلوچستان (۷۳) فیض آباد (۷۴) راندیر (۷۵) بنارس (۷۶) بہار (۷۷) بنگال (۷۸) جائس (۷۹) گورکھپور (۸۰) اٹک (۸۱) سہسوان (۸۲) بہرائچ شریف وغیرہ مقامات کے علاوہ بنگلہ دیش سے بھی اس کی تصدیق کی گئی، عملی و زبانی تصدیق کرنے والوں کی تعداد کا تو کوئی شمار نہیں، وہاں کے اہل سنت عوام وخواص دیابنہ کو مسلمان نہیں سمجھتے ہیں۔ حسام الحرمین کی ایک تصدیقی تحریر حضرت ابو ناظم محمد کاظم رحمتی چشتی صاحب سراج گنج کی ''اَلصَّوَارِمُ الْهِنْدِيَهُ عَلٰی مَكْرِ شَيَاطِيْنِ الدِّيُوبَنْدِيَهْ'' میں شامل ہے، اس کو ملاحظہ فرمائیں:

فتوائے سراج گنج بنگال

''فتاویٰ علمائے کرام ومفتیانِ عظام حرمین شریفین

زادھما اللہ شرفاو تعظیماً جو مدت سے بنام حسام
الحرمین مطبوع ہوکر ملک میں شائع ہورہے ہیں وہ بیشک حق
ہیں۔اور تمام مسلمانوں پر انکے حکموں کو حق جاننا اوران
فتووں کے مطابق عمل درآمد کرنا نہایت ضروری بلکہ واجب
ہے۔مذکورۂ بالا فتاویٰ میں جن لوگوں پر کفر کا فتویٰ صادر
فرمایا گیا ہے۔فی الواقع وہ لوگ ان اقوالِ کفریہ اور عقائدِ
باطلہ وفاسدہ کی وجہ سے ضرور بالضرور کافر ہوگئے۔
اور جولوگ ان کے ان اقوال پر مطلع ہونے کے بعد انکے
کافر ہونے میں شک کریں وہ بھی کافر ہیں۔کیونکہ ان
لوگوں نے اللہ ورسول سے بے ادبی اور گستاخی کی ہے اور
ان کی شان گھٹائی ہے اور اللہ ورسول سے بے ادبی وگستاخی
کرنے والا البتہ کافر ہوجاتا ہے اوراس کی نماز، روزہ،
حج، زکوٰۃ سب اعمالِ نیک ضائع اور بیکار ہوجاتے
ہیں۔اس کی تفصیل قرآن پاک کی سورۂ حجرات کی ابتدائی
آیات میں مذکور ہے۔حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں:

"اَیُّمَا رَجُلٍ مُّسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ
تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ کَذَّبَہ' اَوْ عَابَہ' اَوْتَنَقَّصَہ' فَقَدْ
کفرَ بِاللہِ تَعالٰی وَ بَانَتْ مِنْہ امْرَأتُہ"۔

یعنی جو شخص مسلمان ہوکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو برا کہے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے
یا کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان
گھٹائے وہ بیشک کافر ہوگیا اوراس کی جورو اس کے نکاح

سے نکل گئی۔درّمختار میں ہے:

"اَلْکَافِرُ بِسَبِّ نَبِیٍّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ لَا تُقْبَلُ تَوبَتُہ'
مُطْلَقاً وَمنْ شک فِی عَذَابِہٖ وَ کُفْرِہٖ فَقَدْ کَفَر"۔

یعنی جو شخص کسی نبی کی شان میں بے ادبی
اور گستاخی کرنے کے سبب کافر ہو اس کی توبہ بھی کسی طرح
قبول نہیں اور جو شخص اس کے مستحقِ عذاب اور کافر ہونے
میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔پس تمام مسلمانوں پر
لازم بلکہ الزم ہے کہ ایسے بدعقیدے والوں سے اپنے کو
کوسوں دور رکھیں اوران گندم نما جو فروش لوگوں کے
دھوکے اور فریب سے اپنے عقائد اور دین وایمان کی
حفاظت ونگہبانی کریں۔واللہ یھدی من یشاء الی
صراط مستقیم والسلام علی من اتبع الھدی۔
راقم بندۂ آثم ابوناظم محمد کاظم رحمتی چشتی سراج گنج بنگال"۔[۱]

امام احمد رضا اور فیصلہ کرنے والا حاکم

مولوی عبدالحمید صاحب شنوپوری، ڈاک خانہ بیگم گنج، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش نے
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو مندرجہ ذیل تحریر ایک فتویٰ حاصل کرنے کے لیے ارسال کی،
اس تحریر کو مکمل پڑھنے کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کی شان فقاہت اور
مقام افتا کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ علما تو علما بلکہ فیصلہ کرنے والے حاکم بھی آپ کو اور آپ
کے فتوے کو نہایت ہی قدر اور احترام کی نظر سے دیکھتے تھے:

"معرض آں خدمت یہ ہے جناب حضور نے جو

[۱] الصوارم الہندیہ مع التحقیقات لدفع التلبیسات، ص:۱۵۱، ۱۵۲، مرکزی جماعت اہل سنت، پاکستان

فتوائے طلاق معلق بالصلوۃ کی تحریر فرما کرارسال فرمائے تھے بندہ گم گشتہ نے ملک کو بھیج دیا اور سب علمائے موافق نے ومخالف نص نے دیکھ کر بہت خرسندیں حاصل کیں بلکہ سب علما متفق ہوکر بسبب فرمان فتوائے موصوف کے زوج احمد سے زوجہ مغلظہ کو علیحدہ کیا تھا اور اس پر بہت دن گزر گئے مگر مولوی وجیہ اللہ جو دیوبند سے عنقریب تحصیل کر کے گھر کو گئے اس نے زوج احمد کو کہا کہ تمہاری زوجہ مطلقہ مغلظہ نہیں ہوئی تم ہماری رائے پر چلو تو ہم فتوائے ہند کو مردود کر دیں گے، چنانچہ احمد علی بھی بوجہ نفع اپنے کے اور بوجہ تعلیم اپنے قول سے منکر ہو گئے پہلے تعمیم کے منکر اور تخصیص کے راجع، اب بعد چندیں مدت اپنی نیت ظاہر کرتے ہیں کہ نیت ہمارا اعلی الابد کے لئے ہے اور مولوی وجیہ اللہ نے اس وقت کے نیت کے مطابق ایک فتویٰ بھی لکھا وہی فتویٰ آپ کی خدمت عالی میں ارسال کرتا ہوں اور فتویٰ تحریر کر کے احمد علی کو مدعی بنا کر کچہری میں مقدمہ دائر کئے ہیں بعدہ اس کے فتویٰ اور آنحضور کی تحریر مبارک دونوں کچہری میں پیش ہوا اور مولوی وجیہ اللہ کو اور اس طرف کے علماؤں کو حاکم نے طلب کیا اور دونوں فتویٰ کے مطلب حاکم کو سمجھا دئے مگر مولوی وجیہ اللہ نے حضور کے فتویٰ پر اور مذہب کے قیل وقال ناشائستہ بیان کیا مگر حاکم کے نزدیک کچھ اعتبار نہیں ہوا اور حاکم نے خود کہا کہ جناب مولینا شاہ احمد رضا خاں صاحب کو میں خوب جانتا ہوں اور ان کی حالت مجھے خوب معلوم ہے اور دیوبند کے

علمائے لامذہب کو بھی معلوم ہے کہ میں ہند کی سیر کرنے والا ہوں''۔[۱]

بنگلہ دیش پر امام احمد رضا کے اثرات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی دینی ومذہبی خدمات کے اثرات آج بھی پورے برصغیر میں محسوس کیے جا سکتے ہیں، یہاں پر بنگلہ دیش کے متعلق حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی [۱۳۱۴ھ/ ۱۸۸۴ء۔۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء] اور حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی [۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۳ء۔۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء] نے بنگلہ دیش کے مشہور شہر چاٹگام کا جب دورہ فرمایا تو اس کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار یوں فرمایا:

''اما بعد فقد حضرت بفضل اللہ الملک الملک العلام ببلدۃ چاٹگام صانہا اللہ عن شرور اللیالی والایام بجاہ حبیبہ و رسولہ سید الرسل الکرام الذی ارسلہ اللہ تعالی الی کافۃ الانام علیہ و علی آلہ و صحبہ الصلاۃ و السلام لما دخلتہا فوجدتہا بلدۃ طیبۃ مبارکۃ لاحارۃ و لا قارۃ کأنہا عروس البلاد عمرہ اللہ الی یوم التناد اکثر اہلہا اہل السنۃ و الجماعۃ من مقلدی امام أہل السنۃ مجدد المائۃ مؤید الملۃ اعلی حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان القادری البریلوی رضی اللہ تعالی عنہ و أرضاہ عنا''۔[۲]

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۳، ص:۱۵۵ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] دیوان عزیز شریف، ص۲۰۸

ترجمہ: امابعد! اللہ تعالیٰ جو کہ ملک کا مالک ہے
میں اس کے فضل سے چاٹگام شہر کو آیا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے صدقہ وطفیل
اس شہر کو ہمیشہ آفات سے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔
جب میں اس شہر میں آیا تو میں نے اس کو اچھا، برکت والا
اور گرمی وسردی کے اعتبار سے متوسط پایا یہ تو ''عروس البلاد''
ہے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت تک آباد رکھے یہاں کے
باشندے اکثریت میں اہل سنت وجماعت ہیں جو امام اہل
سنت، مجدد مائۃ، مؤید ملت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں
قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے متبعین میں
سے ہیں۔

اس تحریر کو پڑھیں خاص کر خط کشیدہ عبارت پر غور فرمائیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کا چرچا، ان کی حقانیت، وصداقت آج سے نصف صدی قبل بھی لوگوں کے دلوں کا حصہ تھی۔

یہ تحریر تقریباً ۴۴ رسال پہلے [ربیع النور ۱۳۸۵ھ] حضرت علامہ الشاہ مفتی سید عزیز الحق قادری شیر بنگلہ علیہ الرحمہ کو لکھی گئی تہنیت کا ایک حصہ ہے، جس کو حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی [۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۳ء۔ ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء] نے تحریر فرما کر دستخط کیے جس کی تصدیق حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی [۱۳۱۴ھ/ ۱۸۸۴ء۔ ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء] نے یہ لکھ کر فرمائی کہ یقیناً ایسا ہی ہے میں بھی ان کی تمام باتوں کی تصدیق وتائید کرتا ہوں۔

آج بھی الحمد للہ! مجموعی اعتبار سے پورے بنگلہ دیش میں مسلمانوں بلکہ اہل سنت وجماعت کی اکثریت ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کا تحریر فرمودہ ترجمۂ قرآن ''کنز الایمان شریف'' جس کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کیا جاچکا ہے یہاں کے سینوں

میں مقبول ورائج ہے۔ یہاں کہ لوگوں کی مادری زبان تو بنگلہ ہے لیکن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے تحریر فرمودہ کلام نعت ومناقب حدائق بخشش سے اردو زبان میں کثرت سے پڑھے جاتے ہیں، مقبول بارگاہ رسالت سلام مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صدائیں بھی چہار جانب سے بلند ہوتی رہتی ہیں، مدارس کی تعلیم سے پہلے جس طرح ہندوستان کے مدارس میں سلام کا رواج ہے اسی طرح یہاں بھی تعلیم سے قبل کئی کلام بنگلہ واردو میں پڑھے جاتے ہیں، جن میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا تحریر فرمودہ مشہور کلام ''سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی'' بھی شامل ہے، جو خدمات اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ایک صدی پہلے انجام دی تھیں پورے بنگلہ دیش میں ایک صدی گزرنے کے بعد بھی اس کے اثرات وہاں دیکھے اور محسوس کیے جاسکتے ہیں۔

☆☆☆☆

بابِ دہم

- مکاتیب امام احمد رضا خاں قادری بنام علمائے بنگلہ دیش
- مکاتیب علمائے بنگلہ دیش بنام امام احمد رضا خاں قادری

مکاتیب امام احمد رضا

اس باب کے تحت ان خطوط کو نقل کیا جاتا ہے جو علمائے بنگلہ دیش نے اپنی دینی و مذہبی ضروریات کے لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کے پاس ارسال فرمائے اور خط کے بعد ہی جواب خط کے عنوان سے وہ جوابات بھی منقول ہیں جو آپ نے ان کے جواب میں تحریر فرمائے تا کہ قاری آسانی سے ان جوابات تک بھی رسائی حاصل کر لے۔

(۱)

از: میمن سنگھ، بنگلہ دیش

مولانا عبد الحکیم مینی بازار، ڈاک خانہ تیری تیری، ضلع میمن سنگھ، بنگلہ دیش

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش فتوائے مبارک مع خط پہنچا نہایت خوشی حاصل ہوئی اور ہمارے یہاں اذان ثانی جمعہ خارج مسجد کرادیا لیکن اور مسجدوں میں ابھی تک رواج نہیں ہوا، امید ہے کہ بہت جلد رواج بفضلہٖ اور مسجدوں میں بھی ہوجائے گا اور اس کی اطلاع بھی کرتا رہوں گا۔

(عبد الحکیم عفی عنہ)[۱]

اس خط کا جواب تلاش بسیار کے بعد بھی مجھے نہیں مل سکا ہے۔

---

[۱] دبدبہ سکندری، ۲۰؍جولائی، ۱۹۱۴ء، ص:۵، بہ حوالہ خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا، ج:۲، ص:۱۱۷، برکات رضا فاؤنڈیشن ممبئی، ۲۰۰۷ء

(۲)

از: موضع بیشکٹالی، ضلع کمرلہ (کوملّا)، بنگلہ دیش

مولوی محمد الٰہی بخش صاحب، موضع بیشکٹالی، ضلع کمرلہ، بنگلہ دیش

"قبلہ شفقت و مرحمت و کعبہ عاطفت و راحت واسطہ حصول عزت دوجہانی وسیلہ وصول سعادت جاودانی ایداللہ افضالھم وعم نوالہ دامت شموس عنایاتھم بازغ ناصیہ فدویت و ارادت را بغازہ مفاخرت و سعادت مانند گل رنگیں ساختہ بگزارش مدعا پرداختہ کہ ایں احقر را برائے چند مسائل بغایت ضرورت افتاد، لہذا بسیار حیران و سرگرداں ست، و نیز کسے را چنداں غربا نواز نمی بیند کہ بخوب ترین جواب از کتب معتبرہ ارزانی داشتہ خاطر ایں فدوی را تسکین دہد، وہم تشفی خاطر باشد، لہذا بچاد شان کیوان ایوان معروض دارد کہ از روئے بندہ نوازی جواب مسائل ذیل را، بطریق فتاوے عطا فرمایند۔

شخصے اکثر اوقات بعض طائفہ می بیند و در مجلس ایشاں نشیند و نیز در لہو و لعب غیر مشروعہ کہ در مذہب حنفیہ حرمتش ثابت شدہ مستغرق است، مرتکب ایں

محرمات فاسق است یا نہ۔ فاسقیت را بخوب ترین دلائل ثابت فرمایند، ونیز آں شخص تنباک کشی مے کنند وکراہت تنباک کشی ثابت کردہ باشند، ودر صلوۃ اقتدا بایں شخص کراہیت است یا نہ، زیادہ آفتاب بندہ نوازی از افق مرحمت گستری درخشاں باد۔

ترجمہ: قبلہ شفقت ورحمت کعبہ عاطفت ورافت دونوں جہان کی عزت کے حصول کا واسطہ، ہمیشگی سعادت کی رسائی کا وسیلہ، اللہ تعالیٰ ان کے جود وکرم کو دوام بخشے، ان کی عنایات کا سورج چمکتا رہے۔ ارادت وغلامی کی پیشانی، فخر وسعادت کے پوڈر سے رنگنی پھول کی طرح ہوجائے وہ اپنے مدعا کی گزارش کرتا ہے کہ اس عاجز کو چند مسائل کی انتہائی ضرورت پیش آگئی لہٰذا بہت حیران اور پریشان ہے نیز اس قدر کسی کو غربا پرور نہیں سمجھتا کہ بہت عمدہ جواب معتبر کتابوں سے نکال کر مفت پیش فرمادیں، جو اس غلام کے دل کو تسکین دے اور قلبی تشفی کا باعث ہو، لہٰذا غلامانہ حیثیت سے بلند وبالا آسمان ہفتم کی سی بارگاہ میں عرض کناں ہوں کہ بندہ پروری کرتے ہوئے مسائل ذیل کا جواب بصورت فتویٰ عنایت فرمائیں۔

سوال: ایک شخص اکثر اوقات ناچنے والے گروہ کا ناچ دیکھتا ہے اور ان کی محفل میں شرکت کرتا ہے نیز ناجائز کھیل وتماشہ جن کی حرمت حنفی مذہب میں ثابت شدہ ہے ان میں مستغرق رہتا ہے، کیا ایسا شخص شرعاً فاسق کے

زمرے میں آتا ہے یا نہیں؟ اگر فاسق قرار پاتا ہے تو اس کے فسق کو قوی دلائل سے ثابت فرمایا جائے اور وہ شخص تمباکو نوش بھی ہے لہٰذا تمباکو کو پینے والے کے عمل کی کراہت ثابت فرمائی جائے، کیا ایسے شخص کی اقتدا نماز میں مکروہ ہے یا نہیں؟ بندہ پروری کا آفتاب رحمت نثار کرنے والے افق سے ہمیشہ چمکتا رہے۔

عرض داشت فدوی محمد الٰہی بخش عفی عنہ"۔[۱]

جواب خط

الجواب: اللھم اغفرلنا درفاسق وفاجر مرتکب کبائر بودن ایں کس چہ جائے سخن ومجال دم زدن، قال اللہ تعالیٰ فرمان ایزدی ست:

قُل لِّلۡمُؤۡمِنِینَ یَغُضُّوا مِنۡ اَبۡصٰرِہِمۡ وَ یَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ۔[۲]

اے نبی! مسلماناں را فرمائے تاچشمان خود بپوشند، وشرمگاہ خود رانگاہ دارند، ایں پاکیزہ تراست مرایشاں را ہر آئینہ خدائے آگاہ است کہ بہر کارے می کنند۔

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۳، ص: ۲۹۱، ۲۹۲/ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] القرآن الکریم، ۲۴/ ۳۰

وَ مِنَ النَّاسِ مَن یَّشْتَرِی لَھْوَ الْحَدِیثِ لِیُضِلَّ عَن سَبِیلِ اللّٰہِ بِغَیرِ عِلْمٍ وَّ یَتَّخِذَھَا ھُزُوًا اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِینٌ۔[۱]

از مردمان کسے است کہ مے خرد سخن لاغ وبازی تابر اندازد از راہ خدائے نادانستہ وسخر گیرد آں را، مرایں کسان کیفرے است خوار کنند، حضرت عبداللّٰہ بن مسعود وعبداللّٰہ بن عباس وامام حسن بصری وسعید بن جبیر و عکرمہ ومجاہد ومکحول وغیرہم ائمہ صحابہ وتابعین رضی االلّٰہ تعالٰی عنہم اجمعین دریں آیۃ کریمہ سخن لاغ وبازی رابہ غناوسرور تفسیر فرمودہ اند۔

ابوالصبہا گوئد ابن مسعودرضی اللّٰہ تعالٰی عنہما ازیں آیت پرسپیدم گفت:

"**ھو الغناء واللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو**" او سرود است سوگند بخدائے کہ ہیچ خدائے نیست جزا ویرددھا ثلث مرات۔ سہ بار ہمیں سخن وسوگند راتکرار فرمود بلکہ خود درحدیث آمدہ حضور پر نور سید عالم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود:

"**لایحل تعلیم المغنیات ولا بیعھن واثما**

[۱]القرآن الکریم، ۳۱/ ۶

نھن حرام وفی مثل ھذا نزلت ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللّٰہ"۔ الحدیث

روا نیست زنان سرآئندہ راآموختن ونہ آنہارا خریدن وفروختن وبہاء آنہا حرام است ودر ہمچنیں کارایں آیت فرمود آمدہ ست کہ برخے ازمردم سخن لاگ مے خرند تا مردماں رااز راہ خدا اے دور برند، رواہ الامام البغوی عن ابی امامۃ رضی اللّٰہ تعالٰی تعالٰی عنہ۔**وقال اللّٰہ تعالٰی:**

قَالَ اذْھَبْ فَمَن تَبِعَکَ مِنْھُمْ فَاِنَّ جَھَنَّمَ جَزَآؤُکُمْ جَزَآءً مَّوْفُورًا o وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْھُمْ بِصَوْتِکَ وَ اَجْلِبْ عَلَیھِم بِخَیلِکَ وَرَجِلِکَ وَشَارِکْھُمْ فِی الْاَمْوٰلِ وَ الَاوْلٰدِ وَعِدْھُمْ وَ مَا یَعِدُھُمُ الشَّیطٰنُ اِلَّا غُرُورًا o اِنَّ عِبَادِی لَیسَ لَکَ عَلَیھِمْ سُلْطٰنٌ۔[۱]

حق جل وعلامر ابلیس لعین رافرمود درشو، پس ہر کہ از فرزندان عالم ترا پیروی کند پس ہر آئینہ دوزخ پاداش ہمہ شما است پاداش کامل وسبک سارکن وبلغزاں ہر کہ برودست یابی از ایشاں بآواز خود، الآیۃ، امام مجاہد کہ ازاجلہ تلامذہ سلطان المفسرین

[۱]القرآن الکریم، ۱۷/ ۶۳تا۶۵

عبداللّٰه بن عباس است رضی اللّٰه تعالٰی عنہم دریں آیۃکریمہ آواز شیطان رابغنا ومزامیر تفسیرکردہ است۔

وقال تعالٰی:

وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا ۔لاٰیة۔[۱]

یعنی اے نبی! زنان مومنات رافرمائے کہ بزنند سراند از ہائے خود رابرگریبان ہائے خود، (تاسرومووسینہ وگلو ہمہ نہاں ماند) و نہ نمایند آرائش خود را مگر بشوہر ان یامحارم۔

وقال اللّٰہ تعالٰی فی اٰخر الکریمة:

وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِن زِیْنَتِهِنَّ وَ تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔[۲]

(ترجمہ) وزنان نزنند پاہائے خویش راتا دانستہ شود آنچہ نہاں مے دارند از آرائش خود وہمہ باز گردید بسوئے خدا ئے تعالٰی اے مسلمانان تابکام رسید (نجات یابید)

وقال تعالٰی:

[۱]القرآن الکریم، ۳۱/۲۴

[۲]القرآن الکریم، ۳۱/۲۴

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔[۱]

(ترجمہ) ونزدیک مشوید کارہائے بے حیائی راہر چہ از آنہا آشکارا است، دہر چہ نہاں است ایں ہمہ آیات وغیر اینہا در تحریم ہمہ اجزائے ایں کار شنیع نص منیع است، ودر احادیث خود کثرتے است کہ احصا نتواں کرد۔

بالجملہ زن اجنبیہ را ایں چنین بے حجابانہ بمجلس مردان را ہ دادن (یکے) وہرچہ تمام تر بر ہفت وآراستہ بودنش (دو) مردمان رابسوئے او بنظر تلذذدیدن (سہ) وباعضائے عورت او از سرومووساعدوبازو وسینہ وگلونگر یستن (چہارم) وسرود وزمزمہ اش (پنج)، ولفظ مزامیر برآں آتش تیز وتند (شش) وپائے کوبی آں زن خاصہ با آواز خلخال و زنگلہ زیور (ہفت) ودیگر حرکات فتنہ انگیز وشہوت خیز (ہشت) ایں ہمہ ہا در شرع محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم حرام وحرام وحرام است۔ " **ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ**"۔[۲]

الحاصل حرمت ایں فاحشہ شنیعہ از

[۱]القرآن الکریم، ۶/۱۵۱

[۲]القرآن الکریم، ۲۴/۴۰

ضروریات دین محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم تاآنکہ ہرکہ او راحلال داند بالقطع و الیقین کافرشود، والعیاذ باللہ تعالٰی ودیگر لہو ہائے نامشروعہ راسائل تفصیل نہ کرد بعضے از لہو ہائے ممنوعہ کبیرہ باشد، وبعضے صغیرہ کہ باصرارکبیرہ شود۔

وعلی الاجمال درحدیث مصطفی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہ وسلم آمدہ است:

" کل شیئ یلھوبہ الرجل باطل الارمیہ بقوسہ وتادیبہ فرسہ وملاعبتہ بامرأتہ فانھن من الحق"۔[۱]

یعنی ہمہ بازی ہا باطل است مگر تیراندازی واسپ تازی وبازن خود بازی کہ اینہا از حق است رواہ احمد والدارمی و ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن عقبۃ بن عامر والحاکم فی المستدرک عن ابی ھریرہ والطبرانی فی الاوسط عن امیر المومنین عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم۔ وخود

[۱]جامع الترمذی، ابواب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی فضل الرمی الخ، امین کمپنی دہلی، ۱/۱۹۷

سنن ابن ماجہ، ابواب الجہاد، باب الرمی فی سبیل اللہ، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۰۷

سنن الدارمی، کتاب الجہاد، باب فی فضل الرمی، حدیث: ۲۴۱۰ دارالمحاسن للطباعۃ قاہرۃ، ۲/۱۲۴

مسند احمد بن حنبل، عن عقبہ بن عامر، المکتب الاسلامی بیروت، ۴/۱۴۴ و ۱۴۸

مومن را ایں حدیث عام وتام وجامع ونافع بسند است کہ سید عالم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود:

"الدنیا ملعونۃ وملعون مافیھا الاما کان منھا للہ عزوجل ۔رواہ ابونعیم فی الحلیۃ۔ والضیاء فی المختارۃ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما بسند حسن"۔[۱]

یعنی بردنیا نفرین وبرہرچہ درآں است نفرین مگر آں چہ ازاں برائے خدائے عزوجل باشد۔

درحدیث دیگر فرمود صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم:

الدنیاملعونۃ ملعون مافیھا الا ماابتغی بہ وجہ اللہ تعالٰی

یعنی بردنیا لعنت وبرہر چہ درآں ست لعنت جزآنچہ باو رضائے خدا خواستہ شود، **رواہ الطبرانی[۲] فی الکبیر عن ابی الدردا، رضی اللہ تعالٰی عنہ باسناد حسن۔**

درحدیث آخر ست کہ فرمود صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم:

[۱]حلیۃ الاولیاء، ترجمہ ۲۳۰، محمد بن المنکدر، دارالکتاب العربی بیروت، ۳/۱۵۷ و ۷/۹۰

[۲]مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الکبیر کتاب الزہد باب فی الربائی، دارلکتاب بیروت، ۱۰/۲۲۲

الدنیا ملعونة ملعون مافیها الاذکر اللہ وما والاہ وعالما او متعلما۔

یعنی دنیا ملعونہ است وہرچہ درواست ہمہ ملعونہ جز یادخدا تعالٰی آنچہ پسندیدہ اوست وعالمے یا علم آموزے۔ **روہ ابن ماجه** [۱] **عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنه۔**

ودر حدیث آخرست کہ فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

الدنیا ملعونة ملعون مافیها الا امرا بمعروف اونهیا عن منکر او ذکر اللہ۔

یعنی دنیا ملعونہ وہر چیز دنیا ملعونہ جز بہ نیکی فرمودن واز بدی باز داشتن ویاد خدائے تعالٰی جل جلالہ۔ **رواہ البزار** [۲] **عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنه وعند الطبرانی فی الاوسط** [۳] **کحدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنه۔** ونماز پس فاسق بکراہت شدیدہ مکروہ است۔ **کما فی الغنیة** [۴] **وغیرھا وقد فصلناہ فی رسالتنا النهی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید۔**

[۱] سنن ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب مثل الدنیا، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص: ۲۱۲و ۳۱۳

[۲] الجامع الصغیر بحوالہ البزار عن ابن مسعود، حدیث: ۴۲۸۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۲/۲۶۰

[۳] المعجم الاوسط، حدیث: ۴۰۸۴، مکتبہ المعارف ریاض، ۵/۴۹

[۴] غنیہ المستملی، فصل فی الامامۃ، سہیل اکیڈمی لاہور، ص: ۵۱۳

وقلیان کشیدن اگر بعقل وحواس فتور آورد چنانکہ وقت افطار رمضان معمول جہال ہندوستان است، خود حرام است۔ **الحدیث ام سلمة رضی اللہ تعالٰی عنها نهی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم عن کل مُسْکِرٍ و مفتر رواہ احمد وابوداؤد** [۱] **بسند صحیح۔** ورنہ اگر تعاہد نکنند ورائحہ کریہہ آرد، مکروہ تنزیہی وخلاف اولٰی باشد آنچنانکہ سیر وپیاز خام، واگر ازیں ہم خالی است مباح است، **کما حققه المولوی عبدالغنی النابلسی فی الحدیقة وغیرھا وقد فصلنا القول فی فتاوٰنا، وَاللہُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ جَلَّ مَجْدُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ۔**

ترجمہ: *یا اللہ بخش دیجئے، اس شخص کے فاسق وفاجر ہونے میں بوجہ کبائر کے مرتکب ہونے کے کیا شک باقی رہ جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالٰی کا ارشاد: اے محبوب نبی! مسلمانوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنے ستر کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ بہتر اور پاکیزہ طریقہ ہے یقیناً اللہ تعالٰی پوری طرح باخبر ہے ان کاموں سے جو وہ کیا کرتے ہیں نیز اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا لوگوں میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو باقاعدہ کھیل کود کی*

[۱] سنن ابی داؤد، کتاب الاشربہ باب ماجاء فی السکر، آفتاب عالم پریس لاہور، ۲/۱۶۳

مسند احمد بن حنبل، عن ام سلمہ، المکتبہ الاسلامی بیروت ۶/۳۰۹

باتیں خریدتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو بربنائے جہالت راہ خدا سے بہکادے اوراس کو یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے کو ہنسی مذاق بنادے، ان لوگوں کے لئے ذلیل کرنے والی سزا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، خواجہ حسن بصری، سعید بن جبیر، عکرمہ، مجاہد، مکحول، اوران کے علاوہ دوسرے ائمہ، صحابہ کرام اور تابعین (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو) اس آیت کریموں میں بیہودگی اور کھیل کی بات سے گانا بجانا مراد لیتے ہیں اوراس کی یہی تفسیر فرماتے ہیں۔

ابوالصہباء فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت مذکور کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ اس سے گانا مراد ہے، اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، چنانچہ اس بات اور قسم کا تین مرتبہ تکرار فرمایا، بلکہ خود حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گویّا عورتوں کو تعلیم دینا جائز نہیں اور نہ ہی ان کا خرید وفروخت کرنا جائز ہے بلکہ ان کی قیمت وصول کرنا بھی حرام ہے اسی سلسلہ میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ لوگوں میں کوئی وہ شخص ہے جو یاوہ گوئی والی باتیں خریدتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے دور کردے، چنانچہ امام بغوی نے حضرت ابوامامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ابلیس لعین کو مخاطب کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ

یہاں سے چلا جا پھر اولاد آدم میں جو کوئی تیرے پیچھے جائیگا یقیناً دوزخ ان سب کے لئے پوری اور کامل سزا ہے۔ پھر ان میں سے جس پر تو قابو پائے اپنی آواز سے اسے ہلکا پھلکا کرتے ہوئے پھیلا دے اوران پر لام باندھ لا اپنے سواروں اوراپنے پیادوں کا، اوران کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں اور انھیں وعدہ دے اور شیطان انھیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے۔ بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں۔ امام مجاہد، جو مفسرین کے بادشاہ حضرت عبداللہ ابن عباس کے جلیل القدر شاگردوں میں سے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو) وہ اس آیت کریمہ میں مذکور شیطان کی آواز سے گانا بجانا اوراس کے آلات وغیرہ مراد لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے نبی مکرم! مسلمان عورتوں سے فرمادیجئے کہ وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھا کریں تاکہ سر، بال، سینہ اورگلا سب باپردہ ہوجائیں اوراپنی زیبائش کو نمایاں نہ کیا کریں بجز ان کے جو ان کے شوہر یا دیگر محارم ہیں۔

اوراللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کے آخر میں ارشاد فرمایا عورتیں اپنے پاؤں زور سے زمین پر نہ ماریں جس سے ان کی مخفی زینت ظاہر ہونے لگے۔ اوراے مسلمانو! تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ جاؤ تاکہ مراد پالو۔

نیز ارشاد خداوندی ہے:

لوگو! بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی مت جاؤ

خواہ وہ ظاہر ہوں یا مخفی، یہ تمام آیات اور ان کے علاوہ دوسری آیتیں اس برے کام کے تمام اجزا کے حرام قرار دینے کے لئے قوی اور مضبوط نصوص ہیں، رہا احادیث کا معاملہ، تو وہ اس کثرت سے ہیں کہ ان کو احاطہ شمار میں نہیں لایا جاسکتا۔

(خلاصہ کلام) اس برے عمل میں بہت سی خرابیاں ہیں (۱) غیر محرم عورت کا اس طرح بے پردہ، مردوں کی محفل میں جانا، ہیجان خیز اور فتنے کا باعث ہے (۲) اس کا آراستہ و پیراستہ ہونا اور بن ٹھن کر نکلنا (۳) مردوں کا اسے شہوت کی نگاہ سے حصول لذت کے لئے دیکھنا (۴) اس کے اعضاء مثلاً سر، بال، بازو، سینہ اور گلا، ان سب کی طرف دیکھنا (۵) اس کا ترنم سے گیت گانا (۶) گانے بجانے کے آلات استعمال کرنا، یہ ان پر مزید تند و تیز آگ ہے (۷) اس خاص عورت کا زور سے پاؤں زمین پر مارنا کہ جس سے اس کے زیورات کی جھنکار محسوس ہونے لگے (۸) ان سب کے علاوہ، دوسری فتنہ برپا کرنے والی حرکت اور شہوت خیز انداز یہ سب کام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت میں حرام، حرام اور حرام ہیں اور یہ ایک دوسرے پر مزید اندھیرے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس برے اور بے حیائی کے کام کی حرمت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین میں واضح ہے۔ یہاں تک کہ جو کوئی اس کو حلال جانے وہ قطعی اور یقینی طور پر کافر ہو جائے گا اللہ تعالیٰ کی پناہ، اور دوسرے ناجائز کھیلوں

کی سائل نے کوئی تفصیل ذکر نہیں کی لیکن ان میں سے بعض ممنوع اور گناہ کبیرہ ہیں اور بعض گناہ صغیرہ کے زمرے میں آتے ہیں۔

مگر بار بار کرنے سے وہ بھی کبیرہ ہو جائیں گے، اجمالی طریقہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد میں سے ایک ارشاد یوں ہے کہ جس کھیل میں بھی آدمی مشغول ہو وہ ناجائز ہے مگر تین قسم کے کھیل جائز ہیں:

(۱) کمان سے تیر اندازی کرنا (۲) اپنے گھوڑے کو جہاد کے لئے تیار کرنا (۳) اپنی منکوحہ یعنی بیوی سے کھیلنا۔ امام احمد، دارمی۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عقبہ بن عامر کے حوالے سے یہ حدیث روایت کی ہے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت ابوہریرہ سے اور طبرانی نے اوسط میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق سے اسے روایت کیا ہے (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو) خود مرد مومن کے لئے یہ حدیث عام، تام اور یقینی حیثیت کی وجہ سے کافی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کی یاد کے سند حسن کے ساتھ اس حدیث کو ابونعیم نے الحلیہ میں ضیاء مقدسی نے المختارہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اور ایک دوسری حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے ارشاد فرمایا: دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب
ملعون ہے بجز اس کے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی
مقصود و مطلوب ہو، امام طبرانی نے ''الکبیر'' میں اچھی سند
کے ساتھ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے
روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سے یہ ارشاد مروی ہے کہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے
سب قابل لعنت ہے سوائے اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس چیز کے
جسے اس نے پسند فرمایا، عالم اور علم حاصل کرنے والا ابن
ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے
سے اسے روایت کیا ہے۔

اور ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون
ہے مگر بھلائی کرنے کا حکم دینا اور برے کام سے روکنا اور
اللہ تعالیٰ کی یاد اس سے مستثنی ہیں (یہ تینوں کام قابل تحسین
ہیں) محدث بزار نے اس کو حضرت عبد اللہ ابن مسعود (اللہ
تعالیٰ ان سے راضی ہو) سے روایت کیا ہے۔ اور امام
طبرانی نے ان سے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی حدیث کی طرح روایت کیا ہے۔ رہی یہ بات
کہ نماز کا کیا حکم ہے تو واضح ہو کہ فاسق کے پیچھے نماز سخت
مکروہ ہے جیسا کہ الغنیہ وغیرہ میں مذکور ہے، ہم نے اس
مسئلہ کو اپنے رسالہ النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید
میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

رہا حقہ نوشی کا تمباکو نوشی کا مسئلہ، تو اگر وہ عقل اور
حواس میں فتور پیدا کرے جیسا کہ رمضان شریف میں
افطار کے وقت ہندوستان کے جاہلوں کا معمول ہے تو یہ
بطور خود حرام ہے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک
حدیث کی وجہ سے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ ہر نشہ اور فتور پیدا کرنے والی چیز کا استعمال ممنوع
ہے۔ امام احمد اور ابوداؤد نے سند صحیح کے ساتھ اس کو
روایت کیا ہے ورنہ اگر اسے معمول نہ بنائیں لیکن قابل
نفرت بدبو پیدا ہو جائے تو مکروہ تنزیہہ اور خلاف اولیٰ ہے
جیسے کچا لہسن اور پیاز استعمال کرنا اور اگر اس سے بھی خالی
ہو یعنی بدبو وغیرہ نہ ہو تو مباح ہے جیسا کہ مولانا عبد الغنی
نابلسی نے حدیقہ ندیہ وغیرہ میں اس کی تحقیق فرمائی ہے اور
ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس قول کو تفصیل سے بیان کیا
ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک و برتر سب سے زیادہ علم رکھنے والا
ہے اور اس عظیم شان والے کا علم بڑا کامل اور محکم
ہے''۔[۱]

☆☆☆

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۳، ص: ۳۰۰، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

(۳)

از: مدرسہ حافظ پور، ضلع ڈھاکہ، بنگلہ دیش

جناب مخلص الرحمان صاحب، مدرسہ حافظ پور، ڈاک خانہ نہروی، ضلع ڈھاکہ، بنگلہ دیش

بخدمت شریف جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب

دام ظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ ہے کہ ہمارے ملک بنگالہ میں ایسی بستیا
ں ہوا کرتی ہیں کہ ہر ایک میں متعدد پارہ یعنی، حصے ہوتے
ہیں اور ہر ایک پارہ جدا جدا نام سے موسوم ہے، ایک پارہ
سے دوسرے پارہ علاحدہ اور اس قدر فاصلہ سے بسا ہے
کہ گویا قریہ صغیرہ مستقلہ کے درمیان مواضع منفصلہ میں
مزارع اور مدران اور کہیں کہیں و بانس اور دیگر ادنی جنگل
ہوا کرتے ہیں موسم برسات میں ایک پارہ سے دوسرے
پارہ میں جانے کے لئے کشتی کی ضرورت کم ہوتی ہے مگر
جوتی پہن کر نہیں جا سکتے کہ کہیں کہیں درمیانی فاصلہ میں
زانوں تک پانی ہوتا ہے اور اکثر جگہ میں اس سے کچھ کم
ایک پارہ سے دوسرے پارہ میں جانے کے لئے سوائے
کھیتوں کی حد بندی اور چھوٹے چھوٹے راستوں کے اور
کوئی بڑا راستہ نہیں ہے یعنی دو آدمی محاذی ہو کر ایسے راستہ
سے چلنا دشوار ہے ہاں کہیں کہیں مواشی کے چلنے کے لئے
''گوپاٹ'' یعنی کچھ زمین افتادہ مثل بڑے راستے کے
فراخ چھوٹی ہوئی ہے وہ بھی مثل سڑک کے اونچے نہیں، ہر

ایک پارہ کے ابنیہ بھی متصل نہیں بالکل غیر منظم حالت پر
ہیں، ان پاروں کا ایک بڑا نام ہوا کرتا ہے جس سے وہ خط
وکتابت وتمسک وقبالہ وگورنمنٹی کاغذات میں مشہور ہوتا
ہے اکثر ان گاؤں میں ڈاکخانہ ہے نہ تھانہ وسکک
واسواق، روزانہ بالکل نہیں ہاں ہفتہ میں دو ایک مرتبہ
بعض گاؤں کے کنارے میں بازار (ہاٹ) لگتا ہے جس
میں لوگ اشیائے خوردنی بیچتے اور خریدتے ہیں مگر بازار
کے معین وقت کے سوا وہاں شاذ و نادر ہی کچھ ملتا ہے مگر
ایسے دکان دو ایک سے زیادہ نہیں ہوتا، ایسے گاؤں کے
پاروں میں نماز جمعہ کے لئے مسجدیں بنی ہیں ان مسجدوں
میں جو نہایت بڑی ہوتی ہے اس میں بمشکل چالیس آدمی
سما سکتے ہیں، ہر ایک گاؤں یعنی (مجموعہ چند پاروں
میں) دو ڈھائی ہزار لوگ ہندو مسلمان بستے ہیں اس تعداد
میں بالغ نابالغ مرد و زن سب شامل ہیں، الحاصل سوائے
کثرت مردم کے شہر محکمے کی دوسری کوئی علامت ان
پاروں میں نہیں ہے، نماز پنجگانہ کی جماعت نہیں ہوتی،
اتفاقیہ دو چار آدمی کہیں جمع ہوتے ہیں تو جماعت پڑھتے
ہیں ورنہ کچھ جماعت راتبہ نہیں اب سوال یہ ہے کہ ایسے
گاؤں میں نماز جمعہ پڑھنی مطابق مذہب حنفی کے درست
ہے یا نہیں، بر تقدیر ثانی پڑھنے والے گنہگار ہوں گے یا
نہیں، ایسے گاؤں کو جو متعدد پارہائے منفصلہ سے بنا ہے
اور جس میں دو ڈھائی ہزار لوگ بستے ہیں قریہ کبیرہ کہہ سکتے

ہیں یانہیں؟ بینوا توجروا عند اللہ اجرا حسنا۔ زیادہ
والسلام۔[۱]

جواب خط

صورت مذکورہ میں وہ چھوٹے پارے اوران کا
مجموعہ سب گاؤں ہیں اوران میں جمعہ ناجائز ہے اور پڑھنا
گناہ۔ درمختار میں ہے:

صلوۃ العید فی القری تکرہ تحریما ای لانہ
اشتغال بما لا یصح۔[۲]

دیہاتوں میں نماز عید مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ ایسے
کام میں مشغول ہونا ہے جو درست ہی نہیں۔

اوراگر اس کے سبب ظہر ترک کریں گے تو تارک
فرض ہوں گے اور ظہر احتیاطاً تنہا پڑھی تو تارک واجب
ہوں گے بہرحال متعدد گناہ ان پر لازم ہیں بایں ہمہ جہاں
لوگ پڑھتے ہوں انھیں نہ روکا جائے۔

کما افادہ فی الدرالمختار فی الصلوۃ عند
الشروق۔[۳] (جیسا کہ درمختار میں طلوع آفتاب کے
وقت نماز، کے بارے میں بیان کیا ہے۔)

اورخود ہرگز نہ پڑھیں، نہ نئی جگہ قائم کریں گناہ سے

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۵۲۴ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] درمختار، باب العیدین، مطبوعہ مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۱۱۴

[۳] درمختار، کتاب الصلوۃ، مطبوعہ مطبع مجتبائی دھلی، ۱/۶۱

بچنا لازم ہے اور پاروں کے مجموعے کو اگرچہ مجموعی طور پر
قریہ کبیرہ کہہ سکیں مگر قریہ کبیرہ بمعنی بلدہ صغیرہ ہرگز نہیں جس
میں جمعہ جائز ہو سکے واللہ تعالیٰ اعلم۔[۱]

(۴)

از: شنوپور، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش

مولوی عبدالحمید صاحب شنوپوری، ڈاک خانہ بیگم گنج، ضلع نواکھالی، بنگلہ دیش
۱۶ رمحرم الحرام ۱۳۲۱ھ

بگرامی خدمت، فیض درجت، مجمع الفضائل، منبع
الفواضل، کاشف دقائق شرعیہ، واقف حقائق عقلیہ نقلیہ، محی
السنۃ النبویہ، مروج الاحادیث المصطفویہ، صاحب التحقیقات
الرائقہ، زبد السعادت الفائقہ، اعنی مولانا المولوی شاہ احمد رضا
خاں صاحب دام افضالہم۔ بعد ادائے تسلیمات فراواں وکور
نشاط بیکراں معرض آں خدمت یہ ہے۔ جناب حضور نے جو
فتوائے طلاق معلق بالصلوۃ کی تحریر فرما کر ارسال فرمائے تھے
بندہ گم گشتہ نے ملک کو بھیج دیا اور سب علمائے موافقین ومخالفین
نے دیکھ کر بہت خرسندیں حاصل کیں بلکہ سب علما متفق ہو کر
بسبب فرمان فتوائے موصوف کے زوج احمد سے زوجہ مغلظہ کو
علیحدہ کیا تھا اور اس پر بہت دن گزر گئے مگر مولوی وجیہ اللہ جو
دیوبند سے عنقریب تحصیل کر کے گھر کو گئے اس نے زوج احمد کو
کہا کہ تمہاری زوجہ مطلقہ مغلظہ نہیں ہوئی تم ہماری رائے

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۸، ص:۵۳۴ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

پر چلو تو ہم فتوائے ہند کو مردود کردیں گے، چنانچہ احمد علی بھی بوجہ
نفع اپنے کے اور بوجہ تعلیم اپنے قول سے منکر ہو گئے پہلے تعمیم
کے منکر اور تخصیص کے راجع، اب بعد چندیں مدت اپنی نیت
ظاہر کرتے ہیں کہ نیت ہمارا علی الابد کے لئے ہے اور مولوی
وجیہ اللہ نے اس وقت کے نیت کے مطابق ایک فتویٰ بھی لکھا
وہی فتویٰ آپ کی خدمت عالی میں ارسال کرتا ہوں اور فتویٰ
تحریر کرکے احمد علی کو مدعی بنا کر کچہری میں مقدمہ دائر کئے ہیں
بعدہ اس کے فتویٰ اور آنحضور کی تحریر مبارک دونوں کچہری
میں پیش ہوا اور مولوی وجیہ اللہ کو اور اس طرف کے علماؤں کو
حاکم نے طلب کیا اور دونوں فتویٰ کے مطلب حاکم کو سمجھا دئے
مگر مولوی وجیہ اللہ نے حضور کے فتویٰ پر اور مذہب کے قیل
وقال ناشائستہ بیان کیا مگر حاکم کے نزدیک کچھ اعتبار نہیں ہوا
اور حاکم نے خود کہا کہ جناب مولینا شاہ احمد رضا خاں صاحب کو
میں خوب جانتا ہوں اور ان کی حالت مجھے خوب معلوم ہے اور
دیوبند کے علمائے لامذہب کو بھی معلوم ہے کہ میں ہند کی سیر
کرنے والا ہوں۔

مولوی وجیہ اللہ نے کہا کہ صاحب، زجراً وتنبیہاً
بغرضِ نصیحت طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی، اور دلالت
حال ویمین الفور کا شرعاً کچھ اعتبار نہیں ہے، اگر تسلیم بھی کیا
جائے کہ طلاقیں مغلظ واقع ہوگئیں تاہم بوجہ رجعت کے
اولین طلاق باطل بعد وجود جو طلاق بلا شرط دیا ہے اس کے
لئے رجعت جائز ہے، اور دلیل بھی بیان کیا اس وجہ سے
حاکم کے دل میں خدشہ پیدا ہوا حاکم نے اس طرف کے

علماؤں کو فرمایا کہ آپ لوگ مولانا موصوف کے ۲۰؍دن
کے اندر مولوی وجیہ اللہ کا رد جواب منگوائیے ورنہ یہ شبہ کس
طرح دور ہوسکتا ہے، اور حاکم نے ۲۰؍روز مقدمہ کا حکم
مؤخر کردئے، ان کو دست بستہ ہو کر عرض کرتا ہوں کہ آپ
از روئے مہربانی وشفقت گزاری کے پندرہ یا سولہ روز کے
اندر جواب تحریر فرما دیجئے اور ہم لوگوں کو بحر غموم سے خلاص
کر لیجیے ورنہ جمیع علما کی بلکہ ملک ہند کی بھی بدنامی کی بات
ہے، زیادہ کیا عرض کروں۔

عرض گزار خادم عبد الحمید عفا اللہ عنہ''۔[۱]

اس سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے مکمل
ایک رسالہ ''اکد التحقیق بباب التعلیق'' [۱۳۲۲ھ] تحریر فرمایا ہے طوالت کے خوف
سے اس کی نقل کو یہاں ترک کیا جاتا ہے۔

(۵)

از: موضع شرشدی ضلع نواکھالی بنگلہ دیش

مرسلہ سید عبد الرحمٰن صاحب، پوسٹ آفس موضع شرشدی ضلع نواکھالی بنگال
یکم ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

قبلہ من مدظلہ بعد سلام وقدم بوسی عرض ہے ایک
شخص نے چار پائے سے وطی کیا اس پر ایک عالم نے کہا کہ
تم اتنے روپیہ بطور زجر کے ادا کرو تا کہ آئندہ کوئی آدمی
مرتکب گناہ نہ ہو اس سے روپیہ لے کر مسجد کے لئے چٹائی

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۳، ص:۱۵۵، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

خرید کردیا گیا اب وہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟ بینوا (بیان فرمایئے۔)

فتویٰ کی عبارت ذرا لمبا اور فتویٰ لمبا ہونے سے عوام زیادہ اعتبار کرتا ہے، چونکہ اس وطی کے لئے کفارہ کا حکم نہیں ہے۔ اگر کفارہ ہوتا بیشک غریب کا حق تھا۔ یہ روپیہ زجراً یا عبرتاً لیا گیا ہے اور وہ نیک کام میں صرف کیا گیا بعض اس پر معترض ہیں، امید ہے حضور عالی جس طرح درست ہوا یسا تحریر فرما کر ایک فتویٰ بہت جلد بیرنگ روانہ فرمادیں۔ چار پائے کو حسب شرع جیسا کرنا ہے کیا گیا ہے اس پر کوئی معترض نہیں صرف اس سے جو روپیہ لیا گیا اس کو مسجد میں صرف کیا گیا ہے اس پر اعتراض ہے کہ کفارہ مسجد میں خرچ نہیں ہوسکتا ہے۔

جناب عالی! حسب مناسب سوال تحریر فرما کر اس کے جواب بدلیل کتب فقہ تحریر فرما کر بہت جلد روانہ بیرنگ کریں تا کہ رفع فساد ہو بہت جلد درکار ہے جس طرح درست ہو مسجد کے لئے خرچ کرنا درست ہے تحریر فرمادیں کیونکہ اس کام میں کفارہ واجب نہیں ایک روپیہ بطور استادی خدمت کے روانہ کیا جاتا ہے دس پانچ عالم کا مہر ودستخط کرادیں۔

سوال جس پیرا میں حضور تجویز کریں مگر وہ روپیہ مسجد کے خرچ میں درست ہونا درکار ہے۔ حضور تو بحر العلوم ہیں جن کا اسم گرامی تمام جہاں میں مشہور ہے بیرنگ روانہ کرنے سے جلد مل جائے گا مگر لفافہ پر کاتب کا نام ضروری

ہے ورنہ ڈاک والا روانہ نہیں کرتا ہے۔[۱]

جواب خط

الجواب: وہ روپیہ کہ اس شخص سے زجراً لیا گیا حرام ہے کہ تعزیر بالمال منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل حرام۔

تنویر الابصار میں ہے:

التعزیر تأدیب دون الحد واکثرہ تسعة و ثلاثون سوطا ویکون بہ وبالصفع لا باخذ مال فی المذهب۔[۲]

تعزیر ادب سکھانا ہے جو حد سے کم سزا ہے اس میں زیادہ سے زیادہ انتالیس ۳۹ کوڑے ہیں اور یہ کوڑے یا مکے مارنے سے ادا ہوتی ہے۔ معتمد مذہب میں اس میں مال لینا نہیں۔

بحر الرائق ودرمختار وردالمحتار میں ہے:

افاد فی البزازیة: ان معنی التعزیر باخذ المال علی القول به امساک شیئ من ماله منه مدة لینزجر ثم یعیده الحاکم الیه لا ان یاخذہ الحاکم لنفسه او بیت المال کما یتوهمه الظلمة اذ لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی وفی شرح الآثار (للامام الطحاوی رحمه الله تعالٰی)

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۳، ص: ۳۳۰، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] درمختار شرح تنویر الابصار، کتاب الحدود باب التعزیر، مطبع مجتبائی دهلی، ۱/ ۳۲۶

التعزیر بالمال کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ"۔[۱]

فتاویٰ بزازیہ میں یہ افادہ پیش فرمایا کہ مال لے کر تعزیر قائم کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ مجرم کے مال میں سے کچھ مدت کے لئے مال حاکم اپنے پاس رکھ لے تا کہ وہ جرائم سے باز آجائے۔ پھر سدھر جانے پر حاکم وہ مال اس کو لوٹا دے یہ مطلب نہیں کہ حاکم اپنی ذات کے لئے یا بیت المال کے لئے مال جرمانہ اس سے وصول کرے جیسا کہ بعض ظالموں نے وہم کیا ہے کیونکہ مسلمانوں میں سے کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ بغیر کسی سبب شرعی کے کسی کا مال حاصل کرے، اور شرح آثار امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے کہ مالی تعزیر شروع اسلام میں تھی پھر منسوخ ہوگئی۔

اور مسجد میں اس روپے کا صرف کرنا حرام۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ طیب لایقبل الا الطیب۔ رواہ الترمذی[۲] وغیرہ عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یقیناً اللہ پاک ہے وہ سوائے پاک کے کسی چیز کو قبول نہیں فرماتا ہے۔ امام ترمذی وغیرہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت فرمایا ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

[۱] ردالمحتار، کتاب الحدود باب التعزیر، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۳/ ۱۷۸ـ۷۹

[۲] السنن الکبریٰ، کتاب صلوٰۃ الاستسقاء دار صادر بیروت، ۳/ ۳۴۵

لِیَمِیْزَ اللّٰہُ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ۔[۱] اس لئے کہ اللہ گندے کو ستھرے سے جدا فرمادے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

علی الید مااخذت حتی تودیہ، رواہ الامام[۲] احمد فی مسندہ والائمۃ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ فی سننھم والحاکم فی صحیحہ المستدرک عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔

جو کچھ ہاتھ نے لیا اس پر ضروری ہے کہ اسے ادا کردے۔ امام احمد نے اپنی مسند میں اور دوسرے ائمہ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اس کو روایت کیا ہے، اور حاکم نے اپنی صحیح مستدرک میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن اس کو روایت فرمایا ہے۔

رہیں وہ چٹائیاں کہ اس روپیہ سے خرید کر مسجد میں دیں ان پر اگر عقد ونقد جمع نہ ہوئے تھے تو مسجد میں ان کا لینا اور استعمال کرنا اور ان پر نماز پڑھنا سب درست ہے اس میں کچھ حرج نہیں عقد ونقد جمع ہونے کے یہ معنی کہ وہی خبیث روپیہ بائع کو دکھا کر کہا ہو کہ اس روپے کے بدلے

[۱] القرآن الکریم، ۸/ ۳۷

[۲] جامع الترمذی، کتاب البیوع باب ماجاء ان العاریۃ موداۃ، امین کمپنی دھلی، ۱/ ۱۵۲

مسند احمد بن حنبل، عن سمرۃ بن جندب، المکتب الاسلامی بیروت، ۵/ ۸

چٹائیاں دے دے، یہ اس روپیہ پر عقد ہوا پھر وہی روپیہ ثمن میں دے دیا گیا ہو یہ اس روپے کا نقد ہوا، ظاہر کہ یہاں خرید وفروخت میں ایسا بہت نادر ہے غالباً چیز مانگتے ہیں کہ ایک روپیہ کے یہ دے دو پھر زرِ ثمن ادا کرتے ہیں یہ اگر اس مال خبیث سے ہوا ہو تو اس کا صرف نقد ہوا اس پر عقد نہ ہوا اور اس صورت میں ان چٹائیوں میں کوئی خباثت نہ آئی اور مسجد پر ان کا وقف صحیح ہو گیا اور وہ دینے والے کو واپس نہیں دی جا سکتیں جب تک مسجد میں قابل استعمال ہیں۔

تنویر الابصار میں ہے:

غصب عبدا وآجر ہ تصدق بالغلة کما لو تصرف فی المغصوب والودیعة وربح اذا کان مستفیدا بالاجارة اوبالشراء بدراھم الودیعة او الغصب ونقدھا وان اشار الیھا ونقد غیرھا اوالی غیرھا او اطلق ونقدھا لا وبه یفتی۔[۱]

جیسا کہ اگر کسی نے کوئی غلام غصب کیا (یعنی کسی سے اس کا غلام زبردستی چھین لیا) پھر اسے مزدوری پر لگایا (اور ٹھیکہ پر دیا) اور غلہ ہو تو پھر اجرت اور غلہ دونوں خیرات کر دے جیسا کہ کسی نے غصب کردہ چیز یا امانت میں (بغیر اجازت مالک) کچھ تصرف کیا (بایں طور کہ اسے فروخت کر دیا) اور اس سے نفع کمایا اگر وہ متعین ہو اور اس

[۱] درمختار، کتاب الغصب، مطبع مجتبائی دھلی، ۲/۲۰۶۔۲۰۵

کے تعین کی صورت اشارہ ہے اور امانت یا غصب کردہ دراہم سے اسے خریدنا ہے (یعنی عقد اور نقد دونوں میں زرِ حرام جمع ہو تو پھر وہ خرید کردہ چیز حرام ہوگی۔ پس اس کا استعمال کرنا جائز نہ ہوگا) پس تعین بالاشارہ اور خرید میں وہی حرام نقدی ہو تو اس حاصل شدہ نفع کو خیرات کر دے) اور اگر اوپر والی صورت مذکورہ نہ ہو تو پھر اس کی تین صورتیں ہیں:

(۱) عقد کے وقت زرِ حرام کی طرف اشارہ کیا مگر ادائیگی کے وقت کوئی اور نقدی دے دی۔

(۲) بوقت عقد کسی اور مال کی طرف اشارہ کیا مگر ادائیگی کے وقت وہی مال حرام دے دیا۔

(۳) عقد کرتے وقت ثمن میں اطلاق (یعنی بغیر کسی قید لگانے کے کہہ دیا کہ اتنی رقم فلاں چیز دے دو) لیکن ثمن دیتے وقت وہی زرِ حرام دے دیا۔

پس ان تینوں صورتوں میں خیرات نہ کرے (کیونکہ حرمت نہیں پیدا ہوئی جیسا کہ ظاہر ہے) اور اسی قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

وبه یفتی قاله فی الذخیرة وغیرھا کما فی القھستانی ومشی علیه فی الغرر والمختصر والوقایة والاصلاح والیعقوبیة عن المحیط۔[۱]

واللہ تعالٰی اعلم۔

[۱] ردالمحتار، کتاب الغصب، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۵/۱۲۱

اور یہی قول قابل فتویٰ ہے۔ چنانچہ ذخیرہ وغیرہ میں یہی ارشاد فرمایا جیسا کہ جامع الرموز (قہستانی) میں مذکور ہے۔ الغرر۔ المختصر۔ الوقایہ اور الاصلاح میں یہی روش اور طرز اختیار فرمائی، اور یعقوبیہ میں المحیط سے یہی منقول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔[۱]

(۶)

از: سید پور ضلع رنگپور بنگلہ دیش

مرسلہ محمود خان صاحب، پسنجر سپر نٹنڈنٹ، از سید پور ضلع رنگپور بنگال

۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

''فدوی ریلوے میں بعہدہ پسنجر سپر نٹنڈنٹ ملازم ہے اور ہر ماہ مشاہرہ سے کچھ روپیہ ریلوے کاٹ لیتی ہے اور وہ روپیہ بعد ترک ملازمت مع کچھ سود کے دیا جاتا ہے جو ریلوے کا سرکلر ہے لہٰذا یہ روپیہ اپنے صرف میں یا کسی کار خیر میں لاسکتا ہے یا نہیں؟ مدرسہ دیوبند سے لاعلمی سے میں نے دریافت کیا تھا وہاں سے جائز قرار دیا گیا ہے بعد میں معلوم ہوا کہ وہاں کا فتویٰ ہم لوگوں کے واسطے قابل وثوق نہیں ہے لہٰذا حضور کی خدمت میں التماس ہے کہ جواب سے سرفراز فرمایا جاؤں''۔[۲]

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۷، ص: ۳۳۸، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۲۳، ص: ۳۳۱ تا ۳۳۴، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

جواب خط

''الجواب: اللہ عزوجل نے سود کو حرام فرمایا اور اس میں کوئی تخصیص مسلم و کافر کی نہیں رکھی، مطلق ارشاد ہوا ہے:

وَحَرَّمَ الرِّبٰوا [۱] (اور اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کردیا۔)

تو اسے سود قرار دے کر لینا جائز نہیں اور اگر کسی کمپنی میں کوئی مسلمان بھی حصہ دار ہو تو مطلقاً اس زیادہ روپیہ کا لینا حرام ہے اور اگر کوئی مسلمان حصہ دار نہیں تو سود کی نیت کرنا ناجائز ہے بلکہ یوں سمجھے کہ ایک مال مباح بلا غدر مالکوں کی خوشی سے ملتا ہے یوں اس کے لینے میں فی نفسہ کوئی حرج نہیں اور اسے چاہے اپنے صرف میں لائے چاہے کار خیر میں لگائے۔ کما حققناہ فی فتاوٰنا (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تحقیق کی ہے۔) واللہ تعالیٰ اعلم''۔[۲]

(۷)

از: فریدپور، بنگلہ دیش

جناب حافظ عنایت علی و کفایت علی صاحبان، ضلع فرید پور بنگلہ دیش

۲۵ صفر المظفر ۱۳۱۹ھ

جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب بعد سلام علیکم

[۱] القرآن الکریم، ۲/ ۲۷۵

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۷، ص: ۳۳۸، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

مزاج شریف، احوال یہ ہے کہ ایک شخص گندم مبلغ بیس ۲۰
روپے کے ساڑھے نوسیر کے وعدہ پر چھ ماہ کو طلب کرتا ہے
اور گندم کا نرخ بازار میں ساڑھے گیارہ سیر و بارہ سیر ہے،
جو شخص گندم لیتا ہے اپنی ضرورت کو بازار میں ساڑھے
گیارہ سیر و بارہ سیر فروخت کر کے اپنا کام نکال لیتا ہے
اور جو شخص گندم ادھار دیتا ہے اس کے مکان پر گندم نہیں
بازار سے خرید کر دیتا ہے، دوسرا شخص مبلغ دس روپے کے
گندم آٹھ سیر کے بھاؤ سے مانگتا ہے اور مبلغ دس روپے نقد
طلب کرتا ہے اسے جو دس روپے دئے جائیں گے اس
روپیہ کو دس کے دس لئے جائیں گے جیسا کچھ ارشاد
فرمائیں۔[۱]

جواب خط

الجواب: یہ صورتیں حرام نہیں، گناہ نہیں، پھر بھی
مکروہ ہیں ان سے بچنا بہتر ہے، کما فی الفتح
و ردالمحتار (جیسا کہ فتح اور ردالمحتار میں ہے۔)[۲]

(۸)

از: چھاؤنی جوئنال، گلگت

مرسلہ سید محمد یوسف علی صاحب، چھاؤنی جوئنال، گلگت
جناب مولوی صاحب مخدوم مکرم سلامت، بعد

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۷، ص:۱۹۲، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۱۷، ص:۱۹۲، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

آداب تسلیمات کے گزارش یہ ہے کہ براہ مہربانی اس کا
جواب بہت جلد مرحمت فرمائیے گا کیوں کہ اس جگہ پر خط
عرصہ سے پہنچتا ہے۔ بوجہ برف کے جواب کے واسطے
عرصہ دو ماہ کا ہونا چاہئے۔ بندہ کو اس وقت سوا آپ کے اور
کوئی نہیں یاد آیا۔ امیدوار ہوں کہ اکثر یہاں کے لوگ
ناواقف ہیں گیارہ باتیں میں سوال میں لاتا ہوں ان کا
جواب دیجئے گا۔ فقط۔

اول

شیعہ کے ساتھ برتاؤ کرنا۔

دوم

انگریز کے ولایت کی چند چیزیں ایسی ہیں جو کہ
بوجہ یہاں دستیاب نہ ہونے کو ان کو استعمال کرنا اول تو
مکھن وہاں سے گائے کے دودھ کا بن کے ٹین کے بکس
میں بند ہو کر آتا ہے اس پر گائے کا نمونہ بھی بنا ہوتا ہے اس
کو خرچ میں لانا جائز ہے یا نہیں؟

سوم

اس طرف سے گائے کا دودھ ٹین کے بکس میں
آتا ہے چند شخص کہتے ہیں یہ اچھا ہے چند شخص اعتراض
کرتے ہیں دیکھا ہوا کوئی صحیح نہیں بتلاتا صرف سنے ہوئے
پر برتتے ہیں۔

چہارم

ایک قسم کا دانت صفا کرنے کا بجائے مسواک کے

انگریزی برش ہے اس سے دانت خوب صفا ہوتے ہیں چند شخص کہتے ہیں اس کا دستہ ہاتھی دانت کا ہے اور سینگ کے بال ہیں فرض کرا اگر سینگ کے بال ہیں ان کو منہ میں لینا کیسا ہے؟ چوں کہ کوئی اس سے اصلاً خبر نہیں رکھتا عقل سے ہاتھی دانت بتاتے ہیں۔

پنجم

زلخ لگانے کا اللہ پاک گناہ فرماتا ہے۔

ششم

یہ کہ بکری ہم نے اپنے ہاتھ سے ذبح کری اس کو اپنے ہاتھ سے پکایا اس کو انگریز نے اپنے سامنے رکھ کر چھری اور کانٹے سے علیٰحدہ سے کاٹا یہاں تک کہ اس کا ہاتھ نہ لگا ہے اگر اس کو کوئی شخص غفلت سے کھائے تو کیسا ہے؟

ہفتم

جو شخص کہ قریب تیس برس کی عمر میں اسلام قبول کرے اس کی سنت کرانا جائز ہے یا ناجائز۔

فقط زیادہ تسلیم۔

(سید محمد یوسف علی)[۱]

اس کا جواب بھی نہایت ہی طویل ہے طوالت کی وجہ سے اس کی نقل بھی یہاں ترک کیا جاتا ہے جس کو تفصیل پڑھنی ہو وہ فتاویٰ رضویہ شریف کا مطالعہ کرے۔

---

[۱] فتاویٰ رضویہ، قدیم، ج:۹، نصف اول، ص:۷۹، رضا اکیڈمی ممبئی ۱۹۹۴ء

(۹)

از: لٹاکوباڑی، ڈونگ

مولانا بخش ہولا پاڈنگ چاہ بگان ڈاکخانہ لٹاکوباڑی ضلع ڈونگ

۷ رشعبان المعظم ۱۳۳۳ھ

جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب مصدر اشفاق فراواں ومخزن الطاف بیکراں برحال بیکساں، بعد سلام مسنون اسلام مشہور، ضمیر مبین یاد کے عرصہ بعید منقضی ہوتا ہے کہ خاکسار نے حضور کے گوش گزار کیا تھا کہ کوئی مشرک یا کافر کسی جانور کو کالی یا بھوانی کے بھوگ چڑھاوے، اور بل دینے کو لے جائے اور بل نہ دے یعنی گردن نہ مارے، صرف کان کاٹ کر چھوڑ دے یہ کہہ کر کے ''یا بھوانی یا کالی یہ تمھارا بھوگ ہے'' تو اس جانور کو ذبح کرنا اور کھانا مسلمانوں کو جائز اور درست ہے یا نہیں؟ ہم نے ان کو بموجب آیہ شریف ''وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہِ'' (ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا۔ت) منع کیا کہ جس جانور یا مٹھائی وغیرہ کو مشرک یا کافر اپنے بتوں کو چڑھائیں وہ نہ کھانا چاہیے، تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ عالموں نے فتویٰ دیا ہے کھانے کے لئے، اس وجہ سے ہم لوگ چڑھائے ہوئے جانور کو کھاتے ہیں، چوں کہ اس زمانہ میں بہت سا اختلاف ہو رہا ہے اور لوگوں نے کئی ایک طریقہ اختیار کیا ہے اس لئے آپ سے التجا ہے کہ آپ گویا اس وقت کے امام ہیں ہادی گمراہاں سمجھ کر درخواست کرتے ہیں شاید

ہم غلطی پر ہوں اور آپ کے باعث ہم کو راہ راست نصیب ہو، للہ جواب خط سے ضرور سرفراز فرمائیں، اس کا اجر آپ کو اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا، جواب کے لئے لفافہ خط کے ساتھ شامل خدمت والا میں ارسال کرتا ہوں''۔[ا]

جواب خط

الجواب: مشرکین اپنے بتوں کے لئے سانڈ چھوڑتے اسے سائبہ کہتے جسے کان چیر کر چھوڑتے اسے بحیرہ کہتے اور ان جانوروں کو حرام جانتے، اللہ تعالیٰ نے ان کو رد فرمایا کہ:

مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنۡ بَحِیۡرَۃٍ وَّ لَا سَآئِبَۃٍ وَّ لَا وَصِیۡلَۃٍ وَّ لَا حَامٍ وَّ لٰکِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ وَ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ۔[۲]

اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی، ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افتراء باندھتے ہیں اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں، (ت)

یعنی یہ باتیں اللہ نے تو ٹھہرائیں نہیں لیکن کافر ان پر جھوٹ باندھتے ہیں، تو ان جانوروں کو حرام بنانا کافروں کا قول، اور قرآن مجید کے خلاف ہے۔ اور آیہ [وَ مَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیۡرِ اللّٰہِ] اس جانور کے لئے ہے جس کے ذبح میں غیر

[ا] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۰، ص:۲۶۰ ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] القرآن الکریم، ۵/ ۱۰۳

خدا کا نام پکارا جائے، چھوڑے ہوئے جانور سے اسے کوئی تعلق نہیں نہ کہ مٹھائی تک پہنچے، یہ تعصب وہابیوں کے جاہلانہ خیال ہیں کہ ''جاندار یا بے جان ذبیحہ ہو یا غیر، جس چیز کو غیر خدا کی طرف منسوب کر کے پکاریں گے حرام ہو جائیں گی'' ایسا ہو تو ان کی عورتیں بھی ان پر حرام ہوں کہ وہ بھی انھیں کی عورتیں کہہ کر پکاری جاتی ہیں اللہ تعالیٰ کا نام ان پر نہیں لیا جاتا، ایسے بیہودہ خیالوں سے بچنا لازم ہے۔ ہاں بت کے چڑھاوے کی مٹھائی پر شاد مسلمانوں کو نہ لینا چاہئے کہ کافر اسے صدقہ کے طور پر بانٹتے ہیں، وہ لینا ذلت بھی ہے اور معاذ اللہ جو چیز انھوں نے تعظیم بت کے لئے بانٹی اس کا ان کے موافق مراد استعمال بھی ہے بخلاف چھوڑے ہوئے جانور کے کہ اس کا کھانا کافروں کے خلاف مراد اور ان کی ذلت ہے، اس میں حرج نہیں مگر شرط یہ ہے کہ فتنہ نہ ہو، ورنہ فتنہ سے بچنا لازم ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَ الۡفِتۡنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الۡقَتۡلِ۔[ا] واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فتنہ قتل سے شدید تر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔[۲]

ضروری نوٹ

اخیر کے دو خطوط جن میں سے پہلا ''چھاؤنی جوئنال، گلگٹ'' کے پتہ کا ہے اور دوسرا

[ا] القرآن الکریم، ۲/ ۱۹۱

[۲] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۰، ص:۲۶۰ ر مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

''ہولا پاڈنگ چاہ بگان ڈاکخانہ لٹاکوباڑی ضلع ڈونگ'' کے پتہ کا ہے ان دونوں خطوط کو محقق و ادیب حضرت علامہ ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی حفظہ اللہ تعالیٰ (جو ''امام احمد رضا کی مکتوب نگاری'' پر پی، ایچ، ڈی ہیں، مکاتیب رضا ۳/جلدیں، امام احمد رضا خطوط کے آئینے میں، خطوط مشاہیر بہ نام امام احمد رضا ۲/جلدیں وغیرہ تقریباً ۲/درجن سے زائد کتب کے مصنف عمدہ و باصلاحیت عالم دین اور مضبوط قلم کار ہیں) نے ان دونوں خطوط کو ''بنگلہ دیش'' سے آئے ہوئے مکاتیب میں شمار کیا ہے، حالانکہ بنگلہ دیش کے کئی احباب سے معلوم کرنے پر بنگلہ دیش میں کسی بھی جگہ ان مقامات کے ہونے کا انہوں نے انکار کیا۔ پاکستانی احباب نے بتایا کہ ''گلگت'' پاکستان میں ایک جگہ کا نام ہے۔ ''ڈونگ'' کے بارے میں ابھی تک کوئی یقینی معلومات حاصل نہیں ہوسکی۔ ان دونوں شہروں کے متعلق اگر کسی کو اس کے علاوہ معلومات ہوں تو ضرور آگاہ فرمائیں۔

امام احمد رضا اور استدلال

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کو جہاں اللہ تعالیٰ نے ڈھیر ساری خوبیوں سے سرفراز فرمایا تھا وہیں آپ کو اس کی بھی خداداد صلاحیت حاصل تھی کہ آپ بہت ہی سرعت کے ساتھ کسی بھی معاملے کی نزاکت کو بھانپ لیا کرتے تھے اور اسی کے جوہر آپ کے فتاویٰ میں بھی دیکھنے کو ملتے ہیں کہ بعض اوقات کسی استفتا کے جواب کو نہایت ہی مختصر تحریر فرمایا اور بعض مقامات پر دلائل و براہین کے موتی بکھیرتے ہوئے ایسا لکھا گویا کہ موقف حقہ کی حمایت و ترجمانی کے لیے علوم و معارف کے دریا بہا دیئے ہوں۔ مثلاً بنگلہ دیش میں کچھ لوگوں نے سجدۂ تحیت کے بارے میں خلاف شریعت مطہرہ موقف اختیار کیا اور اس کی اشاعت و فروغ کے لیے کتابیں تک لکھی گئیں، جیسا کہ اس استفتا سے ظاہر ہے:

''کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین اس مسئلہ میں،
مولوی اجابت اللہ بنگالی چاٹگامی نے ایک رسالہ لکھا ہے
جس میں اللہ کے سوا اپنے پیر کو سجدہ کرنے کو جائز سمجھتا ہے

اور دلائل میں کئی اوراق سیاہ فرمائے اور علمائے اہل حدیث کو نسبت دی ہے فرقہ اسمٰعیلیہ سے، اور ان کو گمراہ کہا ہے، اور علمائے دیوبند کو اسی فرقہ سے شمار کیا ہے اور اپنے گمان میں اس سجدہ کو قرآن شریف سے مدلل کیا ہے اور جس حدیث سے سجدہ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، اس کو بے اصل سمجھتا اور کہتا ہے کہ احادیث احاد قرآن کو منسوخ نہیں کرسکتیں اور حدیث ابوداؤد کو جس میں سجدہ کی ممانعت ہے اس کو بھی اسی قسم سے سمجھتا ہے، اور سجدہ کی دو قسمیں ٹھہراتا ہے: تحیت اور تعبدی۔ تحیت کو جائز سمجھتا ہے اور تعبدی کو منع کرتا ہے، مولانا اسحاق صاحب کلکتہ مدرسہ عالیہ میں مدرس ہیں جو شروع میں مدرسہ کانپور میں بھی تعلیم دیتے تھے، انہوں نے سجدہ کی ممانعت کے بارے میں کچھ لکھا تھا، ان کو یہ شخص گمراہ اور گمراہ کنندہ کہتا ہے اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے فتوے سے سجدہ کو جائز ثابت کرتا ہے اور درمختار کو بے اصل ثابت کرتا ہے کیونکہ چھٹے طبقہ کی کتاب ہے۔ امام فخرالدین رازی کے حوالہ سے اس رسالہ کو لکھا ہے اور کہتا ہے کہ تفسیر کبیر کی پہلی جلد میں ہے سجدہ کرنا اللہ کے سوا دوسرے کو جائز ہے، اب سوال یہ ہے کہ ایسا شخص جو خدا کے سوا دوسرے کو سجدہ کرنا جائز سمجھے تو ایسا شخص کافر ہے یا مسلمان؟''۔[۱]

۱۹۱۷ء کو تھانہ قاضی پور مضافات سراج گنج ضلع پابنہ میں اس معاملہ نے اتنا طول

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج: ۱۴، ص: ۳۶۳/مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

پکڑا کہ مقدمہ مجسٹریٹ وافسران پولیس ڈویژن تک پہنچ گیا یہاں تک کہ مجسٹریٹ اور پولیس افسران کی موجودگی میں مباحثہ تک ہوا۔فریق اول مولوی محمد سالم جونپوری نے سجدہ تحیت کے غیر مشروع وناجائز ہونے پر دلائل پیش کیے اور فریق دوم مولوی عبدالباری نواکھالوی نے اس کے مشروع وجائز ہونے پر دلائل پیش کیے۔ بہرحال اس مباحثہ کے بعد یہ معاملہ مع دلائل طرفین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی قدس سرہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا چونکہ استفتا میں عدم جواز کے دلائل کے ساتھ ساتھ جواز کے بھی دلائل موجود تھے اسی لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کا جواب نہایت ہی شرح وبسط کے ساتھ مدلل مفصل عنایت فرمایا یہاں پر استفتا اور جواب استفتا کو بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے۔

استفتا

جو استفتا مولوی محمد عبدالقادر صاحب، مدرس اول مدرسہ جونپوری، مدرس اول مدرسہ منیر سراج گنج بنگلہ دیش نے ارسال کیا وہ اس طرح ہے:

> ''فریق اول مولوی محمد سالم جونپوری، فریق دوم مولوی عبدالباری نواکھالوی۔
>
> بتاریخ ۳۰ردسمبر ۱۹۱۷ء تھانہ قاضی پور مضافات سراج گنج، پابنہ فریق اول وثانی کا بہ موجودگی مجسٹریٹ و افسر پولیس ڈویژن سراج گنج مباحثہ ہوا جس میں، میں منصف مانا گیا تھا۔
>
> فریق اول کا بیان یہ کہ سجدہ تحیت انحنا وضع الجبھہ کے طور پر اور مثل رکوع کے ہر طرح سے کرنا حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور غنا ورقص ووجد اور تالیاں بجانا اور زور سے چلانا اور شور کرنا اور تواجد یعنی اپنے کو زبردستی وجد میں لانا جلسہ میں عوام کو مجتمع کر کے چنانچہ صوفیائے زمانہ حال کیا

> کرتے ہیں جس میں لوگوں کو اور بچے، بوڑھے اور مریضوں کو ایذا پہنچے اور ان کی نیند میں خلل ہو بالکل ناجائز ہے اس دعوی کے دلائل اس فریق نے ذیل میں پیش کیے:
>
> (اول) شرائع سابقہ میں سجدہ تحیت جائز تھا اور ہماری شریعت میں منسوخ ہو گیا بدلیل آیت قرآنی: ''وَلاَ یَأۡمُرَکُمۡ أَن تَتَّخِذُوا الۡمَلٰٓئِکَۃَ وَالنَّبِیِّنَ أَرۡبَاباً أَیَأۡمُرُکُم بِالۡکُفۡرِ بَعۡدَ إِذۡ أَنتُم مُّسۡلِمُونَ''۔[۱]
>
> اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا کہ تم فرشتوں اور انبیائے کرام کو رب بنا لو اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو گئے ہو۔
>
> یہ آیت خاص سجدہ تحیت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ''کما أخرجہ عبد الرزاق فی تفسیرہ'' (جیسا کہ عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں اس کی تخریج فرمائی) ایسا ہی تفسیر بیضاوی وتفسیر کبیر وتفسیر ابوالسعود وتفسیر مدارک میں ہے۔
>
> (دوسری) حدیث: ''لأمرت المرأۃ أن تسجد لزوجھا''۔[۲]
>
> (اگر سجدہ کسی کے لیے جائز ہوتا تو میں عورت (بیوی) کو حکم دیتا کہ شوہر کے لیے سجدہ کرے۔) کی ہے کیونکہ سجدہ تحیت کی حدیث متواتر ہے

---

[۱]آل عمران ۸۰/۳

[۲]جامع الترمذی، ابواب الرضاع، باب ما جاء فی حق الزوج علی المرأہ، ج:۱، ص:۱۳۸، امین کمپنی، دھلی

جیسا کہ تفسیر عزیزی وفتاویٰ بزازیہ میں ہے۔اور ردالمحتار میں ہے:

"فیہ دلیل علی نسخ الکتاب بالسنة"۔[۱]

(اس میں دلیل ہے کہ کتاب اللہ (یعنی کسی آیت قرآنی) کا نسخ حدیث پاک سے جائز اور درست ہے۔)

(سوم) یہ کہ ہم مقلد ہیں ہم پر اللہ صاحب کی تقلید واجب ہے اور تمام فقہا وائمہ نے سجدہ تحیت وغنا ورقص کو حرام لکھا ہے اور اس پر امت کا اجماع بھی ہو گیا ہے اور دیگر لائل اس پر فریق اول کے کتب ذیل میں ہیں:

نظم الدرر مؤلفہ مولانا عبدالحق مہاجر مکی، مکتوبات امام ربانی، فتاویٰ شاہ عبدالعزیز مرحوم، فتاویٰ قاضی خاں، عالمگیری، کفایہ وعینی، شرح ہدایہ وشامی، عینی شرح بخاری، تفسیر کبیر، جلالین، خازن، بیضاوی، سراج المنیر، کشاف، ابوالسعود، احمدی، تفسیر محی الدین ابن عربی وغیرہا۔

اور فریق ثانی کا یہ دعویٰ ہے کہ تعظیم کے واسطے سجدہ تحیت کرنا اور اس میں گرنا اور جھکنا جائز ومباح ہے بشرطیکہ نماز کی ہیئت پر نہ ہو اور نہ پیشانی زمین پر لگائے اور باطہارت نہ ہو اور ہر طرح سے جائز ہے بلکہ بشرطیکہ اس میں ہجو مسلم وہجو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کلمات کفر یا وصف شراب مزنیہ امرو نہر ہے اور اس میں ترغیب الی

[۱]ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغیرہ، ج:۵، ص:۲۴۶، دار احیاء التراث العربی

العبادة اور ایقاظ عن الغفلة ہو اور سامع صدق دل اور صدق نیت سے سنے اور قوال بھی برعایت شرائط مذکورہ گائے اور اضطراری حالت میں رقص ووجد وتواجد یعنی بہ تکلف اپنے کو وجد میں لانا سچی نیت سے محمود ہے ورنہ مذموم ہے اور غلبۂ اضطرار میں تالیاں بجانا بھی جائز ہے جواز سجدہ تحیت میں اس فریق کے دلائل یہ ہیں:

(اول) آیت: "وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوٓا" الخ[۱]

(اور یاد کرو جب ہم نے (بطور حکم) فرشتوں سے فرمایا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو تو سب نے (سوائے شیطان) انہیں سجدہ کیا، الخ)

(دوم) "الاصل فی الاشیاء الاباحة"۔[۲]

(تمام اشیا میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں (بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو)

(سوم) شرائع من قبلنا حجة لنا مالم یظهر لنا ناسخ فی شرعنا۔[۳]

(ہم سے پہلی شریعتیں ہمارے لیے دلیل ہیں جب تک ہماری شریعت میں ان کا کوئی ناسخ ظاہر نہ ہو)

(چہارم) حدیث رؤیا ابن خزیمہ اور ان کا رسول

[۱]البقرة ۳۴/۲

[۲]الاشباہ والنظائر، الفن الاول، القاعدة الثالثة، ج:۱، ص:۸۷، ادارة القرآن، کراچی

[۳]اصول البزدوی، باب شرائع من قبلنا، ص:۲۳۲، قدیمی کتب خانہ، کراچی

مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر سجدہ کرنا اوردیگر دلائل کتب ذیل ہے: تفسیر کبیر، ابن مسعود، تفسیر بیضاوی احمدی وحسینی وکشاف ومدارک وعزیزی وتفسیر کلائی عبدالکریم گجراتی جس کا ذکر فتاویٰ عزیزی میں ہےاور عالمگیری، قاضی خاں، مسلم الثبوت وتنقیح تلویح وغیرہا میں چونکہ اس میں منصف اور ثالث قرار دیا گیا تھا لہٰذا دونوں فریق کے دلائل میں برعایت میں نے غور کیا بیشک ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو اور یعقوب علیہ السلام اوران کے بیٹوں نے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو بقول راجح سجدہ تحیت ہی کیا تھا اس وقت سجدہ تحیت جائز تھا اب منسوخ ہو گیا اور بجائے سجدہ تحیت کے اللہ تعالیٰ نے ہم کو سلام عطا فرمایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے:

”فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً“ الخ۔[۱]

(جب تم اپنے گھروں میں داخل ہو تو (وہاں) اپنے لوگوں کو سلامتی کی دعا دیا کرو وہ دعا جو اللہ تعالیٰ کی طرف بڑی بابرکت اور پاکیزہ ہے، الخ (یعنی گھر والوں کو سلام کیا کرو)

معلوم ہوا کہ اس امت کی تحیت سلام ہے اور اس کی مؤید آیت: ”وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا“ الآیۃ۔[۲]

[۱]النور ۲۴/ ۶۱ [۲]النساء۴/ ۸۶

(جب تمہیں لفظ دعا سے سلام کیا جائے تو اس سے عمدہ الفاظ سے سلام کرو یا کم از کم وہی الفاظ لوٹا دو) بھی ہے۔

اس آیت سے تحیت کا جواب دینا فرض ہوا پس اگر تحیت سے یہاں سجدہ تحیت مراد ہو تو سامع کو بھی سجدہ تحیت جواباً کرنا فرض ہوگا حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں اور آیت:

”وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا“ الآیۃ۔[۱]

(اور وہ تمھیں ہرگز یہ حکم نہ دے گا کہ فرشتوں اور نبیوں کو ”رب“ بنالو الخ۔ت) کی ذیل میں مفسرین جیسے تفسیر کبیر، تفسیر ابوالسعود، تفسیر کشاف ومدارک وغیرہم لکھتے ہیں کہ یہ آیت سجدہ تحیت کی ممانعت میں نازل ہوئی ہے۔ کما اخرج عبدالرزاق فی تفسیرہ واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن جریج وعن الحسن قال بلغنی ان رجلا قال یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نسلم علیک کما یسلم بعضنا علی بعض افلا نسجدلک قال لاولکن اکرموا نبیکم واعرفوا الحق لاھلہ فانہ لاینبغی ان یسجد لاحد من دون اللہ فانزل اللہ تعالٰی ما کان لبشر۔ الخ۔[۲]

واخرج عبد بن حمید عن الحسن مثلہ۔ جیسا

[۱]آل عمران ۳/ ۸۰

[۲]الدر المنثور، بحوالہ عبد بن حمید عن الحسن، تحت آیۃ: ۳/ ۷۹، ج: ۲، ص: ۴۴، قم ایران

کہ عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں اس کی تخریج کی، اور ابن جریر اور ابن حاتم نے ابن جریج اور خواجہ حسن بصری سے تخریج کی، فرمایا مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: یارسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) ہم آپ کو اسی طرح سلام کرتے ہیں جس طرح ہم ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں؟ ارشاد فرمایا: نہیں، ہاں البتہ اپنے نبی کی عزت وتوقیر کرو۔ اور حق کو اس کے اہل کے لئے پہچانو کیونکہ کسی کے لئے یہ زیبا اور لائق نہیں کہ وہ اللہ تعالٰی کے علاوہ کسی کو سجدہ کرے تو پھر اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی: "مَا کَانَ لِبَشَرٍ" الآیۃ۔ اور عبد بن حمید نے حضرت حسن سے اسی طرح تخریج فرمائی۔ (ت)

علاوہ ازیں تمام کتب احادیث اور کتب فقہ میں اس کی ممانعت بھری پڑی ہے "کما لایخفی علی اھل العلم" (جیسا کہ اہل علم پر پوشیدہ نہیں۔ ت) اور غنا و وجد تواجد ورقص وتالیاں بجانا گو ان میں بعض امور جیسے غنا و وجد بعض صوفیہ نے رکیک اور کمزور دلائل سے جواز ثابت کیا ہے مگر وہ بالکل لاشئ ہے کیونکہ صوفیہ کے اقوال وافعال شریعت ومذہب میں حجت نہیں ہوسکتے "ولنعم ماقال شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالٰی" (حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالٰی نے کیا خوب فرمایا۔ ت)

"وجود صوفیہ را غنیمت داں و قول و فعل ایشاں وقعتی ندارد" صوفیائے کرام کے وجود کو

غنیمت جانئے لیکن ان کا قول اور فعل (کتاب وسنت کے مقابلہ میں) اپنے اندر کوئی قدر وقعت نہیں رکھتا (لہٰذا حجت اور دلیل وہی ہے جو اللہ تعالٰی اور اس کا رسول فرمائیں۔)

اور تفسیر احمدی وعوارف وغیرہ میں لکھا ہے کہ جنید رحمہ اللہ تعالٰی (نے) آخر عمر میں غنا سے توبہ کرلی تھی۔

قرآن مجید میں اللہ پاک فرماتا ہے:

"وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِکَ"۔[۱]

اور ان میں سے جس پر تو قابو پاسکتا ہے اسے اپنی آواز کے ذریعے (راہ حق سے) پھسلا دے۔ (ت)

تفسیر احمدی میں ہے:

ذکر فی الفتاوٰی العمادیۃ والعوارف قال مجاھد انھا تدل علی حرمۃ التغنی وذٰلک لان قولہ استفزز خطاب لابلیس علیہ اللعنۃ ومعناہ حرک من استطعت من بنی آدم بصوتک وھو صوت التغنی والمزامیر۔[۲]

فتاوٰی عمادیہ اور عوارف میں ذکر کیا گیا کہ امام مجاہد نے فرمایا: آیۃ مذکورہ گانا بجانے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالٰی کا ارشاد "استفزز" ابلیس علیہ اللعنۃ کو خطاب ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے اولاد آدم

---

[۱] بنی اسرائیل ۱۷/ ۶۴

[۲] التفسیرات احمدیہ، تحت آیۃ: ۶/ ۳۱، ص: ۶۰۰، المطبعۃ الکریمیۃ، دھلی

میں سے جس پر تو طاقت پائے (اور اس پر تیرا بس چلے) اسے اپنی آواز سے حرکت میں لا، اور وہ گانے اور اس کے ساز کی آواز ہے۔

اور تفسیر احمدی میں تحت آیت:

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَهۡوَ الۡحَدِیۡثِ۔[۱]

(اور لوگوں میں کوئی وہ ہے جو کھیل کود کی باتوں کا خریدار اور متلاشی رہتا ہے۔ت) میں ہے:

انها نزلت فی نضر بن الحارث اشتری کتب الاعاجم و کان یحدث بها قریشا و قیل کان یشتری الفتیات المغنیات الخ وانما قلنا تدل علی حرمة الغناء لان اللہ تعالٰی قد ذم من یشتغل بهو الحدیث واوعده بعذاب مهین و لهو الحدیث وان کان ظاهره عاما فی کل مایلهی عما یعنی الا انه ذکر فی الفتاوی العمادیة و کذا فی العوارف وغیره ان ابن عباس وابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنهما کانا یحلفان اناقد سمعنا عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ان المراد به التغنی و یوافقه الروایة الثانیة من النزول فیکون دلیلا علی حرمته۔ اھ۔ وقال الطبری واجمع علماء الامصار علی کراهة الغناء والمنع منه وانما فارق الجماعة۔[۲]

[۱] لقمٰن ۳۱/ ۶

[۲] التفسیرات احمدیه، تحت آیة: ۳۱/۶، ص: ۵۹۹۔۶۰۰، المطبعة الکریمیة، دهلی

ترجمہ: (ملاجیون رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا) آیۃ مذکورہ بالا نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی کہ جس نے اہل عجم کی کتابیں خریدیں اور قریش کو پڑھ کر سناتا اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ گانے والی لونڈیاں خریدا کرتا تھا اور یہ جو ہم نے کہا کہ آیۃ مذکورہ گانے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالٰی نے ان لوگوں کی مذمت بیان فرمائی جو کھیل کی باتوں میں شغل رکھتے ہیں اور انھیں توہین آمیز عذاب سے ڈرایا، اور کھیل کی باتیں اگرچہ بظاہر عام ہیں جو ہر اس چیز کو شامل ہیں جو انسان کو فائدہ بخش کام سے غافل کردے لیکن فتاوٰی عمادیہ اور اسی طرح ''عوارف'' وغیرہ میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما دونوں قسم کھا کر کہتے تھے کہ ہم نے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اس سے گانا بجانا مراد ہے اور شان نزول کی دوسری روایت اس کی موافقت کرتی ہے لہٰذا یہ حرمت غنا پر دلیل ہے اھ۔ اور امام طبری، نے فرمایا: تمام شہروں کے علماء کرام کا گانے کی کراہت (ناپسندیدگی) اور ممانعت پر اجماع اور اتفاق ہے۔(ت)

ابراہیم بن سعد وعبداللہ عنبری جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس عمرو بن قرۃ آیا اور اس نے غناء فاحشہ کی رخصت چاہی حضرت نے اجازت نہ دی علاوہ بریں تمام فقہائے اور صوفیائے کرام نے غنا ورقص وغیرہ سے منع فرمایا ہے۔

مضمرات میں ہے :"من اباح الغناء یکون فاسقا"۔[۱]

جوگانے بجانے کومباح قراردے تووہ فاسق ہے۔

اورشیخ شہاب الدین سہروری عوارف میں فرماتے ہیں:"سماع الغناء من الذنوب، الخ۔[۲]

گاناسنناگناہ ہے۔الخ (ت)

اور چونکہ غناورقص وغیرہ خصوصاًاس زمانہ فتنہ وفساد میں جیسا کہ صوفی لوگ مجلس قائم کرکے کرتے ہیں عوام وجہال کے لئے سخت مضرت رساں وگمراہی ہے پھراگروجد یارقص میں سترعورت کھل جائے توحاضرین جلسہ بجائے نیکی حاصل کرنے کے گنہگار ہوجائیں گے۔

یہ کل وجوہات بالا کی طرف نظرکرکے میری یہی رائے ہے کہ سجدہ وتحیت ورقص وغناووجدوتواجد بالکل حرام وناجائز ہے۔پھرجیسا کہ آج کل کے صوفی گندم نماجوفروش جلسوں میں یاچندآدمی مل کرکرتے ہیں بالکل ناجائز ہے اورمرتکب ان امور مذکور کا گنہگار ہے۔اورجب ان کی حرمت کتاب وسنت وفقہ واجماع امت سے ثابت ہے تو اس کے مستحل پرکفر کاخوف ہے کیونکہ ابونصردبوسی قاضی ظہیرالدین خوارزمی سے روایت کرتے ہیں:

[۱]فتاوٰی جامع الفوائد بحوالہ المضمرات کتاب الکراھیۃ فصل فی الغناء ، ص:۴۲۸،مکتبہ حقانیہ، کوئٹہ

[۲]عوارف المعارف،الباب الثالث والعشرون، ص:۱۱۴،مطبعۃ المشھد الحسینی، قاھرہ

"من سمع الغناء من المغنی اورای فعلا من الحرام فحسن ذٰلک باعتقاد اوبغیر اعتقاد یصیر مرتدافی الحال بناءعلی انہ ابطل فلایکون الشریعۃ ومن ابطل حکم الشریعۃ فلا یکون مومنا عند کل مجتھد ولایقبل اللہ تعالٰی طاعۃ واحبط اللہ کل حسنائہ"الخ۔[۱] کمافی حاشیۃ جامع الفوائد۔

جس نے کسی گویّے سے گاناسنایاکوئی حرام فعل دیکھااوراعتقادیابے اعتقاداس کواچھاسمجھا(اوراس کی تحسین کی) تووہ فوراًمرتدہوجائے گااس بناپرکہ اس نے شرعی حکم کو باطل کیا،اورجوشریعت کے حکم کوباطل کردے وہ کسی مجتہد کے نزدیک مومن نہیں ہوسکتا،اوراللہ تعالٰی اس کی کوئی طاعت قبول نہیں فرماتااوراللہ تعالٰی اس کی ساری نیکیاں ضائع کردیتاہے۔الخ۔جیسا کہ حاشیہ جامع الفوائد میں مذکور ہے۔

بناءعلیہ میرے نزدیک فریق اول کاقول نہایت صحیح اورموافق قرآن وحدیث وفقہ مذہب اہلسنت وصوفیائے کرام ہےاورفریق ثانی کاقول قرآن وحدیث وفقہ جمہور صوفیہ کے بالکل خلاف ہےاورغیرصحیح، یہ لوگ سخت غلطی اور دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں ان کوایسے امورکے ارتکاب سے اجتناب وتوبہ کرنی چاہئےاوروہ دوسروں کوایسے فعل

[۱]حاشیہ فتاوٰی جامع الفوائد کتاب الکراھیۃ فصل فی الغناء، ص:۴۲۸،مکتبہ حقانیہ کوئٹہ

ناجائز سے حتی الامکان روکیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

محمد عبدالقادر عفی عنہ

مدرس اول مدرسہ منیر سراج گنج ضلع پاپنہ بنگال''[۱]

جس طرح سے استفتا میں جانبین سے دلائل و براہین تھے تو اقتضا اس بات کا تھا کہ فتویٰ بھی دلائل و براہین سے مزین تحریر کیا جائے اور چونکہ استفتا میں جواز وعدم جواز دونوں پر دلائل پیش کیے گئے ہیں تو اس بات کی بھی ضرورت تھی کہ جو دلائل اپنے موقف کے خلاف ہیں ان کا تشفی بخش جواب بھی دیا جائے تا کہ سائل کو اطمینان خاطر حاصل ہو سکے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے ان تمام باتوں کی مکمل رعایت فرماتے ہوئے یہ تفصیلی و تحقیقی جواب رقم فرمایا:

الجواب

بلاشبہ ہماری شریعت مطہرہ میں غیر خدا کے لئے سجدہ تحیت حرام فرمایا، تمام کتب اس کی تحریم سے مالامال ہیں۔ شرائع من قبلنا اس وقت تک حجت ہیں کہ ہماری شریعت ممانعت نہ فرمائے اور منع کے بعد اباحت سابقہ سے استدلال نہیں ہوسکتا۔ جیسے شراب وغیرہ، اصل اشیاء میں ضرور اباحت ہے مگر بعد ممنوع شرع اباحت نہیں رہ سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ:

''وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ''[۲]

اللہ تعالیٰ (فرماتا ہے) جو کچھ تمھیں رسول گرامی عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے تمھیں رسول منع فرمائیں اس سے باز رہو۔

[۱] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۲، ص:۵۴۲ تا ۵۴۹ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

[۲] الحشر ۸/۶۰

ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیشانی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سجدہ کرنا حضور کو سجدہ تحیت نہ تھا بلکہ اللہ عزوجل کو سجدہ عبادت اور پیشانی اقدس اس وقت مسجد تھی یعنی موضع سجود، انھوں نے اسی طرح خواب دیکھا تھا اس کی تصدیق کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی کہ پیشانی انور پر سر رکھ کر اللہ عزوجل کو سجدہ کرلیں۔ فریق ثانی نے سجدہ تحیت کو جائز کہا ہے جب پیشانی زمین کو لگائیں، ہیئت نماز پر نہ ہو، پیشانی زمین پر نہ لگے، باطہارت نہ ہو یہ صریح تناقص ہے جب پیشانی زمین کو نہ لگی سجدہ ہی نہ ہوگا اور باطہارت نہ ہونے کی قید عجیب ہے معظمان دینی کو وہ کون سی تعظیم ہے جس میں محدث ہونا شرط ہے شاید مقصود یہ ہو کہ سجدہ نماز کی طرح طہارت اس میں ضروری نہ جانیں، طرفہ یہ کہ قدم بوسی میں بھی شرط لگائی حالانکہ معظمان دینی کی قدم بوسی بلاشبہ بحالت طہارت بھی جائز ہے بلکہ یہی مستحب ہے کہ اس میں تعظیم زائد ہے، فتح القدیر میں فرمایا:

''کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا''۔[۱]

ترجمہ: جس چیز کا ادب اور تعظیم میں زیادہ دخل ہو وہ اچھی ہے۔

قدم بوسی سنت سے ثابت اور اس میں احادیث

[۱] فتح القدیر، باب الھدی، مسائل منشورۃ، ج:۳، ص:۹۴، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر

كثيره وارد، كما بينا فى فتاوٰنا (جیسا کہ ہم نے اس کو
اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے۔ت) انحناء یعنی جھکنا دو قسم
ہے۔ مقصود و وسیلہ، اگر خود نفس انحناء سے تعظیم مقصود نہیں
بلکہ دوسرے فعل سے جس کا یہ ذریعہ ہے تو اس صورت میں
اس کا حکم اس فعل کا حکم ہوگا قدم بوسی جائز بلکہ مسنون ہے تو
اس کے لئے جھکنا بھی مباح بلکہ سنت ہے اور غیر خدا کو سجدہ
تحیت حرام ہے تو اس کے لئے جھکنا بھی حرام ہے۔ دوسری
قسم کہ نفس انحناء سے تعظیم مقصود ہو یہ اگر رکوع تک ہے
ناجائز وگناہ ہے اور اس سے کم ہے تو حرج نہیں۔

امام عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح
محمدیہ میں فرماتے ہیں:

"الانحناء البالغ حدا لركوع لايفعل لاحد
كالسجود ولاباس بمانقص من حدا لركوع لمن
يكرم من اهل الاسلام"۔[ا]

رکوع کی حد تک جھکنا کسی کے لئے نہ کیا جائے جیسے
سجدہ (یعنی یہ دونوں مخلوق کے لئے روا نہیں) اوا گر رکوع
کی حد سے کم جھکا ہو تو پھر معزز اہل اسلام کے لئے ایسا
کرنیکا کچھ حرج نہیں (ت)

وجد کو حرام کہنا عجیب بات ہے وہ حالت اضطراری
ہے جس پر حکم ہو ہی نہیں سکتا نہ کہ تحریم نہ کہ بالاجماع نہ کہ
تحلیل پر خوف کفر، یہ احکام اصلاً درجہ صحت نہیں رکھتے۔

[ا]الحديقة النديه، شرح الطريقه المحمديه، المبحث الاول، المكتب النورية الرضويه

واللہ يقول الحق ويهدى السبيل (اللہ تعالیٰ حق
بیان فرماتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ت) یونہیں
تصفیق اگر اضطراری جیسا کہ فریق ثانی نے ایک بار مطلق
کہہ کے دوبارہ اس کو مقید کیا تو بلاشبہ اسے بھی زیر حکم لانا
جائز و حرام ٹھہرانا اسی طرح باطل ہے کہ مورد احکام افعال
اختیاریہ ہیں نہ کہ اضطراریہ، ہاں اگر بالاختیار نہ ہو تو ضرور
مکروہ ہے کہ نساوفساق سے مشابہت ہے۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"التسبيح للرجال والتصفيق للنساء"۔[ا]

مرد "سبحان اللہ" کہیں اور عورتیں تالی بجائیں
(امام کو نماز میں آگاہ کرنے کے لئے)۔(ت)

حضرت سیدنا محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان
الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مجلس مبارک سماع کے
حاضرین کو فرماتے کہ:

"کف دست بر پشت دست زنند، کف دست
بر کف دست نہ زنند کہ مشابہہ لہو نگردد"۔ (فوائد
الفواد) ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی پشت پر ماریں
لہٰذا ہتھیلی کو ہتھیلی پر نہ ماریں تاکہ کھیل کے مشابہ نہ ہو، (ت)

رقص میں بھی دو صورتیں ہیں اگر بیخودانہ (بے خودی
میں) ہے تو سلطان گیر و خراج از خراب۔ (اس لئے کہ
بادشاہ کسی غیر آباد اور ویران زمین میں کسی سے ٹیکس نہیں

[]صحيح البخارى، كتاب التهجد، باب التصفيق للنساء، ج:١، ص:١٦٠، قديمى كتب خانه كراچى

لیتا) وہ کسی طرح زیر حکم نہیں آسکتا، اور اگر بالاختیار ہے تو پھراس کی دوصورتیں ہیں اگر تثنی وتکسر کے ساتھ ہے تو بلاشبہہ ناجائز ہے۔ تکسر لچکا تثنی توڑا یہ رقص فواحش میں ہوتے ہیں اوران سے تشبہ حرام۔ اوراگران سے خالی ہے تو اہل بیعت کو مجلس عالم ومحضر عوام میں اس سے احتراز ہی چاہئے، کہ ان کی نگاہوں میں ہلکا ہونے کا باعث ہے۔ اور اگر جلسہ خاص صالحین وسالکین کا ہوتو داخل تواجد ہے۔

تواجد یعنی اہل وجد کی صورت بنانا، اگر معاذ اللہ بطور ریا ہے تو اس کی حرمت میں شبہ نہیں کہ ریا کے لئے تو نماز بھی حرام ہے۔ اور اگر نیت صالحہ ہے تو ہر گز کوئی وجہ ممانعت نہیں، یہاں نیت صالحہ دو ہوسکتی ہیں ایک عام یعنی تشبہ بصلحائے کرام ؎

ان لم تکونوا مثلھم فتشبھوا
ان التشبہ بالکرام فلاح

(اگر تم ان کی مثل نہیں ہو تو پھر ان سے مشابہت اختیار کرو کیونکہ شرفاء اور معزز لوگوں سے تشبہ کامیابی کا ذریعہ ہے۔ت)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"من تشبہ بقوم فھو منھم"۔[۱]

جو کسی قوم سے تشبہ کرے گا وہ انھیں میں سے ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:

[۱]سنن ابی داود، کتاب اللباس باب فی لبس الشھرۃ، ج:۲، ص:۲۰۳، آفتاب عالم پریس، لاھور

"ان لم تبکوا فتباکوا"۔[۱]

رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بناو۔

دوسری نیت طالبان راہ کے لئے وجد کی صورت بنائے کہ حقیقت حاصل ہوجائے نیت صادقہ کے ساتھ بتکلف بننا بھی رفتہ رفتہ حصول حقیقت کی طرف منجر ہوجاتا ہے۔ امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

"التواجد المتكلف فمنه مذموم يقصد به الرياء ومنه محمود وهو التوسل الى استدعاء الاحوال الشريفة واكتسابها واجتلابها بالحيلة فان للكسب مدخلا فى جلب الاحوال الشريفة ولذٰلک امر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من لم يحضره البكاء فى قراءة القرأن ان يتباكى ويتحازن"۔[۲]

تکلف سے "وجد" طلب طاری کرنا اس کی ایک قسم ہے تو مذموم ہے کہ جس میں دکھاوے (ریا) کا ارادہ کیا جائے اور اس کی ایک قسم محمود (اچھی) ہے کہ جس کو شریفانہ حالات کے چاہنے ان کے اکتساب اور حصول کا حیلہ سازی

[۱]سنن ابن ماجه، ابواب اقامة الصلوٰۃ باب فی حسن الصوت بالقرآن، ص:۹۶، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی

[۲]احیاء العلوم، کتاب آداب السماع والوجد، الباب الثانی المقام الثانی، ج:۲، ص:۲۹۶-۲۹۵، المشھد الحسینی، قاھرہ

سے ذریعہ بنایا جائے کیونکہ انسانی کسب کو شریفانہ حالات کے حصول میں ایک طرح دخل ہوتا ہے اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تلاوت قرآن کے وقت جس شخص کو رونا نہ آئے اسے حکم دیا کہ وہ رونے اور غمگین ہونے کی صورت بنائے۔(ت)

سیدی عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ، القدسی ندیہ میں فرماتے ہیں:

"لاشک ان التواجد وھو تکلف الوجد واظھارہ من غیر ان یکون لہ وجد حقیقۃ فیہ تشبہ باھل الوجد الحقیقی وھو جائز بل مطلوب شرعا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم"۔[۱]

اس میں کوئی شک نہیں کہ "تواجد" بناوٹ اور تکلف سے وجد لانا اور اس کا اظہار کرنا ہے بغیر اس کے کہ اسے حقیقی طور پر حالت وجد ہو، پس اس میں جو حقیقۃً اہل وجد ہیں ان سے تشبہ ہے۔ اور یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ شرعاً مطلوب ہے (کیا تمھیں معلوم نہیں کہ) آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔(ت)

فتاوٰی علامہ خیر رملی استاذ صاحب درمختار علیہما الرحمۃ الغفار میں ہے:

[۱]الحدیقہ الندیہ، شرح الطریقہ المحمدیہ، الصنف التاسع، تتمہ الاصناف التسعۃ، ج:۲، ص:۵۲۵، المکتبہ نوریہ رضویہ

"اما الرقص ففیہ للفقھاء کلام منھم من منعہ ومنھم من لم یمنع حیث وجد لذۃ الشھوۃ وغلب علیہ الوجد واستدلوا بما وقع لجعفر بن ابی طالب لما قال لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اشبھت خلقی وخلقی فی لفظ جعفر اشبہ الناس بی خلقا وخلقا فحجل ای مشی علی رجل واحدۃ وفی روایۃ رقص من لذۃ ھذا الخطاب ولم ینکر علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رقصہ وجعل ذٰلک اصلا لجواز رقص الصوفیۃ عند مایجدونہ من لذۃ المواجید فی مجالس الذکر والسماع وفی التتارخانیۃ مایدل علی جوازہ للمغلوب الذی حرکاتہ کحرکات المرتعش وبھذا افتی البلقینی وبرھان الدین الابناسی وبمثلہ اجاب بعض ائمۃ الحنفیہ والمالکیۃ وکل ذٰلک اذاخصلت النیۃ وکانوا صادقین فی الوجد مغلوبین فی القیام والحرکۃ عند شدۃ الھمام والشیء قدیتصف تارۃ بالحلال وتارۃ بالحرام باختلاف القصد والمرام وبتقریر جمیع ماقالوہ یطول الکلام"۔[۱]

رہا رقص (ناچ) تو اس میں فقہائے کرام کا کلام (اختلاف) ہے پس بعض ائمہ نے تو اس سے منع فرمایا لیکن بعض نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ جہاں شہوۃ کی لذت

[۱]فتاوٰی خیریہ، کتاب الکراھیۃ والاستحسان، ج:۲، ص:۱۸۲، دارالمعرفۃ بیروت

پائے اور اس پر وجہ غالب ہو تو (جائز ہے) اور انھوں نے
اس واقعہ سے استدلال کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
جب حضرت بن ابی طالب سے ارشاد فرمایا: تم صورت
وسیرت میں میرے مشابہ ہو۔ اور ایک روایت میں یہ
الفاظ آئے ہیں : جعفر سب لوگوں سے صورت وسیرت
میں میرے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ ہے (یہ سن کر)
حضرت جعفر ایک پاوں پر چلے یعنی رقص کیا۔ اور ایک
دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت جعفر اس خطاب کی
لذت اور سرور سے ناچنے لگے، اس کے باوجود حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے ان کے رقص کرنے پر انکار نہیں فرمایا۔
پس اس کو صوفیائے کرام نے رقص کرنے کے جواز پر دلیل
ٹھہرایا گیا ہے جبکہ مجالس ذکر اور سماع میں صوفیائے کرام
وجد کی لذت محسوس کریں۔ فتاویٰ تتارخانیہ میں کچھ ایسا کلام
ہے جو اس کے جواز پر دلالت کرتا ہے ان مغلوب الحال
لوگوں کے لئے کہ جن کی حرکات رعشہ والے مریض کی
حرکات جیسی ہوں (رعشہ ایک مرض ہے جس میں غیر
اختیاری طور پر ہاتھ کانپتے رہتے ہیں) چنانچہ علامہ عینی اور
برہان الدین ابناسی نے یہی فتویٰ دیا ہے اور بعض حنفی اور
مالکی ائمہ کرام نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔ یہ سب
کچھ جائز ہے بشرطیکہ ایسا کرنے والوں کی نیت خالص ہو
اور حالت وجد میں سچے ہوں اور قیام وحرکت شدت حیرت
اور وارفتگی کی وجہ سے مغلوب ہوں (اور نیم دیوانہ ہو) اور
حقیقت یہ ہے کہ ایک ہی چیز ارادے اور مقصد کے اعتبار

سے کبھی حلال اور کبھی حرام سے متصف ہو سکتی ہے اور جو کچھ
(اس باب میں) اہل علم نے ارشاد فرمایا اس سب کی تقریر
باعث طول کلام ہے۔

نہایہ ابن اثیر مجمع البحار میں ہے:

قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لزید انت مولٰینا فحجل الحجل ان یرفع رجلا ویقفز علی الاخری من الفرح زاد فی النھایة وقد یکون بالرجلین الا انه قفز۔[۱]

حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت زید
سے ارشاد فرمایا: تم ہمارے ''مولیٰ'' ہو۔ تو حضرت زید
خوشی اور مسرت، سے ناچنے لگے اس طور پر کہ ایک پاوں
اٹھاتے اور دوسرے پا ناچتے اور نہایہ (ابن اثیر) میں اتنا
زیادہ ہے کبھی یہ دو پاوں سے ہوتا ہے مگر یہ وہ کودے۔

چلانا بھی اگر بے اختیاری سے ہو تو مثل وجد کسی
طرح زید حکم نہیں آسکتا، اور اگر ریا سے ہے تو نماز بھی حرام
ہے۔ اور اگر کوئی نیت فاسدہ نہیں مگر وہاں کسی مریض یا نائم
کو تکلیف یا نمازی یا ذاکر یا مشتغل علی کی تشویش ہو تو ممنوع
ہے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں ہے
وقت نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت
کرنے والوں کو جہر قرآن سے منع فرمایا اور اگر تمام مفاسد
سے پاک ہو تو کوئی حرج نہیں۔

[۱] النہایة لابن لاثیر، باب الحاء مع الجیم تحت لفظ ''حجل'' ج: ۱، ص: ۳۴۶، المکتبة الاسلامیة

علامہ ابن عابدین شامی منہوات شفا العلیل میں
نور العین فی اصلاح جامع الفصولین علامہ ابن کمال وزیر کا
فتویٰ نقل فرماتے ہیں :۔

مافی التواجد ان حققت من حرج
ولا التمایل ان اخلصت من باس
فقمت تسعی علی رجل وحق لمن
دعاوہ لاہ ان یسعی علی الراس

الرخصة فیما ذکر من الاوضاع عند الذکر
والسماع للعارفین الصارفین اوقاتهم الی احسن
الاعمال السالکین المالکین لضبط انفسهم عن
قبائح الاحوال فهم لا یستمعون الامن الاله
ولایشتاقون الله ان ذکروه ناحوا وان وجدوه
صاحوا اذا وجد علیهم الوجد فمنهم من طرقته
طوارق الهیبة فخروذاب ومنهم برقت له بوارق
اللطف فتحرک وطاب هذا ماعن لی فی
الجواب"۔(رسائل ابن عابدین رسالہ،شفاء العلیل
وبل الغلیل الخ، ج:۱، ۱۷۲،سھیل اکیڈیمی،
لاهور) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

ترجمہ: وجد کی صورت اختیار کرنے میں کچھ
حرج نہیں بشرطیکہ محقق اور ثابت ہوجائے، جھومنے اور
لڑکھڑانے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ خالص ہو، اگر تو
ایک پاؤں پر دوڑے اور ناچ کرے تو یہ اس کے لئے حق
ہے کہ جس کو اپنا مولیٰ بلائے کہ وہ اپنے سر کے بل دوڑ

لگائے۔اور جن اوضاع (انواع اقسام) میں یہ ذکر کیا گیا
کہ ذکر اور سماع کے وقت ان کی اجازت (رخصت) سے
وہ ان خداشناس لوگوں کے لئے ہے جو اپنے اوقات کو اچھے
کاموں میں صرف کرتے ہیں اور راہ خداوندی پر چلنے
والے ہیں مذموم حالات سے اپنے نفس کو قابو رکھنے کی
دسترس رکھتے ہیں (یعنی بری حرکات سے انھیں روک سکتے
ہیں) پھر وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں سنتے، اور وہ صرف
اس کا اشتیاق رکھتے ہیں اگر اس کا ذکر کریں تو یہ آہ وزاری
کرتے ہیں اور اگر اسے پائیں تو چیخیں چلائیں جبکہ ان پر
وجد طاری ہوجائے پھر ان میں کوئی وہ ہے کہ جس کو مصائب
ہیبت دستک دیں تو وہ گر کر پگھل جائے، اور کوئی وہ ہے کہ
جس کے لیے لطف وکرم کی بجلیاں چمکیں تو وہ متحرک ہوکر
خوش وخرم ہوجائے اس جواب میں مجھ پر یہی کچھ ظاہر ہوا،
اور راہ صواب کو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

غنا اگر منکرات شرعیہ پر مشتمل ہو مثلاً مزامیر جو حرام
ہیں یا عورت کا گانا کہ باعث ہیجان فتنہ ہے یونہی محل فتنہ
امرد کا گانا، یا جو کچھ گایا جائے اس کا امور مخالف شرع پر
مشتمل ہونا یا ایسے امور پر خیالات کاسدہ وشہوات فاسدہ
کے باعث ہوں خصوصاً مجمع عوام میں بلاشبہ ممنوع ہے اور
تمام مفاسد سے خالی ہو تو اس کے جواز میں کوئی شبہ
نہیں کما حققناہ فی اجل التحبیر (جیسا کہ ہم نے
اپنے رسالہ اجل التحبیر میں اس کی تحقیق کردی۔)

غنا کا غالب اطلاق انھیں مہیجات شہوات باطلہ پر

آتا ہے کمانبہ علیہ فی ارشاد الساری (جیسا کہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس پر آگاہ کیا گیا ہے۔ت) احادیث واقوال مذمت اسی پر محمول ہیں ورنہ اذکار حسنہ اصوات حسنہ والحانات حسنہ سننے کی کوئی ممانعت نہیں بلکہ اس میں احادیث وارد، اور اب وہ لہو نہیں نہ وہ شیطانی آواز ہے تو آیہ کریمہ: ''وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِکَ''۔[۱]

(اس میں سے جس پر تو قابو پائے (اور تیرا بس چلے) انھیں اپنی آواز سے پھسلادے۔ت) اس پر صادق نہیں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جو آخر عمر شریف سماع سننا ترک فرمایا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اب کوئی گانے والا اہل نہ ملتا تھا۔

عوارف شریف میں ہے:

''قیل ان الجنید ترک السماع فقیل لہ کنت تستمع فقال مع من قیل لہ تسمع لنفسک فقال ممن لانھم کانوا لایسمعون الامن اھل مع اھل فلما فقد الاخوان ترک''۔[۲]

کہا گیا کہ حضرت جنید بغدادی (رحمۃ اللہ علیہ) نے سماع چھوڑ دیا تھا ان سے عرض کی گئی آپ سماع پر کاربند تھے (پھر کیوں ترک کردیا؟) آپ نے ارشاد

[۱] بنی اسرائیل ۱۷/ ۶۴

[۲] عوارف المعارف، الباب الثالث والعشرون، ص: ۱۱۴، مطبعہ المشہد الحسینی، قاھرہ

فرمایا: کن لوگوں کے ساتھ ہو کر سنتا تھا (مراد یہ کہ وہ اہل تھے) پھر ان سے کہا گیا اپنی ذات کے لئے سنا کریں۔ فرمایا: کس سے سنوں، کیونکہ وہ سماع صرف اہل اسے اور اہل کی معیت میں ہو کر سنا کرتے تھے، پھر جب ایسے احباب نایاب اور ناپید ہوگئے تو سماع چھوڑ دیا۔(ت)

حضرت شیخ الشیوخ قدس سرہ، نے عوارف شریف میں پہلے ایک باب قبول وپسند سماع میں تحریر فرمایا اور اس میں بہت احادیث وارشادات ذکر فرمائے۔ اور فرمایا:

وقد ذکر الشیخ ابو طالب المکی رحمہ اللہ تعالٰی مایدل علی تجویزہ ونقل عن کثیر من السلف صحابی وتابعی وغیرھم وقول الشیخ ابی طالب المکی یعتبر لو فورعلمہ وکمال حالہ وعلمہ باحوال السلف ومکان ورعہ وتقواہ وتحریر الاصواب والاول و قال فی السماع حلال وحرام وشبہ فمن سمعہ بنفس مشاھدۃ شھوۃ وھوی فھو حرام ومن سمعہ بمعقولہ علی صفۃ مباح من جاریۃ اوزوجۃ کان شبھۃ لدخول اللھو فیہ و من سمعہ بقلب یشاھد معانی تدل علی الدلیل ویشدہ طرقات الجلیل فھو مباح وھذا قول الشیخ ابی الطالب المکی وھو الصحیح''۔[۱]

ترجمہ: بیشک شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ تعالٰی علیہ

[۱] عوارف المعارف، الباب الثالث والعشرون، ص: ۱۰۹، مطبعہ المشہد الحسینی، قاھرہ

نے کچھ ایسے دلائل وشواہد بیان فرمائے جو سماع کے جواز پر
دلالت کرتے ہیں اور بہت سے اسلاف، صحابہ کرام اور
تابعین عظام اور ان کے علاوہ دوسرے اکابرین سے نقل
فرمایا، اور شیخ ابوطالب مکی علیہ الرحمۃ کا قول معتبر اور مستند
ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ کثیر علم سے معمور ہیں، حال میں
صاحب کمال ہیں۔ اور اسلاف کے حالات کو بخوبی جانتے
ہیں۔ اور تقویٰ وورع میں ان کا ایک خاص مقام ہے۔ اور
زیادہ صواب اور زیادہ بہتر امور میں گہری سوچ اور فکر کامل
رکھتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: سماع میں حلال، حرام اور
شبہ کی اقسام ہیں، لہٰذا جس نے نفس مشاہدہ شہوت اور
خواہش کے پیش نظر سماع سنا تو یہ حرام ہے۔ اور جس نے
معقولیت کے پیش نظر مباح طریقے سے لونڈی یا اہلیہ سے
استفادہ سماع کیا تو اس صورت میں شبہہ پیدا ہوگیا کیونکہ
اس میں کھیل داخل ہوگیا۔ اور جس شخص نے ایسے نفیس دل
کے ساتھ سماع سنا جو ایسے معانی کا مشاہدہ کر رہا تھا جو دلیل
کی راہنمائی کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے رب جلیل کے
راستے گواہ ہوں۔ لہٰذا یہ سماع مباح ہے۔ شیخ ابوطالب مکی کا
یہ ارشاد ہے اور یہی صحیح ہے۔

تو وہ کیونکر مطلقاً غنا کو ذنوب سے شمار فرما سکتے ہیں
اس کے بعد انھوں نے دوسرا باب انکار سماع میں وضع فرمایا
اور یہاں اس سماع پر کلام فرمایا شہوات نفسانیہ پر مشتمل اس
میں یہ قول تحریر فرمایا ہے عبارت ملخصاً یہ ہے:

”وقد ذکرنا وجه صحة السماع ومایلیق منه

باهل الصدق وحیث کثرت الفتنة وزالت العصمة
وتصدی للحرص علیه اقوام فسدت احوالهم
واکثروا الاجماع للسماع وربما یتخذ للاجتماع
طعام تطلب النفوس الاجتماع لذٰلک لا رغبة
للقلوب فی السماع کما کان من سیر الصادقین
فیصیر السماع معلولا ترکن الیه النفوس
للشهوات واستحلاء لمواطن اللهو والغفلات
وتکون الرغبة فی الاجتماع طلبا لتناول الشهوة
واستروحا لاولی الطرب واللهو والعشرة
ولا یخفی ان هذا الاجتماع مردود عند اهل الصدق
الی ان قال وسماع الغنا من الذنوب“۔[۱]

ترجمہ: بلاشبہہ صحت سماع کی وجہ ہم نے بیان
کردی اور وہ کوائف بھی ذکر فرمادئے جو ارباب صدق وصفا
کے لائق اور موزوں ہیں، جہاں فتنہ بکثرت پھیل جائے
عصمت زائل اور ختم ہو جائے اور کچھ لوگ بربنائے حرص
اس کے درپے ہوں جن کے حالات بگڑے ہوئے اور
خراب ہوں اور وہ سماع کے لئے زیادہ تر اجتماعات کا
پروگرام بنائیں اور کبھی اجتماع کو بارونق اور موثر بنانے کے
لئے دکھانے کا اہتمام کیا جائے کہ لوگ صرف کھانے کے
شوق میں ایسے اجتماع کو تلاش کریں اس لئے نہیں کہ دلوں کو
سماع کی طرف رغبت اور چاہت ہے کہ جیسے سچے عاشقوں

[۱] عوارف المعارف، الباب الثالث والعشرون، ص:۱۱۴، مطبعہ المشہد الحسینی، قاہرہ

کی سیرت ہوا کرتی ہے۔لہٰذا سماع (اصل غرض وغایت کا)
بظاہر سبب بن گیا کہ نفوس اس کی طرف طلب
شہوات کے لئے مائل ہو گئے اور اس لئے کہ انھیں مقامات
لہو (کھیل وتفریح) اور انواع غفلت کی مٹھاس دستیاب
ہوجائے۔لہٰذا مجالس سماع کی طرف رغبت محض طلب
شہرت کے لئے ہوگی۔اور اس لئے کہ عیش وعشرت اور کھیل
تماشوں میں دلچسپی رکھنے والوں کو حسب منشاء آرام وراحت
حاصل ہوجائے اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ایسا اجتماع اہل
صدق کے نزدیک مردود ہے یہاں تک کہ یہ فرمایا کہ گانا
سننا گناہوں میں شمار ہے۔

صوفیہ کرام کی نسبت یہ کہنا کہ ان کا قول وفعل
معاذ اللہ کچھ وقعت نہیں رکھتا بہت سخت بات ہے۔اللہ
عزوجل فرماتا ہے:

"وَ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ"۔[۱]

جو میری جھکے ان کی راہ کی پیروی کر۔

صوفیہ کرام سے زیادہ اللہ کی طرف جھکنے والا کون
ہوگا؟

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"انما یتمسک بافعال اھل الدین"۔[۲]

دینداروں کے افعال سے سند لائی جاتی ہے۔

[۱]لقمٰن، ۱۵/۳۱

[۲]فتاوی ھندیه، کتاب الکراھیة، الباب السابع عشر، ج:۵، ص: ۳۵۲، نورانی کتب خانه، پشاور

صوفیہ کرام سے بڑھ کر اور کون دیندار ہے۔
حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس سرہ،
کی عارف سے سند لائی جائز نہ ہونا چاہئے کہ وہ بھی صوفی
تھے یونہی حضرت سید الطائفہ جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ترک سے جس کا قول وفعل حجت نہیں اس کا ترک کیا حجت
ہوسکتا ہے کہ ترک بھی فعل ہی ٹھہر کر قابل تمسک ہوتا ہے نہ
کہ بمعنیٰ عدم کہ نہ متعدد ورنہ اس میں اتباع منقول کما نص
علیه فی غمز العیون والبصائر (جیسا کہ غمز العیون
والبصائر میں اس پر نص ہے۔ت) اور شاہ ولی اللہ صاحب
کب اپنے آپ کو صوفیہ سے خارج کر سکتے ہیں تو ان کا قول
وفعل سب سے بڑھ کر بے وقعت ہونا چاہئے محل ادب میں
ایسا ارسال لسان خصوصاً پیش عوام غنا کے مفاسد سے سخت تر
مفسدہ ہے اس کا جواز تو مختلف فیہ ہے اس کا عدم جواز متفق
علیہ ہے بالجملہ فریق ثانی کے اکثر احکام صحیح ہیں اس کی بڑی
فاحش غلطی سجدہ تحیت کی تحلیل ہے صحیح یہی ہے کہ سجدہ تحیت
حرام ہے یہی مسئلہ ان سب میں بڑا ہے عند التحقیق یہ بھی اس
حد تک نہیں کہ قائل خلاف پر اندیشہ کفر ہو۔

"کیف وقد به سلطان الاولیاء سیدنا نظام
الحق والدین رضی اللہ تعالٰی عنه واستدل بانه کان
واجبا للامر ثم نسخ الوجوب فبقی الندب"۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ سلطان الاولیاء سیدنا نظام
الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بارے میں
فرمایا اور اس بات پر استدلال کیا کہ سجدہ صیغہ امر کی وجہ

سے پہلے واجب تھا پھر وجوب منسوخ ہوگیا تو استحباب باقی
رہ گیا۔

اسی تحریم میں ہماری سند تصریح فقہائے کرام ہے
اور اسی قدر ہمیں بس ہے ہم مقلد ہیں دلیل مجتہد کے پاس
ہے آیات سے اس پر استدلال کسی طرح تام نہیں۔ کریمہ
"وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ"۔[۱]

(جب تمھیں سلام کیا جائے۔ت) میں سلام مراد
ہے نہ کہ ہر تحیت تحیتیں کثیر ہیں۔ سلام، مصافحہ، معانقہ،
قلیل انحناء دست بوسی، قدم بوسی، قیام، انحناء تا حد رکوع،
سجدہ تحیت سلام سے سجود تک سب تحیت ہی ہیں اور اخیرین
کے سوا سب جائز بلکہ انحناء کے سوا سب حدیث وسنت سے
ثابت ہے۔ کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ اگر بیٹا چومے تو
باپ پر بھی فرض ہے کہ اس کے قدم چومے کیونکہ اس نے
تحیت کا معاوضہ فرض ہے یہ محض باطل ہے۔

ولہٰذا کتابوں میں وجوب جواب صرف سلام کے
لئے فرمایا ہے۔ کریمہ:

"اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ"۔[۲]

(کیا وہ تمھیں کفر کرنے کا حکم دے گا جبکہ تم
مسلمان ہوچکے ہو۔ت)

خود شاہد عدل ہے کہ وہ در بارہ سجدہ عبادت ہے
سجدہ تحیت کو کون کفر کہہ سکتا ہے کفر ہوتا تو اگلی شریعتوں میں

[۱]النساء ۸۶/۴ [۲]آل عمران ۸۰/۳

کیونکر جائز ہوسکتا کیا کوئی شریعت جواز کفر بھی لاسکتی ہے کفر
ہوتا تو رب عزوجل ملائکہ کو اس کا حکم کیونکر فرماتا کیا رب
عزوجل کبھی کفر کا بھی حکم فرماتا ہے تو سجدہ تحیت قطعاً کفر نہیں
اور یہ آیت فرما رہی کہ اس چیز کا ذکر ہے جو قطعاً کفر ہے تو
اگر در بارہ سجود نازل ہے تو یقیناً در بارہ سجدہ عبادت ہی
نازل ہے۔ کبیرہ وابوالسعود و کشاف ومدارک جن کا حوالہ
دیا گیا ان میں کہیں اس کی تصریح نہیں کہ یہ سجدہ تحیت کے
بارے میں اتری۔

یہاں تفسیر ماثور دو ہیں:

ایک امام ائمۃ المفسرین ترجمان القرآن سیدنا
عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جسے ابن ابی حاتم
وابن جریر وابن المنذر اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں
روایت کیا کہ ابورافع قرظی یہودی اور سمی رئیس نصرانی
نجرانی نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم میں عرض کیا حضور یہ چاہتے ہیں کہ ہم حضور کی عبادت
کریں جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ کو پوجا، فرمایا معاذ اللہ غیر خدا
کی عبادت نہیں ہوسکتی، نہ مجھے اس کا حکم ہوا نہ میں اس لئے
بھیجا گیا۔[۱]

او کما قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (یا جیسا
کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ت)

[۱]الدرالمنثور، بحوالہ ابن جریر وابن ابی حاتم والبیہقی فی الدلائل، تحت آیۃ ۳/۸۰، ج:۲، ص:۴۱

دوسری تفسیر کہ حسن بصری سے مرسلا ہے:

وقد قال المحدثون ان مراسیل الحسن عندھم شبه الریح ۔(جبکہ محدثین حضرات نے ارشاد فرمایا حضرت حسن کی مرسل حدیثیں ان کے نزدیک ہوا کے مشابہ ہیں یعنی درجہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ت) ایک شخص نے عرض کی ہم حضور کو ایسے ہی سلام کرتے ہیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں۔اس پر انکار فرمایا اور یہ آیت اتری۔

تفسیر اول کہ ہر طرح اصح واقوی ہے اس پر تو مطلع صاف ہے یہودی ونصرانی نے عبادت ہی کو پوچھا تھا جس پر یہ جواب ارشاد ہوا اور اسی تفسیر پر رب عزوجل کا روئے سخن اپنے مسلمان بندوں کی طرف رکھنا خبیث سائلوں کی تفسیر اور ان کے حال کی تقبیح ہے کہ یہ حمیر قابل جواب نہیں، اے میرے مسلمان بندو! تم خیال کرو کہ یہ اگر ایسا چاہتے تو تم سے فرماتے کہ تم اپنے غلامان فرمانبردار، پھر کیا ایسا ہوسکتا تھا کہ تمھیں اسلام کے بعد کفر کا حکم دیتے، معاذ اللہ، اور یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ بوجہ خطاب یہ گمان کہ سائل مسلمان تھے جیسا کہ اس معتزلی کی کشاف میں گزرا اور بعض بعد والوں نے اتباع کیا باطل ہے۔اور اس کی تفسیر صحیح کے خلاف جو سلطان المفسرین صحابی وابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی، دوم مرسل موقطوع اگر ثابت ہوجائے تو اس میں رجلا ہے یعنی ایک شخص نے عرض کی، ضرر یہ کوئی اعرابی بادیہ نشیں کفر کا حکم دیں گے اور

ایسے بعض اشخاص سے ایسے سوال کا اصدور مستبعد نہیں بلکہ ہونا ہی چاہئے تھا۔ رب عزوجل فرماتا ہے:

"لَتَرْ کَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ"۔[۱]

(ضرور تم زینہ بہ زینہ (بتدریج) چڑھتے جاؤ گے۔ ت) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگلوں میں کوئی ایسا ہو گزرا ہو جس نے علانیہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا ہو تو ضرور تم میں بھی کوئی ایسا ہوگا۔

"لَتَرْ کَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ"۔[۲]

سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کے متعدد اصحاب نے سوال کیا "یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰـهًا کَمَا لَهُمْ اٰلِـهَةٌ"۔[۳]

(اے موسیٰ! ہمیں بھی ایک خدا بنادے جیسے ان کے بہت سے خدا ہیں،) فرمایا:

بَلْ اَنْتُمْ "قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ"۔[۴]

بلکہ تم نرے جاہل ہو۔ تو یہاں بھی اگر کسی بادیہ نشین نومسلم جاہل ناواقف نے اپنی نادانی سے ایسی درخواست کی کیا بعید ہے اور اسی قرب عہد کے سبب ہدایت فرمادی گئی تکفیر نہ ہوئی جیسے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "تجھلون" (تم نرے نادان لوگ ہو۔) فرمایا نہ کہ

[۱] الانشقاق ۱۹/۸۴ [۲] الانشقاق ۱۹/۸۴

[۳] الاعراف ۱۳۸/۷

[۴] الاعراف ۱۳۸/۷

’’تکفرون‘‘ (تم کفر کررہے ہو۔ت)

جس طرح ایک جوان حاضر خدمت اقدس ہوا اور آکر بے دھڑک عرض کی یارسول اللہ! میرے لئے زنا حلال کردیجئے۔ نبی سے براہ راست یہ درخواست کس حد تک پہنچتی ہے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کو قتل کرنا چاہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور اسے قریب بلایا یہاں تک کہ اس کے زانو زانوئے اقدس سے مل گئے پھر فرمایا: کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: تیری بہن سے؟ عرض کی: نہ فرمایا: تیری بیٹی سے؟ عرض کی، نہ۔ فرمایا: تیری پھوپی سے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: تیری خالہ سے؟ عرض کی: نہ۔ فرمایا: تو جس سے زنا کرے گا وہ بھی تو کسی کی ماں بہن بیٹی پھوپھی خالہ ہوگی، جب اپنے لئے پسند نہیں کرتا اوروں کے لئے کیوں پسند کرتا ہے۔ پھر دست اقدس اس کے سینہ پر ملا اور دعا کی: الٰہی! اس کے دل سے زنا کی محبت نکال دے۔ وہ صاحب فرماتے ہیں اس وقت سے زنا سے زیادہ کوئی چیز مجھے دشمن نہ تھی۔ پھر صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا کہ اس وقت اگر تم اسے قتل کردیتے تو جہنم میں جاتا میری تمھاری مثل ایسی ہے جیسے کسی کا ناقہ بھاگ گیا لوگ اسے پکڑنے کو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ بھڑکتا اور زیادہ بھاگتا ہے اس کے مالک نے کہا تم رہنے دو تمھیں اس کی ترکیب نہیں آتی پھر گھاس کا ایک مٹھا ہاتھ میں لیا اور اسے دکھایا اور چمکارتا ہوا اس کے

پاس گیا یہاں تک کہ بٹھا کر اس پر سوار ہوگیا۔ او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (یا جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم‘‘۔[ا]

☆☆☆☆

[ا] فتاویٰ رضویہ، مترجم، ج:۲۲، ص: ۵۴۳ تا ۵۴۹ مطبوعہ رضا فاونڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

بابِ یازدہم

بنگلہ دیش کے دینی و تبلیغی اور مذہبی سفر کی داستان

سفر نامہ بنگلہ دیش

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله الذى سخر لنا السفر بقوله:﴿ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ﴾۔[۱]ومدح لنا مدحا كثيرا من حيث وضعه فى مقام الأجر جزيلا ثم جعل أجره أعظم و أجزل خيرا بما قال فى كتابه التنزيل: ﴿وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللهِ هُوَ خَيرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا﴾۔[۲]كانه جعله من الأمور المتمتعة وأعده من الشؤون التجارية المباركة ليبتغ المرء في سفره رزقا طيبا كثيرا امبار كافيه. ونبينا صلى الله عليه وسلم أدخل هذا السفر السعيد مدخلا يستجاب فيه الدعاء فقال:"ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لا شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ"۔[۳] فالنبي المختار صلي الله عليه وسلم جعل "دعوة المسافر" ما بين الدعوتين المهتمين بأن السفر لا يخلو من دعاء يقبل و يستجاب.فالدعاء في حالة السفر بين بين في الاستجابة لابتغاء رضى الله وحده. والصلاة والسلام على من اختص بخلق عظيم واله وصحبه وعلى جميع من آمن بالله واليوم الآخر واقر رسالته بقلب صميم من المؤمنين صدقها بعقل سليم من المؤمنات مع أنهن ناقصات العقل والدين عدد المسافرين والمسافات المشقات ما دامت الأرض والسموات. امابعد!

---

[۱]المزمل:۷۳/۲۰ [۲]المزمل:۷۳/۲۰

[۳]سنن الترمذی، باب ما جاء فی دعوة الوالدين، ج:۲، ص:۳۷۸، دار الغرب الإسلامی، بیروت، ۱۹۹۸ء

مسند أحمد بن حنبل، ج:۱۲، ص:۴۷۹، مؤسسة الرسالة، بيروت، ۱۴۲۱ھ

بنگلہ دیش

مشرقی ایشیا کے جنوب میں واقع ایک مسلمانوں کی اکثریت والا ملک ہے، اس کا سرکاری نام "عوامی جمہوریہ بنگلہ دیش" ہے۔ ۲۰۱۸ء کی مردم شماری کی سوشل میڈیا پر اپلوڈ رپورٹ کے مطابق اس کی کل آبادی سولہ کروڑ چھیاسٹھ لاکھ چالیس ہزار چار سو انسٹھ (166640459) ہے، اس کا ٹوٹل رقبہ تقریباً ایک لاکھ سینتالیس ہزار پانچ سو ستر (147570) مربع کلومیٹر ہے، یہ ایشیا کا پانچواں اور پوری دنیا کا آٹھواں سب سے زیادہ آبادی والا ملک ہے اور رقبہ کے اعتبار سے پوری دنیا میں بانو (92) نمبر پر ہے، پورے ملک میں چھوٹے بڑے تقریباً ۱۷ ایئرپورٹ ہیں جن میں ڈھاکہ اور چاٹگام کو انٹرنیشنل ایئرپورٹ کا درجہ حاصل ہے باقی سب ڈومیسٹک ایئرپورٹ ہیں۔

بنگلہ دیش کی تقریباً اٹھانوے (98) فیصد آبادی بنگالی نسل سے تعلق رکھتی ہے، ملک کی تقریباً نوّے (90) فیصد آبادی مسلمان ہے اور یہ دنیا میں تیسرے نمبر پر سب سے زیادہ آبادی والا ملک ہے، آدھی سے زیادہ آبادی زراعت کے شعبہ سے وابستہ ہے، یہاں کی سرکاری زبان بنگلہ/بنگالی ہے، ہرا جھنڈا بیچ میں سرخ دائرہ یہاں کا قومی پرچم ہے، یہاں کی کرنسی ٹکا ہے، اس ملک کا سب سے بلند پہاڑ "ساکا" جس کی بلندی تقریباً تین ہزار چار سو اکیاون (3451) فٹ ہے، دنیا کا سب سے بڑا ساحل سمندر "کوکس بازار" بھی یہیں ہے جس کو عالمی سیاحت گاہ کے اعتبار سے پوری دنیا میں شہرت حاصل ہے۔ ڈھاکہ اس ملک کی راجدھانی اور ملک کا سب سے بڑا شہر ہے، کثرت مساجد کے سبب جس کو مسجدوں کا شہر بھی کہا جاتا ہے۔ بنگلہ دیش میں ہر روز تقریباً دو ہزار سے زائد اخبارات شائع ہوتے ہیں، بنگلہ دیش میں دریاؤں کی بہت کثرت ہے بلکہ پورے ملک کو دریا، ندی، نالے اس طرح گھیرے ہوئے ہیں جیسے انسانی جسم کو خون کی چھوٹی بڑی رگیں گھیرے ہوئے ہوتی ہیں، پورے ملک

میں تقریباً سات سو دریا بہتے ہیں جن میں ایشیا کے تین مشہور اور بڑے دریا شامل ہیں:

(۱) گنگا (۲) میگنا (۳) برہم پترا

بنگلہ دیش کے لیے روانگی

حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب چاٹگام بنگلہ دیش کے مسلسل اصرار پر امسال رمضان المبارک کے مہینہ میں آنے کے لیے میں نے حامی تو بھر دی لیکن رمضان شریف کے بعد پھر مسلسل مصروفیات کے سبب ارادے کو ملتوی رکھا لیکن مولانا موصوف برابر فون کرتے اور آنے کے بارے میں پوچھتے رہتے بالآخر ۱۵/شوال المکرم کے بعد پھر اس سفر کا مستحکم ارادہ کر لیا ''انجمن رحمۃ للعالمین ٹرسٹ'' جیلانی منزل، باریہ دربار شریف، باہر سگنل، چندگاؤں چٹاگانگ کی طرف سے ایک کانفرنس میں شرکت کے لیے مجھ کو ایک دعوت نامہ ارسال کر دیا گیا، رفیق محترم حضرت مولانا محمد ثمیر الدین صاحب حفظہ اللہ، امریا، پیلی بھیت کی خصوصی کوششوں سے ایک مہینے کا ویزہ مل گیا اور سفر کے لیے ۷/ذی القعدہ ۱۴۳۸ھ مطابق ۳۱/جولائی ۲۰۱۷ء بروز پیر شریف کو منتخب کیا گیا۔

۶/ذی القعدہ ۱۴۳۸ھ مطابق ۳۰/جولائی ۲۰۱۷ء بروز اتوار بعد نماز عشا عزیزم حسین الدین رضوی، قاری محمد ظفر رضا، شاعر اسلام آصف رضا بریلوی اور تبریز عالم واحدی بذریعہ کار بس اسٹینڈ تک رخصت کرنے کے لیے گئے، وہاں سے رات ۱۰/بجے کی وولوو بس سے دہلی کے لیے روانگی ہوئی اور ۳۱/جولائی ۲۰۱۷ء بروز پیر کی صبح فجر سے پہلے میں حضرت مولانا ثمیر الدین صاحب خطیب و امام غوثیہ مسجد، پریہ وہار دہلی کے یہاں پہنچ گیا، نماز فجر اور پرتکلف ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر حضرت مولانا ثمیر الدین اور مولانا محمد حسیب اویسی نظامی صاحب ایئر پورٹ پہنچانے کے لیے گئے، نو بج کر پانچ منٹ پر کلکتہ کے لیے فلائٹ تھی ٹرافک جام کے سبب ہم کو پہنچنے میں کافی تاخیر ہو چکی تھی دو گھنٹہ پہلے پہنچ کر ائیر پورٹ کی کارروائیاں مکمل کروانی تھیں لیکن اب ساڑھے آٹھ بجنے والے تھے، بہر حال سلام و دعا اور الوداع کے بعد جب اندر داخل ہوا تو خدا کے فضل سے سارے کام آسانی سے بن گئے اور ہم نو بجے سے پہلے ہی ہوائی جہاز میں داخل ہو گئے، اسپائس جیٹ پرواز

نمبر ۲۷۲ (SG:272) سے تقریباً دو گھنٹے بعد گیارہ بج کر کچھ منٹ پر کلکتہ پہنچ گیا، کلکتہ سے ڈھاکہ بنگلہ دیش کے لیے شام چار بج کر پانچ منٹ پر فلائٹ تھی، باقی وقت انتظار میں گزرا، نماز ظہر کا وقت ہوا تو چونکہ دہلی ایئر پورٹ پر ایک جگہ نماز کے لیے مختص کی گئی ہے اور جدہ ایئر پورٹ پر تو کئی جگہیں نماز پڑھنے کے لیے خاص ہیں میں نے سوچا یہاں بھی کوئی جگہ نماز ادا کرنے کے لیے مختص ہوگی لیکن تلاش وجستجو کے بعد کوئی بھی ایسی جگہ نہیں ملی تو ائیر پورٹ پر مسافروں کی مدد کے لیے متعین ایک کارندے سے معلوم کیا، اس نے بتایا کہ یہاں نماز کے لیے کسی بھی خاص جگہ کا انتظام نہیں۔ بہر حال ایک ستون کی آڑ میں کھڑے ہو کر نماز ظہر سے فراغت کے بعد پھر انتظار میں مشغول ہو گیا اور دھیرے دھیرے وقت گزر گیا یہاں تک کہ وقت متعین پر اسپائس جیٹ کی پرواز نمبر ۰۷۶ (SG:076) میں ڈھاکہ جانے کے لیے سوار ہو گیا جس کے ذریعہ کلکتہ سے ڈھاکہ تک کی سرحدی دوری کو محض پینتیس منٹ میں طے کر لیا گیا اور پونے پانچ بجے میں ڈھاکہ ہوائی اڈے پر پہنچ گیا۔

انٹر نیشنل ڈھاکہ ہوائی اڈے پر استقبال

حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب، مولانا محمد اختر صاحب اور مولوی محمد تہذیب رضا سلمہ کے ساتھ پہلے سے ہی ڈھاکہ ہوائی اڈے پر میرے منتظر تھے، یہاں ایئر پورٹ کی کارروائیوں سے فارغ ہو کر جب میں دروازے سے باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک نوجوان عالم حضرت مولانا نظام الدین رضوی صاحب اپنے ہاتھ میں ایک دفتی (موٹا کاغذ) لیے ہوئے اس کو بلند کر کے کھڑے ہیں جس پر خوب جلی حروف میں لکھا ہوا تھا ''مفتی محمد راحت خاں قادری'' آپ نے اپنے ساتھ موجود اشخاص کے ساتھ نہایت ہی گرم جوشی سے میرا استقبال کیا، اھلاً و سھلاً اور خوش آمدید کہا، خیریت معلوم کی اور سفر کے حالات دریافت کیے۔ اس کے بعد یہاں سے ایک عالی شان ہوٹل میں لے گئے جہاں ہم نے ایک دو گھنٹہ قیام کیا، نماز مغرب وعشا اور رات کے کھانے سے فارغ ہو کر بنگلہ دیش کی راجدھانی ''ڈھاکہ'' سے ہم ''چٹاگانگ/ چاٹگام'' کے لیے ٹرین سے روانہ ہوئے۔ بنگلہ دیش کا ریل

نظام ہمارے ہندوستان کی طرح ترقی یافتہ نہیں ہے بلکہ وہاں ہر روٹ پر گنتی کی چند ہی ٹرینیں چلتی ہیں اس وجہ سے بھیڑ بھی زیادہ ہوتی ہے۔مولانا نظام الدین رضوی صاحب مجھے بھیڑ کے بارے میں کچھ نصیحتیں فرمانے لگے کہ اپنے آپ کو سنبھال کر رکھنا ہے کہیں بھیڑ کی دھکا مکی کے سبب گر نہ جاؤں، موبائل اور پیسوں کا خاص خیال رکھنا ہے تاکہ چور اپنا ہاتھ صاف نہ کر سکے، اب ہمارے ان رضوی بھائی کو کیا معلوم کہ اس ناچیز کو ممبئی کی لوکل ٹرین پر سفر کرنے کا بھی تجربہ حاصل ہے جس کے مقابلہ میں وہاں کی بھیڑ کی کوئی خاص حیثیت نہیں تھی، بہر حال ٹرین (مہانگر ایکسپریس:0722) میں اے سی کلاس کی سیٹس پہلے سے ہی بُکنگ کروائی جا چکی تھیں ہم نے اپنی سیٹ پر قبضہ کیا اور آرام سے رضوی صاحب کے برابر والی سیٹ پر بیٹھ گیا، جنگلات و پہاڑ اور ندی نالوں کے خوش نُما منظر سے لطف اندوز ہوتا رہا، شریکِ سفر حضرت مولانا نظام الدین رضوی صاحب سے باتیں کرتے ہوئے سفر کی تھکان کے سبب پتا ہی نہیں چلا کہ کب آنکھیں لگیں اور میں نیند کی آغوش میں پہنچ گیا، رات کا آخری پہر ہو چکا تھا اور ٹرین برابر چلتی ہی جا رہی تھی اب ہم چاٹگام سے کافی قریب ہو چکے تھے جب صبح کے چار بجنے والے تھے تو رضوی صاحب نے کہا اب بہت جلد ہماری منزل آنے والی ہے، یہاں تک کہ تقریباً ساڑھے چار بجے ہماری گاڑی ایک بڑے اسٹیشن پر جا رکی یہی چاٹگام اسٹیشن تھا، یہیں ہمیں ٹرین سے اترنا تھا، ہم ٹرین سے اتر کر ایک ٹیکسی پر سوار ہوئے اور شہر کی سڑکوں سے گزرتے ہوئے صبح یعنی یکم اگست ۲۰۱۷ء بروز منگل تقریباً پانچ بجے ہماری گاڑی ایک عالی شان عمارت کے سامنے بڑے سے گیٹ پر رکی، گیٹ کھولا گیا اور ہم اندر داخل ہوئے، یہ عالی شان عمارت دراصل یہاں کا ایک شہرت یافتہ اسلامی اور تعلیمی ادارہ ہے جو"الامین باریہ کامل ماڈل مدرسہ" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

چاٹگام/چٹاگانگ

اس شہر کے کئی نام ہیں شہرِ سبز، اسلام آباد، چاٹگام، چٹاگانگ، چٹاگرام وغیرہ حضرت مولانا سید سکندر شاہ تحریر فرماتے ہیں:

"ملک بنگال میں اس خطہ کو قدوم حضرات اولیاء اللہ سے منور اور فیضان صالحین سے کامیاب ہونے کا شرف حاصل ہے اس خطۂ پاک سے اربابِ کمال اور اہلِ علم ہمیشہ پیدا ہوتے رہے اور آج اس دیارِ پاک کو"قبۃ الاسلام" کہنا شایان و سزاوار ہے۔اسلام آباد جسے شہر سبز اور چاٹگام بھی کہتے ہیں، سمندر کے ساحل پر آباد ہے، تاریخی اہمیت رکھتا ہے، ابتدائے اسلام میں اہل عرب کے قافلے چین کے لیے جانے والے یہیں سے گزرے، ہندوستان میں اسلام آباد اور سندھ صرف یہ دو مقام ہیں کہ اسلام کی بحر فیضان کی لہریں سب سے پہلے ان ہی کے سواحل سے ٹکرائیں اور ہندوستان میں اسلام کی اولین نو آبادیوں سے یہ ہی مقام ہیں۔

اکثر اہل عرب نے اوائل اسلام میں ہی اسلام آباد اور اس کے جوار و قرب کو اپنا مسکن بنا لیا تھا، جن کی پاک تعلیم کا اور جن کے فیض صحبت کا یہاں کے قدیم باشندوں پر بھی اثر پڑا اور یہاں ہر طرف مسلمان ہی مسلمان نظر آنے لگے، چنانچہ ضلع چاٹگام کی پندرہ لاکھ کی آبادی میں آج تقریباً گیارہ لاکھ مسلمان ہیں باقی دیگر مذاہب کے لوگ ہیں جن میں خاصی تعداد بودھسٹ لوگوں کی ہے اور یہ اس لیے کہ یہ مقام ہندوستان کی اس آخری مشرقی سرحد پر واقع ہوا ہے جہاں سے برہما کی حد شروع ہو جاتی ہے۔اسلام آباد اور سندھ یہ دو حصے ملک میں ایسے ہیں جو برکات عرب سے سب سے پہلے بہرہ یاب ہوئے

جو اپنی زبان، معاشرت اور رسم ورواج کے لحاظ سے پتہ
دیتے ہیں کہ وہ کس درخت کی شاخ ہیں چنانچہ یہاں آثار
عرب آج بھی ہر جگہ نمایاں ہیں۔ تحفظ نسب میں یہاں اب
تک وہی غلو ہے جو قدیم قبائل عرب میں تھا، غیر کفو میں
شادی کا یہاں کم رواج ہے اور اس وجہ سے نسل عرب جو
اس خطہ میں آباد ہے محفوظ چلی آتی ہے، بول چال میں
بگڑے ہوئے الفاظِ عربی یہاں کثرت سے مستعمل
ہیں جیسے کرّہ بجائے ''قدح''، لبّے بجائے ''لبیک'' وغیرہ یہ
سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ یہ کس کے نشان قدم ہیں۔

ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی
کہے دیتی ہے شوخی نقشِ کفِ پا کی''۔[۱]

چاٹگام کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے اور اس میں رہنے والے مسلمانوں کے عقائد ونظریات کو بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ سعید احمد کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک تاثر تحریر فرمایا تھا جس پر حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی قدس سرہ نے بھی اپنے دستخط ثبت فرمائے اس سے ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے:

''اما بعد فقد حضرت بفضل الله الملك
الملك العلام ببلدة چاٹگام صانها الله عن شرور
الليالي والايام بجاه حبيبه و رسوله سيد الرسل
الكرام الذى ارسله الله تعالى الى كافة الانام عليه و
على آله و صحبه الصلاة و السلام لما دخلتها
فوجدتها بلدة طيبة مباركة لاحارة و لا قارة كأنها
عروس البلاد عمره الله الى يوم التناد اكثر اهلها اهل
السنة و الجماعة من مقلدى امام أهل السنة مجدد

[۱] سیرت فخر العارفین، جلد اول، ص: ۳، تصوف فاؤنڈیشن، لاہور پاکستان، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء

المائة مؤيد الملة اعلى حضرت مولانا الشاه احمد
رضا خان القادرى البريلوى رضى الله تعالى عنه و
أرضاه عنا، كلهم اولوالإخلاص و المحبة و
السعادة و النجابة''۔[۱]

ترجمہ: امابعد! اللہ تعالیٰ جو کہ ملک کا مالک ہے
میں اس کے فضل سے چاٹگام شہر کو آیا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے صدقہ وطفیل
اس شہر کو ہمیشہ آفات سے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔
جب میں اس شہر میں آیا تو میں نے اس کو اچھا، برکت والا
اور گرمی وسردی کے اعتبار سے متوسط پایا یہ تو ''عروس البلاد''
ہے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت تک آباد رکھے یہاں کے
باشندے اکثریت میں اہل سنت وجماعت ہیں جو امام اہل
سنت، مجدد مائۃ، مؤید ملت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں
قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے متبعین میں
سے ہیں۔

بر صغیر میں چاٹگام کی علمی حیثیت

بنگلہ دیش کا مردم خیز شہر چاٹگام دینی ومذہبی اور علمی وادبی اعتبار سے پورے برصغیر میں اپنی ایک نمایاں پہچان رکھتا ہے آج بھی یہاں اہل سنت وجماعت کے دینی ومذہبی اداروں کی کثرت کے ساتھ علما، حفاظ، مدرسین، مصنفین، شارحین ومفتیین اور صوفیا ومشائخ طریقت کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

[۱] دیوان عزیز شریف، ص ۲۰۸

اگر ماضی کی تاریخ پر سرسری نظر ڈالی جائے تو علامہ مخلص الرحمٰن چاٹگامی، علامہ عبدالحئ چاٹگامی، علامہ سید عبدالعزیز شیر بنگلہ اور خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ نور احمد رضوی چاٹگامی جیسی جلیل القدر اور نمایاں شخصیتوں کے علاوہ کثیر علما و مشائخ یہاں کی زرخیز زمین میں آسودۂ خاک ہیں۔ اس وقت بھی یہاں کثیر تعداد میں علما، حفاظ، مدرسین، مبلغین، مصنفین و مشائخ خدمت دین متین میں مشغول ہیں مگر ہمارے پاس کوئی انتظام نہیں کہ جس سے ہم منظم ہو کر کام کر سکیں۔ پاک و ہند اور بنگلہ دیش کے علما نے انفرادی طور پر کثیر کام کیا لیکن منظم طریقہ سے کام کرنے میں ہم آج تک ناکام ہیں جب کہ ہمارے مخالفین ان تینوں ممالک کے آپس میں ہم آہنگ و منظم ہیں اور وہ مکمل پلاننگ کے ساتھ کام کرتے ہیں۔

ہمارے علما و مشائخ تینوں ممالک سے خدمت دین و متین کے لیے آپس میں منظم و متحد ہوں یہ وقت کی اہم ضرورت ہے اس کے لیے سب سے پہلے ہر ملک کے علما اپنے ملک میں آپس میں اتحاد و اتفاق کے ساتھ منظم کام شروع کریں اس کے بعد تنظیم کا دائرہ دوسرے ملکوں تک وسیع ہو سکتا ہے ورنہ جو نقصان ماضی میں ہوا ہے اس کا بھرنا تو دور کی بات ہے اس میں مزید اضافہ ہی ہوتا چلا جائے گا۔

آج سے تقریباً ایک صدی پہلے قائم ہونے والی ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' کے خطبۂ صدارت منعقدہ بنارس ۱۹۴۶ء میں محدث اعظم حضرت علامہ سید شاہ محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلمانوں کی زبوں حالی و پستی کے اسباب بیان کرتے ہوئے ایک ٹھوس اور حوصلہ کن بات کہی تھی جس میں ضمناً شہر چاٹگام بھی تذکرہ تھا یہاں پر اس اقتباس کو نقل کیا جاتا ہے:

> ''میرے خیال میں اس کا ایک اور صرف ایک جواب ہے کہ ہمارے پاس سب کچھ ہے مگر ہمارے پاس کوئی نظام نہیں ہے، ہم میں کوئی رابطہ نہیں، ہمارا ہر ایک رہنما ایک دوسرے کی حدود سے الگ، ہمارا سردار طبقہ ایک دوسرے سے بے خبر، ہمیں معلوم ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں،

> کہاں ہیں، کتنے ہیں۔ سندھ اہل ہند کی نگاہ میں کوئی آسمانی آبادی ہے، ہند اہل سندھ کے خیال میں کرۂ زمین کے آخری سرے کا نام ہے، کتنے ہمارے پنجاب میں ہیں کہ لکھنؤ دیکھا نہیں، بنارس سنا نہیں، کتنے یوپی والے ہیں کہ لاہور دیکھا نہیں، منٹگمری کو سنا نہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے لیے ملک کا طوفانی طورہ کرتے ہوئے جب ہم کو یہ پتہ چلا کہ ہم تو دس کروڑ مدعیانِ اسلام میں سے نو کروڑ ہیں۔ بنگال کے ایک ضلع چاٹگام اور اس کے حواشی میں سولہ سو علمائے اہل سنت، مدرسین، مبلغین، مصنفین و اربابِ فتاوی ہیں۔ ہمارے سارے ملک میں صرف علما کا شمار بیس ہزار سے زائد ہمارے دفتر میں آچکا ہے''۔[۱]

الامین باریہ کامل ماڈل مدرسہ

اس مدرسہ کو حافظ و قاری صوفی سید عبدالباری شاہ جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۱۹۶۸ء کو ایک ایسے علاقہ میں قائم فرمایا جہاں مسلمان تعداد میں کم ہونے کے ساتھ دینی تعلیم کے اعتبار سے پیچھے تھے، یہ مدرسہ تعلیم و تربیت کے اعتبار سے بنگلہ دیش میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے تعمیر تزئین میں بھی اس کی ایک الگ شناخت ہے۔

تعمیری اعتبار سے چاٹگام کے وسط شہر چاندگاؤں، باہر سگنل لب روڈ واقع ہے، اس عمارت کی خوب صورتی لوگوں کو دعوت نظارہ پیش کرتی ہے، یہ مدرسہ چار منزلہ تین عمارتوں پر مشتمل ہے۔ ابتدائی جماعت سے لے کر کامل تک تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی تعداد

[۱] خطبۂ صدارت حضور محدث اعظم ہند قدس سرہ، آل انڈیا سنی کانفرنس، بنارس ۱۹۴۶ء، ص: ۲۰، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی، ۱۴۳۷ھ/۲۰۱۵ء

تقریباً ۸۰۰ رہے، جن کی تعلیم وتربیت کے لیے ۵۰؍مدرسین وملازمین کا عملہ مصروف عمل ہے۔اس کا اہتمام وانتظام اور سربراہی کی ذمہ داریاں ابھی محسن اہل سنت پیر طریقت علامہ سید محمد بدرالدجیٰ الباری مدظلہ العالی سجادہ نشین دربارِ باریہ عالیہ بہ حسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

بنگلہ دیش میں تعلیمی نظام مدرسہ ایجوکیشن بورڈ ڈھاکہ کے نصاب کے تحت چلتا ہے۔ ابتدائی جماعت سے عالم تک، اور عالم بنگلہ دیش کی حکومت میں انٹر کے مساوی ہے۔اس کے بعد فاضل (مساوی بی۔اے) اور کامل (مساوی ایم۔اے) کی تعلیم عربی اسلامی یونیورسٹی کے نصاب کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ پہلے اس مدرسہ کی حیثیت فاضل تک تھی۔ گزشتہ سال ۲۰۱۶ء کو کامل تک اس کو ترقی تعلیمی بورڈ کی جانب سے تفویض کی جاچکی ہے۔

تعلیمی نظام ونصاب میں حکومت کی دخل اندازی کے سبب بنگلہ دیش کے مدارس کے طلبہ کی تعلیم وتربیت پر بھی گہرا اثر پڑا ہے اور بہت سے ضروری مضامین نصاب تعلیم سے خارج ہو گئے ہیں، اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے یہاں ''الامین الباریہ درس نظامی'' بھی قائم کیا گیا ہے، جس کی تعلیم کے لیے حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب (ناظم الامین الباریہ درس نظامی) بنگلہ دیش نے اکابر علمائے کرام کے ساتھ مجلس کر کے اور دیگر ممالک کے علما سے مشورہ کر کے ایک جامع نصاب ترتیب دیا ہے۔اللہ تعالیٰ تعلیمی نظام میں برکتیں عطا فرمائے۔

اگلے دن ۲؍اگست ۲۰۱۷ء بروز بدھ ناچیز کے استقبال کے لیے ایک مجلس سجائی گئی۔ جس میں شہر کی بہت سی معزز شخصیات، مدرسہ کے تمام مدرسین وملازمین نے شرکت کی اور اس فقیر سراپا تقصیر کی حوصلہ افزائی کے لیے وہاں کے مدرسین وطلبہ نے عربی، اردو، انگلش اور بنگلہ زبان میں تعارف کروا کر، گلدستے پھول اور ہار وغیرہ کے ذریعہ مجھے مبارکباد پیش کی۔اللہ تعالیٰ ان تمام کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مجھے ان کے اچھے گمان کے مطابق بنائے۔

بنگلہ دیش کی اہم مصروفیت

۱؍اگست ۲۰۱۷ء بروز منگل سے اس سفر کو جو سب سے اہم اور قابل ذکر کام شروع کیا وہ مدرسہ ''الامین الباریہ'' کے فاضل کے طلبہ کو درسِ حدیث دینا تھا صدر المدرسین حضرت مولانا محمد اسمٰعیل نعمانی صاحب اور اور مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب نے فرمائش کی میں نے پہلے ہی دن سے اس کارِ خیر کو شروع کر دیا وہاں قیام کے دوران پہلے دن ۱؍اگست ۲۰۱۷ء بروز منگل سے لے کر جس دن وہاں سے روانگی تھی اس دن ۲۲؍اگست ۲۰۱۷ء بروز منگل تک الحمدللہ! حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درس دیتا رہا جس کو وہاں کے طلبہ نے خوب پسند کیا۔

اس مدرسہ میں فاضل کے طلبہ کی درس گاہ بھی خوب شایانِ شان ہے عمدہ آرائش و زیبائش کے ساتھ ایئر کنڈیشن ہے یہ سلسلۂ درس روزانہ تقریباً دو سے ڈھائی گھنٹہ پر مشتمل ہوتا تھا۔

استقبالیہ مجلس

اگلے دن ۲؍اگست ۲۰۱۷ء بروز بدھ ناچیز کے استقبال کے لیے ایک مجلس سجائی گئی جس میں شہر کی بہت سی معزز شخصیات، مدرسہ کے تمام مدرسین وملازمین نے شرکت کی اور اس فقیر سراپا تقصیر کی حوصلہ افزائی کے لیے وہاں کے مدرسین وطلبہ نے عربی، اردو، انگلش اور بنگلہ زبان میں تعارف کروا کر، گلدستے پھول اور ہار وغیر کے ذریعہ مجھے مبارکباد پیش کی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مجھے ان کے اچھے گمان کے مطابق بنائے۔

خلوص ومحبت کے ساتھ جو میرے سفر بنگلہ دیش میں ہر ایک قدم پر ساتھ رہے، جنھوں نے میرے آرام اور میری سہولتوں کے لیے بہت سے انتظامات کیے یعنی حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب جو باصلاحیت عالم ہونے کے ساتھ ساتھ گوناگوں خوبیوں کے مالک ہیں ان کا یہاں پر مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب

آپ نہایت ہی سادہ مزاج، پرہیزگار، متقی، متدین ومتصلب، ماہر استاذ اور کہنہ مشق قلم کار، صوفی صفت انسان ہیں، تواضع وانکساری، خلوص وللّٰہیت کے ساتھ خدمت دین متین خصوصاً فروغ رضویات کے لیے جدوجہد یہ آپ کی زندگی کا اہم حصہ ہے، سادگی ایسی کہ اپنے آپ کو ہر طرح سے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں، کوئی بھی عالم اہل سنت ملے اس کی عزت وتوقیر اور اس کے ساتھ ایک عام انسان کی طرح ملنا پسند کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ سے لگاؤ دیوانگی کی حد تک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رضویات سے متعلق ہندوپاک سے شائع ہونے والی کتب کو بھی اپنی ذاتی لائبریری کی زینت بنا کر رکھا ہے۔ ان کی لائبریری میں بہت سی ایسی کتابیں بھی دیکھیں جو اب ہندوستان سے نایاب وکم یاب ہو چکی ہیں۔

آپ نے ابتدائی تعلیم احسن العلوم جامعہ غوثیہ مدرسہ چاٹگام میں حاصل کی اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ چاٹگام میں داخلہ لیا اور کامل دورۂ حدیث ۱۹۹۵ء، کامل دورۂ فقہ ۱۹۹۷ء میں نمایاں کامیابی کے ساتھ پاس کیا۔ قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں بیعت ہوئے اور صاحبزادہ علامہ سید وجاہت رسول قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ، پاکستان نے آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کی اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔

فراغت کے بعد آپ نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا اور سب سے پہلے آپ کا انتخاب مدرسہ طیبیہ اسلامیہ سنیہ فاضل، چاٹگام میں ہوا، اس کے بعد قادریہ طیبیہ کامل مدرسہ، ڈھاکہ اور جامعۃ المدینہ (دعوت اسلامی) منشی گنج، ڈھاکہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

فی الحال آپ ''الامین باریہ درس نظامی مدرسہ'' چاندگاؤں، چاٹگام میں ناظم اعلیٰ کے عہدہ پر فائز ہیں اور نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ خدمات انجام دے رہے ہیں اور ساتھ

ہی ''اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن بنگلہ دیش'' کے نائب صدر اور ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، ڈھاکہ کے ناظم کے عہدہ پر فائز ہیں۔

جس طرح سے سرزمین بنگلہ دیش میں آپ نے میدان درس وتدریس، دعوت وتبلیغ کے ذریعہ نمایاں خدمات انجام دی ہیں، اسی طرح آپ نے قلمی وصحافتی میدان میں بھی عظیم اور نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ اس حوالے سے انہوں نے جو رضویات پر کام کیا ہے وہ کچھ اس طرح ہے:

(۱) شرح قصیدۂ نعمان

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف اور مدح سرائی پر مشتمل امام الائمہ کاشف الغمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہ [م ۱۵۰ھ] کے تحریر فرمودہ قصیدہ ''قصیدۃ النعمان'' کا بنگالی زبان میں سلیس ترجمہ اور عمدہ تشریح، ساتھ ہی عربی اشعار کا ترجمہ بنگالی نظم میں بھی شامل کتاب ہے۔

(۲) کشف النور عن اصحاب القبور

یہ کتاب عارف باللہ حضرت علامہ شیخ عبدالغنی نابلسی نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ [متوفی ۱۱۴۳ھ] کی تصنیف فرمودہ ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ [متوفی ۱۳۴۰ھ] نے بھی اس کتاب کا حوالہ اپنے فتاویٰ میں ذکر فرمایا ہے۔ اس کا ترجمہ آپ نے سلیس بنگلہ زبان میں تحریر فرمایا جو مطبوعہ ہے۔

(۳) نور الابصار فی شرح اسماء النبی المختار معروف بہ ''اسماء النبی''

یہ کتاب حضور سرور کائنات، فخر موجودات، رحمۃ للعالمین، امام الانبیاء، فخر الرسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کے متعلق ہے۔ اس کتاب کا بھی آپ نے بنگلہ زبان میں ترجمہ فرمایا ہے۔

(۴) جہاد اور عشق کتاب و سنت کی روشنی میں

کتاب کے موضوع کی جانب اشارے کے لیے کتاب کا نام ہی کافی ہے یہ کتاب ۱۰۳ صفحات پر مشتمل ہے جو بنگلہ دیش میں شائع ہو چکی ہے۔

(۵) خواجہ عبد الرحمٰن چوروی اور مجموعۂ صلوات رسول ﷺ کی خصوصیات

"حضرت خواجہ عبدالرحمٰن ابن خواجہ فقیر محمد المعروف بہ خواجہ خضری قدس سرہما ۱۲۶۲ھ/۱۸۴۶ء میں ہری پور کے ایک گاؤں چھوہروی میں پیدا ہوئے۔ آٹھ سال کی عمر میں والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا"۔

(تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، ج ۱ ص ۱۸۴-۵)

"ابتدا ہی سے آپ کی طبیعت عبادت و ریاضت کی طرف متوجہ تھی۔ چنانچہ زمانۂ نوعمری میں ایک سخت چلہ کیا اور حضرت مولانا اخوند عبدالغفور قدس سرہ کے دربار میں سیدو شریف (سوات) حاضر ہوئے، حضرت نے فرمایا "اپنے گھر جا کر رہو تمہارا مرشد خود تمہارے پاس آ کر تمہیں بیعت کرے گا۔ کچھ دنوں بعد حضرت شیخ یعقوب شاہ گنجھتروی قدس سرہ چھوہر شریف تشریف لائے اور حضرت خواجہ کو بیعت فرمایا"۔ [۱]

خواجہ عبدالرحمٰن چوروی قدس سرہ [متوفی ۱۳۴۲ھ] ولایت کے مقام عظمیٰ پر فائز تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بے شمار خوبیوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ انہوں نے باضابطہ حصول علم کے لیے کسی کے پاس تعلیم حاصل نہیں کی۔ بلکہ صرف "الف" سے لے کر "یا" تک ہی استاذ

[۱] مقدمہ مجموعہ صلوات الرسول شریف، مطبوعہ پشاور، ص ۸-۱، از حضرت سید احمد سری کوٹی

سے پڑھا۔ اور علوم و معارف میں وہ کمال حاصل تھا کہ علما و محققین اور ادبا کی عقول بھی حیران رہ جائیں آپ نے "مجموعۂ صلوات رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی جو نہایت ہی فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے اور تیس اجزا (حصوں) پر مشتمل ہے ہر جز میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک ایک وصف کا کتاب و سنت کے مطابق بیان ہے اور ہر درود شریف ترتیب وار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و محاسن، صفات و خصائل وغیرہ پر مشتمل ہے، آپ نے عظیم الشان کتاب بارہ سال آٹھ ماہ بیس دن میں مکمل فرمائی۔ اور اس کتاب کے نام میں بھی عقل مندوں کے لیے بہت کچھ پوشیدہ ہے حضرت مصنف قدس سرہ نے اس کتاب کا نام "محیر العقول الفحول فی بیانِ اوصاف عقل العقول" رکھا ہے۔

موصوف نے مصنف کے تعارف کے ساتھ ساتھ "مجموعۂ صلوات رسول ﷺ" کے فضائل و خوبیاں اور خصوصیات کو بھی ذکر فرمایا ہے۔

(۶) افتتاحیہ

یہ کتاب ماہر رضویات پروفیسر محمد مسعود احمد قدس سرہ کی تصنیف ہے، جس کو مذکورہ کتاب "مجموعۂ صلوات رسول ﷺ" کے بنگلہ دیشی ایڈیشن میں مقدمہ کے طور پر شامل ہونا چاہیے تھا اور اسی مقصد کے تحت لکھی بھی گئی تھی، لیکن اس کے لکھنے میں تاخیر کے سبب مجموعہ کی اشاعت "افتتاحیہ" کی تکمیل سے پہلے ہی ہوگئی لہٰذا اس کو الگ سے شائع کیا گیا۔

"مجموعۂ صلوات رسول ﷺ" کا ورد اور اس کے ختم کی مجالس بنگلہ دیش میں عام ہیں لہٰذا اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے موصوف نے "افتتاحیہ" کا "بنگلہ زبان" میں ترجمہ فرما دیا ہے جو ماہ نامہ "ترجمان اہل سنت" چاٹگام بنگلہ دیش سے بنگلہ زبان میں قسط وار شائع ہو چکا ہے۔

(۷) سید احمد سری کوٹی اور اعلیٰ حضرت

حضرت مولانا سید احمد سری کوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [متوفی ۱۳۸۰ھ] اپنے وقت کے اجل عالم اور نہایت ہی متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ نے چاٹگام میں "جامعہ احمدیہ سنیہ"

کی سنگ بنیاد یہ فرماتے ہوئے رکھی کہ میں نے اس کی بنیاد اعلیٰ حضرت کے مسلک پر رکھی۔ اس کتاب کے اندر موصوف نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری اور حضرت مولانا سید احمد سری کوٹی رحمہا اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق عقائد و روابط پر مشتمل گفتگو فرمائی ہے۔

حضرت شاہ امانت علیہ الرحمہ

۱۳؍اگست ۲۰۱۷ء بروز جمعرات بعد نماز ظہر چاٹگام شہر کے مزارات و مختلف متبرک مقامات پر حاضری کی غرض سے حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب کے ہمراہ نکلنا ہوا۔ قدم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت شاہ مسکین علیہ الرحمہ اور حضرت شاہ امانت علیہ الرحمہ کے مزاراتِ مقدسہ کی زیارت کا بھی شرف حاصل ہوا۔

> ’’حضرت شاہ امانت علیہ الرحمہ بنگلہ دیش کے ضلع چاٹگام میں بڑے کامل شخص گزرے ہیں مگر اس کا پتا نہیں چلتا کہ آپ کس کے مرید تھے اور کہاں سے آپ کو نسبت حاصل تھی ہاں اتنا ضرور معلوم ہوا کہ آپ علومِ باطنی سے فارغ ہونے کے بعد چاٹگام کے جج کے چپراسی کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے تھے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ آپ انگریزوں کے دورِ اقتدار کے شروع میں چاٹگام تشریف لائے۔
>
> ایک دن دکھن مہیش کھالی کا ایک شخص کچہری میں اپنے ایک مقدمہ کے سلسلہ میں چاٹگام شہر آیا تھا، وکیل سے ملاقات کے بعد پتا چلا کہ آج ہی مقدمہ کی سماعت کی تاریخ ہے، اتفاق سے وہ اپنے مقدمہ کے کاغذات اور ضروری دستاویزات گھر (اپنے گاؤں) چھوڑ آیا تھا۔ وکیل نے کہا کہ اگر کل تک تم اپنے تمام دستاویزات پیش نہیں

کر سکے تو مقدمہ ہار جاؤ گے۔ یہ سن کر وہ رونے لگا، کیونکہ شہر چاٹگام سے اس کے گاؤں تک جانے کا خشکی سے کوئی راستہ نہیں تھا اور دریائی سفر سے دو تین دن کی مسافت تھی اسی خیال سے پریشان، افسردہ اور روتا، پیٹتا کچہری سے واپس آرہا تھا کہ راستہ میں حضرت شاہ صاحب سے ملاقات ہوگئی جو اپنے کام سے فراغت کے بعد گھر تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ نے اس کا رونا پیٹنا دیکھ کر اسے اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا اور اسے لے کر آپ صدر گھاٹ پہنچے۔ آپ نے جیب سے رومال نکال کر کچھ پڑھا پھونکا، رومال نے دیکھتے ہی دیکھتے کشتی کی صورت اختیار کر لی، آپ نے فرمایا اس کشتی پر سوار ہو کر اپنے گاؤں جاؤ آدھی رات تک ان شاء اللہ تم اپنے مکان پہنچ جاؤ گے، مکان سے ضروری کاغذات لے کر فوراً کشتی میں سوار ہو جاؤ، ٹھیک فجر سے قبل تم صدر گھاٹ پر ہوگے، میں تمہارے استقبال کے لیے یہاں موجود ہوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور واپسی پر کشتی سے اترتے ہی اس کشتی نے رومال کی صورت اختیار کر لی، اس شخص نے صبح ہی صبح وہ کاغذات اپنے وکیل کے حوالے کیے اور کچہری سے مقدمہ جیت لیا۔ وکیل نے حیرت زدہ ہو کر دریافت کیا کہ کئی دنوں کا سفر چند گھنٹوں میں کیسے طے کیا؟ تو اس نے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ جب جج صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع ملی انہوں نے حضرت شاہ صاحب کو بلا کر کہا آپ اتنے عظیم ولی اللہ ہیں، مجھے معلوم نہ تھا، میں ہرگز اس کا اہل نہیں کہ آپ جیسے بزرگ سے کسی

قسم کی خدمت لوں، آج سے آپ اپنے گھر تشریف رکھا کریں اور مجھ سے آپ کی جو بھی خدمت ہو سکے گی کرتا رہوں گا۔ الغرض اس وقت سے آپ کا ولی کامل ہونا مشہور ہوگیا۔

اس کے علاوہ بھی آپ کی بہت سی کرامات ہیں جو اختصار کی بنا پر بیان نہیں کی جارہی ہیں۔ آپ کے سب سے اول مریدوں میں ڈھاکہ کے صوفی باصفا محمد دائم رحمۃ اللہ علیہ کا نام آتا ہے۔ حضرت شاہ امانت علیہ الرحمہ کا مزار چاٹگام شہر میں جیل خانہ کے اتر، اوّل لال دگی محلہ کے پورب کی طرف واقع ہے۔ ہر سال ذی الحجہ کی پہلی تاریخ کو آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے جس میں دور دور سے لوگ آپ کے مزار شریف کی زیارت کے لیے آتے ہیں، مزار شریف پر ایک عالی شان عمارت قائم ہے۔

چاٹگام میں یہ بات زبان زدِ عام ہے کہ حاجت مند اگر آپ کے مزار کی زیارت کی نیت سے یہاں آئے اور رات کے وقت مزار سے متصل مسجد شریف کے حجرے میں شب باشی کرے تو خواب میں اپنی حاجت کے بارے میں بھلا یا برا انجام معلوم ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اکثر حضرات جو فوج داری یا دیگر مقدمات میں ملوث ہوتے ہیں کورٹ میں پیشی سے قبل آپ کے مزار شریف پر حاضری کو غنیمت سمجھتے ہیں"۔[۱]

---

[۱] تلخیص از تذکرۂ اولیائے بنگال، ص:۱۱ تا ۱۴ / بحوالہ معارف رضا کراچی، جولائی ۲۰۰۵ء، ص:۳۹

شیر بنگلہ علیہ الرحمہ نے آپ کا تعارف ان الفاظ میں فرمایا ہے:

"درمدح فخر عالم، ناز عالم مقتدائے اولیا، محبوب سید الانبیاء، مخزن کشف و کرامات، معدنِ کمالات، مصدر فیوضات حضرت **شهر قطب شاه صوفی امانت مستجاب الدعوات** چاٹگامی علیه رحمة ربه الباری۔

ہزاراں مرحبا وردِ زبانم
برائے شاہ امانت فخرِ عالم
قطب شہر بودہ شاہ امانت
فدائے او ہمہ اہل طریقت
چراغے بود حضرت شاہ امانت
ازو روش شدہ راہ ہدایت
گلے بود او گلزار شریعت
معطر شد ازو اہل دیانت
چنیں داں صاحب کشف و کرامت
کہ شد ملجا ہمہ اہل ولایت
محکّم بود ہم اندر شریعت
فرید العصر بودند در ولایت
کہ شہر چاٹگامش از عنایت
شدہ دل کش گلستانِ زیارت
عجب دل کش مکان بہر زیارت
ازاں روشد مزار شاہ امانت

ہزاراں مردماں آئند بسوئش
مراد شاں بیابند از طفیلش
کہ ایں درگاہ حضرت شاہ امانت
چراغ دین و ایمان ودیانت"۔[۱]

بدر الاولیاء حضرت شاہ بدر علیہ الرحمہ

حضرت شاہ امانت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضری کے بعد حضرت بدرالاولیاء حضرت شاہ بدر علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضری ہوئی، آپ کا پورا نام ولقب مخدوم شاہ بدر الدین بدر عالم زاہدی ہے۔شیر بنگلہ علیہ الرحمہ نے آپ کی شان میں ایک منقبت تحریر کی، جس کے کچھ اشعار یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

چاٹگام آباد از وے گشت بیشک مرحبا
آمدہ مثل بدر بیشک میان اولیا
مسکن جن و پری بودہ بلاشک چاٹگام
یک چراغ اندازہ زوشان جاگرفتہ لاکلام
پس بتدریج ازتوجہات آں شاہ بدر
زیں شہر ہستند او شاں جملگی رخت سفر
بعد چندیں مسکن انسان گشتہ آں مقام
پس مسمّیٰ گشت ایں بلدہ بشہر چاٹگام"[۲]

زیارتِ نشانِ قدمِ مبارک

حضرت شاہ بدرالاولیاء علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضری کے بعد حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نشانِ قدمِ مبارک کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، وسطِ شہر چاٹگام کے

[۱] دیوان عزیز شریف، ص:۴۲

[۲] دیوان عزیز شریف، ص:۴۲

مشہور مقام اندر قلعہ اور حضرت شاہ بدرالاولیا قدس سرہ کی جانب منسوب چراغی پہاڑ کے قریب ایک وسیع وعریض مسجد ہے۔اسی مسجد کے داہنی جانب ایک حجرہ میں دو مبارک پتھر نہایت ہی اہتمام وادب کے ساتھ ایک خوب صورت اور صاف ستھرے شیشہ کے فریم میں نصب ہیں۔ان دونوں میں سے ہر ایک میں قدم شریف کے نشان منقوش ہیں۔جو پتھر داہنی جانب ہے اس کی نسبت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نشانِ قدم شریف کی طرف کی جاتی ہے۔جب کہ دوسرا جو بائیں جانب نصب ہے وہ حضور سیدنا غوث اعظم شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی بغدادی قدس سرہ کی جانب منسوب ہے۔مذکورہ حجرہ کے صدر دروازہ پر یہ تحریر لکھی ہوئی ہے:

"حضرت نواب یاسین محمد خاں رحمۃ اللہ علیہ
۱۷۱۹ء کو مکہ مکرمہ اور بغداد معلیٰ سے لے کر آئے تھے"۔

اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ نے ہی ایک مسجد قائم فرمائی جس کا نام "قدم مبارک شاہی جامع مسجد" ہے بلکہ اب تو پورا ایک محلہ قدمِ مبارک کے نام سے مشہور ہے۔

مسجد سے متصل ایک قبرستان ہے جس میں کئی بزرگوں کے مزارات ہیں جن پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔برصغیر کے عظیم سیاسی رہنما حضرت مولانا محمد منیر الزماں اسلام آبادی علیہ الرحمہ [ولادت ۱۸۷۵ء۔وفات ۲۴ر اکتوبر ۱۹۵۰ء] تحریکِ آزادی ہند کے ایک سرگرم رکن تھے۔آپ کے مزار پر ایک کتبہ بنگلہ زبان میں نصب ہے، جس کے اوپر فارسی کا یہ شعر منقوش ہے:

ہر کہ آید برمزارم آرزو دارم ہمیں
فاتحہ خوانی برائے مغفرت ایں کمتریں

حضرت شاہ مسکین علیہ الرحمہ

حضرت بدرالاولیا حضرت شاہ بدر علیہ الرحمہ کے مزار مقدس پر حاضری دے کر ہم لوگ چاٹگام کے مشہور بزرگ حضرت شاہ مسکین علیہ الرحمہ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔

اس مزارِ مبارک پر ایک بہت عمدہ تنبیہ زائرین کے لیے درج تھی، اسے پڑھ کر دل کو بہت زیادہ خوشی ومسرت حاصل ہوئی یہاں بنگلہ زبان میں کئی مقامات پر لکھا ہوا تھا ''مزارات کو سجدہ کرنا منع ہے''۔ یہی طریقۂ کار سنیوں کو تمام مزارات پر اختیار کرنا چاہیے اور ایسا ماحول بنانا چاہیے کہ اگر کوئی مزار کو سجدہ کرے تو اس کو منع کر دیا جائے۔ خدائے تبارک وتعالیٰ ہم اہلِ سنت وجماعت کو ان تمام بدعتوں سے محفوظ فرمائے جو شریعت مطہرہ میں مذموم ونا پسندیدہ ہیں۔

شیر بنگلہ علیہ الرحمہ نے آپ کا تعارف ان الفاظ میں فرمایا ہے:

بہرآں مسکین شاہ صد مرحبا صد مرحبا
از دوازدہ اولیا او را بدانی بے خطا
موضع چند ن پورہ اند درمیان چاٹگام
روضۂ پر نور او بر کوہ سارت لا کلام
صد ہزاراں طالباں از جہت فریاد خواں
سوئے دربارش برائے کام یابی زامتحاں
درمیان مرکز علم است دانی قبر اُو
مردماں پر فیض باشند دائما از ذات ''[۱]

حضرت مولانا پیر سید محمد بدرالدجی باری

۷ر اگست ۲۰۱۷ء بروز بدھ کو محسن اہل سنت حضرت مولانا پیر سید محمد بدرالدجی باری دام ظلہ العالی سے خانقاہ عالیہ قادریہ باریہ میں ملاقات ہوئی۔ آپ نہایت ہی خوش اخلاق، ملنسار، علما سے محبت کرنے والے، مہمان نواز اور صوفی مزاج شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ نے ''الامین باریہ کامل ماڈل مدرسہ'' کی تعمیر وترقی کو ایک نیا رنگ دیا اور اس میں تدریس کے لیے باصلاحیت، ذی استعداد اور ماہر اساتذہ کا انتخاب فرمایا جس میں سیکڑوں طلبہ وطالبات

[۱] دیوان عزیز شریف، ص:۴۵

زیرِ تعلیم ہیں اس ادارہ میں دورۂ حدیث تک کی تعلیم ہوتی ہے۔

دورۂ حدیث کے طلبہ کے لیے جو درس گاہی انتظامات میں نے یہاں دیکھے ابھی تک کسی دوسری جگہ نہیں دیکھے۔ دورۂ حدیث سالِ اول ودوم کے لیے ایئر کنڈیشن درس گاہوں کا انتظام ہے جس میں طلبہ درس گاہ کے اوقات کے علاوہ بھی پڑھائی کر سکتے ہیں۔

مذکورہ ادارہ اور بنگلہ دیش کے کثیر تعداد میں دیگر سنی ادارے حکومت کے قائم کردہ ''بنگلہ دیش مدرسہ ایجوکیشن بورڈ'' کے تحت تعلیمی امور انجام دیتے ہیں۔ یہاں کے بورڈ کا اپنا ایک تعلیمی نصاب ہے جو اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے مساوی ہے اسی وجہ سے مدارس کے نصاب میں یونیورسٹی وکالج وغیرہ کے نصاب کی کافی رعایت کی گئی جس کی وجہ سے مدارس کا نظامِ تعلیم وتربیت صرف متاثر ہی نہیں ہوا بلکہ اس کی روح ہی ختم ہوگئی، اور دینی مدارس جنہوں نے اسلام کی روح کی بقا کے لیے ناقابلِ فراموش خدمات انجام دی تھیں آج انہیں میں سے بعض مدارس میں اسکول وکالج والا مخلوط نظام تعلیم آگیا، معلمین ومعلمات کا اختلاط، طلبہ وطالبات کے اختلاط کے ساتھ پردہ بھی برائے فیشن بن کر رہ گیا، ماضی میں اسکول میں پڑھنے والے طلبہ کی اپنی اسلامی وضع وقطع ہوا کرتی تھی لیکن اب یہ بھی رخصتی کے لیے سج دھج کر مغربیت کی جانب اپنے سفر کو طئے کرنے میں کوشاں ہیں مدارس کی یہ بھیانک ترقی دیکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے ؎

وہ اندھیرے ہی بھلے تھے کہ قدم راہ پر تھے
روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور ہمیں

حضرت مولانا سید محمد بدرالدجی باری دام ظلہ العالی نے جب مدارس کی اس ذبوں حالی وانحطاطی پوزیشن اور نظامِ مدارس کے بگڑتے ماحول کو دیکھا تو اس زبوں حالی کے اسباب ونتائج تلاش کرنے کی کوشش کی، علما سے مشورے کیے، تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ مدارس اسلامیہ کے مقاصد کا فقدان اس وجہ سے ہوا کہ اب مدارس کی تعلیم کا مقصد بھی صرف ڈگری واسناد اور دنیاوی مفاد حاصل کرنا ہو گیا ہے اور منتظمین واساتذہ مکمل طرح سے حکومتی دباؤ میں آچکے ہیں لہٰذا آپ نے اس کا بہتر حل تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہوئے پھر وہیں

پہنچے کہ مدارس کے نظامِ تعلیم کو حکومتی دست درازی سے بے نیاز کر کے درس نظامی کا وہ قدیم طریقہ جو اسلاف کرام کے زمانے میں رائج تھا اسی کو جدید ضرورتوں سے ہم آہنگ پیش کیا جائے اس کام کی انجام دہی کے لیے آپ نے ابتدا میں ایک باصلاحیت، مخلص ومتقی، ذی استعداد شخصیت حضرت مولانا محمد نظام الدین صاحب کا انتخاب کیا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے سب سے پہلے نہایت ہی غور وفکر، بحث وتمحیص اور ملک کے مشہور وماہر علمائے کرام کے ساتھ کئی مجلسیں کر کے اُن کے مشورے اور اتفاق رائے سے ایک جامع نصاب اعدادیہ تا دورۂ حدیث ترتیب دیا گیا اور ۲۰۱۶ء کو ''الامین باریہ درس نظامی'' کے نام سے ایک مدرسہ کا قیام عمل میں آیا جس کے نظم وضبط کو ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد نظام الدین صاحب حفظہ اللہ بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

ایک دن رات کے وقت آپ سے ملاقات ہوئی کچھ دیر باتوں میں مشغول رہنے کے بعد نعت ومناقب کا دور چلا اور ایک خوش الحان نعت خواں نے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام پڑھا:

اے ری سکھی مورے پیا گھر آئے، بھاگ لگے اس آنگن کو
بل-بل جاؤں میں اپنے پیا کے، چرن لگایو نردھن کو
جسکا پیا سنگ بیتے ساون، اُس دلہن کی رین سہاگن
جس ساون میں پیا گھر ناہِ، آگ لگے اُس ساون کو

اس کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام پڑھا گیا:

اٹھا دو پردہ دِکھا دو چہرہ، کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے
انہیں وہ میٹھی نگاہ والا، خدا کی رحمت ہے جلوہ فرما
غضب سے اُن کے خدا بچائے، جلال باری عتاب میں ہے
جلی جلی بو سے اُس کی پیدا، سوزشِ عشقِ چشم والا
کباب آہو میں بھی نہ پایا، مزہ جو دل کے کباب میں ہے

محفل میں لائٹیں بند کر دی گئی تھیں اور دورانِ کلام اہلِ محفل پر ایک الگ ہی رنگ طاری تھا۔ آپ کی مجالس میں عموماً نعت ومناقب کا دور جاری رہتا ہے یہاں تک کہ جب آپ علاقہ کا سفر کرتے ہیں تب بھی آپ کی گاڑی میں ایک نعت خواں موجود ہوتا ہے اور سفر کا کچھ حصہ نعت ومنقبت میں پڑھنے اور سننے میں صرف ہوتا ہے۔

آپ ''انجمن رحمۃ للعالمین بنگلہ دیش'' کے صدر ہیں جس کے زیر انتظام واہتمام دینی و مذہبی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے درجنوں ادارے اور مدارس ومساجد قائم کیے جا چکے ہیں۔

بنگلہ دیش میں مجھے آپ ہی کے ادارے میں شعبۂ دورۂ حدیث کی تدریس کے لیے آنے کی دعوت دی گئی جہاں میرے لیے نہایت پر تکلف اور خصوصی انتظامات آپ کے اشارے پر انتظامیہ نے کیے اور یہاں مجھے تمام ضروریات وسہولیات کی مراعات حاصل رہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور ملکی وعالمی پیمانے پر مزید خدمت اسلام کی توفیق مقبول عطا فرمائے۔

حضرت مولانا عبدالعزیز انواری کی حج کو روانگی

حضرت مولانا عبدالعزیز انواری دام ظلہ ''الامین باریہ کامل مدرسہ'' میں نائب پرنسپل کے عہدہ پر فائز ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۱ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ/ ۴ مئی ۱۹۷۳ء کو ہوئی، ابتدائی تعلیم ''منیر الاسلام سینئر مدرسہ'' انوارہ، چاٹگام میں اس کے بعد بنگلہ دیش کی مشہور درس گاہ ''جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ'' چاٹگام سے درس نظامی کامل دورۂ حدیث وفقہ کی ۱۹۹۸ء میں تکمیل فرمائی۔ ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء سے ۱۴۳۵ھ/ ۲۰۱۴ء تک ''سبحانیہ عالیہ کامل مدرسہ'' اسد گنج، چاٹگام میں تدریسی خدمات انجام دیں اس کے بعد سے اب تک ''الامین باریہ کامل مدرسہ'' وائس پرنسپل کے عہدہ پر فائز ہو کر تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

نہایت سادہ مزاج، عمدہ خطیب ومدرس، مختلف میگزینوں کے لیے مضامین بھی لکھتے ہیں، فقہ وفتاوی کی بعض ذمہ داریاں بھی آپ کے سپرد ہیں اس کے علاوہ بھی گونا گوں خوبیوں

کے مالک ہیں، آپ ۸ / اگست ۲۰۱۷ء کو حج بیت اللہ کے لیے سفر حرمین شریفین کو روانہ ہو گیے اللہ تعالیٰ آپ کے سفر حج کو مبرور فرمائے۔

حضرت مولانا اسمٰعیل رضوی سے ملاقات

۷ / اگست ۲۰۱۷ء بروز پیر بعد نماز عصر؛ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل رضوی صاحب ملاقات کے لیے تشریف لائے، آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ سے آپ کی عقیدت ومحبت ایسی ہے کہ آپ کا ذکر خوب کرتے ہیں اور کنزالایمان شریف کی بہت سی آیات کا ترجمہ بلفظہٖ یاد کر رکھا ہے۔ خاص کر ان آیات کا ترجمہ کہ جن کے ترجمہ میں دیگر لوگوں نے شانِ باری تبارک وتعالیٰ وشانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب بجالانے میں ٹھوکریں کھائی ہیں۔ دونوں کا عمدہ تقابل پیش کرتے ہیں، آپ نے اپنے آفس میں کام کرنے والے ایک دیوبندی شخص کو صرف ترجمۂ قرآن اور دیگر تراجم کے تقابل سے ہی قائل کیا اور اس نے دیوبندیت سے توبہ کر لی، اللہ تعالیٰ موصوف کو سلامت رکھے اور امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے صدقہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں مزید اضافہ فرمائے۔

شیر بنگلہ

۱۰ / اگست ۲۰۱۷ء، بروز جمعرات ظہر کی نماز کے بعد متعینہ پروگرام کے مطابق حضرت مولانا نظام الدین رضوی چاٹگامی صاحب ایک شاندار کار کا انتظام فرما کر حضرت مولانا برہان صاحب کے ساتھ تشریف لائے اور ہم لوگ مدرسہ سے چاٹگام کے مشہور و معروف مقام "ہاٹ ہزاری" کے لیے روانہ ہوئے اور تقریباً ۲۰ رکلومیٹر کا سفر طے کر کے نہایت ہی سکون واطمینان کے ساتھ عصر کے وقت "ہاٹ ہزاری" کے ایک مقام پر گاڑی رکی، سامنے ایک عالی شان مزار تھا، جس کے دروازے سے کچھ اوپر بنگلہ زبان میں لکھا ہوا تھا "میں تو بیمارِ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں"۔

یہ مزارِ مقدس تاج العلماء، بدر الفضلا، عمدۃ المحققین، مبلغ اسلام، مناظر اہل سنت

شیر بنگلہ حضرت علامہ سید عزیز الحق قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ولادت ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۶ء۔ وفات ۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء) کی آخری آرام گاہ ہے، جو زیارت گاہِ عوام وخواص ہے۔ آپ کا اسم گرامی سید عزیز الحق شاہ ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۶ء کو چاٹگام کے مضافات ہاٹ ہزاری میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ معین الاسلام میں حاصل کی، بعدہ متعدد مقامات پر تکمیل علوم کی اور علوم عقلیہ، نقلیہ متداولہ میں کمال حاصل کیا۔ آپ دارالعلوم دیوبند بھی گئے، وہاں عجیب حادثہ پیش آیا، دیوبند کے محدث "مولوی اشفاق الرحمٰن" محشی نسائی نے انٹرویو (تقریری امتحان) کے لیے چند سوالات کیے، جس کے آپ نے اطمینان بخش جواب دیئے۔ آپ نے بھی ممتحن سے سوالات پوچھے جن کے وہ جواب نہ دے سکے، ممتحن کی بے بسی اور لاجوابی کیفیت دیکھ کر آپ نے فرمایا: "میں تمہیں پڑھانے آیا ہوں تم سے پڑھنے نہیں آیا"۔

مزار شریف سے متصل ہی ایک عالی شان اور وسیع مسجد ہے۔ سب سے پہلے ہم نے مسجد میں جا کر حضرت مولانا نظام الدین رضوی صاحب کی اقتدا میں نماز عصر ادا کی اس کے فوراً بعد مزار شریف پر حاضری دے کر روحانی چین وسکون حاصل کیا، مزار شریف کی ایک اندرونی دیوار پر بھی دروازے کی طرح بنگلہ زبان میں "میں تو بیمارِ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں" لکھا ہوا تھا۔ ابھی حاضری دے کر فارغ بھی نہ ہو پائے تھے کہ بہت زوردار بارش ہونے لگی، یہاں بنگلہ دیش میں تو ویسے بھی بارش بہت کثرت سے ہوتی ہے۔ جب ہم حاضری سے فارغ ہوئے تب بھی بارش کافی تیز ہو رہی تھی، مزار شریف کے ایک خادم (جن سے مولانا نظام الدین رضوی صاحب کی غالباً شناسائی تھی) ہم کو شیر بنگلہ قدس سرہ کے گھر لے گئے، وہاں ایک بزرگ ونورانی چہرے والی شخصیت شہزادۂ حضور شیر بنگلہ امین الحق قادری صاحب سے ملاقات ہوئی۔ حضرت نے جیسے ہی سنا کہ میں ہندوستان کے شہر بریلی شریف سے آیا ہوں، نہایت ہی محبت وشفقت کے ساتھ بہت مسرور ہو کر گلے مل گئے، بہت ہی عزت واحترام کے ساتھ بٹھایا اور بریلی شریف کے حالات کے متعلق استفسارات کرنے لگے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے اپنی والہانہ عقیدت ومحبت کا اظہار فرماتے

ہوئے مختلف قسم کی دینی وروحانی گفتگو فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ قسم قسم کے رنگ برنگی پھل اور دیگر ماکولات ومشروبات اشیا سامنے حاضر ہوگئیں اور پر تکلف عصرانے سے ضیافت فرمائی اور شیر بنگلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تحریر فرمودہ فارسی دیوان ''دیوانِ عزیز'' کا ایک نسخہ بھی عنایت فرمایا۔

دیوانِ عزیز

اس دیوان ''دیوانِ عزیز'' کا تعارف کرتے ہوئے حضرت مولانا سید وجاہت رسول قادری، کراچی پاکستان تحریر فرماتے ہیں:

''شیر بنگلہ کا یہ مجموعۂ کلام صرف ان کی مشق سخن اور کمالِ فن کا ہی مظہر نہیں ہے بلکہ اس کی ایک علمی، تحقیقی، روحانی اور تاریخی اہمیت بھی ہے۔ شیر بنگلہ کے کلام کا بھر پور تعارف اور ان کے شعر وسخن کی خوبیوں اور امتیازات پر ایک جامع نقد ونظر تو زبانِ فارسی کا کوئی سخن ور ناقد ہی کرسکتا ہے لیکن فقیر ہیچمداں کے خیال میں اس کی درجہ ذیل خصوصیات خاص امتیازی شان رکھتی ہیں:

(۱) زبان و بیان میں سلاست وروانی، تشبیہ و استعارہ اور محاورات کا برمحل استعمال، فارسی لغت ولسان پر آپ کی کمال دسترس اور شعر وادب سے آپ کی گہری وابستگی کا مظہر ہے، برجستگی اور آمد دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کسی فارسی اہل زبان شاعر کا کلام ہے۔

(۲) قرآن وحدیث اور فقہی تصوف پر آپ کی عمیق نگاہ تھی۔

(۳) آپ کے اشعار علوم اسلامی کے علاوہ سوشل

سائنس مثلاً عمرانیات اور سیاسیات سے بھی آپ کی گہری دل چسپی کے غماز ہیں۔

(۴) تاریخ وسیر کے حوالہ جات جا بہ جا نظر آتے ہیں، جن سے ان علوم میں آپ کی ژرف نگاہی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

(۵) ''دیوانِ عزیز'' میں برعظیم پاک و ہند و بنگلہ دیش تقریباً تمام معروف وصال شدہ اور وقت کے زندہ اکابرین اہل سنت اور مشاہیر کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے مثلاً:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی شان میں ایک قصیدہ ہے جس کا ایک شعر یہ ہے: ؎

دافع کفر و ضلالت رہبرِ راہِ ہدی
عہد حاضر را مجدد آں امام باصفا

حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ کے متعلق منقبتی نظم کا ایک شعر ملاحظہ ہو: ؎

بُد محدث، ہم مفسس، ہم مناظر بے گماں
مثلِ او در ہند و پاکستان نیابی بے گماں

(۶) آپ کے کلام میں حب الوطنی کا سچا سبق ہے۔ درج ذیل اشعار پاکستان سے ان کی بے پناہ محبت اور ان کی حب الوطنی کے غماز ہیں: ؎

گشت پاکستان حاصل از برائے مسلمان
اے خدا تو زندہ دارش تا بقائے ایں جہان
گشت حاصل نعمت عظمیٰ برائے مسلمان

بعد دو صد سال آزادی برائے مسلمان
ہند را سازی تو پاکستان بزودی اے خدا
بہر آں سلطانِ ہند خواجہ معین الدین ما

غرضیکہ ''دیوان عزیز'' فنی اور شعری خصوصیات کے علاوہ ایک تاریخی بلکہ تاریخ ساز اہمیت کا حامل دیوان ہے، اپنی ان ہی خصوصیات کی بنا پر یہ دیوان نہ صرف اس قابل ہے کہ پاکستان میں اس کی اشاعت کی جائے بلکہ کالج اور یونیورسٹیوں میں فارسی ادب اور مطالعۂ پاکستان کے نصاب میں اسے شامل کیا جانا چاہیے، فقیر کے خیال میں اس عظیم مجاہد الاسلام، عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، عالمِ بے بدل، محب وطن اور محسن ملت ذات گرامی کو خراج تحسین پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہوگا کہ ان کی حیات اور کارناموں کے تذکرے کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا جائے''۔[۱]

(۱) چراغ وتیل کی نذر (۲) اولیا وصلحا کے مزارات پر چادر و پھول پیش کرنا (۳) علما وصلحا کی قدم بوسی کرنا (۴) اولیا وعلما کی قبر پر عمارت تعمیر کرنا (۵) اولیا کی قبروں کو پختہ بنانا اور ان میں روشنی کرنا (۶) عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر بزرگوں کے اعراس منانا (۷) خدا کے نام کو لے کر ذبح کیے گئے اس جانور کو کھانا جس کو بزرگ کے نام پر صدقہ کیا گیا ہو۔ (۸) انبیا واولیا سے استعانت (۹) ندا بالغیب (۱۰) کھانے پر فاتحہ اور دوسری دعائیں پڑھنا (۱۲) ذکرِ ولادت پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت کھڑے

[۱] اپنے دیس--بنگلہ دیش میں، صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری، ماہ نامہ معارف رضا، کراچی پاکستان، دسمبر ۲۰۰۴ء ص:۳۵، وجنوری ۲۰۰۵ء ص:۲۸

ہونا (۱۳) اذان میں شہادتین سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا (۱۴) عاشورہ کے روز کھچڑا بنانا (۱۵) نئے پھلوں پر دعائیں اور فاتحہ پڑھنا (۱۶) میت کے ایصال ثواب کے لیے پندرہویں دن روٹی اور حلوے کا صدقہ کرنا (۱۷) شب برأت میں حلوہ روٹی بنانا اور قبرستان میں فاتحہ پڑھنا (۱۸) فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا۔

کچھ ایسے مسائل جن کے متعلق اہل سنت وجماعت میں بھی اختلاف ہے ان کو بھی اپنے مخصوص انداز میں بیان کر کے اپنے موقف کو ظاہر کیا ہے:

(۱) سماع کا حکم (۲) تعظیمی سجدہ کرنا (۳) متبرک راتوں میں باجماعت نوافل ادا کرنا (۴) مزارات اولیا کو چومنا۔

شیر بنگلہ کا ایک نہایت عجیب واقعہ

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

آپ حقانیت وصداقت کی ایسی آواز تھے کہ جس کی وجہ سے باطل جماعتوں خاص کر دیوبندیوں/ وہابیوں کا جینا دوبھر ہو گیا تھا، اسی لیے وہ آپ سے سخت نالاں تھے، انہوں نے اپنی شقاوت کو بروئے کار لاتے ہوئے ۱۳۷۰ھ/ ۲/جون ۱۹۵۱ء کو آپ کے خلاف ایک نہایت ہی گھنونی سازش رچی۔ آپ کے ایک مرید کی وساطت سے جلسہ کرانے کے لیے وقت لیا۔ جلسہ کا نام ''خندقیہ'' تھا۔

اس علاقہ میں اس وقت تک بجلی نہیں پہنچی تھی، بلکہ گیس سے اجالا کر کے اس کی روشنی میں رات کے جلسے ہوا کرتے تھے، انہوں نے تو پہلے سے ہی منصوبہ بندی کر رکھی تھی کہ تقریر کے دوران ان کی گئی روشنی کو ختم کر کے آپ کو شہید کر دیا جائے گا۔ لہٰذا انہوں نے اپنی مذموم پلاننگ کے تحت کارروائی کرتے ہوئے دوران خطاب سب سے پہلے گیس سلینڈروں کے مینٹل توڑ دیئے اور جب مکمل اندھیرا چھا گیا تب آپ پر لوہے کی سلاخوں اور راڈوں سے حملہ آور ہو گئے۔ عینی شاہدوں کا کہنا ہے کہ ان کے

حملہ سے آپ کے سر کے آٹھ ٹکڑے ہو گئے۔ احباب آپ کو اٹھا کر چاٹگام کے اسپتال لے گئے تو ڈاکٹروں نے بتایا یہ فوت ہو چکے ہیں۔ رات بہت ہو رہی تھی طلوع صبح صادق کے قریب دوست و احباب اسپتال کے اس کمرے سے باہر جنازہ اٹھانے کے انتظار میں کھڑے تھے، جب ان میں کے کچھ حضرات اندر آئے تو دیکھ کر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی ''حضرت شیر بنگلہ'' کھڑے ہو کر نماز ادا فرمانے میں مصروف تھے۔ ڈاکٹر اور احباب سب حیران تھے، انہوں نے حیرت و استعجاب سے پوچھا: حضرت آپ کا تو وصال ہو چکا تھا؟ آپ نے فرمایا یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ میرا وصال ہو گیا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چہیتی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میری سفارش کی ہے کہ یہ آپ کی شان وعظمت بیان کرتے ہوئے زخمی ہو کر فوت ہوئے ہیں ان کی جان واپس کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیاری صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کہنے پر مجھے جان واپس دلوا دی ہے۔

آپ اس واقعہ کے پیش آنے کے بعد تقریباً ۲۰ر سال تک باحیات رہ کر خدمت دین میں مصروف رہے، جس کمرے میں آپ کا جسم اطہر رکھا گیا تھا وہ کمرہ معطر ہو گیا۔

مودودی کا راہ فرار

اس واقعہ کے کئی سال بعد ۲ر فروری ۱۹۵۶ء کو چاٹگام کے مشہور ''لال دیگی میدان'' میں ایک جلسہ رکھا گیا جس میں شرکت کے لیے مسٹر مودودی آئے ہوئے تھے ''حضرت شیر بنگلہ'' نہایت ہی جرأت و بہادری کے ساتھ اسٹیج پر پہنچ گئے اور فرمایا آپ پہلے میرے ۳ر سوالات کے جوابات دیں پھر میں آپ کو تقریر کرنے دوں گا۔ مسٹر مودودی نے کہا ''میں ڈھاکہ جا کے جواب دوں گا''۔ آپ نے فرمایا کیا تم اپنے علم کی گٹھری ڈھاکہ میں چھوڑ آئے ہو، علم تو انسان کے سینے میں ہوتا ہے۔ مسٹر مودودی کو بالآخر تقریر کے بغیر ہی ڈھاکہ واپس جانا پڑا، وہاں سے واپسی پر بھی انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

کانفرنسوں کا انعقاد

عمر کی آخری دہائی میں آپ نے متعدد سنی کانفرنسیں منعقد کیں جن میں مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) کے علما و مشائخ کے علاوہ مغربی پاکستان سے حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی، غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی، خطیب اعظم حضرت علامہ شاہ عارف اللہ میرٹھی، خطیب پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی (رحمہم اللہ) نے خطاب کیا۔ ان میں سے ۲ر کانفرنسیں منعقدہ مسلم ہال چاٹگام بتاریخ ۲۳، ۲۴، ۲۵ر جولائی ۱۹۶۵ء اور ۲۲، ۲۳ر جون ۱۹۶۸ء خاص اہمیت کی حامل تھیں، ان کانفرنسوں کا ایک مثبت اثر یہ ہوا کہ بہت سے لوگ بدمذہبیت خصوصاً وہابیت و دیوبندیت سے تائب ہوئے۔

امکان کذب باری پر مناظرہ

ایک مرتبہ مولوی حسین احمد ٹانڈوی دیوبندی (جو مدینہ شریف میں اپنے چند سالہ قیام کی بنا پر خود کو ''مدنی'' بھی لکھتے تھے) کے ایک شاگرد رشید مولوی عبدالسلام حسینی دیوبندی سے ''امکان کذب باری تعالیٰ'' کے مسئلہ پر زبردست اور طویل مناظرہ ہوا جس میں لوگوں کے جم غفیر نے دیکھا کہ حسینی صاحب نے شیر بنگلہ علیہ الرحمہ کے پیش کردہ دلائل قاہرہ کے سامنے بے بس ہو کر اپنی شکست تسلیم کی اور دیوبندیت سے تائب ہو گئے۔

شیر بنگلہ حضرت شاہ عزیز الحق قادری قدس سرہ طریقت میں حضرت سید عبدالحمید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ قادریہ میں خلیفۂ مجاز تھے۔ آپ تمام زندگی تبلیغ دین کے سلسلہ میں اسفار و محافل میں مشغول رہے اور اس کے باوجود بھی آپ نے ''دیوان عزیزی'' کے علاوہ متعدد کتب تصنیف فرمائیں۔ رشد و ہدایت، علم و حکمت اور معرفت و دانائی کا یہ آفتاب عالم تاب ۱۲ر رجب المرجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۵ر ستمبر ۱۹۶۹ء کو ہمیشہ ہمیش کے لیے غروب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے روحانی و علمی فیضان سے ہم کو مالا مال فرمائے۔ (کچھ الفاظ میں تبدیلی کے ساتھ یہ مکمل مضمون حضرت علامہ سید وجاہت رسول قادری ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے تحریر فرمودہ سفرنامہ

"اپنے دیس۔ بنگلہ دیش میں" سے لیا گیا ہے۔ یہ مضمون معارف رضا کراچی میں قسط وار شائع ہو چکا ہے۔)

ہمیں یہاں حضرت شیرِ بنگلہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں تقریباً ایک گھنٹہ کا وقت گزر چکا تھا اور بارش رکنے کے کوئی آثار بھی نظر نہیں آرہے تھے، الہٰذا تیز، موسلا دھار برستی ہوئی بارش میں ہی ہم لوگوں کو چھاتے کا سہارا لے کر گاڑی تک پہنچا یا گیا اور ہم گاڑی پر سوار ہو کر ۱۰؍اگست ۲۰۱۷ء کی شام میں ہاٹ ہزاری حضرت شیر بنگلہ علیہ الرحمہ کے دربار سے مائج بھنڈار کے مزارات کی زیارت کا قصد کر کے، وہاں سے رخصت ہوئے۔

حضرت شاہ سید احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

تیز بارش میں ہماری گاڑی نے منزل کے فاصلے کو طے کرنا شروع کر دیا تھا، چاروں طرف ہرے بھرے کھیتوں میں پانی بھرا ہوا تھا، ندی نالے اُبل رہے تھے، سڑک کنارے بلند قامت درخت اور بعض مقامات پر باغات کا سلسلہ بھی، تقریباً ۱۰؍کلومیٹر کا سفر مکمل کرنے سے پہلے ہی بارش کچھ ہلکی ہو چکی تھی، مج بھنڈار کی بستی میں داخل ہوتے ہی مزارات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ وہاں گاڑی پر بیٹھے ہوئے ہی بہت سے مزارات نظر آرہے تھے۔

ایک مقام پر جا کر گاڑی رُکی اور ہم سب لوگ نیچے اتر گئے، حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب، ہم سب لوگوں کو ایک ہوٹل میں ناشتہ کرانے کے لیے لے گئے۔ یہاں کا ناشتہ بھی بڑا دلچسپ ہوتا ہے۔ کتنی بھی روٹیاں کھا لیجیے اس کو ناشتہ ہی کہا جاتا ہے۔ کھانا ہرگز نہیں کہتے، کھانا صرف اور صرف بھات (چاول) کو کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے کھانے میں یہاں روٹی کا رواج نہیں ہے، بلکہ صرف چاول ہی کھائے جاتے ہیں۔ ایک شادی میں بھی شرکت کا اتفاق ہوا وہاں بھی انواع واقسام کی اشیا کھانے کے لیے موجود تھیں، لیکن روٹی نہیں تھی بلکہ چاولوں پر ہی قناعت کرنا تھا۔

اب یہاں ہوٹل پر ناشتہ کے لیے انڈے اور روٹیاں آگئیں، یہ بنگلہ دیش کا ناشتہ تھا اور انڈیا میں اس کو بھی کھانا ہی کہا جاتا ہے، بہر حال ہم نے کھانا کھایا/ ناشتہ کیا، اس کے بعد

چائے نوشی سے فارغ ہو کر حضرت مولانا شاہ سید احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ [متوفی ۱۹۲۰ء] کے مزار شریف کی جانب ایک بڑے سے احاطہ میں داخل ہوئے۔ وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر احاطہ میں موجود مزارِ مبارک سے متصل مسجد میں نماز مغرب ادا کی۔ اس کے بعد حضرت مولانا شاہ سید احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ (المعروف بہ غوث اعظم مشرقی) کے مزار پر انوار پر فاتحہ خوانی اور دعا کا شرف حاصل ہوا۔

یہاں اور بھی بہت سے مزارات ہیں، حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب کی نشان دہی پر ان کی رفاقت میں کئی دوسرے مزارت پر حاضری کا بھی شرف حاصل ہوا۔ تمام مزارات نہایت ہی عالی شان اور بہت بڑے بڑے قیمتی گنبدوں سے مزین اور ہر جگہ جاہل مجاورین براجمان تھے۔ الا ماشاء اللہ!

ان مزارات پر لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں خرچ ہوئے ہوں گے، لیکن ان کے ارد گرد ایک بھی تعلیمی ادارہ نہیں ہے، جب مزارات اور ان کے گنبدوں کو اتنا عالی شان بنایا ہے کاش! انہیں کے ارد گرد تعلیم و تعلم کے لیے عالی شان ادارے مدارس و جامعات بھی قائم کیے ہوتے تو قوم مسلم کو اس سے کتنا فائدہ ہوتا اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا ہے، لیکن علم و ادب سے کورے مجاورین کو یہ سب سوچنے کی کہاں فرصت ملتی ہے۔

حاضری وغیرہ سے فارغ ہو کر پھر چاٹگام کے لیے روانہ ہوئے، اب بارش تو رُک چکی تھی لیکن اس کے اثرات ابھی بھی باقی تھے۔ راستہ میں جگہ جگہ سڑکوں پر پانی موجود تھا۔ راستہ میں یہ پروگرام بن گیا کہ یہاں سے چاٹگام پہنچتے ہی سب سے پہلے "جامعہ احمدیہ سنیہ" جائیں گے۔ لہٰذا سفر کی مسافتیں طے کیں۔ یہ ادارہ بنگلہ دیش کے سب سے بڑے اداروں میں سے ایک ہے۔

جامعہ احمدیہ سنیہ

حضرت مولانا سید احمد سریکوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء میں چٹا گانگ میں انجمن شوریٰ قائم کی اور جامعہ احمدیہ سنّیہ کی بنیاد مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے ابلاغ کے لیے رکھی۔

اس کے اول پرنسپل حضرت علامہ مولانا مفتی وقارالدین علیہ الرحمہ تھے، دوم پرنسپل و شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ نصر اللہ خاں افغانی ہوئے۔ انجمن کے زیر اہتمام دارالعلوم ترقی کی راہ پر گام زن ہے۔ بنگلہ دیش کے طول وعرض میں اس کی مزید دس شاخیں قائم ہیں۔ جامعہ احمدیہ کے مکمل طلبہ کی تعداد شاخوں میں جو زیر تعلیم ہیں سب کو ملا کر آٹھ ہزار (۸۰۰۰) کے قریب ہے۔ جامعہ کی خوب صورت و دیدہ زیب عمارت دو بلاکوں پر مشتمل ہے۔ ایڈمنسٹریٹو بلاک اور اکیڈمک بلاک۔ ایڈمنسٹریٹو بلاک کے اوپر ایک خوب صورت، بڑا سبز رنگ کا گنبد بنا ہوا ہے، یہ عمارت تین منزلہ ہے، ہر منزل تقریباً ۱۰ر بڑے بڑے کمروں پر مشتمل ہے۔ اس بلاک میں طلبہ کی درس گاہیں، ہاسٹل اور جامعہ کی لائبریری قائم ہے جو اس شہر کی غالباً سب سے بڑی لائبریری ہے، جس میں تقریباً ۱۵ر ہزار کتب موجود ہیں۔

بانی جامعہ احمدیہ سنیہ

حضرت مولانا سید احمد سریکوٹی ابن سید صدر شاہ رحمہما اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے اجل عالم اور نہایت متقی اور پرہیز گار تھے، علم وفضل کے باوجود اپنے شیخ طریقت غوث زماں حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی قدس سرہ العزیز بانی دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے، اسی لئے آپ اپنے مرشد کامل کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے تھے۔

آپ ہری پور سے اٹھارہ میل مغرب کی جانب واقع موضع سریکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتداءً تجوید کے ساتھ قرآن کریم حفظ کیا، بعد ازاں اپنے علاقہ کے جید فضلا سے تحصیل علم کی اور دیوبند جا کر درس حدیث لیا، لیکن اس کے باوجود دیوبندی معتقدات و نظریات کا بڑی شدت سے رد کیا کرتے تھے، تکمیل علوم کے بعد ایک عرصہ تک افریقہ کے شہر کیپ ٹاؤن، زنجبار اور ممباسہ میں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ وہاں سے واپس

آنے پر غوث زماں حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی قدس سرہ کے دست اقدس پر سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے، ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء میں پھر تبلیغ دین کے لئے رنگون تشریف لے گئے اور مرکزی مسجد، مسجد ناخدا میں امام وخطیب مقرر ہوئے۔ آپ کی شخصیت اس قدر پرکشش تھی کہ وہاں کے لوگ جو شراب وکباب کے رسیا تھے؛ نہ صرف فسق وفجور سے تائب ہو گئے بلکہ نمازی اور تہجد گزار بن گئے۔

شیر بنگلہ علیہ الرحمہ نے آپ کی شان میں ایک فارسی قصیدہ تحریر فرمایا ہے:

"درمدح پیر مغاں، ہادی دوراں، حامی شریعت، فخر قوم و ملت، صاحب طریقت، پیشوائے عالماں، مقتدائے سالکاں، صاحب مقامات عالیہ، منبع فیوضات ربانیہ حضرۃ الحاج پیر مولانا حافظ قاری شاہ صوفی سید احمد سریکوٹی ہزاروی علیہ رحمۃ ربہ الباری:

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
ازبرائے فخر ما شاہ سید احمد مرحبا
مقتدائے عالمان و پیشوائے سالکاں
درزمانش نہ بینم مثل او پیر مغاں"[۱]

حضرت مولانا سید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے شیخ سے بڑی عقیدت تھی، چنانچہ آپ اکثر وبیشتر محبت بھرے الفاظ میں مرشد کامل کا تذکرہ فرماتے، اس کا اثر یہ ہوا کہ بہت سے لوگوں نے درخواست کی کہ آپ حضرت خواجہ چھوہروی قدس سرہ کو دعوت دیں تاکہ ہم ان کی زیارت سے مشرف ہوں، اور حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔ آپ نے یہ صورت حال حضرت خواجہ چھوہروی قدس سرہ کی خدمت میں لکھ بھیجی، انہوں نے جواباً

[۱] دیوان عزیز شریف، ص: ۵۰

اپنا ایک رومال بھجوادیا اور فرمایا جو شخص سحری کے وقت باوضو ہو کر اس پر ہاتھ رکھے گا وہ میرا مرید بن جائے گا۔ اس طرح کثیر افراد حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے، تین سال بعد آپ نے اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا۔

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل نعمانی کی دعوت

۱۲؍اگست ۲۰۱۷ء بروز ہفتہ کو دوپہر میں حضرت مولانا محمد اسمٰعیل نعمانی کے دولت کدہ پر دعوت کھانے کے لیے مدرسہ ''الامین الباریہ'' سے حضرت مولانا محمد اسمٰعیل نعمانی، حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ حضرت کے یہاں انواع و اقسام کے کھانے دسترخوان پر سجے ہوئے تھے۔ نہایت ہوئی الفت ومحبت کے ساتھ آپ نے میزبانی فرمائی۔

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل نعمانی صاحب ۱۹۷۷ء میں موضع شاہ میر پور، کرنافلی، چاٹگام میں پیدا ہوئے، پرائمری تک کی تعلیم اسکول میں حاصل کرنے کے بعد ابتدائی دینی تعلیم اپنے علاقہ کے مشہور ادارہ ''فیض الباری سینئر مدرسہ'' میں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لیے بنگلہ دیش کی مرکزی درس گاہ ''جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ'' چاٹگام میں داخلہ لیا اور عالم سے لے کر دورۂ حدیث (۱۹۹۷ء) اور تخصص فی الفقہ (۲۰۰۱ء) کی تعلیم نمایاں کامیابی کے ساتھ مکمل فرمائی۔

چاٹگام یونی ورسٹی سے آپ نے بی اے آنرس (عربی) اور ایم اے اور ایم فل کی ڈگریاں حاصل فرمائیں، اور فی الحال ''فقہی مذاہب اربعہ کے اصول کا تقابلی جائزہ'' کے عنوان پر اسی یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کر رہے ہیں جو قریب التکمیل ہے۔

آپ مدرسہ ''الامین الباریہ'' کے پرنسپل کے عہدہ پر فائز ہیں، مدرسین وطلبہ آپ کی صدارت سے خوب مطمئن ہیں، مدرسین میں آپسی اتحاد واتفاق اور ایک دوسرے سے حسن سلوک اور عاجزی وانکساری کے ساتھ پیش آکر اوقات درس میں وقت کی مکمل پابندی کے ساتھ حاضر ہونا آپ کی عمدہ صدارت اور حسن تدبیر کو ظاہر کرتا ہے۔ میرے قیام بنگلہ دیش

کے دوران حضرت نے بھی میرے لیے بہت کرم فرمائیاں کیں اور مجھے کسی بھی چیز کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔

آپ کئی سیاسی وسماجی اور رفاہی ومذہبی تنظیمات کا اہم حصہ ہیں۔ خصوصاً بنگلہ دیش کے جملہ منظور یافتہ مدارس کے مدرسین کی مرکزی تنظیم ''جمعیۃ المدرسین بنگلہ دیش'' کے چاٹگام ڈویزن کے آپ جنرل سکریٹری بھی ہیں۔

آپ کے گھر ایک وسیع لائبریری ہے، جس میں ہندوستان وپاکستان میں چھپ کر شائع ہونے والی بھی بہت سی کتابیں موجود تھیں۔ موصوف مطالعہ کا ذوق رکھنے والے، خوش اخلاق، ملنسار اور عمدہ قلم کار اور بنگلہ زبان میں مندرجہ ذیل کتابوں کے مصنف ومترجم بھی ہیں:

کشف الغمۃ شرح کافیہ، شانِ رسالت، احکامِ شریعت، روضۂ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی منتقلی غیر شرعی، نماز جنازہ کے بعد دعا کا ثبوت، فتویٰ افریقہ، مواعظ رضویہ (جلد ۱ تا ۳)، رشوت وغیرہ کے متعلق اسلامی احکام، معین الطالبین شرح مفید الطالبین، احکام وہابیہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی عمر میں برکتیں، مزید دینی خدمات کی توفیق اور دونوں جہان میں کامیابی وکامرانی سے ہمکنار فرمائے۔

مولانا محمد بدیع العالم رضوی سے ملاقات

۱۵؍اگست ۲۰۱۷ء بروز منگل بعد نماز عصر حضرت مولانا محمد بدیع العالم رضوی بن الحاج محمد عبد الستار بن احمد میاں سے ایک یادگار ملاقات ہوئی، موصوف ایک متحرک وفعال، تحقیق وتصنیف سے تعلق رکھنے والے بنگلہ دیش کے مشہور عالم دین ہیں۔ آپ کی ولادت یکم جنوری ۱۹۷۲ء کو موضع صوفی باری، پچھّم الہ آباد چندنیش ضلع چاٹگام میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم سے درجۂ عالم تک ''احمدیہ سنیہ فاضل مدرسہ'' پچھّم الہ آباد چندنیش میں حصول علم کیا۔ اس کے بعد دورۂ حدیث وکامل فقہ تک کی اعلیٰ تعلیم ''جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ'' چاٹگام میں حاصل فرمائی۔ ۱۹۹۱ء کو آپ جامعہ احمدیہ سنیہ عالیہ سے امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل فرما کر فارغ ہوئے۔ چاٹگام یونیورسٹی سے آپ نے بی اے اور ایم اے

آنرس کے امتحانات ۱۹۹۲ء تک پاس کر کے ایجوکیشنل منسٹری کے ماتحت ایڈ منسٹری ٹریننگ کورس کو بھی مکمل کیا۔

۱۹۹۱ء سے آپ نے تدریسی میدان میں قدم رکھا ابتدا میں، ضیاء العلوم فاضل مدرسہ ہاٹ ہزاری میں مدرس مقرر ہوئے۔ وہاں آپ نے ۱۹۹۵ء تک خدمات انجام دیں، ۱۹۹۶ء میں آپ کا انتخاب ''مدرسہ طیبیہ اسلامیہ فاضل'' چاٹگام میں عربی لیکچرر کے عہدہ پر ہوا، آپ کی عمدہ کارکردگی کی وجہ سے ۲۰۰۵ء میں آپ کو اسی مدرسہ کا پرنسپل بنا دیا گیا، جہاں آپ ابھی تک تعلیمی و تدریسی خدمات میں مشغول ہیں، اس کے علاوہ آپ اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن، بنگلہ دیش اور رضا اسلامک اکیڈمی، چاٹگام کے عہدۂ صدارت پر بھی فائز ہیں۔

سلسلۂ عالیہ قادریہ کے بزرگ حضرت علامہ سید محمد طاہر شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ پاکستان کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا، شرف ملت حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ سے آپ کو اجازت سند حدیث اور صاحبزادہ حضرت علامہ سید وجاہت رسول قادری رضوی دام ظلہ العالی سے دلائل الخیرات شریف کی اجازت حاصل ہے۔ مشہور مسجد ''قدم مبارک شاہی جامع مسجد'' مومن روڈ چاٹگام میں آپ خطابت کے عہدہ پر بھی فائز ہیں، حرمین شریفین، ہندوستان کے بریلی و اجمیر، پاکستان کے ملتان، لاہور، کراچی اور سریکوٹ وغیرہ کے متعدد علمی و تبلیغی اور مذہبی دورے بھی کر چکے ہیں۔

ان تمام مصروفیات کے باوجود آپ کی تحریر خدمات بھی قابل مبارک باد ہیں، بہار شریعت حصہ دوم، سوم چہارم کا آپ نے بنگلہ زبان میں ترجمہ کیا، جس کی اشاعت یہاں سے متعدد بار ہو چکی ہے، اس کے علاوہ پانچ شخصیات کے فضائل، غوث اعظم اور گیارہویں شریف، البینات (وہابی رسالہ) کا رد، اذان و درود کا بنگلہ ترجمہ، ختم نبوت، کنز الایمان اور امام احمد رضا، اعلیٰ حضرت کا علمی نظم، اعلیٰ حضرت ایک عبقری شخصیت، اعلیٰ حضرت حیات و خدمات، سوالات و جوابات، سفر نامۂ زیارت حرمین شریفین، سفر نامہ اجمیر شریف سے بریلی شریف، قرآن اور صاحب قرآن وغیرہ کتابیں آپ کی متحرک و فعال شخصیت کی ترجمان ہیں۔ رب تبارک و تعالیٰ شرف قبولیت کے ساتھ مزید دینی و مذہبی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن کی جانب سے سپاس نامہ

بنگلہ دیش میں 1998ء کی قائم شدہ اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن چاٹگام بنگلہ دیش جس کے زیر اہتمام ہر سال اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے متعلق وسیع پیمانے پر کانفرنس و سیمینار کا انعقاد ہوتا ہے۔ کنز الایمان اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ اور دیگر علمائے اہلِ سنت کی بہت سی کتابوں کو بنگلہ زبان میں شائع کرنے کے علاوہ رضویات کے میدان میں بہت سا کام کیا، اس کے موجودہ صدر حضرت مولانا بدیع العالم رضوی صاحب پرنسپل جامعہ طیبیہ اسلامیہ سنیہ فاضلیہ، نائب صدر مرید حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب ناظم الامین مدرسہ درس نظامی بنگلہ دیش، حضرت مولانا محمد اسماعیل نعمانی صدر المدرسین الامین الباریہ ماڈل مدرسہ چاٹگام و دیگر حضرات کی موجودگی میں ۱۵/ اگست ۲۰۱۷ء بروز منگل ''الامین باریہ کامل ماڈل مدرسہ'' باہر سگنل، چندگاؤں چاٹگام میں ناچیز کو (The Honourable Islamic Thinker & Researcher) سپاس نامہ اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن چاٹگام بنگلہ دیش کی جانب سے مندرجہ بالا علمائے کرام کے ہاتھوں پیش کیا گیا۔

''اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن بنگلہ دیش'' کی جانب سے شائع ہونے والی سالانہ میگزین ''سال نامہ المختار'' ۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۷ء، ص: ۷۹، نے بنگلہ زبان میں اس رپورٹ کو یوں شائع کیا:

اظہار مسرت

اس سپاس نامہ کی خبر سن کر حضرت مولانا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری صاحب دام ظلہ نے اپنی مسرت وشادمانی کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا جس کو حافظ وقاری مولانا محمد طارق رضا نجمی صاحب مقیم حال سعودیہ عربیہ کے شکریہ کے ساتھ یہاں پیش کیا جاتا ہے، کیوں کہ ڈاکٹر صاحب قبلہ کا مسرت نامہ آپ ہی کے توسط سے مجھ فقیر تک پہنچا:

"کیا تاثیر ہے اس مردحق مرد قلندر (امام احمد رضا) کی ذات اور نام میں کہ خود تو وہ نام درخشاں وتاباں تو ہے ہی، جو بھی اس ذات کو سرنامہ تحریر وبیان بناتا ہے وہ بھی جگ ظاہر اور عالم آشکار ہوجاتا ہے۔ اس وقت میری نظروں کے افق پر ایک سپاس نامہ ہے جسے اعلیٰ حضرت فاونڈیشن چاٹگام بنگلہ دیش کی طرف سے جاری کیا گیا ہے۔

جوجواں سال، جواں امنگ عالم دین حضرت مفتی محمد راحت خان قادری بریلوی کے مسلکی جذبات اور دینی خدمات کے اعتراف میں ہے، ہم تہ دل سے ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ اس ادارے کو بھی جس نے جوہر شناسی کا اچھا ثبوت پیش کیا ہے اور گلہائے تحسین پیش کرتے ہیں حضرت مفتی راحت خان قادری کو بھی جن کے جذبات تازہ وتابندہ کی برکتیں مختلف انداز میں ان کی بلائیں لے رہی ہیں۔

رب قدیر کی بارگاہ عالی جاہ میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی محنت ہائے دینی کو قبول فرمائے اور مزید در مزید خدمات کے لئے ان کے احساسات وتخیلات کو ہمیشہ تر وتازہ رکھے۔ آمین

دعاگو، دعاجو

غلام مصطفیٰ نجم القادری

جامعہ رضویہ پٹنہ سٹی۔"

شریک مسرت

طارق رضا نجمی

بریدہ القصیم - سعودیہ عربیہ

تاج الشریعہ کانفرنس

قاضی القضاۃ فی الہند، نائب مفتی اعظم، وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ کی پچاس سالہ (۱۹۶۷ء تا ۲۰۱۷ء) دینی ومذہبی، اصلاحی وتبلیغی اور روحانی ومشربی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے بنگلہ دیش کے مشہور شہر مدینۃ الاولیاء چاٹگام میں تاج الشریعہ کانفرنس ۱۶/ اگست ۲۰۱۷ء بروز بدھ کو حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب کی سرپرستی اور حضرت مولانا محمد اسمٰعیل نعمانی صاحب دام ظلہ کی صدارت میں "غوث الاعظم جیلانی جامع مسجد" میں منعقد ہوئی، کلام مقدس کی تلاوت کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی لکھی ہوئی اردو نعتیں خوب صورت لب ولہجہ کے ساتھ پڑھی گئیں، بشمول مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب کے کئی لوگوں نے حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ اپنے انداز میں فرمایا۔ ناچیز راقم الحروف نے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے ڈیڑھ گھنٹے سے زائد خطاب کرکے علما وطلبہ اور عوام اہلِ سنت کو حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کی خدمات عظیمہ سے روشناس کرایا۔

مولانا محمد جسیم رضوی سے ملاقات

۲۰/ اگست ۲۰۱۷ء بروز اتوار رات کو پیکر اخلاص، عاشق اعلیٰ حضرت محترم مولانا محمد جسیم رضوی صاحب، صدر المدرسین فتح پور منظر الاسلام سینئر مدرسہ بنگلہ دیش اپنے ایک ہمراہی کے ساتھ میری قیام گاہ پر ملنے کے لیے تشریف لائے، عاجزی وانکساری کے پیکر، خوش مزاج، بلند اخلاق ہیں، موصوف بہت سے ہدایا اور تحائف ناچیز فقیر قادری کے لیے لے کر آئے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، کئی گھنٹہ دینی ومذہبی، ملکی وملی اور عالمی مسائل پر تفصیل سے گفتگو ہوتی رہی، موصوف دوراندیش قائد، ذی فضل عالم، بلند رتبہ خطیب اور عمدہ مدرس ومبلغ بھی ہیں۔

دراصل دو دن پہلے ۱۸/ اگست ۲۰۱۷ء بروز جمعہ کو آپ نے مجھ سے فیس بک میسنجر

پر رابطہ کر کے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا اور ملنے کا وقت مانگا تھا، تو میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں ۲۲ راگست ۲۰۱۷ء تک چاٹگام میں ہوں۔ جب چاہیں تب تشریف لائیں۔ بہر حال آپ نے اسی اعتبار سے اپنے پروگرام کو سیٹ کیا اور ہمیں رضوی خادم سے ملاقات کا موقع میسر آیا۔

آپ رضویات کے بے لوث خادم ہیں، آپ کا شمار بنگلہ دیش کے ان علمائے کرام میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے بنگلہ دیش میں رضویات کے باب میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کی تصنیف ”تجلی الیقین بأن نبینا سید المرسلین“ کے بنگلہ زبان میں ترجمہ کے علاوہ دیگر خدمات بھی انجام دی ہیں۔ ابھی آپ نے اپنی اس کتاب کو دکھایا جو ”بریلویت کی اصلیت“ (دیوبندی مولوی ”نذر الاسلام قاسمی“ کے جھوٹ وافتراءات کا مجموعہ ہے) کا تفصیلی رد ہے۔ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ آپ نے بنگلہ زبان میں دیوبندیوں کی برہنہ تصویر کو عوام کے سامنے ظاہر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے!!

مولانا محدث سید شاہد الرحمٰن ہاشمی دام ظلہ کی دعوت

۱۹ راگست ۲۰۱۷ء بروز ہفتہ ۱۲ ربجے دوپہر کے وقت نبیرۂ فقیہ اسلام، شہزادۂ امین الاسلام حضرت مولانا محدث سید شاہد الرحمٰن ہاشمی دام ظلہ کی دعوت خلوص پر آج دوپہر کے کھانے کے لیے ان کے گھر حاضری ہوئی، انواع واقسام کے کھانے جس میں کئی قسم کی مچھلیاں جو مختلف طریقہ سے بنائی گئی تھیں، کئی قسم کا گوشت جس میں مرغ، بکری اور کبوتر وغیرہ کا گوشت بھی شامل تھا، اس کے علاوہ دسترخوان رنگا رنگ دیگر اقسام وانواع کے کھانوں سے سجا ہوا تھا۔ وقت کی کمی کی وجہ سے کھانا عجلت میں کھایا گیا، کیوں کہ آج ہی مجھے ائمہ کی تربیت کے سلسلہ میں رکھے گئے پروگرام میں شرکت کر کے جن ائمہ کو ”الامین الباریہ مدرسہ“ کی جانب سے ٹریننگ دی جاتی ہے؛ ان کو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موضوع پر خصوصی خطاب کر کے، ان کو امامت کے متعلق کچھ تربیت دینی تھی، لہٰذا یہاں سے فارغ ہوکر

پھر ”الامین الباریہ“ کی جانب حضرت کی کار سے روانہ ہوگئے۔

حضرت مولانا محدث سید شاہد الرحمٰن ہاشمی دام ظلہ ایک علمی شخصیت ہیں۔ بنگلہ دیش کے شہر چاٹگام کے مشہور مدرسہ ”الامین الباریہ“ میں محدث کے عہدہ پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ وہاں کے اساتذہ وطلبہ آپ کے اخلاق، ملنساری، سادگی اور تقویٰ و پرہیزگاری کے سبب آپ کے گرویدہ ہیں۔

آپ کے والد محترم شیخ طریقت فقیہ بنگال حضرت علامہ شاہ امین الاسلام ہاشمی جن کا مزار مقدس گھر کے بالکل قریب ہے اور فقیہ اسلام حضرت علامہ شاہ سید محمد احسن الزماں ہاشمی ودیگر بزرگوں (رحمہم اللہ تعالیٰ) کے مزارات پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔

شیخ طریقت فقیہ بنگال حضرت علامہ شاہ امین الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے بنگلہ دیش میں تعلیمی وتعمیری خدمات میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ آپ نے ”انجمن عاشقان مصطفیٰ ﷺ“ کے نام سے ایک تنظیم قائم فرمائی۔ جس کے زیر انتظام کئی مفید کتب شائع ہوچکی ہیں کئی مدارس ومساجد کی تعمیر عمل میں آئی اور دیگر تنظیمیں بھی اس کے زیر انتظام قائم ہوئیں اس کی کچھ تفصیل درج کی جاتی ہے۔ اس تنظیم کے ذریعہ ۲۰۰۳ء تک مندرجہ ذیل مساجد ومدارس کا قیام ہوچکا ہے:

شاہ امینیہ سنیہ مدرسہ، حفظ خانہ بانسکھالی، چاٹگام
شاہ امینیہ یتیم خانہ وحفظ خانہ، شیر شاہ کالونی
قادریہ امینیہ مدرسہ حفظ خانہ، فتح آباد
شاہ امینیہ حفظ خانہ ویتیم خانہ، نواکھالی
مسجد بیت النور، خانقاہِ عاشقانِ مصطفیٰ، گلگاؤں
بیت النور جامع مسجد، بانسکھالی
سلطان العارفین دار المطالعہ بایزید بسطامی

انجمن کے ذریعہ تحریری واشاعتی کام اب تک اس طرح ہوچکا ہے:

زاد المومنین، نافع المسلمین، تقبیل الابہامین، عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب پر

خصوصی مجلہ، رمضان المبارک اور قربانی کے مسائل پر ''الحق'' نام سے ۲۰۰۲ء سے اہل سنت کے ایک ماہ نامہ کا اجرا، یہ سارا کام وہاں کی ملکی زبان ''بنگالی'' میں ہی ہوا۔ ''ماہ نامہ الحق'' کے ۶؍شمارہ شائع ہو چکے تھے، اس کے بعد دیو بندیوں نے اسی نام سے خفیہ طور پر ایک ماہ نامہ رجسٹرڈ کروا کر شائع کرنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے مجبوراً اس کو بند کرنا پڑا۔

ائمہ ٹریننگ

۱۹؍اگست ۲۰۱۷ء بروز ہفتہ بعد نماز ظہر ائمہ کی تربیت/ٹریننگ کے لیے پہلے سے ہی میرا پروگرام متعین کیا جا چکا تھا۔ یہاں شعبۂ امامت سے منسلک تقریباً ۸۰؍ائمہ وطلبہ موجود ہوں گے۔

مدرسہ الامین الباریہ کے تحت منعقد ہونے والے اس تربیتی کیمپ میں ہر بار بنگلہ دیش کی کم از کم دو بزرگ علمائے کرام کو مدعو کیا جاتا ہے، جو اِن ائمہ وطلبہ کی دو الگ الگ کلاسیز لیتے ہیں۔ آج دوسری کلاس کے لیے راقم کو یہ خدمت سونپی گئی، سرکار سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے روحانی فیضان سے ائمہ وطلبہ کو نصیحت، امامت خطابت کی ذمہ داریاں، امام کے عوام سے تعلقات اور ان کے ساتھ طرز عمل وغیرہ پر کلام کیا، میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کو اساطین امت سے ثابت کیا، جس کو موجودین نے خوب پسند کیا۔

بنگلہ دیش سے روانگی

۲۱؍اگست ۲۰۱۷ء بروز پیر ۱۲؍بجے دوپہر کے وقت مدرسہ الامین الباریہ سے روانگی ہوئی، صدر المدرسین کے ساتھ دیگر اساتذہ وطلبہ اور ملازمین نے سلام، مصافحہ و معانقہ کر کے محبت و اپنائیت کے ساتھ پرنم آنکھوں سے یہ وعدہ لیتے ہوئے رخصت کیا کہ دوبارہ جلد واپس آؤں گا۔ میرا یہ بنگلہ دیش کا پہلا سفر تھا، اس سے پہلے نہ ہی کبھی کسی بنگلہ دیشی بھائی کو دیکھا تھا، نہ ہی کبھی کسی سے ملاقات ہوئی تھی، یہ تمام محبتیں، اپنائیت یہ سب محض ''الحب فی اللہ و البغض فی اللہ'' کا نتیجہ تھیں، یہ ایمانی و مذہبی محبتوں اور عقیدتوں کا اظہار تھا

جو خونی رشتہ کی محبتوں پر غالب ہوا کرتی ہیں۔

حضرت مولانا ابو منصور صاحب جو مدرسہ ''الامین الباریہ'' کے نگراں ہیں آپ صبح و شام اور دوپہر میرے لیے کھانے، پینے اور چائے وغیرہ کے انتظامات کے ساتھ برابر مہمان نوازی کرتے رہتے، حضرت مولانا ابو رضوان صاحب اس مدرسہ کے لائبریری انچارج ہیں، اکثر و بیشتر آپ کے ساتھ لائبریری میں بیٹھنا ہوتا، کبھی کبھی آپ میرے روم میں بھی تشریف لاتے، اگر میں لائبریری جاتا تب بھی وہی ناشتہ کرواتے اور جب میرے روم میں آتے تب بھی ناشتہ کا انتظام خود ہی فرماتے، حضرت مولانا عبد العزیز انواری صاحب، حضرت مولانا نور الاسلام انصاری وغیرہ یہ تمام حضرات بزرگ اور عمر دراز علمائے کرام میں سے ہیں۔ مگر ان حضرات کی مجھ سے شفقتیں اور چند دن میں ایسی بے تکلفی کہ نہایت ہی عزت دیتے اور مجھ سے اپنی بزرگی کو چھپاتے رہتے دیگر اساتذہ کے ساتھ ان تمام علمائے کرام کا شکریہ! اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو بہتر جزا عطا فرمائے۔

اب ہم ''مدرسہ الامین الباریہ'' کی بلند و بالا عمارت کے سامنے کھڑے تھے اور بعض ''فاضل سالِ دوم'' کے طلبہ، جنھوں نے مجھ سے حدیث شریف کا درس لیا تھا وہ میرے سامان کو گاڑی میں سیٹ کر چکے تھے، ٹیکسی پر سوار ہو کر حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی کے ہمراہ ریلوے اسٹیشن چاٹگام کے لیے روانہ ہوئے، عزیز القدر مولوی عبد الماجد سلمہ (انھوں نے میرے قیام بنگلہ دیش کے دوران تمام طلبہ سے زیادہ میرا خیال رکھا، عزیزم میرے کھانے، پینے، ناشتہ و چائے وغیرہ کا بہت خیال رکھتے اور مجھے جس چیز کی بھی ضرورت ہوتی اس کو میرے روم پر لا کر حاضر کر دیتے، پڑھائی کے اعتبار سے بھی اپنی جماعت کے تمام طلبہ میں فائق ہیں، نیک، پرہیزگار، متقی ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھے حافظ وخطیب اور خوش الحان قاری بھی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل، فضل وکمال اور عمر میں مزید برکتیں عطا فرمائے) اور جناب ابو طیب چودھری صاحب (نہایت خوش اخلاق اور ملنسار ہیں، کتابوں سے محبت رکھتے ہیں، بہت سی کتابوں کو علما سے کام کروا کر شائع کر چکے ہیں، مزید کتابوں کے شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، آپ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجری علیہ

الرحمہ کی نسبت سے ایک اشاعتی ادارہ سنجری پبلی کیشن بھی قائم کیا ہے، جو یہاں نمایاں اشاعتی خدمات انجام دے رہا ہے) ریلوے اسٹیشن تک رخصتی کے لیے آئے۔ جناب ابوطیب سنجری صاحب ریلوے اسٹیشن پر میرے لیے دو کتابیں (۱) قواعد الفقه (۲) فقه السنن والآثار لے کر آئے اور مجھ کو تحفۃً پیش فرمائیں۔ یہ دونوں کتابیں ''سید عمیم الاحسان مجددی برکتی'' [م ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء] کی تصنیف فرمودہ ہیں۔

قواعد الفقه

یہ کتاب مندرجہ ذیل پانچ رسائل پر مشتمل ہے:

(۱) پہلا رسالہ حضرت امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے اصول پر مشتمل ہے، جن پر احناف کی کتب کا دارومدار ہے۔ اور ہر اصل کے بعد اس کی مثال کو حضرت امام نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے مصنف نے بیان کیا ہے۔

(۲) دوسرا رسالہ مسائلِ خلافیہ کے اصول پر مشتمل ہے، جن کو امام ابوزید دبوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تاسیس النظر'' میں بیان کیا ہے۔

(۳) تیسرا رسالہ فقہی قواعد کلیہ پر مشتمل ہے جن کو مصنف نے شرح السیر الکبیر، هداية، الاشباه و النظائر اور مجلة الاحكام العدلية وغیرہ ائمہ کی کتابوں سے جمع کیا ہے اور ہر ایک قاعدہ کی وضاحت فقہی کتابوں کے ذریعہ اس کی مثال سے فرمائی ہے۔

(۴) چوتھا رسالہ فقہی تعریفات پر مشتمل ہے گویا کہ یہ ان الفاظ کی لغت ہے جو فقہائے کرام کے یہاں مصطلح ہیں۔

(۵) پانچواں رسالہ ''آداب المفتی''، اس میں آداب افتا اور رسم المفتی کو امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب کے مطابق بیان کیا گیا ہے۔

فقه السنن والآثار

اس کتاب میں ابواب فقہیہ میں سے ہر ایک باب کے تحت اپنے موقف و مذہب کے اعتبار سے صحیح احادیث جمع کی گئی ہیں، اور مصنف نے حاشیہ میں ان احادیث کی تخریج بھی

فرمائی ہے اور ضرورت کے مطابق بعض احادیث کی توضیح وتشریح اور تطبیق کو بھی بیان کیا ہے۔

سید عمیم الاحسان مجددی برکتی

''سید عمیم الاحسان مجددی برکتی'' [م ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء] حضرت علامہ مفتی احمد حسن کانپوری قدس سرہ کے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی مشتاق احمد کانپوری قدس سرہ کے شاگرد تھے۔ ابتدائی تعلیم سے لے کر فقہ وحدیث اور تفسیر وغیرہ کی تعلیم حضرت مولانا مفتی مشتاق احمد کانپوری قدس سرہ سے حاصل کی تھی۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ کے صدر مدرس کے عہدہ اور مسجد ناخدا کلکتہ کے خطیب وامام اور مفتی کے منصب پر فائز رہے۔ حضرت علامہ مفتی احمد حسن کانپوری قدس سرہ کی تو حق پسندی کا عالم یہ عالم تھا کہ ابتدا میں آپ ندوہ کے ساتھ تھے لیکن جیسے ہی آپ پر حق واضح ہوا اور ندوہ کی خلافِ ایمان واسلام حقیقتوں سے واقف ہوتے ہی اس سے مکمل طرح سے علاحدگی اختیار کر لی۔ جس طرح سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ سے بند کمیشن وہابیوں کے متعلق سوالات کیے گیے تھے ایسے ہی آپ سے بھی کیے گیے آپ نے بھی اُن کا تفصیلی جواب کورٹ میں پیش کیا تھا۔ آپ کے شاگرد ملک العلما حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ نے حیات اعلیٰ حضرت میں ایک مقام پر ان کا تذکرہ فرمایا اور خواہش ظاہر کی کہ کاش وہ جوابات مل جاتے تو ان کا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے جوابات کے ساتھ تقابلی جائزہ پیش کر کے شائع کرتے۔ الحمد للہ! اُن سوالات وجوابات کا قلمی مخطوطہ مجھے مل گیا ہے جلد ہی اس پر کام شروع کروں گا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی مشتاق احمد کانپوری قدس سرہ بھی جید عالم ومفتی، ٹھوس قلم کار اور اپنے والد بزرگ وار کی طرح نہایت ہی متصلب سنی تھے اور دونوں حضرات نے ردِّ وہابیہ دیابنہ میں نمایاں کردار ادا کیا۔

سید عمیم الاحسان مجددی برکتی کی چند کتابیں پڑھیں، ایک کتاب میں ان کے سلسلۂ سند کو علامہ مشتاق احمد کانپوری قدس سرہ کے ساتھ رشید احمد گنگوہی سے بھی جوڑا گیا ہے جو مجھے درست نہیں لگتا۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ دیوبندیوں نے اپنی عادت قبیحہ جھوٹ، بہتان اور افترا

کا سہارا لے کر ان کو رشید احمد گنگوہی سے جوڑا ہے۔ جملہ اہلِ علم و تحقیق سے اس متعلق عرض ہے کہ اس کی مکمل تحقیق کریں خصوصاً اکابر علمائے بنگلہ دیش جنہوں نے سید عمیم الاحسان مجددی برکتی کے زمانہ کو بھی پایا ہے بلکہ بنگلہ دیش میں ابھی بھی کثیر علما ایسے موجود ہیں کہ جنہوں نے براہِ راست ان سے تعلیم حاصل کی ہے تو اُن کو اس معاملہ میں کلیدی کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ حقیقت واضح ہو۔

جناب نذیر احمد چودھری سے ملاقات

۲۱؍اگست ۲۰۱۷ء بروز پیر رات کو ہم ڈھاکہ اسٹیشن پر اترے اور وہاں سے ٹیکسی کے ذریعہ الامین ہوٹل پہنچے جہاں محترم مولانا محمد اختر صاحب ہم لوگوں کے پہلے سے ہی منتظر تھے۔ رات کا کھانا کھایا، اس کے بعد حضرت مولانا نظام الدین رضوی صاحب اپنے ایک خاص مخلص سے ملاقات کے لیے مجھے ساتھ میں لے کر گئے، یہ بزرگ جن سے ملاقات کے لیے ہم ہوٹل سے تقریباً ۷؍کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے آئے تھے، یہ مرید حضور تاج الشریعہ عالی جناب نذیر احمد چودھری صاحب تھے۔ جو ۱۰؍مارچ ۱۹۹۹ء کو قاضی القضاۃ فی الہند حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ کے دستِ حق پرست پر آج سے تقریباً ۲۶؍سال قبل یہیں ڈھاکہ میں مرید ہوئے تھے۔ چودھری صاحب نے صدر دروازے پر زوردار استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔

بنگلہ دیش ڈھاکہ کے مشہور تاجر جناب غلام مصطفی رضوی گجراتی اپنے گھرانے کے ساتھ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے مرید تھے۔ انہوں نے حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کو بنگلہ دیش کے مشہور شہر ڈھاکہ لانے کے لیے کوشش کی تھی۔ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کا یہاں تین دنوں تک قیام رہا تھا۔ شہزادۂ حضور تاج الشریعہ صاحبزادہ حضرت علامہ محمد عسجد رضا خاں قادری دام ظلہ بھی اس سفر میں حضرت کے ساتھ تھے۔ اس کے بعد آپ دیناج پور دینی و تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے تھے۔

اس وقت عالی جناب نذیر احمد چودھری رضوی صاحب کی عمر تقریباً ۷۰؍سال ہوگی،

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کی کئی کتابیں اور کنز الایمان وغیرہ جن کی اشاعت انگریزی میں ترجمہ ہو کر لندن وغیرہ سے ہوئی ہے، وہ ان کے پاس موجود ہیں۔

"الدولة المكية بالمادة الغيبية" اور دیگر کتابیں عربی زبان میں بھی ان کی لائبریری میں سجی ہوئی ہیں۔ ایک کمرہ اور اس کے برآمدہ میں کتابوں کی کئی الماریاں سجی ہوئی ہیں۔ جو کتابوں سے مکمل طرح سے بھری ہیں اور ان میں کتابوں کو عمدہ ترتیب کے ساتھ سجایا گیا ہے۔ "الدولة المكية بالمادة الغيبية" کے انگریزی ایڈیشن کی آپ نے بنگلہ دیش سے خود اشاعت کی اور اس کو یہاں کی یونیورسٹی وغیرہ میں عام کیا، پروفیسرز وغیرہ میں مفت تقسیم فرمائی۔

حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کی تصانیف اور آپ سے متعلق کئی چیزوں کو نہایت ہی سجا کر رکھا ہے، ان کو ذوق اور شوق ایسا ہے کہ رضویات سے متعلق کئی کتابوں کی فوٹو اسٹیٹ کروا کر جلد سازی کے ذریعہ ان کو کتابی شکل دے دی گئی ہے، کچھ اخبارات کی بھی فوٹو کاپیاں فائل میں سجا کر رکھی ہیں، جب ان سے ملاقات ہوئی، ان کی کتابوں کے شوق کو دیکھ کر دل بہت مسرور ہوا۔

جناب نذیر احمد چودھری رضوی صاحب کو حضرت مولانا سید وجاہت رسول قادری دام ظلہ سے اجازت و خلافت بھی حاصل ہے۔ ان کے بچے حضرت سید صاحب قبلہ سے مرید ہیں۔ چودھری صاحب سے صرف ایک ڈیڑھ گھنٹہ کی ملاقات ان کی خوش اخلاقی و مہمان نوازی اور خاص کر دین داری کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے یادگار بن گئی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو سلامت رکھے۔ چودھری صاحب سے اجازت لے کر مصافحہ و معانقہ کے بعد پھر اپنی قیام گاہ "ہوٹل الامین" واپس آ گئے۔

۲۲؍اگست ۲۰۱۷ء بروز منگل سات بج کر پچاس منٹ پر "حضرت شاہ جلال انٹرنیشنل ائیر پورٹ" ڈھاکہ سے ہماری فلائٹ دہلی کے لیے تھی۔ صبح کو ہم نے جلدی نماز فجر ادا کی اور ایئر پورٹ کے لیے روانہ ہو گئے، حضرت مولانا محمد نظام الدین رضوی صاحب جو تقریباً ۲۲؍دن پہلے مجھے اسی ایئر پورٹ پر لینے آئے تھے، آج مصافحہ و معانقہ اور اپنائیت

کے ساتھ الواع کہتے ہوئے رخصت کر رہے تھے۔

ایئر پورٹ کے اندر داخل ہونے کے بعد امیگریشن وغیرہ کی کارروائی کا مرحلہ تھا، میرے بیگ میں کتابوں کی وجہ سے وزن کچھ زیادہ ہی ہو گیا تھا، ہنڈ بیگ میں سات کلو اور کیبن بیگ میں صرف ۲۰ رکلو سامان ہی کی اجازت تھی، جس کی وجہ سے مجھے زائد وزن کا الگ سے ایک ہزار دوسو بنگلہ دیشی کرایہ کا چارج بھرنا پڑا۔ ایئر انڈیا کی فلائٹ نمبر ۹۰۱۱ (Air India:9011) اپنے وقت سے بہت لیٹ تھی ایئر پورٹ پر انتظار کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا، تقریباً دس بجے کے وقت ڈھاکہ ایئر پورٹ سے پرواز بھری اور ڈھاکہ سے نئی دہلی تک ۱۴۲۵ رکلومیٹر کا ہوائی فاصلہ تقریباً دو گھنٹے میں طے کر کے ٹھیک بارہ بجے ہم دہلی اندرا گاندھی ایئر پورٹ پہنچ گئے۔ اپنے ملک اور اپنے وطن پہنچنے پر کیا خوشی ہوتی ہے اس کا اندازہ وہ حضرات بہت اچھی طرح کر سکتے ہیں جو اپنے وطن سے دور رہ چکے ہیں، یا جو اپنے وطن سے دور مقیم ہیں۔

بلبل کو گل مبارک گل کو چمن مبارک
ہم بے کسوں کو اپنا پیارا وطن مبارک

ماخذ و مراجع

ماخذومراجع

●القرآن الكريم: منزل من اللہ تعالیٰ

●صحیح البخاری: محمد بن إسماعیل أبوعبد الله البخاری الجعفی، م۲۵۶ھ، قدیمی کتب خانہ، کراچی

●سنن الترمذی:محمدبن عیسیٰ الترمذی، م۲۷۹ھ، امین کمپنی دھلی

●سنن ابن ماجۃ:اب ماجۃ ابوعبد الله محمد بن یزید القزوینی، م۲۷۳ھ، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی

●سنن ابی داؤد:أبو داؤد سلیمان بن الأشعث الأزدی السنجستانی، م۲۷۵ھ، آفتاب عالم پریس لاہور

●سنن الدارمی:أبومحمد عبد الله بن عبد الرحمن الدارمی التیمی السمر قندی، م ۲۵۵ھ، دار المحاسن للطباعۃ، قاھرۃ

●مسند احمد بن حنبل:أبو عبد الله أحمد بن حنبل الشیبانی، م۲۴۱ھ، المکتب الاسلامی، بیروت

●الجامع الصغیر:أبو عبد الله محمد بن الحسن الشیبانی، م۱۸۹ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

●المعجم الاوسط:سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی الطبرانی، م۳۶۰ھ، مکتبۃ المعارف، ریاض

●السنن الکبری للبیھقی:أحمد بن الحسن الخراسانی، م۴۵۸ھ، دار صادر، بیروت

●مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر):أبو عبد الله محمد بن عمر الملقب بفخر الدین الرازی، م۶۰۶ھ، المطبعۃ البھیمۃ مصر

●روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم و السبع المثانی:شھاب الدین محمود بن عبد الله الحسینی الألوسی، م۱۲۷۰ھ، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، مصر

●الدر المنثور: جلال الدین عبد الرحمن بن أبي بکر السیوطي أبو الفضل، م۹۱۱ھ، مکتبۃ قم، ایران

●التفسیرات الاحمدیۃ:ملاأحمد جیون، م۱۱۳۰ھ، المطبعۃ الکریمیۃ دھلی

●حلیۃ الاولیاء و طبقات الأصفیاء:أبو نعیم أحمد بن عبد الله الأصبھانی، م۴۳۰ھ، دار الکتب العربیۃ، بیروت

●عوارف المعارف:الإمام شھاب الدین عمر السھروردي، م۶۳۲ھ، المشھد الحسینی، قاھرۃ

●مجمع الزوائد و منبع الفوائد:أبو الحسن نور الدین الھیثمی، م۸۰۷ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

●الدر المختار شرح تنویر الأبصار:محمد بن علي بن محمد بن عبد الرحمن الحنفي الحصکفي، م۱۰۸۸ھ، مطبع مجتبائی، دھلی

●رد المحتار علی الدر المختار:ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقي الحنفي، م۱۲۵۲ھ، دار احیاء التراث العربی، بیروت

●فتح القدیر: کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی المعروف بإبن همام، م۸۶۱ھ، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر پاکستان

●الفتاوی الخیریۃ: خیر الدین الفارقی الرملي، م۱۰۸۱ھ، دار المعرفۃ، بیروت

●النھایۃ لابن اثیر: مجد الدین ابو السعادات المبارک بن محمد، م۶۰۶ھ، دار المعرفۃ، بیروت

●الفتاوی الھندیۃ: لجنۃ علماء الھند، نورانی کتب خانہ، پیشاور

●الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ عبد الغني بن إسماعیل بن عبد الغني النابلسي الدمشقي الحنفي، م۱۱۴۳ھ، المکتبۃ النوریۃ الرضویہ، پاکستان

●احیاء العلوم:أبو حامد محمد الغزّالي الطوسي النیسابوري، ۵۰۵ھ، المشھد الحسینی قاھرہ

●الاشباہ و النظائر: زین الدین بن إبراھیم بن محمد ابن نجیم، م۹۷۰ھ، قدیمی کتب خانہ، کراچی

●اصول البزدوی: علي بن محمد البزدوي الکرخی، م۴۸۲ھ، قدیمی کتب خانہ، کراچی

●المضمرات: یوسف بن عمر بن یوسف الصوفي، م۸۳۲ھ، مکتبۂ حقانیہ، کوئٹہ

●حیات اعلیٰ حضرت: *علامہ مفتی محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ*، م۱۳۸۲ھ، *امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف*، ۲۰۱۴ء

●ماہ نامہ المیزان ممبئی: (*امام احمد رضا نمبر*):*ایڈیٹر سید محمد جیلانی میاں اشرفی کچھوچھوی*،

مارچ ۱۹۷۶ء
●معارف رضا: ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی پاکستان
●نزول آیات الفرقان بسکون زمین و آسمان مع فتاوی رضویہ: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ [م ۱۳۴۰ھ] رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
●فتاوی رضویہ: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ [م ۱۳۴۰ھ] رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
●مولانا نقی علی خاں حیات اور علمی و ادبی کارنامے: مولانا محمد شہاب الدین رضوی، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی پاکستان
●تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ: مولانا عبد المجتبیٰ رضوی، اکبر بک سیلر، لاہور
●حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، کراچی
●سوانح اعلی حضرت: علامہ مفتی بدر الدین قادری، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر پاکستان
●خلفائے اعلی حضرت (تقدیم): پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، کراچی
●حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین مع مبین الاحکام و تصدیقات اعلام: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ، [م ۱۳۴۰ھ] النوریہ الرضویہ پبلیشنگ کمپنی، لاہور
●الاجازات المتینة لعلماء بکة و المدینة: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ، [م ۱۳۴۰ھ] المدینة العلمیہ، کراچی پاکستان
●الفیوضات المکیة لمحب الدولة المکیة: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ، [م ۱۳۴۰ھ]
●سلامة اللہ لاهل السنة من سبیل العناد و الفتنه: حجة الاسلام علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری [م ۱۳۶۲ھ] بریلی شریف
●ماہ نامہ الرضا: ایڈیٹر مولانا حسنین رضا خاں قادری [م ۱۴۰۱ھ] سوداگراں بریلی شریف
●امام احمد رضا اور دار العلوم منظر اسلام: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد [م ۱۴۲۹ھ] ادارہ مظہر اسلام لاہور، ۲۰۰۲ء
●معارف رضا کا صد سالہ منظر اسلام نمبر، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی

پاکستان، ۲۰۰۱ء، ایڈیٹر صاحبزادہ علامہ سید وجاہت رسول قادری
●دبدبۂ سکندری: ایڈیٹر مولانا محمد فاروق حسن صابری چشتی، رامپور، انڈیا
●تحذیر الناس: مولوی قاسم نانوتوی، دار الاشاعت اردو بازار کراچی
●براهین قاطعہ: مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، دار الاشاعت اردو بازار کراچی
●برأة الابرار: عبد الرؤف، تحفظ نظریات دیوبند اکیڈمی، پاکستان ۲۰۱۲ء
●حفظ الایمان: مولوی اشرف علی تھانوی، قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی
●تقویة الایمان: مولوی اسمٰعیل دہلوی، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند
●صراط مستقیم فارسی، مولوی اسمٰعیل دہلوی، المکتبة السلفیة شیش محل روڈ لاہور
●فتاوی رشیدیہ: مولوی رشید احمد گنگوہی، دار الاشاعت اردو بازار کراچی
●صلیبی دهشت گردی اور عالم اسلام، طالبان افغانستان کے تناظر میں، دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ، پاکستان
●فتاوی ثنائیہ: مولوی ثناء اللہ امرتسری، ادارۂ ترجمان السنة لاہور، پاکستان
●ایمان اور کفر انسان: مولانا ابو الحسنات قادری، مرکزی انجمن حزب الاحناف، لاہور
●علمائے دیوبند کا ماضی تاریخ کے آئینہ میں: مولوی حکیم محمود احمد سلفی، ادارہ نشر التوحید والسنة، لاہور
●تذکرۂ علمائے اہل سنت: مولانا شاہ محمود احمد قادری، سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد پاکستان ۱۹۹۲ء
●نزهة الخواطر: مولوی عبد الحئ رائے بریلوی، دار ابن حزم
●سیف الابرار المسلول علی الفجار: علامہ عبد الرحمٰن فاروقی سلہٹی، مکتبة الحقیقة، استنبول ۲۰۱۰ء
●تذکرۂ علمائے هند: مولوی رحمان علی، ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی
●خطوط مشاہیر بنام امام احمد رضا: ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی، برکات رضا فاؤنڈیشن، ممبئی ۲۰۰۷ء
●سیرت فخر العارفین: مولانا سکندر شاہ، تصوف فاؤنڈیشن لاہور پاکستان ۱۹۹۹ء
●سیرت مولانا کرامت علی جونپوری: مولوی عبد الباطن جونپوری، مرکز طالب العلوم، جونپور، ۱۳۶۷ھ
●الصوارم الهندیة مع التحقیقات لدفع التلبیسات: شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ محمد حشمت علی خاں پیلی بھیتی، مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان
●آئینۂ ویسی: مولوی مطیع الرحمٰن، لیبل لیتھو پریس، پٹنہ ہندوستان ۱۹۷۶ء
●بنگلہ دیش کے پیر اولیا: مولانا عبید الحق

●دیوان عزیز شریف: علامہ شاہ مفتی سید محمد عزیز الحق قادری شیر بنگلہ، خانقاہ قادریہ عزیزیہ ہاٹ ہزاری بنگلہ دیش

●شواھد الابطالات فی تردید مافی رافع الاشکالات: مفتی سید محمد امین الحق فرہادآبادی، فرہادآباد دربار شریف بنگلہ دیش

●نور المغیث فی اصول الحدیث: مفتی سید نور الصفا نعمی، مشہور پریس کراچی پاکستان

●تذکرة الکرام (بنگلہ): علامہ قاضی نور الاسلام ہاشمی، علامہ ہاشمی اسلامی مشن بنگلہ دیش ۱۴۲۵ھ

●الاحکام الاستحسان بآیات القرآن: علامہ سید راحت اللہ نقشبندی چاٹگامی، نفیس برقی پریس، سرائے کشن لال مرادآباد ۱۴۰۱ھ

●الھادی علی المھدی: مولانا اجابت اللہ چاٹگامی، قیومی پریس کانپور

●سفر نامہ بنگلہ دیش: صاحبزادہ علامہ سید وجاہت رسول قادری، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ۲۰۱۷ء

●ایضاح الدلالات بتردید فتاوی مناجات بعد المکتوبات: علامہ شاہ مفتی سید محمد عزیز الحق قادری شیر بنگلہ، خانقاہ قادریہ عزیزیہ ہاٹ ہزاری بنگلہ دیش

●امام احمد رضا اور علمائے مکہ مکرمہ: علامہ سید عابد حسین شاہ صاحب

●صراط مستقیم دکھالین جارا (بزبان بنگلہ): محمد سلیم خان چاٹگامی، طیبیہ سوسائٹی بنگلہ دیش ۱۴۳۹ھ

●روزنامہ الفقیہ امرتسر: ـــــ مولانا حکیم ابوالریاض معراج الدین احمد (ایڈیٹر) م ۱۹۴۸ء

●ھفت روزہ الفقیہ امرتسر: ـــــ مولانا حکیم ابوالریاض معراج الدین احمد (ایڈیٹر) م ۱۹۴۸ء

●چٹاگرام ایر صوفی شادک (بزبان بنگلہ): ممتاز احمد ـــــ

●مفتی اعظم ھند اور ان کے خلفا: مولانا شہاب الدین رضوی، رضا اکیڈمی ممبئ

●الاستمداد علی اجیال الارتداد: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ [م ۱۳۴۰ھ] مدرسۂ قادریہ ممبئ، ۱۴۳۱ھ

●عہد اسلامی کا بنگال:

●تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت: علامہ عبدالحکیم شرف قادری م ۲۰۰۷ء، مکتبہ شمس وقمر، پاکستان

●تذکرۂ محدث سورتی: خواجہ رضی حیدر، رضا اکیڈمی ممبئ انڈیا

●تذکرۂ علما و مشائخ سرحد: محمد امیر شاہ قادری، عظیم پبلشنگ ہاؤس، پشاور پاکستان

●مقدمہ مجموعۂ صلوات الرسول: حضرت سید احمد سریکوٹی م ۱۳۸۰ھ، چاٹگام بنگلہ دیش

تفصیلی فہرست

تفصیلی فہرست	صفحات

انتساب

تقاریظ وتاثرات

باب اول

باب دوم

باب سوم

باب چہارم

باب پنجم

باب ششم

باب ہفتم

باب ہشتم

باب نہم

باب دھم

باب یازدھم

ضمنی فہرست

یاداشت

نمبر	اشاریہ/موضوع	صفحہ نمبر